www.KitaboSunnat.com

علماء صحابہ رضی اللہ عنہم

میدانِ علم کے نامور علماء صحابہ کرام کا دلکش دِلنشین اور مستند تذکرہ

تالیف: احمد خلیل جمعة

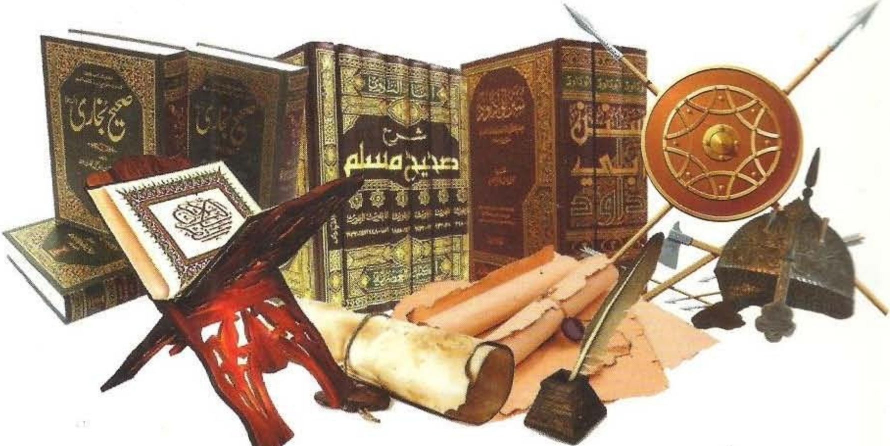

اردو قالب

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (المائدة)

اللہ ان (صحابہ وصحابیات رضی اللہ عنہم) سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے یہ کتنی ہی بڑی کامیابی ہے!!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	علمائے صحابہ رضی اللہ عنہم
تالیف	:	احمد خلیل جمعۃ
اردو قالب	:	ابوضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ
طابع وناشر	:	مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن یوپی
سال اشاعت	:	جولائی ۲۰۱۳ء
تعداد اشاعت	:	ایک ہزار ایک سو
صفحات	:	608

باہتمام

شفیق الرحمٰن، عزیز الرحمٰن

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی

MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکتبۃ الفہیم
MAKTABA AL-FAHEEM-MAU

علماء صحابہ رضی اللہ عنہم

میدانِ علم کے نامور علماء صحابہ کرام کا دلکش دِلنشین اور مستند تذکرہ

تالیف

احمد خلیل جمعۃ

اردو قالب

ابو ضیاء محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ

مکتبۃ الفہیم
مئوناتھ بھنجن یوپی
MAKTABA AL-FAHEEM
Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
WWW.faheembooks.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں
جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آئینہ

1 حرفِ چند 11
2 حرف تمنا 13

باب 1 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

3 علم کا سمندر 19
4 پرورش اور شخصیت 21
5 علم حاصل کرنے کا شوق 25
6 تفسیر ابن عباس 32
7 تفسیر ابن عباس کے لغوی نکات 38
8 مفردات القرآن 42
9 فقہی مجتہد 47
10 مرویات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما 57
11 تہجد کی دعا 59
12 علماء کے میزان میں 60
13 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علماء صحابہ کے ساتھ تعلقات 70
14 خلفائے راشدین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما 75
15 سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 76
16 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ 77
17 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ 77
18 سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ 78
19 جنت میں داخلہ 87

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

20 تروتازہ شاخ 93
21 ولادت 95
22 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی اور نماز کی اہمیت 97
23 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اسوہ نبوی 102
24 حافظ حدیث ثانی 104
25 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرویات کے نمونے 109
26 قرآن کے ساتھ تعلق 112
27 احکام حج کا عالم 117
28 عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر عبادلہ 121
29 جہاد میں دلچسپی اور فتوحات 123
30 اخلاق واطوار اور فضائل ومناقب 127
31 اکابرین کی جانب سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف 132
32 علماء اور مصنفین کا خراج تحسین 137
33 سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں 140
34 عالم بے بدل کا سفر آخرت 147f

باب 3 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

35 علم اور علماء کے آنگن میں 153
36 پختہ خط کاتب 154
37 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین 158
38 ذہین وفطین دانش ور 162
39 سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ارشادات عالیہ اور پند ونصائح 167

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

40 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں 171
41 مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما 173
42 عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا تفسیر میں اجتہاد 178
43 عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور اسرائیلی روایات 183
45 سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی وفات اور وصیت 190

باب 4 سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

46 الاصل الکریم 195
47 ان کے والد، والدہ 196
48 نانا و دادی 196
49 خالہ 197
50 ہجرت کے بعد پہلے نومولود 198
51 بابرکت پرورش 201
52 خشوع وخضوع کرنے والا عبادت گزار 204
53 قرآن اور علوم قرآن کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی محبت 207
54 عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حدیث شریف 210
55 عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فصاحت و بلاغت اور شعراء کا خراج تحسین 216
56 فقہ، فتاویٰ جات اور مواعظ حسنہ 221
57 سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اولیات اور سدا بہار کارنامے 226
58 سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شجاعت اور جہاد 232
59 مبارک باد کی مستحق امت 237

باب 5 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

60 ہونہار، ذہین و فطین 245

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

61 سدھائے ہوئے لڑکے 247
62 سب سے پہلے قرآن مجید کو اونچی آواز میں پڑھنے والے 248
63 اللہ کی رضا چاہنے والے 252
64 مہاجرین کی صفوں میں 254
65 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن حکیم میں مہارت 256
66 مجاہد غازی 264
67 ان کی فقہ اور فتویٰ 271
68 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن فہمی 275
69 خانۂ نبوت کے آنگن میں 286
70 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث میں سے 293
71 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں 298
72 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ 309
73 صاحب اقتدار اور مالک حقیقی اللہ کے حوالے 318

باب 6 سیدنا ابوھریرہ رضی اللہ عنہ

74 ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ 323
75 بابرکت ہم نشینی 324
76 المُحِبّ الادیب 331
77 سعادت مند مجتہد 338
78 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظ حدیث ہونا 344
79 صحابہ کرام میں سے پہلے حافظ حدیث 349
80 صحابہ کرام اور تابعین عظام کا معلم 356
81 فتوے اور فقہ میں ان کا حصہ 365
82 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور قرآن کریم 376

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

83	مفسرین صحابہ رضی اللہ عنہم	382
84	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں	393
85	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادبی اور شعری ذوق	400
86	ادیب، دانشور	406
87	سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چند واقعات اور اوصاف	415
88	الوداع! سید الحفاظ الوداع	420

باب 7 سَیِّدُنَا اَنَسْ بِنْ مَالِك رضی اللہ عنہ

89	مبارک بچپن اور پاکیزہ اصل	427
90	سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہا	428
91	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش تربیت میں	432
92	''الٰہی! اس کو مال اور اولاد کثرت سے عطا فرما''	438
93	سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے تربیت نبویہ کے ثمرات	452
94	کرامات سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	457
95	سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ میدان ہائے جہاد میں	460
96	فقیہ اور مفسر	469
97	کثرت سے احادیث بیان کرنے والے محدث	478
98	سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا حجاج بن یوسف کے ساتھ قصہ	485
99	لا الٰہ الا اللہ	487

باب 8 سَیِّدُنَا جَابِرْ بِنْ عَبْدُاللہ رضی اللہ عنہما

100	نامور مجتہد امام	493
101	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور والد کا تعاون	495
102	سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی جہادی سرگرمیاں	502

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

103 غزوہ حمراء الاسد میں شرکت 502
104 غزوۂ ذات الرقاع میں شرکت اور چند دیگر واقعات 505
105 سیدنا جابر نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں 516
106 سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی بیعت رضوان میں شمولیت 525
107 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں 528
108 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں حاضری 530
109 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ تبوک میں حاضری 533
110 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی امین الامہ کی قیادت میں معرکۃ الخبط میں شمولیت 534
111 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی عہد نبوت کے بعد جہاد میں شرکت 537
112 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا احادیث مصطفیٰ ﷺ کو روایت کرنا 538
113 بابرکت ہم نشینی اور بلند مرتبہ 543
114 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور تسکین بخش انوار نبویہ 548
115 سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بحیثیت مفسر اور فقیہ 550
116 خاتمہ بالخیر 555

باب 9 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

117 نابغہء روزگار 559
118 صاف ستھری تربیت 563
119 ابو سعید خدری بحیثیت مجاہد 566
120 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ اور حافظ الحدیث صحابی 579
121 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بحیثیت فقیہ اور مفتی 583
122 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بحیثیت قرآن کریم کے عالم، عامل اور مفسر 589
123 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سیرت نبویہ کے سائے تلے 600
124 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت اور وفات 604

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفے چند

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَبَعْدُ!

''علماء صحابہ رضی اللہ عنہم'' کی مفصل سوانح حیات حصہ اول اور حصہ دوم پر مشتمل ہے، پہلی جلد پیش خدمت ہے۔

اس جلد کے حصہ اول میں عبادلہ، یعنی ان علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا گیا ہے جن کا نام عبداللہ تھا اور اس حصے میں درج ذیل پانچ جلیل القدر علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ شرح و بسط کے ساتھ کیا گیا ہے:

1. سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
2. سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
3. سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما
4. سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
5. سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اس جلد کے دوسرے حصے میں درج ذیل صحابہ کرام کی سوانح حیات تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے، یہ صحابہ کرام حدیث، فقہ اور سیرت میں مہارت رکھتے تھے:

1. سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
2. سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
3. سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
4. سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ

یاد رہے کہ یہ الاستاذ دکتور احمد خلیل جمعہ کی تالیف ہے جسے اردو قالب میں منتقل کرنے کی سعادت مجھے نصیب ہو رہی ہے۔

امید ہے یہ کتاب علمائے کرام کی راہنمائی کے لیے سنگ میل ثابت ہو گی۔

یاد رہے کہ یہ کتاب علماء صحابہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے چار حصوں میں قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے گی حصہ اول کا آپ مطالعہ کر رہے ہیں، حصہ دوم میں ان علماء صحابہ کرام کا تذکرہ ہو گا جنھیں حدیث، فقہ اور سیرت میں مہارت حاصل تھی۔ حصہ سوم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حصہ چہارم دوسری جلد میں پیش کیے جائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق ارزانی عطا کرے اور مجھے میدان محشر اور جنت الفردوس میں صحابہ کا ساتھ نصیب کرے۔

"علماء صحابہ" کی طباعت کا اہتمام دار الابلاغ لاہور کی جانب سے کیا جارہا ہے۔

اس ادارے نے تھوڑے ہی عرصے میں طباعت کے میدان میں نمایاں اور حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ دار الابلاغ کے بانی عزیزم محترم طاہر نقاش نہایت محنت لگن اور اعلیٰ ونفیس ذوق کا بھرپور مظاہرہ کر رہے ہیں۔

ہر کتاب جو دار الابلاغ کی طرف سے منظر عام پر آرہی ہے اسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ موصوف یہ کام محض تجارت کے لیے سرانجام نہیں دے رہے۔ بلکہ ان کے پیش نظر یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ وہ دینی کتابوں کو دلکش، دلنشیں، دلفریب اور دلربا انداز میں اس لیے پیش کر رہے ہیں تاکہ قارئین کے دلوں میں دینی کتابوں کی طرف زیادہ رغبت پیدا کی جائے۔ اس طرح دنیاوی زندگی دینی اصولوں کے مطابق بسر کر کے آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

قارئین کرام کی دلچسپی کے لیے ہر صحابی کے تذکرے کے بعد ان کتابوں کا حوالہ درج کر دیا گیا ہے جن کتابوں سے اس کی سوانح حیات مرتب کی گئی ہے۔ چوتھے حصے کے آخر میں مفصل دمراجع کا تذکرہ کیا جائے گا تاکہ جو احباب علماء صحابہ کے مفصل حالات زندگی سے واقف ہونا چاہیں تو ان کو اصل کتابوں کی طرف رجوع میں آسانی میسر آسکے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل وکرم سے مؤلف، مترجم اور ناشر کو اپنے خصوصی فضل وکرم سے نوازے اور ہم سب کو دنیا وآخرت میں حسنات سے سرفراز کرے۔ آمین

"اِنَّهٗ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ"

وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمُ

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرف تمنا

علم کے موتی

آغوش نبوت کی پروردہ ہستیاں...... آسمانِ رسالت کے چمکتے ستارے...... اور گلشن رسالت کے مہکتے پھول...... جن کی خوشبو سے ساری دنیا مہک اٹھی...... جن کے سینوں پر انوار رسالت براہ راست پڑے...... جن کے اوصاف حمیدہ اور عطر بیز سیرت کا تذکرہ تمام آسمانی کتابوں میں کیا گیا...... ان برگزیدہ ہستیوں کی محبت سے سرشار ہو کر مداح صحابہ ابوضیاء محمود احمد غضنفر ﷾ نے معاشرتی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں راہنمائی حاصل کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کو ایک نئے اسلوب میں معزز قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، اس سلسلے میں اب تلک درج ذیل مفید مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں:

1. جرنیل صحابہ رضی اللہ عنہ
2. حکمران صحابہ رضی اللہ عنہ
3. شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہ
4. مبشر صحابہ رضی اللہ عنہ
5. صحابیات مبشرات رضی اللہ عنہا
6. خواتین اہل بیت رضی اللہ عنہا

علمائے کرام انسانی معاشرے کا وہ طبقہ ہے جس سے عام معاشرے کے لوگ راہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ امت محمدیہ کے علماء کو انبیاء کا وارث ہونے کا بھی شرف حاصل ہے، اس لیے شدت کے ساتھ یہ ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ علماء کی راہنمائی کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے فیض حاصل کرنے والی برگزیدہ ہستیوں یعنی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایمان افروز سیرت کا تذکرہ کیا جائے جنھوں نے علم کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

دوران مطالعہ فضیلۃ الشیخ ابوضیاء محمود احمد غضنفر ﷾ کو معلوم ہوا کہ عالم عرب کے مشہور و معروف ادیب، محقق، الاستاذ، احمد خلیل جمعہ نے ''علماء صحابہ'' کے نام سے ایک منفرد و مثالی اور معرکۃ الآراء کتاب قلم بند کی ہے۔ میں جب ملاقات کے لیے موصوف کے ہاں گیا تو انھوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھ سے بھی اس کتاب کا تذکرہ کیا، لہٰذا باہمی مشورہ کے بعد کتاب کی تلاش شروع کر دی گئی، لیکن تلاش بسیار کے باوجود کہیں سے اس کا پتہ نہیں چل رہا تھا، میں جب ۲۰۰۷ء کو عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب گیا تو میں نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور جدہ کے تمام عالمی نوعیت کے کتب خانوں کو کنگھال ڈالا لیکن کتاب ندارد۔ الشیخ غضنفر صاحب نے بھی اپنے حلقہ احباب سے کہہ رکھا تھا کہ اس نام کی کتاب جہاں سے بھی دستیاب ہو اسے حاصل کر کے میرے پاس پاکستان بھیج دیا جائے۔

مسلسل تلاش کے بعد ایک روز موصوف کے فرزند ارجمند حافظ ضیاء الرحمان محمود کا فون آیا کہ مطلوبہ کتاب بحرین کے ایک مکتبہ سے مل گئی ہے اور وہ سالانہ تعطیلات کے موقع پر پاکستان لے آئے گا، جب یہ کتاب الشیخ محمود احمد غضنفر صاحب کے پاس پہنچی تو انھوں نے فون پر مجھے اطلاع دی تو وفور شوق کے عالم میں فوراً کتاب کی زیارت کے لیے میں بے تابی و بے قراری کے عالم میں موصوف کے گھر پہنچا، کتاب کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا۔ کتاب کو اردو قالب میں منتقل کرنے کے بعد مسودہ میرے سپرد کیا گیا، میری بھی دلی خواہش تھی کہ اس اہم ترین موضوع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ دارالابلاغ کے حصے میں آئے، تاکہ ہم بھی محبان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ لہٰذا دارالابلاغ کی ریسرچ ٹیم دو سال کی مسلسل کاوش کے بعد معزز قارئین کی خدمت میں "علماء صحابہ" کا پہلا حصہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے، کتاب کا دوسرا حصہ بھی ان شاء اللہ عنقریب پیش کر دیا جائے گا۔ فللہ الحمد

علم وہ روشنی ہے جو انسان کو گمراہی کے اندھیروں میں بھٹکنے اور جہالت و رذالت کی اتھاہ گہرائیوں میں گرنے سے بچاتا ہے، علماء کے متعلق ہی کہا گیا ہے:

((اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ))

"علماء انبیاء کے وارث ہیں۔"

یہ وراثت کوئی جائداد اور زر و جواہر، بینک بیلنس، کوٹھی بنگلہ یا پلاٹ د زمین وغیرہ کی شکل میں نہیں بلکہ اس علم کی شکل میں ہے جو اللہ کریم نے اپنے آخری رسول سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے۔ یہی علم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک امانت کی شکل میں نہایت حفاظت سے بغیر کسی ملاوٹ و آمیزش کے خالص شکل میں اپنی زندگیوں میں محفوظ رکھا اور پھر اسے ہم تک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہنچایا۔ آج ہم اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کی راہ متعین کر کے اپنے خالق و مالک سے جنتوں کے سودے کرنے میں مگن ہیں۔ فللہ الحمد

یہ کتاب پڑھ کر آپ جانیں گے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس طرح شدت سے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلنے والے ایک ایک لفظ کے امین، نگران اور محافظ تھے اور آپ کی ذات کے ساتھ کس قدر محبت رکھتے تھے ''علماء صحابہ'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشن زندگیوں کی ان علمی جھلکیوں پر مشتمل ہے جنھیں پڑھ کر آپ ایک نیا سرور، لطف اور دلی سکون اور کامل رہنمائی حاصل کریں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہمارے لیے توشۂ آخرت بنا دے، نیز علماء، طلبہ، محققین، واعظین و مبلغین اور خطباء حضرات کے لیے مفید راہنما اور عامۃ الناس کے لیے کامیاب زندگی گزارنے کا باعث بنا دے۔

آمین یارب العالمین!

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ سَلَّم

والسلام

خادم کتاب وسنت

محمد طاہر نقاش

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

استاذی المحترم شیخ الحدیث والادب

مولانا عبدالغفار حسن مرحوم ومغفور

کے نام

جو علم حدیث اور جدید عربی ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے...... جنھوں نے اپنے دور کی عظیم درسگاہ ''دارالحدیث رحمانیہ دہلی'' میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد اسی درسگاہ میں تدریسی فرائض سرانجام دینے کے علاوہ دارالحدیث رحمانیہ بنارس، کوثر العلوم، مالیرکوٹلہ جامعہ تعلیمات اسلامیہ و جامعہ سلفیہ فیصل آباد اور دارالحدیث رحمانیہ کراچی میں بھی تدریسی فرائض سرانجام دینے کے بعد...... جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں مسلسل سولہ سال تک مختلف ممالک کے زیر تعلیم طلبہ کو علم حدیث کی تدریس کا اعزاز حاصل کیا۔

مرحوم کی یہ منفرد خصوصیت ہے کہ ان کے تمام بیٹے عصری اور دینی علوم سے آراستہ و پیراستہ اور اخلاق حسنہ کے خوگر ہیں۔ تمام بیٹوں، پوتوں اور نواسوں میں مرحوم کے اخلاص، تقویٰ، خشیت الٰہی اور علم و عمل کی جھلک نمایاں دکھائی دیتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مرحوم ومغفور کو جنت الفردوس میں علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کی رفاقت کا شرف عطا کرے۔ آمین یارب العالمین!

ابوضیاء محمود احمد غضنفر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب ۱

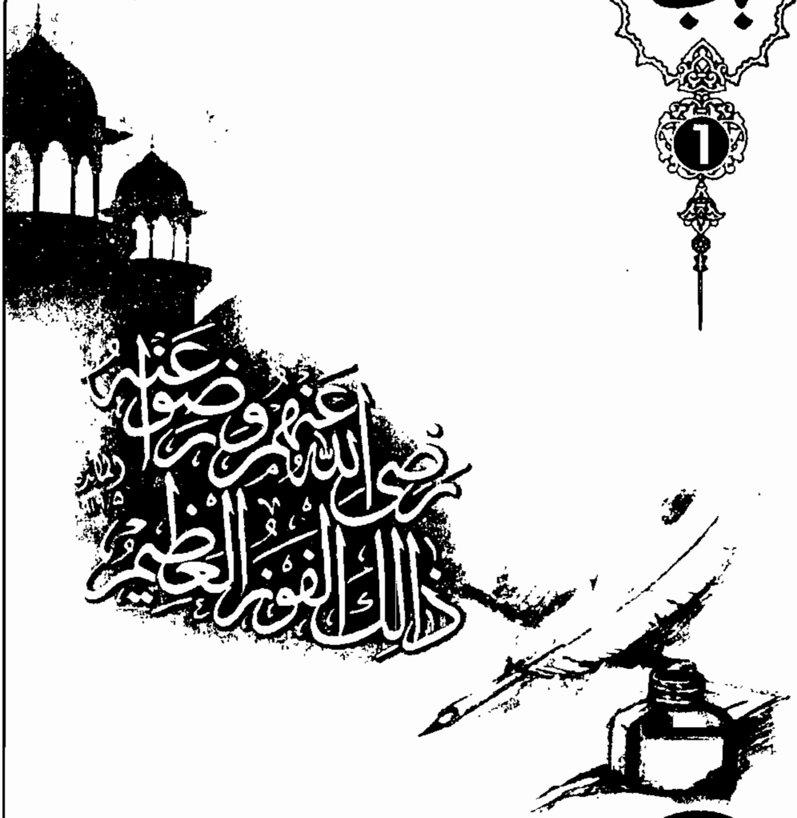

علماء صحابہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما [1]

- امت محمدیہ کے ایک جید عالم، علم کے سمندر، عبداللہ علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے۔
- سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما علم سیکھنے میں حد درجہ حریص تھے، یہاں تک کہ وہ آسمان علم کے چمکدار ستارے دکھائی دینے لگے۔
- قرآن مجید کی تفسیر اور لغت میں مہارت کی بنا پر انہیں ترجمان القرآن کے نام سے پکارا جانے لگا۔
- ان کا شمار ان علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جو فقہ، فتویٰ، حفظ اور حکمت کے حوالے سے مشہور ومعروف تھے۔
- انھوں نے ۱۶۶۰ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔
- اور یہ علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ممتاز مقام پر فائز تھے۔

---

[1] سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حالات کے لیے دیکھئے: طبقات ابن سعد: (۲/۳۶۵)۔ حلیۃ الاولیاء (۱/۳۱۴-۳۲۹) مستدرک حاکم: (۲/۵۳۳-۵۴۶)۔ تاریخ بغداد: (۱/۱۷۳) مختصر تاریخ دمشق: (۱۲/۲۹۲-۳۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کا سمندر:

خاندانی ادیبانہ اوصاف سے آراستہ عالم دین، ایک بلند کردار دانشور، ایک معزز خاندان کا چشم و چراغ، جسے مصر، شام اور عراق کے تمام علماء پر فوقیت حاصل ہوئی، جس کے ساتھی اسے ''علم کا سمندر'' کہتے تھے اور اس کی علم میں گہرائی کے وصف کو اجاگر کرتے ہوئے اسے ''حبر الامۃ'' یعنی امت کا عالم کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ واقعی اس وصف کے مستحق تھے۔ پوری امت میں ان کے پائے کا کوئی اور عالم نہ تھا۔ آپ قرآن مجید کے مفسر اور ترجمان تھے۔ کتاب الٰہی قرآن مجید کی جملہ آیات کے معانی و مفہوم پر گہری نظر تھی اور متعدد نسبتوں کے حوالے سے امتیاز حاصل تھا۔

وہ اس طرح کہ حبیب اعظم، نبی مکرم، خاتم الانبیاء و المرسلین ساری کائنات میں سب سے اعلیٰ و ارفع اور افضل و اکمل سیدنا محمد ﷺ ان کے چچا کے فرزند ارجمند تھے۔

ان کے والد سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے چچا تھے، ان کے والد گرامی قدر کو معاشرے میں ہر اعتبار سے فضل و شرف حاصل تھا، ان کی کنیت بھی ابو الفضل تھی۔ وہ قبیلہ قریش میں سب سے بڑھ کر سخی تھے، نبی کریم ﷺ ان کی حد درجہ تعظیم و تکریم اور عزت و احترام کیا کرتے تھے اور اسے والد کا درجہ دیتے ہوئے فرمایا کرتے تھے: ''یہ میرے آباء و اجداد کی نشانی ہیں۔'' [1] ان کی والدہ ماجدہ ام الفضل لبابہ بنت حارث ہلالیہ تھیں، انہوں نے ام المومنین سیدہ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے بعد اپنے قبیلے کی تمام خواتین سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

ان کی خالہ ام المومنین میمونہ بنت حارث ہلالیہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ تھیں اور ان کا شمار اہل بیت کی سیدات میں ہوتا تھا۔ وہ دور نبوت کی معزز خواتین میں سے تھیں۔ آپ ان عظیم المرتبت خواتین میں سے تھیں، جن کا تاریخ میں بڑا نام تھا، جن کی عظمت کے تذکرے زبان زد عام تھے، جن کے نصیب بہت بڑے تھے اور جن کی سیرت رفعت و عظمت کے اعتبار سے آسمان کو چھو رہی تھی۔

---

① معجم کبیر طبرانی (۱۰۵۸۰)۔ السلسلة الصحيحة للالبانی (۱۰۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے چچا اللہ و رسول کے شیر، بطل جلیل، ماہر شہسوار، بہادروں کے سردار اور مجاہدین کے سرخیل سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ تھے۔

یہ عالم بے بدل، ایک بے عیب خاندان کے چشم و چراغ تھے، یہ خاندان تمام خاندانوں کا سرخیل، زینت، موتی اور سرچشمہ تھا۔

وہ ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ تھے جس کے ساتھ ہم دل کی گہرائیوں سے محبت کرتے ہیں اور اس کی دلی تعظیم بجالاتے ہیں، اس خاندان کے افراد کے ساتھ بے پناہ محبت بھلا کیوں نہ ہو! جبکہ ان کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (الشوریٰ: ۴۲/ ۲۳)

''آپ کہہ دیجیے میں تم سے اس (تبلیغ رسالت) پر کسی صلے کا سوال نہیں کرتا مگر قرابت داری کی محبت (ضرور چاہتا ہوں)۔''

بلاشبہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ستاروں جیسی رفعت اور سعادت کی سربلندی نصیب ہوئی ہے۔

اب ہم حِبْرُ الْاُمۃ، امام العصر، تحفۃ الدہر، امام التفسیر، رموز قرآن کے حافظ اور تعبیر کے جید عالم، عباسی خلفاء کے جد امجد سیدنا ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی، الہاشمی، المکی رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ سیرت کے تذکرے کا آغاز کرتے ہیں۔ آیئے! ہم ان کی سیرت کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر کے اپنے دلوں کو منور کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنا خاندانی پس منظر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیت خاندان نبوت سے ہیں اور ہم اہل بیت رسالت اور رحمت کے امین اور علم کی کان ہیں۔[1]

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے دس ہونہار بیٹے تھے، جن کے ترتیب وار اسمائے گرامی یہ ہیں:

① فضل بن عباس	② عبداللہ بن عباس
③ عبیداللہ بن عباس	④ معبد بن عباس
⑤ قثم بن عباس	⑥ عبدالرحمان بن عباس
⑦ کثیر بن عباس	⑧ حارث بن عباس

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑨ عون بن عباس ⑩ تمام بن عباس

تمام بن عباس رضی اللہ عنہما سب سے چھوٹے تھے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے اس لاڈلے بیٹے کو گود میں اٹھا کر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے:

تَمُّوا بِتَمَامٍ فَصَارُوا عَشَرَةً
يَا رَبِّ فَاجْعَلْهُمْ كِرَامًا بَرَرَةً

''بیٹے تمام کی ولادت سے پورے دس بیٹے ہو گئے، اے میرے رب! ان کو عزت والا اور نیک بنا۔''①

پرورش اور شخصیت:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہجرت سے تین سال پہلے شعب بنی ہاشم میں پیدا ہوئے۔ شعب ابی طالب بھی اسی مقام کو کہا جاتا ہے اور اس کا دوسرا نام شعب ابی یوسف ہے، آج کل اس مقام کو شعب علی کہا جاتا ہے۔

چشم سعادت نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ابتدائے آفرینش سے تاڑ لیا اور برکتوں کی بہار زندگی بھر ان کے شانہ بشانہ رہی۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہمارے ہاں نئی روح کی آمد قریب ہے، تو آپ نے خبر سنتے ہی یہ دعا کی:

((لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يَقِرَّ اَعْيُنَكُمْ))

''امید ہے اللہ تعالیٰ تمھاری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے گا۔''

جب عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جنم لیا تو سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نومولود کو کپڑے میں لپیٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے گھٹی دی۔

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پہلے کسی نومولود کو گھٹی دی ہو۔②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ابھی نوخیز بچے تھے، پنگھوڑے میں لوریاں لینے کا زمانہ تھا لیکن ان کے معصوم چہرے پر نہایت ذہانت و فطانت کے دل ربا آثار نمایاں دکھائی دے رہے

---

① البداية والنهاية (٨/ ٣٠٦)

② مختصر تاريخ دمشق (١٢/ ٢٩٣-٢٩٤) البداية والنهاية (٨/ ٢٩٥)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ سیدہ ام الفضل اپنے لاڈلے بیٹے کے چمکتے دمکتے چہرے کو دیکھ کر خوش ہوتیں اور والہانہ محبت کا اظہار کرتی ہوئیں اسے گود میں لے کر لوریاں دینے لگتیں، سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا اپنے نونہال کے چہرے پر ذہانت و فطانت کے نمایاں آثار دیکھ کر خوشی سے پھولی نہ سماتیں۔ انھیں یہ محسوس ہو رہا تھا کہ میرا یہ بیٹا بڑا ہو کر نرالی شان والا ہوگا۔ واقعی یہ بات سو فیصد درست ہے کہ ''ہونہار بروئے کے چکنے چکنے پات۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی عظیم المرتبت والدہ کے بابرکت دودھ اور تقویٰ کے دستر خوان سے غذا حاصل کرتے ہوئے پرورش پائی۔

ان کی والدہ ماجدہ اپنے لاڈلے نونہال کا ہر طرح سے خیال رکھتیں اور تربیت کے حوالے سے گہری نظر رکھتیں، وہ اپنے راج دلارے کے دل میں اسلام کی خوبیوں اور علم کی محبت کا بیج بوتی رہتیں۔ اسی طرح عظیم المرتبت والدہ اپنے لاڈلے بیٹے کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور توقیر و تعظیم کی شمع روشن کرتی رہتی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرے ماحول میں پرورش پائی۔ انھوں نے بچپن ہی میں اسلام کی معرفت حاصل کر لی تھی، انھوں نے شعور کی آنکھیں کھولتے ہی ایمان کی دل ربا روشنیوں کا مشاہدہ کیا اور اپنے اردگرد تقویٰ کا ماحول پایا۔ یہ بلاشبہ ان کی سعادت مندی کا نقطۂ عروج تھا۔

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور اپنے اہل خانہ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کی طرف سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے، جحفہ کے مقام پر سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور ان کی والدہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھے۔ یہ ۸ ہجری کا واقعہ ہے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ لشکر اسلام کے ساتھ مکہ معظمہ واپس آئے، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند ارجمند سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مکہ معظمہ کو فتح کرنے کا دلکش منظر بچشم خود دیکھا۔ یہ جمعہ کا دن، صبح کا وقت تھا اور رمضان المبارک کی بیس تاریخ تھی جب مکہ معظمہ فتح ہوا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اڑھائی سال کا عرصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں زندگی بسر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس دوران میں انھوں نے باقاعدگی کے ساتھ رسول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی مجالس میں حاضری دی اور آپ سے علمی فیض حاصل کیا۔ قرآن مجید حفظ کیا اور رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو اچھی طرح ذہن نشین کیا، اس طرح وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہوئے جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ سے علم وعرفان کا وافر حصہ حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں نام لکھا گیا جنھوں نے علم اور علماء کی دنیا میں دائمی شہرت حاصل کی۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سر پر اپنا مبارک ہاتھ رکھتے ہوئے ان کے حق میں برکت اور کتاب الٰہی قرآن مجید میں مہارت کی دعا کی۔

سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور میرے حق میں حکمت ودانائی کی دعا کی۔ ①

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے فضل وکرم سے نہایت ہی حسین بنایا تھا۔ ان کے چہرے کا حسن وجمال درجۂ کمال تک پہنچا ہوا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم اور جسمانی صحت میں فراوانی عطا کی ہوئی تھی۔ وہ بڑے حسین وجمیل، دراز قد، بارعب، کامل درجے کے دانشور اور ذہین وفطین تھے، نیز ان کا شمار ان شخصیات میں ہوتا تھا جنھیں ہمہ جہتی کمال حاصل تھا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا خاکہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَبْيَضَ طَوِيْلًا، مُشْرَبًا صُفْرَةً، جَسِيْمًا وَسِيْمًا، صَبِيْحَ الْوَجْهِ، لَهُ وَفْرَةٌ، يَخْضِبُ بِالْحِنَاءِ، دَعَا لَهُ النَّبِيُّ ﷺ بِالْحِكْمَةِ)) ②

''سیدنا عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما سفید رنگ، دراز قد، سنہری بال، سڈول جسم، خوب رو،

---

① طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۵) نیز دیکھیے، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ "اللهم علمه الكتاب": ۳۷۵۶۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عباس رضی اللہ عنہما، ۲۴۷۷۔ سنن ترمذی: ۳۸۲۴۔

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال دار اور بالوں کو مہندی لگاتے تھے، نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں حکمت و دانائی کی دعا کی۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے چہرے کے حسن و جمال کی بنا پر چاند سے مشابہت رکھتے تھے۔ عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی چودھویں رات کا چاند دیکھا تو مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا چہرہ یاد آ گیا۔ ①

مسروق بن اجدع رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((كُنْتُ إِذَا رَأَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ ، قُلْتُ: أَجْمَلُ النَّاسِ)) ②

"میں جب بھی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھتا تو کہتا کہ آپ سب لوگوں سے بڑھ کر حسین وجمیل ہیں۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے دلکش حسن و جمال کے ساتھ ساتھ خوشبو استعمال کرنے کے دلدادہ تھے۔ وہ طرح طرح کے عطریات اور کستوری کا کثرت سے استعمال کیا کرتے تھے۔ جس راستے سے آپ گزرتے تو خوشبو کی مہک کی بنا پر ہر کسی کو یہ پتہ چل جاتا کہ یہاں سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گزرے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام عکرمہ بیان کرتا ہے:

((كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِذَا مَرَّ فِي الطَّرِيقِ قُلْنَ النِّسَاءُ عَلَى الْحِيطَانِ أَمَرَّ الْمِسْكُ أَمْ مَرَّ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما)) ③

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جب راستے سے گزرتے تو خواتین دیواروں کی اوٹ میں یہ کہتیں کہ کستوری گزری ہے یا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما گزرے ہیں؟"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جو چوغہ زیب تن کرتے اس کی قیمت ایک ہزار درہم تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے نام یہ تھے: عباس، علی، محمد، فضل اور عبداللہ۔ علی قریشی خاندان میں سب سے زیادہ حسین وجمیل اور بڑے عبادت گزار تھے۔ کثرت سے نماز کی ادائیگی کی بنا پر وہ سجاد کے لقب سے یاد کیے جاتے تھے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیٹی

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۱۲)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۱۲)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۲۹۷) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نام لبابہ تھا۔

علم حاصل کرنے کا شوق:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہم نشینوں نے یہ شہادت دی کہ آپ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک علم کی دہلیز پر براجمان رہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فضل وشرف، انعام واکرام، علم، معرفت، ذہانت اور فہم و فراست جیسے اوصاف حمیدہ وافر مقدار میں میسر تھے، اس پر آپ کے تمام ساتھی رشک کناں تھے۔

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو علم کا اتنا وافر حصہ کس طرح میسر آیا؟ تو آپ نے برجستہ فرمایا:

((بِلِسَانٍ سَؤُلٍ وَ قَلْبٍ عَقُوْلٍ))

''سوال کرنے والی زبان اور عقلمند دل کی وجہ سے۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حصول علم کے حوالے سے اپنے شوق کی شدت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

((ذَلَّلْتُ طَالِبًا لِطَلَبِ الْعِلْمِ فَعَزَزْتُ مَطْلُوْبًا)) ②

''میں نے علم کی تلاش میں طالب علم کو کمتر گردانا، اس طرح میں نے علم کو عزت پر فوقیت دی۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حصول علم کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اپنے دوسرے ساتھیوں کی طرح زیادہ عرصہ گزارنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن جتنا عرصہ بھی ان کو میسر آیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑے رہے اور دینی مسائل کو سمجھنے میں پوری توجہ اور انتہائی محنت کی، پھر بھی جو کسر رہ گئی وہ سیدنا عمر، سیدنا علی اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم جیسے اکابر علماء صحابہ سے علمی فیض حاصل کرتے ہوئے پوری کی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ میدان محشر میں ہمیں ان اکابر صحابہ کرام کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین!

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۲)

② مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۲/ ۳۰۲)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم حاصل کرنے کا انتہائی شوق تھا۔ ان کی جہاں بھی اہل علم میں سے کسی سے ملاقات ہوتی اس سے حتی المقدور علم حاصل کرتے۔ انہیں جب بھی یہ پتہ چلتا کہ کوئی جید عالم فلاں جگہ رہائش پذیر ہے تو یہ اس سے ملاقات کے لیے رخت سفر باندھتے، انہیں خواہ کتنی ہی دشواری اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہر صورت اس کے پاس پہنچتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حصول علم کے حوالے سے اپنے اشتیاق کا اظہار کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں نے علم کی تلاش کی اور انصار میں سب سے بڑھ کر مجھے علمی مہارت محسوس ہوئی۔ جب مجھے پتہ چلتا کہ فلاں شخص عالم ہے تو میں علم حاصل کرنے کی غرض سے اس کے گھر پہنچتا۔ جب میں دورازے پر دستک دیتا اور مجھے بتایا جاتا کہ وہ سو رہے ہیں تو میں دروازے کی دہلیز پر اپنی چادر کو سر تلے رکھ کر لیٹ جاتا، جب وہ ظہر کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے باہر نکلتے تو وہ مجھے دہلیز پر لیٹا ہوا دیکھ کر انگشت بدنداں ہو کر کہتے: اے رسول اللہ کے چچا کے فرزند! تم یہاں کب سے ہو؟

میں کہتا بڑی دیر سے آپ کا یہاں منتظر ہوں۔ وہ فرماتے آپ نے مجھے مطلع کر دیا ہوتا؟

میں عرض کرتا کہ آپ کو تکلیف دینا مجھے گوارا نہ ہوئی، میں نے سوچا کہ آپ جب ازخود گھر سے باہر تشریف لائیں گے تو میں آپ سے مسائل پوچھ کر واپس چلا جاؤں گا۔ ①

حصول علم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا شوق اوج ثریا تک پہنچا ہوا تھا۔ وہ کوئی بھی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے اکثر و بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوالات کیا کرتے تھے، تاکہ وہ مسئلہ اچھی طرح ان کے ذہن نشین ہو جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بارے میں بڑے فخر سے کیا کرتے تھے: ''میری یہ عادت تھی کہ جب بھی میں نے کوئی ایک مسئلہ دریافت کرنا ہوتا تو تیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے بارے میں سوال کرتا''۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علم و عرفان حاصل کرنے کا والہانہ شوق تھا وہ علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قدر و منزلت کو اچھی طرح جانتے تھے، ان کے مقام و مرتبے کا حد درجہ خیال

① طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۸) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۴)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے، ان کے فضل و شرف کے معترف اور ان کے اعلیٰ اخلاق کے پیروکار تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل بیان کرتے ہوئے اپنی باتوں کو خوشبو کے جھونکوں کا روپ دیتے تھے اور وہ علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے معرفت یا بیش بہا خزانہ حاصل کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ کبار صحابہ کرام سے جس قدر زیادہ ہو سکے علم و عرفان حاصل کریں اور اس حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا جائے۔ وہ حصول علم کے حوالے سے اپنے والہانہ اشتیاق کی دلنشیں روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہاجر و انصار کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دل و جان سے عزت کیا کرتا تھا اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کے بارے میں دریافت کیا کرتا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی دریافت کرتا کہ غزوات کے حوالے سے قرآن مجید میں کیا احکامات نازل ہوئے ہیں۔ میرے لیے خوشگوار صورت حال یہ تھی کہ میں جس صحابی کے ہاں جاتا وہ میری آمد پر خوشی کا اظہار اس بنا پر کرتا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قریبی رشتے دار تھا۔ فرماتے ہیں، ایک دن میں نے پختہ عالم و صحابی رسول سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ مدنی سورتیں کتنی ہیں؟ تو انھوں نے بتایا کہ ستائیس! ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام رافع رضی اللہ عنہ کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بارے میں سوالات کرتے ہوئے پوچھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں فلاں امور کیسے سرانجام دیے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے جو جواب سنتے وہ تختیوں پر لکھتے جاتے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما لوگوں کو علم حاصل کرنے اور علم کے سرچشموں کے پاس جانے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ اس خوبی کی بنا پر انہیں ''امیر العلماء'' ہونے کا شرف حاصل

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۱) البداية والنهاية (۸/ ۲۹۸) الاصابة (۴/ ۱۴۵) مسند الرویانی (٦٨٠)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۴) فضائل الصحابة للامام احمد (۱۹۴۷) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة التحریم، صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب فی الایلاء واعتزال النساء، ح: ۱۴۷۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا۔

زید بن الاصم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حج کے لیے روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی تھے، ان دونوں کے خیمے علم حاصل کرنے والوں کے لیے مرکز ومحور بنے ہوئے تھے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حصول علم اور قرآنی احکام وقصص کے بارے میں صحیح ترین روایات کو معلوم کرنے کا از حد شوق تھا اور اس سلسلے میں ان کا حوصلہ بڑا بلند تھا۔

حصول علم کے حوالے سے ان کے شوق فراواں کا یہ حال تھا کہ وہ ایک مسئلہ دریافت کرنے کے لیے صاحب علم کے پاس سال بھر بھی ٹھہرنا پڑتا تو اس میں کوئی مضائقہ محسوس نہ کرتے، بلکہ اس طرز عمل کو آداب علم کا حصہ سمجھتے، جیسا کہ ایک مسئلے کی حقیقت جاننے کے لیے سال بھر تک ان کا سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس قیام رہا۔

بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((لَبِثْتُ سَنَةً اُرِيْدُ اَنْ اَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْءَ تَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ②

''میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سال ٹھہرا، تاکہ ان سے ان دو عورتوں کے بارے میں دریافت کروں جنھوں نے ظہار کیا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی مسئلے کو سمجھنے کے لیے اگر مجھے دشوار گزار راستوں میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں تو میں نے خندہ پیشانی سے ان کٹھن راہوں پر سفر کیا اور کبھی اپنے حوصلے کو پست نہ ہونے دیا۔

جب میری نظر سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ حکم گزرا:

وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ (النساء: ۴/ ۱۰۰)

''جو اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کر نکلتا ہے، پھر اسے

---

① کچھ لفظی اختلاف کے ساتھ التمهيد لما في الموطا من المعاني والاسانيد ح:۲۹

② بخاری، کتاب اللباس، باب ما كان النبیؐ يتجوز من اللباس والبسط: ۵۸۴۳
صحیح مسلم، کتاب الطلاق، باب في الايلاء واعتزال النساء وتخييرهن: ۱۴۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موت آ جاتی ہے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو گیا۔"

فرماتے ہیں کہ مندرجہ بالا آیت کریمہ میں جس شخص کا مبہم تذکرہ ہے، اسے معلوم کرنے کے لیے کہ وہ شخص کون ہے؟ میں نے بڑا طویل اور کٹھن سفر کیا تا کہ مجھے کوئی ایسا عالم ملے جو اس مبہم شخص کی نشان دہی کر سکے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا غلام عکرمہ بیان کرتا ہے کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ فرماتے کہ وہ شخص جو اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی غرض سے نکلا وہ "ضمرة بن ابی العیص" ہے۔[1]

بلاشبہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب انسان کا دل علم کے چشمے کی طرف ہانپتا ہوا لپکتا ہے تو وہ طبعی طور پر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے علم کے چشموں کی تلاش کی طرف مائل ہوتا ہے۔

یہ کوئی انوکھی بات نہیں بلکہ نفس الامر یہی حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآنی معارف حاصل کرنے کے لیے انتھک محنت کی اور ان کی جدو جہد کا یہ محور رہا کہ علم ان کی زندگی کی قندیل اور ان کے راستے کا روشن مینار بن جائے۔

یاد رہے کہ علم ایک ایسا فضل وشرف اور مقام ومرتبہ ہے کہ جس قدر اس کے حصول میں محنت کی جائے اتنا ہی وہ پروان چڑھتا ہے۔ طویل راتوں کا جگراتا انسان کو بلندترین مقام پر پہنچانے کا باعث بنتا ہے۔ طاؤس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما میدان علم میں اس قدر دراز قد تھے کہ جس طرح کھجور کا طویل درخت چھوٹے چھوٹے پودوں میں نمایاں ہوتا ہے۔[2]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما علم میں سبقت لے جانے والوں اور فہم وفراست میں نمایاں حیثیت رکھنے والوں میں سے تھے، ان کے اس بلند مرتبے کا مشاہدہ دور اور نزدیک رہنے والے شہری اور دیہاتی ہر ایک نے بچشم خود کیا تھا اور ہر کوئی ان کی علمی فوقیت کا معترف تھا۔ لوگوں نے تو ان کے آگے گھٹنے ٹیک دیے تھے اور اپنے علم کی سواریاں ان کے سامنے سرنگوں کر دی تھیں اور مسائل کی لگام ان کے سپرد کر دی تھی۔

---

[1] الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی (۲/ ۱۹۳، ۱۹۴) لیکن اس میں اور تفسیر قرطبی (۱/ ۵،۵۶/ ۳۳۰) اور فتح القدیر شوکانی (۱/ ۲۰) میں یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔

[2] مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۸) صفة الصفوة لابن الجوزی (۱/ ۷۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی الہذیل بیان کرتے ہیں کہ میں نے سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو اہل کوفہ کو میری روانگی کا پتہ چل گیا۔ انہوں نے بہت سے سوالات ایک صحیفے میں لکھ کر میرے سپرد کیے۔ سوالات سے اٹا ہوا وہ صحیفہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور لوگوں کے سامنے بیٹھ گئے۔ اس صحیفے میں درج سوالات ترتیب وار ان سے دریافت کیے گئے آپ نے تمام سوالات کا تسلی بخش جواب دیا، لوگ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی وسعت اور مہارت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ ①

چمکتے موتیوں جیسا سوال اور دمکتے ہیروں جیسا جواب، ایسے سوال و جواب کی چاشنی کے کیا کہنے!

ابو حبان توحیدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ کیا آسمانی صحیفے کو سونے سے آراستہ کرنا جائز ہے؟ آپ نے برجستہ یہ ارشاد فرمایا:

''آسمانی صحیفے کا اصل زیور تو اس کے پیٹ میں ہے۔'' ②

یعنی قرآن مجید تو خود سونا ہے۔ کیا خوب سوال ہے اور کتنا عمدہ جواب ہے!

اس جواب سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فقاہت اور علمی فوقیت آشکار ہوتی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، جن پر رضائے الٰہی کے بادل سایۂ فگن تھے۔ ترجمان القرآن کے نام سے پکارے جاتے تھے، ③ کیونکہ وہ قرآن مجید کی تفسیر اور تعبیر میں مکمل مہارت رکھتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ امیر المفسرین کے درجے پر فائز تھے، آپ تمام فقہاء اور علوم کی معرفت رکھنے والوں کے سرخیل تھے، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نابغۂ روزگار تھے اور فرزندان صحابہ میں سے تفسیر اور علوم قرآن کے ماہر عالم تھے اور آیات قرآن کے اسباب نزول پر ان کی گہری نظر تھی۔

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۱۲) وانظر ایضاً مصنف عبدالرزاق (۸۴۵۳) سنن کبریٰ بیهقی (۴/ ۱۹۴) طبقات ابن سعد (۶/ ۱۱۵)

② البصائر والذخائر (۷/ ۴۷) مصنف ابن ابی شیبة (۶/ ۱۴۹) المصاحف لابن ابی داود (۳۱۴۰) بمعناه تفسیر قرطبی (۱/ ۶۰)

③ تفسیر طبری (۱/ ۶۵) تفسیر ابن کثیر (۱/ ۴) طبقات ابن سعد: (۲/ ۳۶۶) مصنف ابن ابی شیبة (۶/ ۳۸۳) مستدرك حاکم (۳/ ۵۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی ثقاہت، فقیہانہ عظمت اور ادیبانہ تفوق کا اعتراف کرتے ہوئے یہ گواہی دی:

((وَلَنِعْمَ تَرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاسٍ))

''سیدنا عبداللہ بن عباس بہت عمدہ قرآن مجید کے ترجمان تھے۔''①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خود بڑے عظیم المرتبت عالم تھے، ان کی عظمتوں کے کیا کہنے، تم کیا جانو کہ وہ کن خوبیوں کے مالک تھے۔

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے دیکھتا تو مجھے ان کے چہرے پر نور کی جھلک دکھائی دیتی۔

میرا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی تفسیر اور آیات قرآنی کے معانی و مفہوم میں حد درجہ کی مہارت اس بنا پر تھی کہ انہوں نے تفسیری معارف کو بابرکت سرچشموں سے حاصل کیا تھا۔ انھوں نے معلم العلماء سیدنا وحبیبنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مشہور ومعروف اکابر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم سے براہ راست قرآن مجید کو سنا اور سمجھا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے علم تفسیر زیادہ تر اپنے چچا زاد بھائی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا تھا۔ اس طرح علم تفسیر انہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے وراثت میں ملا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ تفسیر کا علم میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا۔②

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دین کا علم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی جماعت سے حاصل کیا۔ یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد سینتالیس سال زندہ رہے اور علمی لحاظ سے مرجع الخلائق بنے رہے، لوگ فتویٰ حاصل کرنے کے لیے انھی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی زندگی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر اعتماد کیا کرتے تھے، حالانکہ یہ چھوٹی عمر کے تھے لیکن دینی مسائل پر انہیں عبور حاصل تھا۔③

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۹) فضائل الصحابة للامام احمد (۱۹۳۵)

② تفسیر قرطبی (۱/ ۲۶)

③ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة اذا جاء نصر الله، ح: ۴۹۷۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تفسیر کے علم میں مہارت اس بنا پر تھی کہ انہیں عربی زبان اور شعرائے عرب کے کلام کے معانی ومفہوم پر عبور حاصل تھا۔ جب کوئی ان سے عربی زبان کے کسی لفظ کے معنی ومفہوم یا کسی شعرائے عرب کے کسی شعر کے مطلب کے بارے میں سوال کرتا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اسے ایسا تسلی بخش جواب دیتے کہ وہ مطمئن ہو جاتا اور ہر سوال کرنے والا ان کے ہاں سے جواب پا کر یوں محسوس کرتا جیسے اسے علم کا خزانہ ہاتھ آ گیا ہو اور اس کے وارے نیارے ہو گئے ہوں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب "الاتقان فی علوم القرآن" میں تفسیر قرآنی کے سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بہت سی روایات اور مختلف طریقوں کا تذکرہ وارد ہے، لیکن سب سے عمدہ طریق علی بن ابی طلحہ الہاشمی کا ہے۔ (1)

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مصر میں ایک تفسیر پر مشتمل صحیفہ ہے جس کے راوی علی بن ابی طلحہ ہیں۔ اگر کوئی صحیفہ حاصل کرنے کے لیے مصر کا سفر کرے تو یہ سفر اس پر گراں نہیں گزرے گا، بلکہ وہ صحیفہ حاصل کر کے یہ محسوس کرے گا کہ اسے بہت بڑی دولت ہاتھ لگ گئی۔ (2) امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں اسی صحیفے پر اعتماد کیا ہے جسے علی بن ابی طلحہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی اعتبار سے فضل وشرف میں شہرت کی ایک وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں حکمت و دانائی اور درازی عمر کی دعا کی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ انھوں نے جید علماء سے استفادہ کیا جو پہلے یہودی تھے اور پھر وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انبیاء علیہم السلام کی داستانوں اور ماضی کے واقعات کا تفسیر میں زیادہ تر تذکرہ ان علماء کے حوالے سے کیا۔

تفسیر ابن عباس

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر کے چند ملاحظہ کریں:

مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ۝ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ

(1) الاتقان: (۲/ ۴۹۶) لیکن علی بن ابی طلحہ کی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔

(2) الاتقان (۲/ ۴۹۶) تفسیر قرطبی (۱۲/ ۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ ۚ يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۹﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَھُمْ ۭ كُلَّمَآ اَضَاۗءَ لَھُمْ مَّشَوْا فِيْهِ ڎ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَذَھَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۰﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۷-۲۰)

''ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی جب اس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ اندھیروں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔ بہرے، گونگے اور اندھے ہیں، یہ اب نہ پلٹیں گے، یا پھر ان کی مثال یوں سمجھو کہ آسمان سے زور کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ اندھیری گھٹا اور کڑک اور چمک بھی ہے، یہ بجلی کی کڑک سن کر اپنی جانوں کے خوف سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں۔ اور ان منکرین حق کو ہر طرف سے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔ چمک سے ان کی حالت یہ ہو رہی ہے کہ گویا بجلی ان کی بصارت اچک لے جائے گی۔ جب ذرا کچھ روشنی انہیں محسوس ہوتی ہے تو اس میں کچھ چل لیتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جاتا ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اللہ چاہتا تو ان کی سماعت اور بصارت بالکل ہی سلب کر لیتا، یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ان آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان آیات کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے منافقین کے کردار کی مثال دیتے ہوئے فرمایا ہے ''منافقین اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں جس کی بنا پر اہل اسلام منافقین کے ساتھ شادی بیاہ کرتے ہیں، انہیں وراثت میں حق دار سمجھتے ہیں اور مال غنیمت میں ان کو حصہ ملتا ہے۔ اس طرح مسلم معاشرے میں ان کی عزت افزائی ہوتی ہے لیکن جب وہ فوت ہو گئے تو اللہ نے ان کی عزت کو سلب کر لیا، بعینہٖ اس طرح کہ جیسے روشن ماحول پر اندھیرا مسلط کر کے روشنی کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔'' ترکھم فی ظلمات، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو عذاب میں مبتلا کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھا ہے۔'' صم بکم عمی، کا مطلب یہ ہے کہ منافقین بہرے ہیں، اس لیے کہ وہ ہدایت کی باتیں سنتے نہیں، گونگے ہیں اس لیے کہ ان کی زبانوں پر حق و ہدایت کی باتیں آتی ہی نہیں، وہ اندھے ہیں اس لیے کہ منافقین کو حق و ہدایت دکھائی ہی نہیں دیتا اور نہ حق و ہدایت کی باتیں ان کی عقل و شعور میں اترتی ہیں۔

ان آیات میں دوسری مثال میں منافقین کی تشبیہ اس موسلا دھار بارش کے ساتھ دی گئی ہے جس میں اندھیروں کا راج ہو، کڑک اور بجلی کی چمک ہو، یعنی خوف و ہراس کے پہرے ہوں۔ بجلی کا لشکارا ان کی بصارت کو چندھیانے کا باعث بن جائے، یعنی قرآن مجید کی محکم آیات منافقین کے خفیہ گھناؤنے کردار کو طشت از بام کرتی ہیں۔

منافقین کی صورت حال یہ ہے کہ جب انہیں اسلامی معاشرے میں سکھ و چین نصیب ہوتا ہے تو وہ ہر طرح مطمئن دکھائی دیتے ہیں اور جونہی مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے انہیں کسی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے تو انہیں جان کے لالے پڑ جاتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو کافر ظاہر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ ①

(۲) وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ۝ (الحجر: ۱۵/ ۲۷)

''اور جنوں کو اس سے پہلے آگ سے پیدا کیا سخت حرارت والی۔''

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ''السموم'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ''السموم'' اس گرم لو کو کہتے ہیں جو جلا کر بھسم کر دے۔ ''السموم'' کا دوسرا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں جس میں لپٹو خوفناک آوازیں ہوں یہ آگ آسمان اور حجاب کے درمیان ہوگی، جب اللہ کا حکم ہوگا یہ تو آگ پردے کو پھاڑ دے گی اور اس کے ہولناک دھماکے سنائی دیں گے۔ ②

۳۔ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۚ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝ (النحل: ۱۶/ ۶۰)

''ان لوگوں کے لیے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے بری مثال ہے اور اللہ کے لیے سب سے اعلیٰ مثال ہے اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔''

---

① تفسیر در منثور (۱/ ۸۰، ۸۱) تفسیر الماوردی (۱/ ۷۵) تفسیر طبری (۱/ ۱۷۴، ۱۷۹۔۱۸۲)

② تفسیر قرطبی (۱۰/ ۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ "مثل السوء" سے مراد جہنم کی آگ اور "المثل الاعلی" سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔[1]

۳۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۲۱۴)

"اور اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ۔"

سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ جب وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٢١٤﴾ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر چڑھ کر باآواز بلند فرمانے لگے: اے بنی فہر! اے بنی عدی! اے قریشیو! میرے پاس آؤ، میری بات سنو! یہ آواز سن کر سب لوگ اپنے گھروں سے صفا پہاڑی کی طرف نکل پڑے، جو کسی وجہ سے وہاں جانے کے قابل نہ تھا اس نے اپنی طرف سے کسی کو نمائندہ بنا کر بھیج دیا تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ صفا پہاڑی کے پاس لوگوں کو کیوں بلایا جا رہا ہے۔ وہاں آج کون سی انوکھی بات ہونے والی ہے۔ ابولہب اور دیگر قریشی صفا پہاڑی کے قریب جمع ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"اگر میں تمھیں یہ اطلاع دوں کہ وادی سے ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے کے لیے آرہا ہے تو کیا تم میری بات کو سچ سمجھو گے؟"

سب نے بیک زبان ہو کر کہا کیوں نہیں ہم نے ہمیشہ آپ کو سچائی کا خوگر پایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میں تمھیں سخت ترین عذاب کی اطلاع دیتا ہوں۔" ابولہب غصے سے لال پیلا ہو کر کہنے لگا: کیا اسی لیے آپ نے ہمیں یہاں جمع کیا ہے؟ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ "آج تمام دن کی تباہی تیرے کھاتے میں پڑے۔" اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ﴿١﴾ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ﴿٢﴾

(اللھب: ۱۱۱/ ۱، ۲)

"ٹوٹ گئے ابولہب کے دونوں ہاتھ اور نامراد ہو گیا، وہ اس کا مال اور جو کچھ اس

[1] تفسیر قرطبی (۱۰/ ۱۰۶) تفسیر بغوی (۱/ ۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے کمایا اس کے کسی کام نہ آیا۔"①

۴۔ قرآنی آیات کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیشتر اقوال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی کی غمازی کرتے ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿١٩٠﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۹۰)

"اور لڑو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو، بے شک اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

اس آیت کریمہ میں "لَا تَعْتَدُوا" کا مطلب و مفہوم سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ بیان کرتے ہیں کہ تم عورتوں، بچوں، بوڑھوں اور ان افراد کو قتل نہ کرو جو صلح کی غرض سے لڑائی سے اپنا ہاتھ روک لیں۔ اگر تم نے انہیں قتل کیا تو یہ تمھاری زیادتی ہوگی۔ یہ مفہوم ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا۔②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کے مطابق ہے۔ ابن ابی شیبہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ کے لیے روانہ ہونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور یہ ارشاد فرمایا: "تم اللہ کا نام لے کر اس سفر پر روانہ ہو جاؤ، اللہ کی راہ میں لڑو، لیکن کسی بوڑھے کو قتل نہ کرنا، نہ ہی کسی بچے اور عورت کو قتل کرنا اور نہ ہی خیانت کا ارتکاب کرنا۔"③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بعض قرآنی آیات کی تفسیر اتنے مختصر الفاظ میں کرتے کہ سننے والا ان کی فہم و فراست کی داد دیے بغیر نہیں رہ سکتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٩﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۸۹)

---

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الشعراء، ح: ۴۷۷۱ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب فی قولہ تعالی (وانذر عشیرتک الاقربین) ح: ۲۰۸

② تفسیر طبری (۲/ ۱۹۵) تفسیر بغوی (۱/ ۲۱۲) تفسیر در منثور (۱/ ۴۹۳)

③ مصنف ابن ابی شیبۃ (۶/ ۴۸۲) سنن کبری بیہقی (۹/ ۹۰) عن انس رضی اللہ عنہ سنن ابی داود، کتاب الجہاد، باب فی دعاء المشرکین، ح: ۲۶۱۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لا الہ الا اللہ کی گواہی ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بعض الفاظ کی تشریح وتفسیر میں ایسی ندرت پیدا کی ہے کہ سننے والا انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، جیسا کہ اگر کوئی شخص یہ حلف اٹھاتا ہے کہ میں فلاں شخص سے ''حَتَّى حِيْنٍ'' تک کلام نہیں کروں گا، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لفظ حِیْنٍ کا اطلاق صبح وشام کے اوقات پر بھی ہوتا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ (الروم: ۳۰/ ۱۷)

''جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔''

لفظ حِیْنَ کا اطلاق تین دن پر بھی ہوتا ہے۔

جیسا کہ قوم ہود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

تَمَتَّعُوْا حَتّٰى حِيْنٍ ۝ (الذاریات: ۵۱/ ۴۳)

''تم ایک وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔''

حین کا اطلاق سال پر بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ (ابراھیم: ۱۴/ ۲۵)

''ہر آن وہ اپنے پھل دے رہا ہے۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں ''مَعَادٍ'' سے مراد مکہ لیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ

''اے نبی یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تم پر فرض کیا ہے وہ تمھیں ایک بہترین انجام کو پہنچانے والا ہے۔'' ③ (القصص: ۲۸/ ۸۵)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی نکات تفسیر کی تمام کتابوں میں ہیرے، جواہرات،

---

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۲۳) الدعاء للطبرانی (۱۵۸۶) تفسیر ابن ابی حاتم (۱۰/ ۱۴۵۸) تفسیر در منثور (۶/ ۲۰۷)

② البصائر والذخائر (۷/ ۸۱، ۸۲) تفسیر طبری (۷/ ۴۳۶۔۴۳۷)

③ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب سورة القصص، باب ﴿ان الذی فرض علیك القرآن﴾ ح: ۴۷۷۳ شفاء الغرام (۱/ ۷۹) تفسیر طبری (۱۰/ ۱۱۵) معجم کبیر طبرانی (۱۲۲۶۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موتیوں اور نگینوں کی طرح جگمگاتے دکھائی دیتے ہیں۔ جن سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی تفوق اور گہرائی کا پتہ چلتا ہے، کسی کے بس میں نہیں کہ وہ جملہ نکات کو ایک کتاب میں مختصر کر سکے۔

اس طرح آپ تفسیر کے حوالے سے تمام صحابہ کرام سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کو امام المفسرین ہونے کا درجہ حاصل ہے۔

میری تجویز یہ ہے کہ تفسیر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پوری تفصیل کے ساتھ منظر عام پر لایا جائے، تاکہ علماء اس سے استفادہ کر کے قرآنی رموز و اسرار سے آگاہی حاصل کر سکیں۔

تفسیر ابن عباس کے لغوی نکات:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہی وسعت، عربی زبان میں مہارت اور اشعار العرب میں دسترس رکھنے والے عبقری شخصیت کے حامل تھے۔ وہ قرآن مجید کی تفسیر کرتے ہوئے لغت اور عربی اشعار کا برمحل استعمال کرتے تو سننے والے پر حیرت و استعجاب کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

لغت اور عربی اشعار سے تفسیری نکات کو آراستہ کرنے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ اس حوالے سے وہ تفسیر کے میدان میں ممتاز مقام پر فائز دکھائی دیتے ہیں، ان کی اس خوبی کا متعدد شخصیات نے اعتراف کیا ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا قَطُّ اَعْرَبَ لِسَانًا مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ)) ①

''میں نے کبھی کوئی ایسا شخص نہ دیکھا جو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر عربی زبان میں مہارت رکھتا ہو۔''

عمرو بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ مَجْلِسًا قَطُّ أَجْمَعَ لِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ مَجْلِسِ ابْنِ عَبَّاسٍ لِلْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَتَفْسِيرِ الْقُرآن، وَالْعَرَبِيَّةِ، وَالْمَشْعَرِ)) ②

''میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس سے بڑھ کر کبھی کوئی مجلس نہیں دیکھی جس میں بیک وقت حلال و حرام، تفسیر القرآن، عربی زبان اور اشعار زیر بحث آتے

① مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۱۰) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۲)

② مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۱۰) الاستيعاب (۲/ ۳۴۴۵) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں‘‘۔

یعنی یہ امتیاز صرف سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس کو حاصل تھا کہ ہر سوال کا جواب تسلی بخش دیا جاتا، خواہ وہ سوال حلال وحرام، تفسیر القرآن، عربی زبان یا کسی شعر کے بارے میں ہوتا۔ علامہ سیوطی ’’الاتقان‘‘ میں رقمطراز ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((اَلشِّعْرُ دِيْوَانُ الْعَرَبِ فَاُخْفِيَ عَلَيْنَا الْحَرْفُ مِنَ الْقُرْآنِ الَّذِيْ اَنْزَلَهُ اللّٰهُ بِلُغَةِ الْعَرَبِ رَجَعْنَا اِلٰى دِيْوَانِهَا فَالْتَمَسْنَا مَعْرِفَةَ ذَالِكَ مِنْهُ)) ①

’’شعر عرب کا دیوان ہے، جب ہم پر قرآن کے کسی حرف کا کوئی معنی پوشیدہ ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عرب کی زبان میں نازل کیا تو ہم عربی کے دیوان کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس حرف کے اصل مفہوم کو جان لیتے ہیں۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِذَا سَأَلْتُمُوْنِيْ عَنْ غَرِيْبِ الْقُرْآنِ فَالْتَمِسُوْهُ فِي الشِّعْرِ فَاِنَّ الشِّعْرَ دِيْوَانُ الْعَرَبِ)) ②

’’جب تم مجھ سے قرآن مجید کے کسی مشکل لفظ کے بارے میں پوچھتے ہو تو تم اسے اشعار میں تلاش کرو، اس لیے کہ شعر عرب کا دیوان ہے۔‘‘

عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جب بھی ان سے قرآن کے کسی لفظ کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ اس لفظ کی وضاحت کے لیے شعر پڑھتے۔ ③

ابو عبید کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے اشعار بطور دلیل پیش کرتے تھے۔ ④

قرآنی لغت میں مہارت کی بنا پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآنی الفاظ کی لغوی تعبیر کا

① الاتقان (۱/ ۳۸۲) البرھان فی علوم القرآن (۲، ۴)

② الاتقان (۱/ ۳۸۲) البرھان فی علوم القرآن (۱/ ۲۹۳) تفسیر قرطبی (۱/ ۵۶)

③ الاتقان (۱/ ۳۴۷) فضائل القرآن لابن کثیر (۱/ ۵۴)
شعب الایمان (۱۶۸۱) فضائل القرآن لابن عبید (۶۱۱)

④ الاتقان (۱/ ۳۴۷) فضائل القرآن لابی عبید (۶۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پلڑا دینی اور شرعی فیصلوں پر بھاری دکھائی دیتا ہے، انہیں عربی لغت پر بڑا عبور حاصل تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآنی الفاظ کی تشریح و تفسیر بیان کرتے ہوئے ان الفاظ کو بطور دلیل پیش کرتے جو زمانۂ جاہلیت میں مستعمل تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اس عربی ادب پر گہری نظر تھی جو زمانۂ جاہلیت میں مروج تھا۔

مختلف اطراف سے آئے ہوئے علماء سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر کے باہر ڈیرے ڈال لیتے، ان میں بعض ایسے ہوتے جنھوں نے قرآنی مسائل دریافت کرنے ہوتے، بعض وہ ہوتے جنھوں نے حدیث میں مذکور مسائل پوچھنے ہوتے۔ بعض ایسے ہوتے جنھوں نے حلال و حرام کے بارے میں دریافت کرنا ہوتا، بعض نے وراثت کے مسائل حل کرانے ہوتے۔ یہ علماء اجازت ملنے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر میں داخل ہوتے، ہر کوئی آپ سے سوال کرتا اور آپ خندہ پیشانی سے ان کا سوال سن کر انہیں تسلی بخش جواب دیتے، پھر ان کے گھر کے سامنے موجود لوگوں کے ہجوم میں یہ اعلان کیا جاتا کہ جس کسی نے عربی زبان، شعر و شاعری، مشکل الفاظ کو سمجھنے کے لیے کوئی سوال کرنا ہو تو وہ گھر کے اندر آ جائے۔ لوگ یہ اعلان سن کر بصد اشتیاق گھر میں داخل ہوتے جس سے گھر کے اندر تل رکھنے کی جگہ باقی نہ رہتی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جو بھی سوال کیا جاتا آپ اس کا تسلی بخش جواب دیتے، جس سے سوال کرنے والا مطمئن ہو جاتا، بلکہ آپ اس سوال کے حوالے سے کچھ مزید معلومات بھی بہم پہنچاتے۔ [1]

نافع بن ازرق نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے قرآن مجید کے بہت سے الفاظ کا معنی و مفہوم دریافت کیا تو آپ نے ہر لفظ کا معنی و مفہوم بتاتے ہوئے مشہور و معروف کسی عربی شاعر کا شعر بھی بطور دلیل پیش کیا، مفسرین میں یہ واقعہ بڑا مشہور ہوا۔

ہوا اس طرح کہ نافع بن ازرق اور نجدہ بن عویمر علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے روانہ ہوئے۔ سفر کی منزلیں طے کرتے ہوئے وہ مکہ معظمہ پہنچے، انھوں نے یہ منظر دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بئر زم زم کے پاس تشریف فرما ہیں۔ لوگ قرآن مجید کی تفسیر کے

---

(1) مختصر تاریخ دمشق (۱۱/ ۳۱۰-۳۱۱) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۳) مستدرك حاكم (۳/ ۵۳۶) حلية الاولياء (۱/ ۳۲۱) اس کی سند میں ابوحمزہ ثمالی راوی ضعیف ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں آپ سے سوالات کر رہے ہیں اور آپ انہیں تسلی بخش جواب دے رہے ہیں۔ نافع نے آگے بڑھ کر قرآن مجید کی چند آیات کی تفسیر پوچھی اور قرآنی الفاظ بیان کرتے ہوئے پوچھا کہ کیا قرآن مجید نازل ہونے سے پہلے عرب ان الفاظ کا مفہوم جانتے تھے؟ تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں، عرب ان الفاظ کے مفہوم سے واقف تھے۔ پھر ہر لفظ کی وضاحت میں شعر پیش کیا تو وہاں جو لوگ موجود تھے یہ منظر دیکھ کر انگشت بداندں رہ گئے اور ان کے دلوں پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے وسعت علم کی دھاک بیٹھ گئی۔ وہ سب ورطۂ حیرت میں پڑ گئے اور کہنے لگے واہ! سبحان اللہ علم کی اس قدر وسعت اس سے پہلے ایسا منظر ہماری آنکھوں نے کبھی نہیں دیکھا۔ [1]

علامہ سیوطی نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' [2] میں تمام مسائل، آیات اور الفاظ کی فہرست افادۂ عام کے لیے پوری تفصیل کے ساتھ تحریر کی ہے۔ علامہ سیوطی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ابن انباری نے ان میں سے بعض مسائل اور الفاظ کا تذکرہ اپنی کتاب ''الوقف'' میں کیا ہے اور طبرانی نے اپنی کتاب ''معجم الکبیر'' میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن علامہ سیوطی نے پوری شرح وبسط کے ساتھ تمام مسائل، آیات اور الفاظ کا تذکرہ کیا ہے تاکہ اہل علم، مفسرین اور اہل لغت مکمل طور پر استفادہ کر سکیں۔ علامہ سیوطی نے مرفوع سند کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر بن محمد عن ابیہ کے حوالے سے تذکرہ کیا ہے: ''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیت اللہ کے صحن میں تشریف فرما تھے، لوگ آپ سے قرآن کی تفسیر کے بارے میں مختلف سوالات کر رہے تھے۔ نافع بن ازرق نے نجدہ بن عویمر سے کہا، آیئے! سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تفسیر کے بارے میں ایسے سوالات پوچھیں جن کا ان کو علم نہ ہو۔ ہمارے سوالات سے ان کے علم کی قلعی کھل جائے گی، وہ دونوں منصوبہ بنا کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے: ہم آپ سے قرآن مجید کے چند مسائل اور الفاظ کے معانی دریافت کرنا چاہتے ہیں آپ ان مسائل اور الفاظ کی وضاحت فرمائیں اور ہر لفظ کی تفسیر و تشریح میں عربوں کے کلام سے دلیل دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو واضح عربی زبان میں نازل کیا ہے۔

---

1. الاتقان (۱/ ۳۸۲۔۳۸۳) معجم کبیر طبرانی (۱۰۵۹۷) مجمع الزوائد (۷/ ۹)
2. الاتقان (۱/ ۳۸۲۔ ۴۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بصد شوق پوچھیں۔ انھوں نے تقریباً ایک سو بانوے قرآنی الفاظ کے معانی پوچھے، آپ نے ہر لفظ کا معنی و مفہوم بیان کرتے ہوئے عربی شعر کا حوالہ دیا۔ یہ تمام الفاظ علامہ سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''الاتقان فی علوم القرآن'' میں نقل کیے ہیں، جن کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

نمبر شمار	الفاظ	معنی
①	الوسيلة	کسی چیز کی طرف رغبت کے ساتھ پہنچنا۔
②	شرعة و منهاجا	ایک دستور اور طریق۔
③	ينعه	اس کا پکنا، یعنی پھل کا پکنا۔
④	مثبورا	ناقص العقل، ہلاک ہونے والا، ہلاک زدہ۔
⑤	لا تظماء و لا تضحىٰ	نہ تم پیاسے رہو اور نہ دھوپ کھاؤ
⑥	القانع و المعتر	قناعت سے پیچھے رہنے والا اور سوال کرنے والا

مفردات القرآن

نمبر شمار	الفاظ	معنی
۱	عزين	متفرق جماعتیں
۲	الوسيلة	ذریعہ
۳	شرعة و منهاجا	ایک دستور اور طریق
۴	ينعه	اس کا پکنا۔
۵	ريشا	لباس، پر۔
۶	كبد	مشقت
۷	سنا	چمک، روشنی۔
۸	حفدا	پوتے، نواسے
۹	حنانا	شفقت۔
۱۰	ييأس	ناامید ہوتا ہے۔
۱۱	مثبورا	ناقص العقل، ہلاکت زدہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	الفاظ	معنی
۱۲	اجاءها	وہ اسے لایا
۱۳	ندیا	نمی، رطوبت
۱۴	اثاثا	سامان
۱۵	قاعا صفصفا	چٹیل میدان۔
۱۶	تضحیٰ	تم دھوپ کھاؤ
۱۷	خوار	گائے کی آواز۔
۱۸	القانع و المعتر	قناعت سے بیٹھا رہنے والا اور سوال کرنے والا
۱۹	مشید	پلستر کیا ہوا۔
۲۰	شواظ	آگ کا شعلہ۔
۲۱	افلح	وہ کامیاب ہوا۔
۲۲	یوید	وہ جلاتا ہے۔
۲۳	نحاس	تانبا
۲۴	امشاج	مخلوط۔
۲۵	فومها	گیہوں
۲۶	غول	دردسر
۲۷	سامدون	مدد کرنے والا
۲۸	اتسق	وہ کامل ہوگیا۔
۲۹	خالدون	ہمیشہ رہنے والے
۳۰	جفان کالجواب	کھانے کا برتن بڑے حوض کی مانند
۳۲	فی قلبه مرض	اس کے دل میں بیماری ہے۔
۳۳	لازب	چپکنے والا۔
۳۴	اندادا	شرکاء
۳۵	لشوبا فی حمیم	گرم پانی میں ملا کر
۳۶	قطنا	ہمارا حصہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	الفاظ	معنی
۳۷	حمأ مسنون	سڑا ہوا گارا
۳۸	البائس الفقیر	تنگ دست محتاج
۳۹	غدقا	وافر، بہت زیادہ
۴۰	شهاب	روشنی کرنے والا انگارا
۴۱	الیم	دردناک
۴۲	قفینا	ہم نے یکے بعد دیگرے بھیجے
۴۳	تردی	اس نے اپنے آپ کو ہلاکت کے سامنے پیش کیا
۴۴	نهر	دریا
۴۵	للأنام	لوگوں کے لیے
۴۶	یحور	وہ پلٹتا ہے۔
۴۷	ادنی الا تعولوا	قریب ہے کہ تم بے انصافی سے بچ جاؤ
۴۸	وهو ملیم	وہ قابل ملامت ہے۔
۴۹	تحسونهم	
۵۰	ما الفینا	جو پایا ہم نے
۵۱	جنفا	طرف داری پر
۵۲	بالبأساء و الضراء	سختی اور تکلیف کے ساتھ

ہم نے یہاں چند مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے جن میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے قرآنی الفاظ کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے ہر لفظ کے معنی ومفہوم کو سمجھانے کے لیے شعر پیش کیا۔ یہ انداز ان کے تبحر علمی پر دلالت کرتا ہے۔

① ان مثالوں میں سے پہلی مثال یہ ہے کہ نافع بن ازرق نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں "شرعة و منهاجا" فرمایا ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: شرعة سے مراد دین اسلام اور منهاجا سے مراد راستہ ہے۔

نافع بن ازرق نے کہا کیا عرب اس معنی ومفہوم کو جانتے تھے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عرب اس مفہوم سے واقف تھے۔
آپ نے ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا یہ شعر نہیں سنا۔
وہ فرماتے ہیں:
((لَقَدْ نَطَقَ الْمَامُوْنُ بِالصِّدْقِ وَالْهُدٰی وَبَیَّنَ لِلْاِسْلَامِ دِیْنًا وَمَنْهَجًا))
''مامون نے صداقت اور ہدایت کی بات کی اور اسلام کو ضابطہ حیات اور منہج کے طور پر واضح کیا۔'' ①

② نافع بن ازرق نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ سورۂ رحمان کی آیت نمبر ۳۵ میں شواظ کا لفظ آیا ہے۔ اس کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: شواظ آگ کے اس شعلے کو کہتے ہیں جس میں دھواں نہ ہو۔
نافع نے کہا: کیا عرب اس مفہوم سے واقف ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہاں کیا آپ نے امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر نہیں سنا:
يَظَلُّ يَشُبُّ كَثِيرًا بعد كَثِيرٍ وَيَنْفُعُ دَائِبًا لَهَبُ الشَّوَاظِ ②

③ نافع بن ازرق نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تیسرا سوال یہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں "فَاَثَرْنَ بِهٖ نَقْعًا" کے الفاظ استعمال کیے ہیں، ان کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: النقع اس غبار کو کہتے ہیں جو گھوڑوں کے سموں سے اڑتی ہے۔ جیسا کہ حسان بن ثابت کے درج ذیل شعر سے پتا چلتا ہے:
عَدِمْنَا خَيْلَنَا إِنْ لَمْ تَرَوْهَا تُثِيرُ النَّقْعَ مَوْعِدُهَا كَدَاءُ ③

نافع بن ازرق نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سورۃ الملک میں مذکور اللہ تعالیٰ کے فرمان "اِلَّا فِیْ غُرُوْرٍ" (الملک ۲۰) کا معنی و مفہوم پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ غرور کا مطلب باطل ہے۔ کیا آپ نے حسان بن ثابت کا یہ شعر نہیں سنا:
تَمَنِّيكَ الْأَمَانِيَّ مِنْ بَعِيدٍ وَقَوْلُ الْكُفْرِ يَرْجِعُ فِي غُرُورٍ ④

---

① الاتقان (۱/ ۳۸۲۔۳۸۴) تفسیر در منثور (۳/ ۹۱)
② الاتقان (۱/ ۳۸۱) معجم کبیر طبرانی (۱۰۵۹۷) تفسیر قرطبی (۷/ ۱۴۸)
③ دیوان حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ (۱/۱)
④ نہایۃ الادب فی فنون الادب (۱/ ۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"غرور" کا لفظ قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۷۵ سورۂ نساء آیت نمبر ۱۲۰، سورۂ انعام آیت نمبر ۱۱۲، سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۴، سورۂ الاحزاب آیت نمبر ۱۲ میں غرور کا لفظ آیا ہے۔ اس کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جن کو دنیا کی زندگی دھوکے میں ڈال دے، یا انہیں شیطان دھوکے میں مبتلا کر دے یا انہیں خواہشات اور چکنی چپڑی باتیں دھوکے میں ڈال دیں۔

نافع ۔ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۸۷ میں الخيط الابيض من الخيط الاسود کا معنی ومفہوم کیا ہے؟ تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد صبح کی سفیدی ہے، جو رات کی تاریکی کے بعد نمایاں ہوتی ہے۔

نافع نے کہا، کیا عرب اس مفہوم سے واقف ہیں تو آپ نے فرمایا: ہاں! کیا آپ نے امیہ بن ابی الصلت کا یہ شعر نہیں سنا:

اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ ضَوْءُ الصُّبْحِ مُنْفَلِقٌ
وَالْخَيْطُ الْاَسْوَدِ لَوْنُ اللَّيْلِ مَكْمُوْمٌ ①

نافع بن ازرق کے سوالات اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے جوابات اور بطور استدلال اشعار کے چند نمونے پیش کی گئی ہیں، جو مکمل سوالات و جوابات سے آگاہی حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ علامہ سیوطی کی کتاب "الاتقان" کی طرف رجوع کریں، اس میں پوری تفصیل درج ہے۔

اگر کوئی یہ سوال کرے کہ کیا قرآن مجید خالص عربی زبان میں نازل نہیں کیا گیا، کیا ہم اس کی تفسیر میں صرف لغت پر اکتفا کر سکتے ہیں؟ کیا لغوی تشریح و توضیح سے قرآنی آیات کے معنی ومفہوم کو کما حقہ بیان کر سکتے ہیں؟

اس سوال کے جواب میں ہمارا موقف یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کی تفسیر کا حق نہ تو صرف لغت کے ذریعے سے ادا ہو سکتا ہے اور نہ ہی صرف شعر و شاعری سے۔ ان سے قرآن مجید کے الفاظ کے مقاصد تک رسائی حاصل نہیں ہو سکتی۔ لغت اور اشعار کے ذریعے سے ہم کلمات کے بعض معانی تک قدرے رسائی حاصل کر سکتے ہیں، لیکن ان کے مکمل معانی و مطالب سے ہم آشنا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قرآن مجید کا اطلاق الفاظ اور معانی دونوں پر

① الاتقان (۱/ ۴۰۴) دیوان امیۃ (ص: ۴۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے۔ قرآنی الفاظ اور ان کے حقیقی معانی تک رسائی کے لیے ہمیں قرآن مجید کی مترادف آیات، احادیث رسول اور صحابہ کرام کے اقوال کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور تفسیری نکات کو سمجھنے کے لیے ان مفسرین کی خوشہ چینی کرنا ہوگی جنھوں نے قرآن و حدیث کے سرچشموں سے سرابی حاصل کی۔ اس کے بغیر قرآنی آیات کی تفسیر کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔

فقہی مجتہد:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ اور عمدہ فتویٰ دینے والے تھے۔ اسی لیے مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر عمدہ فتویٰ دینے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔ ①

طاؤس یمانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ اگر پانچ سو صحابہ کرام بھی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ کسی مسئلے پر مذاکرہ اور بحث مباحثے کے دوران ان کی مخالفت میں دلائل دیتے تو بھی بالآخر ان سب کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دلائل کے سامنے خاموشی اختیار کرنا پڑتی اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے موقف کو تسلیم کرنا پڑتا، بلاشبہ یہ چیز ان کے علم کی وسعت اور گہرائی پر دلالت کرتی ہے۔ ②

قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں کبھی باطل کو نہیں دیکھا۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان مشہور و معروف سات فقہاء میں سے ایک تھے جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فتویٰ حاصل کیا جاتا تھا۔ انہی لوگوں سے لوگ مسائل دریافت کرتے اور یہی فقہاء کثرت کے ساتھ فتویٰ جہاد صادر کرتے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہ، فتویٰ اور اجتہاد کے اعتبار سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر تھے۔

اللہ تعالیٰ سب صحابہ کرام پر راضی ہوا۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ قیامت کے دن میدان محشر میں ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب ہو۔ آمین

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت سے صحابہ کرام نے فتوے صادر فرمائے، جس سے بھی کوئی

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۵۰-۳۵۱) الاستیعاب لابن عبدالبر (۱/ ۲۸۴)
② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۵۱) الاستیعاب (۱/ ۲۸۴) الوافی فی الوفیات (۱/ ۲۴۰۴)
③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ پوچھا جاتا وہ اپنی معلومات کے مطابق فتویٰ صادر کرتا۔ صحابہ کرام میں زیادہ فتویٰ دینے والے بھی ہیں اور کم فتویٰ دینے والے بھی، تقریباً ایک سو انتالیس صحابہ کرام اور صحابیات کی فہرست ملتی ہے جنھوں نے دینی مسائل کی وضاحت کے لیے فتوے صادر فرمائے۔

امام ابن حزم نے اپنی کتاب ''الاحکام'' میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ کیا ہے جنھوں نے مسائل کی وضاحت کے لیے فتوے دیے۔ ①

امام ابن حزم نے اپنی دوسری کتاب "جوامع السیرۃ" میں فتویٰ دینے والے ۱۴۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ۲۰ صحابیات کریمات رضی اللہ عنہن کا تذکرہ کیا ہے۔ ②

تمام صحابہ کرام میں درج ذیل سات اکابر عالم اور فقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ ہیں جنھوں نے سب سے زیادہ فتوے صادر فرمائے:

ان کے ترتیب وار اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
③ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

تمام علماء سلف کا اس بات پر اجماع ہے کہ مندرجہ بالا ساتوں کبار صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ فتویٰ دینے والے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔ علامہ سخاوی نے اپنی کتاب ''فتح المغیث'' میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے اور انھوں نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ کبار صحابہ کرام سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتوے پر اعتماد کرتے تھے۔ ③

امام ابن حزم اپنی مشہور و معروف کتاب الاحکام میں لکھتے ہیں کہ ابوبکر بن محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن امیر المومنین المامون نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فتووں کو بیس جلدوں میں جمع کیا ہے۔

---

① الاحکام لابن حزم (۵/ ۸۶۸)

② جوامع السیرۃ لابن حزم (ص: ۳۱۹۔۳۲۳)

③ فتح المغیث للسخاوی (۳/ ۱۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے کہ ابو بکر کا شمار ائمہ اسلام میں ہوتا ہے، یہ بہت بڑے عالم تھے اور انہیں حدیث کے علم پر عبور حاصل تھا۔[1]

امام ابن حزم رحمہ اللہ نے فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تین اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ (مُكْثِرُونَ) زیادہ فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

۲۔ (مُتَوَسِّطُونَ) درمیانی تعداد میں فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

۳۔ (مُقِلُّونَ) قلیل تعداد میں فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

مُكْثِرُونَ یعنی زیادہ تعداد میں فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں:

① سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

③ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

⑤ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

المتوسطون، یعنی درمیانی تعداد میں فتویٰ دینے والے صحابہ کرامؓ کی تعداد تیرہ ہے۔ ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

① ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

③ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

⑤ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ⑥ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

⑦ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ⑧ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

⑨ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ⑩ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ

⑪ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ⑫ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

⑬ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتووں کو ایک چھوٹے جز میں جمع کیا جا سکتا ہے، نیز فرماتے ہیں کہ درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی فتویٰ دینے والوں کے متوسط درجے میں شامل کیا جاتا ہے۔

① سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ ② سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ

---

[1] الاحکام (۵/ ۸۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ ④ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ⑥ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
⑦ سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما

المقلون، وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے کم تعداد میں فتوے دیے، یوں تو سابقہ مذکور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ باقی تمام صحابہ کم تعداد میں فتویٰ دینے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں، لیکن ان میں نمایاں یہ ہیں:

① سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ② سیدنا ابو سلمہ مخزومی رضی اللہ عنہ
③ سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر پوری کوشش کی جائے تو ان تمام کے فتووں کو ایک چھوٹے سے جز میں جمع کیا جا سکتا ہے۔

ان میں سے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی میں ایک یا دو مسئلے بیان کیے یا کسی نے دو سے زیادہ بیان کر دیے ہوں۔ ①

حج کے سب سے زیادہ مسائل سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیے ہیں چنانچہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((اِبْنُ عَبَّاسٍ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحَجِّ))

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے بڑھ کر حج کے مسائل کو جاننے والے تھے۔'' ②

حج کے مسائل جاننے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو امتیاز حاصل تھا۔ نافع فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم حجاج کرام کی آمد کے موقع پر لوگوں کو حج کے مسائل بتانے کے لیے اپنی اپنی مجلس میں براجمان ہو جایا کرتے تھے۔ میں ایک دن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھتا اور ایک دن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مجلس میں بیٹھتا، میں نے مشاہدہ کیا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مسائل حج میں زیادہ عبور حاصل تھا۔ وہ ہر سوال کا جواب بڑے ہی پر اعتماد انداز میں دیتے۔ لیکن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی طرف سے صادر کردہ

① الاحکام (...)

② ... صفات ابن سعد (۲/ ۳۶۹) الاصابۃ (۴/ ۱۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتوے سے رجوع کرلیا کرتے تھے۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے علم اور فقہ میں مہارت کی بنا پر علماء میں عزت وتکریم اور فخر کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے سامنے چار شخصیات کا نام فخر سے لیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک فقیہ، دوسرے قاضی، تیسرے قاری اور چوتھے مؤذن تھے۔

ہمارے فقیہ کا نام سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے، ہمارے قاضی کا نام عبید بن عمیر ہے، ہمارے قاری کا نام عبداللہ بن السائب ہے اور ہمارے مؤذن کا نام ابومحذورہ ہے۔[2]

علی بن المدینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فقہی مسائل میں تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا تھا:

① سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
② سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما[3]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہی مسائل میں تعصب نہیں رکھتے تھے، بلکہ موزوں فقہی انداز اپناتے۔ وہ کوئی فتویٰ صادر کرنے میں اپنی رائے پر انحصار نہیں کرتے تھے، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان یا اپنے اساتذہ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا علی اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی رائے پر اعتماد کرتے۔

عبداللہ بن ابی یزید کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اگر کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا اور اس کا ذکر قرآن مجید میں ہوتا تو وہ بتاتے اگر قرآن مجید میں اس کا ذکر نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی روشنی میں مسئلہ بتاتے اور اگر حدیث سے اس مسئلے کا جواب نہ ملتا تو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے راہنمائی حاصل کرتے، اگر شیخین کے ہاں سے بھی اس مسئلے کا حل نہ ملتا تو پھر اپنی رائے کے مطابق مسئلے کا حل پیش کرتے۔[4]

---

① تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۱/ ۱۶۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۹)

② مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۲/ ۳۰۹) مصنف ابن ابی شیبة (۵/ ۲۹۰) حلیة الاولیاء (۳/ ۲۶۷) فضائل الصحابة للامام احمد (۱۹۴۱) طبقات ابن سعد (۵/ ۴۴۵)

③ تهذیب الاسماء واللغات للنووی (۱/ ۲۷۴) تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۹/ ۳۲۷)

④ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۱۳) مستدرك حاکم (۱/ ۱۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہمارے پاس کسی مسئلے کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ٹھوس ثبوت مل جاتا تو ہم اسی پر اکتفا کرتے اور اس سے سر مو بھی انحراف نہ کرتے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اتنی زیادہ تعداد میں فقہی مسائل مذکور ہیں کہ اگر کوئی ان مسائل کو ایک جگہ جمع کرے تو متعدد جلدیں تیار ہو جائیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بلاشبہ حبر الامۃ اور ترجمان القرآن تھے۔ جو بھی فقہی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ ان کتابوں میں جا بجا سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ فقہی مسائل دیکھتا ہے۔ ہم یہاں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بیان کردہ فقہی مسائل کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جنبی مرد اور حائضہ عورت کے قرآن مجید کی تلاوت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَلَمْ يَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِالْقِرَاءَةِ لِلْجُنُبِ بَأْسًا)) ②

"سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جنبی کے قرآن مجید پڑھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔"

امام بخاری، امام طبری، ابن منذری اور امام داؤد نے اس موقف کی تائید کی ہے۔ بعض احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنبی اور حائضہ کا قرآن پڑھنا درست نہیں۔ ③

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی رائے یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حج کے مسائل و احکام میں سب لوگوں سے بڑھ کر مہارت رکھتے تھے۔ ④ حج کی نیت کے بارے میں ان کی رائے بڑی عمدہ تھی۔ امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ اپنی تفسیر کی کتاب میں ﴿الحج اشهر معلومات﴾ (البقرۃ: ۱۹۷) کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف بیان کرتے ہیں کہ حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہوتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ یہ حج کے مہینے قرار دیتے ہیں، البتہ عمرے کے لیے تمام مہینے ہیں۔ یاد رہے کہ حج کا احرام حج کے مہینوں میں ہی باندھا جا سکتا ہے اور عمرے کا احرام ہر مہینے میں باندھا جا سکتا ہے۔ ⑤

---

① تهذيب الكمال (۲۰/ ۴۸۲)۔ تهذيب التهذيب (۷/ ۲۹۷)

② بخاری، كتاب الحيض باب تقضي الحائض المناسك كلها، تعليقاً في ترجمة الباب۔

③ فتح الباری (۱/ ۱۸۰)

④ فضائل الصحابة للامام احمد (۱۸۹۶) طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۹) الاصابة (۴/ ۱۴۷)

⑤ تفسير طبری (۲/ ۲۶۷) واللفظ له، مصنف ابن ابی شيبة (۳/ ۲۲۲) و سنن كبرى بيهقی (۴/ ۳۴۳) مختصراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((مِنَ السُّنَّةِ اَلَّا يُحْرِمُ بِالْحَجِّ اِلَا فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ)) ①

''سنت یہ ہے کہ حج کا احرام صرف حج کے مہینوں میں ہی باندھا جائے۔''

ایک شخص سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا، اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ نفلی روزہ کس دن رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: سوموار اور جمعرات کو میں روزہ رکھتا ہوں۔ اس شخص نے پوچھا کہ آپ سوموار اور جمعرات کو ہی نفلی روزہ رکھتے ہیں؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ان دو دنوں میں اعمال کو آسمان کی طرف لے جایا جاتا ہے اور میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اوپر لے جایا جائے تو میں اس دن روزے دار ہوں۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں اختیار کیا، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ فَاُحِبُّ اَنْ يُّعْرَضَ عَمَلِي وَاَنَا صَائِمٌ)) ③

''اعمال سوموار اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں مجھے یہ پسند ہے کہ جب میرے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں تو میں روزے دار ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی قرآنی علوم کی فضا میں پرواز بڑی بلند تھی اور حدیث کے علوم میں بھی بڑی مہارت حاصل تھی، انھوں نے اپنے چچا کے فرزند ارجمند حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیشتر احادیث مبارکہ زبانی یاد کر رکھی تھیں۔ ان کا شمار علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کبار محدثین میں ہوتا تھا اور یہ ان سات صحابہ کرام میں سے ایک تھے جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سے زائد احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

---

① تفسیر قرطبی (۲/ ۴۰۶) صحیح بخاری، کتاب الحج، باب قوله الله تعالیٰ ﴿الحج اشهر معلومات﴾ تعليقاً۔ صحيح ابن خزيمة (۲۵۹۶) سنن الدارقطني: (۲/ ۲۳۳) سنن كبرى بيهقي (۴/ ۳۴۳)

② مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۵۲) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۳)

③ سنن ترمذي، كتاب الصوم، باب ما جاء في صوم الاثنين والخميس ح: ۷۴۷

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان چار عبداللہ نامی صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے جو علمی میدان میں بڑے بلند مقام پر فائز تھے اور ان کے علمی رتبے کی بلندی آسمان کے ستاروں کو چھو رہی تھی، وہ چار بلند مرتبہ صحابہ کرام یہ تھے:

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ② عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

③ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ④ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

یہ چاروں صحابہ عظیم المرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم کے فرزند ارجمند تھے۔ سات عظیم، علماء، حفاظ اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ کرام کی فہرست میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام اور مقام و مرتبہ پانچویں نمبر پر آتا ہے۔ وہ اس حوالے سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قریب تھے۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سے زائد احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی وہ مکثرین، یعنی کثرت سے احادیث روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے، جیسا کہ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے بھی اس کی تائید کی ہے اور علامہ سخاوی نے بھی اپنی کتاب ''فتح المغیث'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔①

یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بعض نے اس فہرست میں شامل نہیں کیا اس لیے کہ ان سے ۸۴۸ احادیث مروی ہیں۔ دراصل سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تعلیم کے بجائے عبادت میں زیادہ مشغول رہتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فتوحات کے بعد طائف یا مصر میں قیام پذیر ہو گئے تھے، ان کے پاس علم کے متلاشی اس طرح دور دراز سے سفر کر کے نہیں پہنچتے تھے جس طرح کہ مدینہ منورہ میں مشتاقانِ علم کی آمد و رفت رہتی تھی۔②

وہ صحابہ کرام جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ہزار سے زیادہ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد سات ہے۔ وہ سب عالم، فاضل اور بہتر و برتر تھے، ان کے اسمائے گرامی ترتیب وار درج ذیل ہیں:

---

① فتح المغیث (۳/ ۱۰۷)

② المختصر علم رجال الاثر (ص: ۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① سیدنا ابو ہریرہ عبدالرحمان بن صخر دوسی رضی اللہ عنہ ② سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما
③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ④ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ⑥ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
⑦ سیدنا ابوسعید خدری سعد بن مالک رضی اللہ عنہ

ایک فاضل شاعر نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شعر میں پرویا ہے تاکہ آسانی سے ان کے نام زبانی یاد کیے جاسکیں:

سَبْعٌ مِنَ الصَّحْبِ فَوْقَ الْاَلْفِ قَدْ نَقَلُوْا
مِنَ الْحَدِيْثِ عَنِ الْمُخْتَارِ خَيْرٌ مُضَرَ
اَبُوْهُرَيْرَةَ، سَعْدٌ، جَابِرٌ، اَنَسٌ
صَدِيْقَةٌ وَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَذَا ابْنُ عُمَرَ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ۱۶۶۲ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان میں سے ۷۵ احادیث متفق علیہ ہیں جبکہ ۱۲۰ احادیث میں امام بخاری اور ۹ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ② لیکن صحیح بات یہ ہے کہ امام مسلم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ۴۹ احادیث کو نقل کیا ہے۔ ③

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی جن احادیث کو جمع کیا ان کی تعداد ایک ہزار سات سو دس بنتی ہے، ان میں بعض احادیث مکرر بھی ہیں۔ حافظ ابویعلی الموصلی نے اپنی مسند میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کو جمع کیا جن کی تعداد ۴۲۸ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن، مسانید، سوانح حیات، طبقات اور سیرت کی کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہایت ہی عمدہ انداز میں احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

---

② تلقیح فهوم الاثر (ص: ۳۶۳) وجوامع السيرة لابن حزم (ص:۲۷۵-۲۷۶)
② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۵۹)
③ تهذيب التهذيب واللغات (۱/ ۲۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے قریبی رشتہ داروں، یعنی اپنے والد گرامی، سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، اپنی والدہ محترمہ سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا، اپنے بھائی الفضل رضی اللہ عنہ، اپنی خالہ ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا، اپنے چچا کی بیٹی ام ہانی بنت ابی طالب اور اپنی خالہ کے بیٹے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عالم، فاضل اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اسی طرح انھوں نے عبدالرحمان بن عوف، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، ابوذر غفاری، زید بن ثابت، ابوسعید خدری، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر بہت سے عالم فاضل صحابہ کرام سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے امہات المومنین میں سے ام المومنین سیدہ میمونہ، سیدہ عائشہ صدیقہ، سیدہ جویریہ بنت الحارث، سیدہ سودہ بنت زمعہ اور سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہن سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بعض عالم فاضل صحابیات طیبات رضی اللہ عنہن سے بھی احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا، جیسا کہ آپ نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر، اپنی والدہ ماجدہ سیدہ ام الفضل اور سیدہ ام ہانی بنت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہن سے احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے رشتہ داروں میں سے دو بیٹوں علی اور محمد، آپ کے پوتے محمد بن علی، آپ کے بھائی کثیر بن عباس اور آپ کے بھتیجے عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس، آپ کے دوسرے بھائی کے بیٹے عبداللہ بن معبد بن عباس نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان کے غلاموں عکرمہ، مقسم، کریب اور ابومعبد نافذ نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے عبداللہ بن عمر بن خطاب، انس بن مالک، مسور بن مخرمہ اور ابوطفیل رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عالم اور فقیہ تابعین عظام میں سے عروہ بن زبیر، علی بن حسین، سعید بن جبیر، مجاہد بن جبر، قاسم بن محمد، عطاء بن یسار، عطاء بن ابی رباح، شعبی، محمد بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیرین اور شہر بن حوشب رحمہم اللہ نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے عالم فاضل تابعات میں سے سیدہ فاطمہ بنت الحسن بن علی اور دیگر بہت سی تابعات نے احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ①

"التہذیب" میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کرنے والوں کی تعداد تین کم دوسو بیان کی گئی ہے۔ ②

امام نسائی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تک سب سے بڑھ کر صحیح سلسلہ سند یہ ہے:

((الزهری عن عبيد الله بن عبدالله بن عتبة عن ابن عباس رضی اللہ عنہما))

اور سب سے بڑھ کر ضعیف سلسلہ سند یہ ہے:

((محمد بن مروان السدی الصغير عن الكلبی عن ابی صالح۔ ③

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور تعلیمات کو محفوظ کرنے کے لیے ایسے مخلص ماہرین علم پیدا کیے جنھوں نے موضوع احادیث کو معاشرے میں رواج دینے والوں کی کج روی کو واضح کیا اور ان کے جھوٹ کو طشت از بام کیا۔

مرویات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے چند مرویات بطور مثال پیش خدمت ہیں:

۱۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قَالُوْا لِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لِكِتَابِ اللّٰهِ وَ لِنَبِيِّهِ وَ لِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ)) ④

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

① تهذيب الكمال (۱۵/ ۱۵۵۔۱۵۸) سير اعلام النبلاء (۳/ ۳۳۲۔ ۳۳۳) تهذيب التهذيب (۳/ ۲۰۶۔۲۷۸)

② سير اعلام النبلاء (۳/ ۳۳۳)

③ تهذيب الراوی (۱/ ۱۸۲۔۱۸۱)

④ مسند احمد (۱/ ۳۵۱) مسند ابی يعلی (۲۳۷۲)۔ معجم كبير طبرانی (۱۱۱۹۸) مسند البزار (۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دین خیر خواہی ہے۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ نے فرمایا: "اللہ کی کتاب، اس کے نبی ﷺ اور ائمۃ المسلمین کے لیے۔"

۲۔((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ امْرَاَةً مِنْ خَثْعَمٍ سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ غَدَاةَ النَّحْرِ فَقَالَتْ: اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِيْ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَسْتَمْسِكَ عَلَى الرَّحْلِ، اَفَهَلْ تَرٰى اَنْ نَحُجَّ عَنْهُ۔ قَالَ: نَعَمْ)) ①

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خثعم قبیلے کی ایک خاتون نے قربانی کے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے ابا جان پر حج فرض ہے لیکن وہ بہت بوڑھے ہو چکے ہیں سواری پر سفر نہیں کر سکتے، کیا ہم ان کی طرف سے حج کر سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں!"

۳۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مسائل حج میں بڑی مہارت حاصل تھی، وہ مسائل حج کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے امام تھے۔ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نے رسول اللہ ﷺ سے بچے کے حج کے بارے میں دریافت کیا یہ صحیح حدیث کچھ اس طرح ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ اِمْرَاَةً اَخْرَجَتْ صَبِيًّا مِنْ مِحَفَّةٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اَلِهٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ)) ②

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون نے پالکی سے ایک بچہ نکالا اور عرض کی، یا رسول اللہ! کیا اس بچے کا حج ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! اور اس کے حج کا ثواب تجھے ملے گا۔"

---

① صحیح بخاری، کتاب الحج، باب وجوب الحج، ح: ۱۵۱۳۔ ۱۸۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب عن العاجز لزمنة وهرم، ح: ۱۳۳۴۔ موطا امام مالك (۱/ ۳۵۹) سنن ابی داود (۱۸۰۹) سنن ترمذی (۹۲۸) سنن نسائی (۲۶۳۷) سنن ابن ماجه (۲۹۰۷)

② صحیح مسلم، کتاب الحج، باب صحة حج الصبی و اجر من حج به، ح: ۱۳۳۶ سنن ابی داود (۱۷۳۶) سنن نسائی (۲۶۴۷) مسند احمد (۱/ ۲۱۹۔۲۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہجد کی دعا:

۴۔ طاؤس عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے پچھلے پہر تہجد کے لیے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَ مَنْ فِيْهِنَّ۔ وَلَكَ الْحَمْدُ وَ اَنْتَ الْحَقُّ، وَوَعْدُكَ حَقٌّ، وَلِقَائُكَ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَ مَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَا اِلٰهَ غَيْرُكَ)) ①

"الٰہی تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان کا نور ہے۔ تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان کو سنبھالنے والا ہے۔ تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں تو آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے ان کا بادشاہ ہے۔ تیرے لیے تمام تعریفیں ہیں، تو حق ہے، تیرا وعدہ حق ہے، تیری ملاقات حق ہے، قیامت حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے، نبی برحق ہیں، الٰہی میں تیرا فرمانبردار ہوں، تیرے ساتھ میں ایمان لایا۔ تجھ پر میں نے بھروسا کیا، تیری طرف میں نے رجوع کیا، اور تیرے ذریعے میں نے جھگڑا کیا، میرے اگلے پچھلے، پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ معاف کر دے، تو ہی مقدم اور موخر ہے تو ہی معبود حقیقی ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔"

۵۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

① بخاری، کتاب التهجد، باب قوله عزوجل ﴿ومن الليل فتهجد به نافلة لك﴾ ح: ۱۱۲۰۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ودعائه بالليل، ح: ۷۶۹۔ سنن ابی داود (۷۷۱۔۷۷۲) سنن ترمذی (۳۴۱۴) سنن نسائی (۱۶۲۱) سنن ابن ماجه (۱۳۵۵) موطا امام مالك (۱/ ۲۱۵) مسند احمد (۱/ ۲۹۸۔۳۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیچھے سواری پر بیٹھا تو آپ نے مجھے یہ تعلیم دی:

((يَا غُلَامُ! إِنِّي مُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ إِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ إِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، وَإِذَا سَأَلْتَ فَلْتَسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ إِنَّ الْأُمَّةَ لَوِاجْتَمَعُوا عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجُفَّتِ الصُّحُفُ)) ①

''برخوردار! میں تجھے چند باتیں سکھلاتا ہوں! تم اللہ کے دین کی حفاظت کرو اللہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو اپنے خیالوں میں سمائے رکھو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم مانگو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو، جب تم مدد طلب کرو تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ خوب اچھی طرح جان لو! ساری امت اگر تجھے فائدہ پہنچانے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو وہ تجھے اتنا ہی فائدہ پہنچا سکے گی جتنا اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں فائدہ لکھ دیا ہے اور اگر ساری امت تجھے نقصان دینے کے لیے اکٹھی ہو جائے تو وہ تجھے اتنا ہی نقصان دے سکے گی جتنا نقصان اللہ تعالیٰ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے، قلمیں اٹھا لی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث کتب حدیث میں بکھری ہوئی ہیں۔ حدیث کی کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث مذکور نہ ہوں۔ لیکن ہم نے یہاں ان کی چند مرویات ہی کا تذکرہ کیا ہے، تاکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دوسرے علمی کارناموں کا بھی ذکر ہو سکے۔

علماء کے میزان میں:

فقیہ صحابہ کرام علم کے حصول پر بہت زیادہ توجہ دیتے تھے اور خاص طور پر قرآنی علوم کے حصول میں بہت زیادہ دلچسپی لیتے تھے، وہ قرآن مجید کو زبانی یاد کرنے، اسے سمجھنے، اس کی تفسیر جاننے اور آیات کے اسباب نزول کی معرفت حاصل کرنے میں بہت زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے۔

صحابہ کرام علم اور حفظ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ ان میں بعض صحابہ

① سنن ترمذی، کتاب صفة القیامة، باب (۵۹) ح: ۲۵۱۶۔ مسند احمد (۱/ ۲۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرام ایسے تھے جنھیں پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا اور اس پر وہ عمل پیرا بھی تھے، قرآنی علم اور تفسیر پر ان میں کی گہری نظر تھی، اس حوالے سے بہت سے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑی شہرت پائی۔ ان سب سے زیادہ چاروں خلفائے راشدین، سیدنا عبداللہ بن مسعود اور ہمارے ممدوح مہمان گرامی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم شہرت کے بام عروج پر پہنچے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں چھوٹی عمر کے تھے، انھوں نے صحابہ کرام سے علم کا وافر حصہ حاصل کیا اور قرآن و حدیث کے معارف سے آگاہی حاصل کی، بالخصوص سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے حصول علم میں زیادہ استفادہ کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ دعا کی تھی:

((اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَ عَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ)) ①

''الٰہی اسے دین میں فقاہت سے نواز اور اسے تفسیر کا علم عطا فرما۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حبر الامہ اور ترجمان القرآن تھے۔ انھیں علم اور فہم و فراست کا وافر حصہ عطا کیا گیا تھا، نیز انھیں فصاحت و بلاغت، حسن و جمال، رائے کی درستگی، قادر الکلامی، وسیع تر معلومات اور جاہ و جلال میں کمال حاصل تھا۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نوجوان علماء صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ممتاز مقام کو پہچان لیا تھا، آپ ان کو اپنی مجلس میں قریب بٹھاتے اور آپ کو گفتگو کے دوران میں ترجیح دیا کرتے تھے۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے علم کے مطابق اکابر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام میں سے تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضل و شرف اور قدر و منزلت کے معترف تھے، اسی لیے انھیں مجلس شوریٰ میں جلیل القدر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ شریک کرتے اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی انتہا درجے کی علمی مہارت کا تذکرہ بڑے فخر سے کیا کرتے تھے۔ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

---

① مسند احمد (۱/ ۲۶۶۔۳۰۴) و صحیح ابن حبان (۷۰۵۵) بهذا اللفظ۔ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ح: ۱۴۳ مختصراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((ذَاکُمْ فَتَی الْکُهُوْلَ، اِنَّ لَهُ لِسَانًا مَسُوْلًا وَ قَلْبًا عَقُوْلًا)) ①

''وہ بوڑھوں کا نوجوان، اس کی زبان بڑے سوالات کرنے والی اور دل عقل ودانش کا گہوارا ہے۔''

علم کے جملہ امور سے باخبر، حیرت انگیز کارنامے سرانجام دینے والے عالم بے بدل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے قریب بٹھا کر ان کی عزت و تکریم کرتے اور قریش کے اکابرین کے سامنے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم و فضل اور فہم و فراست کی طرف اشارہ کرتے اور انہیں بتاتے کہ دیکھو! قریش کا یہ نوجوان قرآنی علوم کے کتنے بڑے ماہر اور دوسرے جملہ علوم میں فقیہ ہونے کے درجے پر فائز ہیں۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی باتیں سن کر قریش حیرت و استعجاب کی تصویر بنے دکھائی دیتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجھے مجلس میں نامور صحابہ کرام کے ساتھ بٹھاتے اور فرماتے کہ میں خاموش رہوں، پہلے یہ سب زیر بحث مسئلے پر گفتگو کریں گے۔ جب اہل مجلس اپنی رائے کا اظہار کر لیتے پھر مجھے اس مسئلے پر گفتگو کرنے کا حکم دیتے، جب میں اس مسئلے پر بحث کرتا تو مجلس پر سکوت طاری ہو جاتا۔ جب میں اپنی گفتگو کو ختم کرتا تو امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اہل مجلس سے کہتے کہ تم میرے سامنے وہ نکات پیش نہیں کرتے جو یہ نوجوان پیش کرتا ہے۔ ②

امام بخاریؒ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مجلس میں مجھے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بٹھاتے۔ انھوں نے کہا کہ آپ اس بچے کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں، ہمارے بھی اس جیسے بچے ہیں؟ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس بچے کی علمی حیثیت کو تم کیا جانو! ایک دن کا ذکر ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا اور مجلس میں اکابر صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھنے کا حکم دیا۔ جب اہل مجلس بیٹھ گئے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے حاضرین مجلس اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

---

① مستدرک حاکم (۳/ ۵۳۹، ۵۴۰) معجم کبیر طبرانی (۱۰۶۲۰) مصنف عبدالرزاق (۸۱۲۳) حلیة الاولیاء (۱/ ۳۱۸)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۳۔ ۳۰۴) مستدرک حاکم (۳/ ۵۳۹) حلیة الاولیاء (۱/ ۳۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۝﴾ (النصر: ۱۱۰/ ۱)

تمھارے نزدیک اس کا کیا مفہوم ہے؟ اہل مجلس میں سے بعض نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جب ہمیں فتح نصیب ہو تو ہم اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کریں اور اس کے حضور استغفار کریں اور بعض اہل مجلس خاموش رہے۔ پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے عباس کے فرزند! تیری اس آیت کے مفہوم کے بارے میں کیا رائے ہے؟

میں نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا پیغام دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اے میرے پیارے نبی! یہ تیری وفات کی علامت ہے، لہٰذا تم اپنے رب کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور اس کے حضور استغفار کرو، بلاشبہ اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ سنتے ہی فرمانے لگے: بالکل ٹھیک! اس آیت کا میرے علم کے مطابق یہی مفہوم ہے۔ یہ منظر دیکھ کر ساری مجلس انگشت بدنداں رہ گئی۔[1]

مندرجہ بالا خوبیوں کی بنا پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس بات کے مستحق ہیں کہ ان کے سر پر امیر العلماء ہونے کا تاج رکھا جائے۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بعد وہ اس اعزاز کے مستحق ہیں کہ انھیں حبر الامہ کا لقب دیا جائے۔ بلاشبہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے علم کی معرفت میں اپنے تمام ہمجولیوں سے فوقیت رکھتے تھے۔

ایک دوسری مجلس میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی برتری کا اظہار کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

امام بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے روایت بیان کی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا، اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کے بارے میں تمھاری کیا رائے ہے:

﴿أَيَوَدُّ أَحَدُكُمْ أَن تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ﴾ (البقرہ: ۲/ ۲۶۶)

صحابہؓ نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو کر فرمانے لگے، تم یہ کہو کہ ہم جانتے ہیں یا ہم نہیں جانتے!

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ ﴿اذا جاء نصر اللہ﴾ ح: ۴۹۷۰۔ سنن ترمذی (۳۳۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر کہا: امیر المومنین! میرے دل میں اس کا مطلب اور مفہوم ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھتیجے بتاؤ اس کا مفہوم کیا ہے، خاموش کیوں ہو؟ اپنے آپ کو حقیر مت جانو اور کھل کر بتاؤ۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اس آیت میں عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بولے، کس عمل کی؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ایک شخص بھرپور اللہ کی اطاعت کرتا ہے، پھر شیطان کے داؤ میں آجاتا ہے اور وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا ارتکاب کرنے لگتا ہے، جس سے اس کے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ ①

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے فرزند سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسے اکابر صحابہ لوگوں کو علم کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی جواہرات سے اپنے دامن کو آراستہ کرنے کی تلقین کرتے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ترجمان القرآن کے نام سے مشہور و معروف تھے۔ آپ کو حبر الامہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا تھا، بلاشبہ آپ علم کے سمندر تھے۔ آپ کی معلومات کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور اس نے آپ سے قرآن مجید کی درج ذیل آیت کا مفہوم دریافت کیا:

كَانَتَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

''تمام آسمان اور زمین آپس میں ملے ہوئے تھے تو ہم نے ان دونوں کو الگ کیا۔''

آپ نے فرمایا: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے اس کا مطلب پوچھو، پھر مجھے آکر بتانا۔ وہ شخص گیا اور اس نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انھوں نے بتایا، آسمان جڑے ہوئے تھے، ان سے بارش نہیں ہوتی تھی اور زمین جڑی ہوئی تھی اس سے سبزا نہیں اگتا تھا اللہ نے آسمانوں کو کھول دیا، ان سے بارش ہونے لگی اور زمین کو کھول دیا تو اس سے سبزا اگنے لگا۔ وہ شخص عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس واپس آیا اور انہیں بتایا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کا یہ مفہوم بتایا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے، میں پہلے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے تفسیر کے حوالے سے جرأت مندانہ موقف پر حیران ہوا

① بخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ ﴿ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ﴾ ح: ۴۵۳۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا تھا، مگر اب مجھے پتہ چل چکا ہے کہ واقعی انہیں علم کا وافر حصہ میسر آیا ہے۔ ①

المدائنی کہتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں:

((لِلّٰهِ دَرَّ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَى الْغَيْبِ مِنْ سِتْرٍ رَقِيْقٍ لِعَقْلِهٖ وَفَطْنَتِهٖ بِالْاُمُوْرِ)) ②

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے کیا کہنے، وہ اپنی عقل و دانش اور ذہانت و فطانت کے بل بوتے پر پردوں میں چھپے ہوئے معاملات کو جان لیتا ہے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَقَرَّ اللّٰهُ مَنْ لَهٗ ابْنُ عَمٍّ مِثْلَ هٰذَا)) ③

''اللہ نے دل ٹھار دیا! اس جیسا کسی کا چچا زاد بھائی ہو تو سامنے آئے'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ بات عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ گواہی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لیے اور ہر اس شخص کے لیے باعث فخر ہے جو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم کا معترف ہے۔

ابن عساکر فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے قریب بٹھاتے اور ان سے مسائل پوچھتے، ان سے مشورہ لیتے اور اہل بدر کے مشائخ صحابہ کرام کے ساتھ اپنے پاس بلاتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حاضر جواب تھے، ان کا چہرہ پر رونق تھا، وہ بڑے عالم فاضل تھے۔ ان کی معلومات کا دائرہ وسیع تھا اور ان کے علم و حکمت سے جاہل کو بھی بیداری میسر آجاتی تھی۔ ④

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرماتی ہیں:

---

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۲۰) صفة الصفوة لابن الجوزی (۱/ ۷۵۲، ۷۵۳)

② بهجة المجالس (۱/ ۳۱۶) الاصابة (۴/ ۱۴۲، ۱۴۳) تاریخ دمشق (۳۴/ ۹۶) تاریخ الاسلام للذهبی (۱/ ۳۶۵)

③ البداية والنهاية (۸/ ۲۹۹)

④ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۲۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَهُوَ اَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِالسُّنَّةِ)) ①

''جو صحابہ اس وقت موجود ہیں ان سب میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بڑے عالم ہیں۔''

ہماری اماں جان نے یہ ارشاد فرما کر کس قدر عزت افزائی کی: ہماری اماں جان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں یہ بہت بڑی گواہی ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو ساری امت کی خواتین سے بڑھ کر سمجھنے والی اور زبانی یاد کرنے والی عظیم المرتبت ہستی تھیں۔

جب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کے ساتھ حج کیا تو ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((هُوَ اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْمَنَاسِكِ)) ②

''عبداللہ بن عباس حج کے مسائل کو سب لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی علم اور علماء کا تذکرہ کرتے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم و فضل کا تذکرہ اس انداز میں کرتے:

((هٰذَا اَعْلَمُ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم)) ③

''جو کچھ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا یہ یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ اس کا علم رکھنے والے ہیں۔''

نابغہ روزگار فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا:

((لَقَدْ عُلِّمْتَ عِلْمًا مَا عُلِّمْنَاهُ)) ④

''تجھے وہ علم دیا گیا ہے جو ہمیں نہیں دیا گیا۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں

① سیر اعلام النبلاء (٣/ ٣٤٥) تاریخ بغداد (١/ ١٧٣) مختصر تاریخ دمشق (١٢/ ٢٩٦)

② البدایة والنهایة (٨/ ٣٠١)

③ تاریخ بغداد (١/ ١٧٣) مختصر تاریخ دمشق (١٢/ ٢٩٦)

④ سیر اعلام النبلاء (٣/ ٣٤٥) مختصر تاریخ دمشق (١٢/ ٢٩٩) البدایة والنهایة (٨/ ٢٩٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا:

((اَشْهَدُ اَنَّكَ تَنْطِقُ عَنْ بَيْتِ نُبُوَّةٍ)) ①

''میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خانہ نبوت سے بولتے ہیں۔''

امام اوزاعی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں فرمایا:

((وَاللّٰهِ! اِنَّكَ لَاَصْبَحُ فِتْيَانِنَا وَجْهًا وَاَحْسَنُهُمْ عَقْلًا ، وَاَفْقَهُهُمْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ)) ②

''بخدا! آپ ہمارے نوجوانوں میں سب سے بڑھ کر خوب رو، سب سے عقلمند اور اللہ کی کتاب کو سب سے بہتر سمجھنے والے ہیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو جب کوئی مشکل معاملہ پیش آتا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیتے آپ ان سے فرماتے:

((غُصْ غَوَّاصِ)) ③

''ڈبکی لگانے والے ذرا غوطہ لگاؤ۔''

یعنی اس پیش آنے والے مشکل معاملے میں غور وخوض کرو۔

امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم وفضل اور فہم و فراست سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ مزید فرمایا کرتے تھے:

((لَا يَلُوْمُنِي اَحَدٌ عَلٰى حُبِّ ابْنِ عَبَّاسٍ)) ④

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی محبت پر مجھے کوئی ملامت نہ کرے۔''

علماء اور شہسوار صحابہ رضی اللہ عنہم کے سرخیل سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی علمی وسعت، عمدہ فہم وفراست، عقل و دانش اور بردباری کا اعتراف کرتے

① طبقات ابن سعد (٢/ ٣٦٩) مختصر تاريخ دمشق (١٢/ ٢٩٩)

② صفة الصفوة (١/ ٧٤٨) البداية والنهاية (٨/ ٢٩٩)

③ سير اعلام النبلاء (٣/ ٣٤٦) فضائل الصحابة للامام احمد (١٨٩٠) مختصر تاريخ دمشق (١٢/ ٢٩٦)

④ سير اعلام النبلاء (٣/ ٣٤٦)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْضَرَ فَهْمًا، وَلَا أَلَبَّ لُبًّا، وَلَا أَكْثَرَ عِلْمًا، وَلَا أَوْسَعَ حِلْمًا مِنَ ابْنِ عَبَّاسٍ))

''میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی کو زود فہم، عقلمند، عالم فاضل، فراخ دل اور بردبار نہیں دیکھا۔''

مزید فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بچشم خود دیکھا کہ وہ مشکل مسائل کو حل کروانے کے لیے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے پاس بلاتے، حالانکہ آپ کے اردگرد نامور بدری صحابہ کرام موجود ہوتے لیکن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بات کو ترجیح دیتے۔①

سیدنا طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَقَدْ أُعْطِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَهْمًا وَلَقِنًا وَ عِلْمًا مَا كُنْتُ أَرَى عُمَرَ يُقَدِّمُ عَلَيْهِ أَحَدًا)) ②

''عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فہم وفراست، زود فہمی اور علم عطا کیا گیا، میرا مشاہدہ یہ ہے کہ عمر بن خطاب کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔''

علماء صحابہ میں سے نامور صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علم وفضل کا اعتراف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَوْ أَدْرَكَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَسْنَانَنَا مَا عَشَّرَهُ مِنَّا أَحَدٌ)) ③

''اگر عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہماری عمر کو پہنچ گئے تو ہم میں سے کوئی ان کے علم کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔''

فن قراءت کے سب سے بڑے عالم صحابی سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ایک دن عبداللہ بن

---

① طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۹) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۶)

② طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۰) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۷)

③ طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۶) مستدرک حاکم (۳/ ۵۳۷) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس سے اٹھ کر چل دیے، تو اس موقع پر انھوں نے فرمایا:

((هٰذَا يَكُوْنُ حِبْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ، أَرَىٰ عَقْلًا وَ فَهْمًا وَ قَدْ دَعَا لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُّفَقِّهَهٗ فِي الدِّيْنِ)) ①

''یہ (یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما) اس امت کا بڑا عالم ہوگا، میں اس میں عقل و دانش اور فہم و فراست دیکھ رہا ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے دینی فقاہت عطا فرمائے۔''

حکمران صحابہ میں سے نامور عالم صحابی سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام عکرمہ سے فرماتے ہیں:

((مَوْلَاكَ وَاللّٰهِ! أَفْقَهُ مِنْ مَنْ مَاتَ وَ مَنْ عَاشَ)) ②

''اللہ کی قسم! تیرا آقا سارے فوت شدگان اور زندہ لوگوں سے بڑھ کر فقیہ ہے۔''

یہ واقعہ تحریر کی زینت اور دلکش و دلنشیں ہے جس کا تذکرہ تاریخ دمشق میں کیا گیا ہے، یہ کہ حطیہ نامی ایک شخص نے ایک دفعہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مجلس میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تشریف فرما دیکھا۔ اس نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہ اپنی گفتگو کی وجہ سے پوری مجلس پر چھائے ہوئے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہے جو اتنی چھوٹی سی عمر میں اپنی عالمانہ گفتگو کی بنا پر سب سے بلند مرتبہ دکھائی دیتا ہے؟ لوگوں نے بتایا، یہ نبی کریم ﷺ کے چچا کا فرزند ارجمند اور نامور عالم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے تو اس نے برجستہ ان کی تعریف میں یہ شعر کہے:

إِنِّيْ وَجَدْتُ بَيَانَ الْمَرْءِ نَافِلَةً
تَهْدِيْ لَهٗ وَوَجَدْتُ الْعِيَّ كَالصَّمَمِ
اَلْمَرْءُ يُبْلِىٰ وَتُبْقِىٰ الْكَلَمُ سَائِرَةً
وَقَدْ يُلَامُ الْفَتٰى يَوْمًا وَ لَمْ يَلُمِ ③

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۸) طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۰) الاصابۃ (۴/ ۱۴۴).

② طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۹۔۳۷۰) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۴۸)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۱) الاصابۃ (۲/ ۳۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علماء صحابہ کے ساتھ تعلقات:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سدا بہار مدرسہ محمدیہ کے اساتذہ میں ایک نئی طرز اور منفرد شخصیت کے حامل تھے۔ اس معزز شخصیت نے اسلامی نظام کے سمندر سے سیرابی حاصل کی تھی اور انھوں نے نیک دل قافلہ انصار اور درجہ اول کے مہاجر اساتذہ سے فراغت حاصل کی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس عالی مرتبت شخصیت کے حامل تھے جس نے سرچشمہ نبوت اور فیضان وحی سے سیرابی حاصل کی تھی۔ اس عظیم المرتبت شخصیت نے زندگی بھر عقل و دانش اور سوچ بچار کی راہ کو اپنایا اور انھوں نے علم کی حفاظت، روایت اور نشر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دینی علم کو اسلام کے خزانوں، اسلامی قوانین اور اسلامی تعلیمات و آداب کا لازمی جز بنا دیا۔ آپ نے اسلام کے سمندر میں ہیرے اور جواہرات چننے کے لیے غواصی کی۔ اس طرح انہیں واضح طور پر عالمی شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، اس نادر اور ممتاز شخصیت اور اس نابغہ روزگار عظیم المرتبت شخص کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ بڑے اچھے واقعات اور دلنشیں گفتگو کی یادیں وابستہ ہیں، جس سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے علمی مقام و مرتبے کا اشارہ ملتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اہل بیت میں ان کے نفیس ترین مرتبے کا پتہ چلتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک دلنشیں، دل آویز اور سحر انگیز داستان مختلف کتابوں میں کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری پر سوار ہونے کا ارادہ کیا تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان کے قریب ہوئے، تاکہ سواری کی لگام پکڑ لیں۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی ادب و احترام، لطافت بھرے اور محبت بھرے انداز میں کہا: اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے فرزند! تکلف نہ کریں رہنے دیجیے۔ ان کے کہنے کا انداز نہایت ہی ادیبانہ اور لطافت آمیز تھا، نیز اس سے علم کی مہک آ رہی تھی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم اہل بیت کا احترام کریں۔ ①

انصار سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما انصار کے ہاں ایک ولیمے کی محفل میں تشریف لے گئے۔ انہیں

① العقد الفريد (۲/ ۱۲۷، ۲۲۴) تاريخ دمشق لابن عساكر (۱۹/ ۳۲۶) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھ کر سب انصار احترام میں استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے، آپ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: تشریف رکھیے! اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک اور دلچسپ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے دمشق سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچے، وہاں کا ماحول انہیں کچھ پسند نہ آیا تو وہاں سے بصرہ کا رخ کیا اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاں مہمان ٹھہرے، انھوں نے اپنا گھر خالی کر کے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا اور فرمایا: میں آپ کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک کروں گا جس طرح آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ پھر پوچھا: آپ پر قرض کتنا ہے؟ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ بیس ہزار تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے انھیں چالیس ہزار نقد، بیس غلام اور گھریلو سامان دیا۔ ②

یہی وجہ ہے کہ اعلان کیا جاتا تھا کہ جس نے علم حاصل کرنا ہو، جس نے سخاوت کی جھلک دیکھنی ہو یا جس نے حسن و جمال کا خوشگوار منظر دیکھنا ہو تو وہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھرانے کو دیکھ لے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما خود سب لوگوں سے بڑھ کر عالم تھے، ان کے بھائی عبیداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور بڑے بھائی فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سب لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ایک دلچسپ داستان بیان کی جاتی ہے جس سے ان کی حکمت و دانائی کا پتہ چلتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو قرآنی آیات کی تفسیر پر عبور حاصل تھا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے:

ایک دن معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: میں قرآن مجید کی دو آیتوں کا مفہوم سمجھنے میں الجھا ہوا ہوں، کوئی ان کی تاویل مجھے سجھائی نہیں دیتی، اس لیے آپ کے پاس آیا ہوں کہ شاید میرے درد کا درمان ہو سکے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: قرآن مجید کی وہ کون سی دو آیتیں ہیں جن کا مفہوم آپ کی سمجھ سے بالاتر ہے؟ سیدنا

① البصائر والذخائر (۲/ ۲۵)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۵۲)۔ مستدرك حاكم (۳/ ۴۶۰) شعب الایمان (۱۰۸۸۰)

③ البصائر والذخائر (۵/ ۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ

(الانبیاء : ۲۱/ ۸۷)

''اور مچھلی والا جبکہ ناراض ہو کر چلا گیا تھا اور اس نے خیال کیا کہ ہم اس پر گرفت نہ کریں گے۔''

مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ یونس علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، ان کو یہ گمان کیسے گزر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر قادر نہیں ہوں گے۔ اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا [۲] (یوسف : ۱۲/ ۱۱۰)

''یہاں تک کہ جب پیغمبر لوگوں سے مایوس ہو گئے اور ان لوگوں نے سمجھ لیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا تھا تو فوراً ایک ہماری مدد پیغمبروں کو پہنچ گئی۔''

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ الجھاؤ پیدا ہوا کہ بھلا رسول اللہ کی مدد سے کیسے مایوس ہو سکتے ہیں اور انہیں یہ کیسے گمان گزر سکتا ہے کہ اللہ نے جو ان سے وعدہ کیا اسے پورا نہیں کریں گے؟ قرآن مجید کی ان دو آیتوں کا مفہوم سمجھنے میں الجھا ہوا ہوں، ان کی تفسیر ہمارے علم میں نہیں آ رہی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں، ان کے خیال میں یہ بات آئی کہ اللہ کے حکم کے بغیر بستی کو چھوڑ کر جانا میری خطا ہے جس کی بنا پر کوئی افتاد مجھ پر مسلط ہو سکتی ہے۔ انہیں اس بات میں قطعاً کوئی شک نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ جب کوئی ارادہ کر لیتے ہیں تو وہ اس پر عمل پیرا ہونے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا دائرہ ہر چیز پر محیط ہے اور جہاں تک دوسری آیت کا تعلق ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہوئے اور انہیں اس بات کا خیال آیا کہ جس نے انہیں بظاہر خوشحالی دی ہے، اندرونی طور پر وہ پریشان کن حالات سے دوچار ہیں۔ رسول، اللہ تعالیٰ کی مدد سے مایوس نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کے گمان میں یہ بات آئی کہ اللہ نے ان سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا نہیں کریں گے۔ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کی تفسیر سن کر فرمانے لگے: آپ نے ہماری مشکل کو حل کر دیا، اللہ آپ کی مشکلات کو حل کرے اور آپ کو فراوانی و خوشحالی کی نعمت سے نوازے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی قسم! قریش کو آپ پر رشک ہے، سارے عرب کو آپ پر فخر ہے، بلکہ ساری امت آپ پر رشک کناں ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنی فصاحت و بلاغت سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنایا اور ان کے دلوں پر حکومت کی۔ وہ اپنے دور کے تمام فصحاء اور بلغاء پر فوقیت لے گئے یہاں تک کہ وضاحت و بلاغت میں شہرت رکھنے والے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے سرنگوں ہو گئے اور ان کے سامنے خدام کے روپ میں باادب کھڑے ہو گئے۔

ایک فصیح و بلیغ، عالم، فاضل اور ادیب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں گواہی دیتا ہے، واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ صعصعہ بن صوحان رحمہ اللہ بصرہ سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ بصرہ کا مشہور و معروف عالم، فاضل اور فصیح و بلیغ ادیب تھا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بصرہ کا گورنر مقرر کر رکھا تھا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے ادیبانہ انداز میں بتایا، امیر المومنین! وہ تین چیزوں پر حاوی ہیں اور تین چیزوں کے تارک ہیں۔ جن تین پر وہ حاوی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ جب وہ گفتگو کرتے ہیں تو سننے والے لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتے ہیں۔

۲۔ جب ان کے ساتھ کوئی گفتگو کرتا ہے تو وہ اسے بڑے غور سے سنتے ہیں۔

۳۔ جب کوئی اختلافی مسئلہ درپیش ہو تو آسان ترین کو ترجیح دیتے ہیں۔

اور جن تین چیزوں سے انھوں نے کنارہ کشی اختیار کر رکھی ہے، وہ یہ ہیں:

۱۔ انھوں نے نخوت کو ترک کر دیا ہے۔

۲۔ کسی شخص کی دوستی سے وہ کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں۔

۳۔ ایسی بات کرنے سے اجتناب کرتے ہیں جس کی بعد معذرت کرنی پڑے۔ ②

ابو العباس المبرد نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں تحریر کیا ہے کہ ایک دفعہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو خارجیوں کے پاس ان سے مناظرہ کرنے کے

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۵۔۳۰۶) تفسیر در منثور (۵/ ۶۶۶) اس کی سند میں کلبی ر[illegible]ک ہے

② البدایة والنهایة (۸/ ۳۰۰) شعب الایمان للبیهقی (۸۴۸۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بھیجا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خارجیوں سے پوچھا: تم علی رضی اللہ عنہ کی مخالفت کیوں کرتے ہو؟ خارجیوں نے کہا: دیکھیے! وہ امیر المومنین ہیں، انھوں نے باہمی نزاع کو ختم کرنے کے لیے غیر اللہ کو حاکم بنانے کا طریقہ اختیار کیا جبکہ حاکم اللہ ہے، اس طرح وہ دائرۂ ایمان سے خارج ہو گئے، اب وہ توبہ کریں۔ ہمارے نزدیک یہ انداز اختیار کرنا کفر ہے۔ وہ اپنے موقف سے رجوع کر لیں، ہم انہیں اپنا امیر تسلیم کر لیں گے اور ان کی اطاعت کو اپنا لیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جس شخص کو اپنے مومن ہونے میں ذرا برابر بھی شک نہیں وہ اپنے کفر کا اقرار کس طرح کر سکتا ہے؟ یہ تمھاری سوچ سراسر غلط ہے۔ خارجیوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے باہمی نزاع کو ختم کرنے کے لیے کسی کو حاکم کیوں بنایا؟

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تحکیم کا حکم تو اللہ تعالیٰ نے بھی دیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ (المائدہ: ۵/ ۹۵)

ذرا ٹھنڈے دل سے غور کرو، شکار کے قتل میں اللہ تعالیٰ نے تحکیم کا حکم دیا ہے اور اگر مسلمانوں میں امامت کے مسئلے میں نزاع طول پکڑ جائے تو تمھارا کیا خیال ہے کہ ایک مشکل مسئلے کو حل کرنے کے لیے تحکیم کو اختیار کرنا کفر ہے؟ تمھاری سوچ پر تو مجھے حیرانی ہو رہی ہے، تمھاری عقل کو کیا ہوا؟

خارجیوں نے کہا کہ جب علی رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دیا گیا تو انھوں نے اسے برضا و رغبت تسلیم کیوں نہیں کیا؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جنھیں حاکم بنایا گیا تھا انھوں نے فیصلہ غلط دیا۔ فیصلہ کرنے والا امام کے درجے پر ہوتا ہے۔ جب امام ہی فسق کا مرتکب ہو تو اس کی حکم عدولی واجب ہو جاتی ہے، اس لیے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا، خارجیوں نے کہا: اگر یہ بات ہے تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کامیابی کے لیے اپنے مخالفین کو گرفتار کیوں نہیں کیا؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مقابل لشکر میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

تحکیم کے بارے میں تم نے میرا جواب سن لیا، اب گرفتاری کے بارے میں سنو! کیا تم ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گرفتاری کے حق میں ہو؟ تمھاری عقل کو کیا ہو گیا اور تمھارا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ انداز فکر کیسا ہے؟

خارجیوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ منہ توڑ جواب سنتے ہی اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ٹھونس لیں اور کہنے لگے کہ عباس کے فرزند بس اب اس سے آگے کچھ نہ کہیں، آپ تو کمال درجے کے حاضر جواب ہیں۔ آپ کی زبان کی روانی کے کیا کہنے! مدلل گفتگو آپ پر ختم اور پرمغز باتیں کرنے میں آپ کو کمال درجے کا ملکہ حاصل ہے۔ خارجیوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اوصاف و کمالات کا اعتراف کیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فصاحت و بلاغت میں کمال درجے کی مہارت حاصل تھی۔ آپ اپنی گفتگو میں ایسے قوی دلائل دیتے کہ مد مقابل لا جواب ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ خوارج جو کہ بڑے جھگڑالو تھے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دلائل کے سامنے گنگ ہو گئے، اور خاموشی اختیار کرنے کے سوا ان کے لیے کوئی چارۂ کار باقی نہ رہا۔ ①

خلفائے راشدین اور ابن عباس رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان نامور اور بزرگ ترین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر تمام صحابہ کرام کو قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے مقام و مرتبے کو تسلیم کیا۔ صحابہ کرام امت محمدیہ کے بہترین لوگ تھے کہ جنھیں لوگوں کی راہنمائی کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ وہ دنیا کے سردار، ہدایت کے روشن مینار فضل و شرف والے تھے انہوں نے سعادت کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور دنیا کی زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کو ہیچ سمجھا۔ وہ اس وقت بیدار رہے جب لوگ آرام کی نیند سوئے ہوتے تھے۔ انھوں نے اس وقت جدوجہد کی جب جہلا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہوئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مجد و شرف کے فلک پر ماہ کامل بن کر جگمگائے اور عزت و سعادت کی مالا کے قیمتی جواہر بنے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے دل میں خلفائے راشدین کا مقام بڑا بلند تھا۔ آپ انہیں بڑے بلند مقام و مرتبے والا سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے روبرو صحابہ کرام کا تذکرہ کیا گیا تو انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان و شوکت کو بلند تر قرار دیا۔ ان کے برتر عمل کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے فضل و شرف کی طرف اشارہ کیا اور ان کے بلند

① الکامل للمبرد۔ مستدرک حاکم (۲/ ۱۵۰۔۱۵۲) سنن کبری بیہقی (۸/ ۱۷۹) مسند احمد (۱/ ۸۷۔۸۸) معجم کبیر طبرانی (۱۰۵۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام و مرتبے کی تعریف کی کہ جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو عزت بخشی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف میں اقوال زریں موتیوں کے ہاروں کی مانند ہیں۔ جب تک آسمان اور زمین رہیں گے یہ اقوال زریں دلوں کو آسودگی بخشتے، مونہوں کی زینت بنتے اور کانوں میں رس گھولتے رہیں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کچھ اس انداز سے فرماتے ہیں:

''وہ امت محمدیہ کے صدیق اکبر اور صحابہ میں سب سے بڑھ کر عالم ہیں، وہ تقویٰ کا محور، ہدایت کا منبع، اخلاص کا مرکز، ایمان کا سرچشمہ، شیخ المومنین اور پہلے خلیفہ راشد ہیں، جنھوں نے امت کے شگاف پر کر دیے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے صداقت پر مبنی نہایت عمدہ، دل فریب اور دلکش جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ كَانَ وَاللّٰهِ لِلْقُرْآنِ تَالِيًا، وَلِلشَّرِّ قَالِيًا، وَعَنِ الْمَثَلِ نَائِيًا، وَعَنِ الْفَحْشَاءِ سَاهِيًا، وَعَنِ الْمُنْكَرِ نَاهِيًا، وَ بِدِيْنِهٖ عَارِفًا، وَمِنَ اللّٰهِ خَائِفًا، وَمِنَ الْمُهْلِكَاتِ جَانِفًا يَخَافُ فَلْتَةَ الدَّهْرِ))

''اللہ تعالیٰ ابوبکر رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والے، برائی کو مٹانے والے، بے مثال و بے نظیر، بے حیائی سے اجتناب کرنے والے، منکرات سے روکنے والے، اپنے دین کی معرفت رکھنے والے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، برباد کرنے والے اعمال سے کنارہ کشی کرنے والے۔ اور وقت کے ضائع ہونے سے ڈرتے تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو عبادت کرنے والے، دن کو روزہ رکھنے والے، اپنی دنیا سے مطمئن رہنے والے، اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف کا عزم رکھنے والے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیکی کا حکم دینے والے اور نیکی کی راہ پر گامزن رہنے والے، ہر قسم کے حالات میں شکر کرنے والے، صبح و شام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور اپنے آپ کو اچھے کاموں میں مصروف رکھنے والے تھے۔‘‘[1]

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو ان کی تعریف میں یہ اقوال زریں ارشاد فرمائے۔

((رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا حَفْصٍ كَانَ وَاللّٰهِ حَلِيْفَ الْإِسْلَامِ، وَ مَأْوَى الْإِيْتَامِ وَ مَحَلَّ الْإِيْمَانِ، وَ مَعْقِلَ الْحُنَفَاءِ، قَامَ بِحَقِّ اللّٰهِ صَابِرًا، مُحْتَسِبًا حَتّٰى اَظْهَرَ الدِّيْنَ وَ فَتَحَ الدِّيَارَ، وَذَكَرَ اللّٰهَ فِي الضَّوَاحِيْ وَالْبِقَاعِ، عَبَدَالْجَبَّارَ فِي الرَّخَاءِ وَالشِّدَّةِ شَكُوْرًا لَهُ، وَفِيْ كُلِّ وَقْتٍ آنَ ذَكُوْرًا)) [2]

’’اللہ ابو حفص رضی اللہ عنہ پر رحم کرے، وہ بخدا اسلام کے حلیف تھے، یتیموں کے ملجا و ماویٰ تھے۔ ایمان کے محل تھے، وہ یکسو لوگوں کی دلگیر تھے، انھوں نے صبر و تحمل اور ثواب کی نیت سے حق کو قائم کیا، یہاں تک کہ دین کو غالب کر دیا اور علاقے فتح کیے۔ انھوں نے خلوتوں اور جلوتوں میں اللہ کو یاد کیا، انھوں نے خوشحالی و تنگدستی میں جبار کی عبادت اور اس کی شکر گزاری کی اور ہر دم اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہے۔‘‘

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ.

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ان کے فضل و کرم، جود، شرف، زہد و تقویٰ، شرافت، عبادت اور ریاضت کے حوالے سے یہ اقوال زریں ارشاد فرمائے:

((رَحِمَهُ اللّٰهُ اَبَا عَمْرٍو (كُنْيَةُ عُثْمَانَ)، كَانَ وَاللّٰهِ اَكْرَمَ الْحَفْدَةِ، وَ اَفْضَلَ الْبَرَرَةِ، وَاصْبَرَ الْقُرَّاءِ، هَجَادًا بِالْاَسْحَارِ، كَثِيْرَ الدُّمُوْعِ

[1] مکمل روایت کے لیے دیکھیے. معجم کبیر طبرانی (۱۰۵۰۹) تاریخ بغداد (۲/ ۳۸۵) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۲۔۳۲۳)

[2] البصائر والذخائر (۸/ ۱۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ ذِكْرِ الدَّارِ، دائِبَ الْفِكْرِ فِيمَا يَعْنِيهِ بِاللَّيْلِ وَ النَّهَارِ، نَهَاضًا إِلَى كُلِّ مَكْرُمَةٍ سَحَاءً إِلَى كُلِّ مَنْقَبَةٍ، فَرَّارًا مِنْ كُلِّ مُوبِقَةٍ صَاحِبَ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَصَاحِبَ الْبِئْرِ، وَخَتَنَ الْمُصْطَفٰى عَلَى ابْنَتِهِ))

''اللہ تعالیٰ ابوعمرو پر رحم کرے، ابوعمرو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی کنیت تھی، اللہ کی قسم! وہ تمام بڑے، لوگوں میں زیادہ معزز، نیک لوگوں میں سب سے افضل، علماء میں سب سے زیادہ صبر کرنے والے، سحری کو بیدار رہنے والے، آخرت کی یاد میں کثرت سے آنسو بہانے والے، لیل ونہار میں مسلسل سوچ وچار کرنے والے، ہر عزت و شرافت کے حصول کے لیے جلدی کرنے والے اور فضیلت کے حصول کی خاطر جان توڑ کوشش کرنے والے اور ہر تباہی و بربادی سے کوسوں دور بھاگنے والے تھے، وہ جیش عسر کی مدد کرنے والے، بئر معونہ کے خریدار اور سیدنا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے۔''

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے اوصاف حمیدہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انھوں نے اپنے معلم اور استاذ گرامی کی تعریف میں یہ اقوال زریں ارشاد فرمائے:

((رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الْحَسَنِ كَانَ وَاللّٰهِ عِلْمَ الْهُدٰى، وَكَهْفَ التُّقٰى، وَمَحَلَّ الْحجا وطود النَّدٰى وَنُورَ السَّفَرِ فِيْ ظُلَمِ الدُّجٰى وَدَاعِيًا إِلَى الْمَحَجَّةِ الْعُظْمٰى وَ عَالِمًا بِمَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى، وَقَائِمًا بِالتَّاوِيْلِ وَالذِّكْرٰى مُتَعَلِّقًا بِاَسْبَابِ الْهُدٰى، وَتَارِكًا لِلْجَوْى الْاَذٰى وَحَائِدًا عَنْ طُرُقِ الرَّدٰى، وَ خَيْرَ مَنْ آمَنَ وَالتُّقٰى وَ اَفْضَلَ مَنْ حَجَّ وَ سَعٰى، وَاَخْطَبَ اَهْلِ الدُّنْيَا سِوَى الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُصْطَفٰى، زَوْجَ خَيْرِ النِّسَاءِ وَاَبَا الْحُسَيْنِ لَمْ تَرَ عَيْنٌ مِثْلَهٗ))

''اللہ ابوالحسن پر رحم کرے، اللہ کی قسم! وہ ہدایت کے علم، تقویٰ کے رہنما، عقل مند، سخاوت کے عظیم علمبردار، تاریکیوں میں نور کا سفر، بلندیوں کی جانب دعوت دینے والے، پہلی آسمانی کتابوں کے عالم، ہدایت کے اسباب کے بارے میں تفسیر اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیحت کو بیان کرنے والے، ظلم و زیادتی کو چھوڑنے والے، ہلاکت کے راستوں سے کنارہ کشی اختیار کرنے والے، اہل ایمان اور اہل تقویٰ میں بہتر، حج اور سعی کرنے والوں میں سب سے افضل، تمام انبیاء علیہم السلام اور سید الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب لوگوں سے بڑھ کر خطیب تھے۔ وہ سب عورتوں میں بہترین خاتون کے خاوند اور حسنین کے والد گرامی تھے اور کسی آنکھ نے اس جیسا نہیں دیکھا۔''①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے جب کبھی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جاتا تو آپ ان کی تعریف میں یہ ارشاد فرماتے:

((كَانَ وَاللّٰهِ الْكَنْزُ الْكَبِيْرُ، وَالْبَحْرُ الْغَزِيْرُ، وَالْغَيْثُ الْمَطِيْرُ، وَالشُّجَاعُ الْخَطِيْرُ، الَّذِيْ لَمْ يَكُنْ لَهُ فِي الْوَرٰى نَظِيْرٌ، مُؤَدِّبُ الْأُدَبَآءِ، وَ سَيِّدُ الْخُطَبَاءِ، وَقَائِدُ النُّجَبَاءِ وَ مَنْ اِذَا عَرَضَتْ مُشْكِلَةٌ اَجَابَ عَنْهَا وَالنَّاسُ سُكُوْتٌ)) ②

''اللہ کی قسم وہ بہت بڑا خزانہ تھے، علم کا گہرا سمندر، سخاوت کی موسلا دھار بارش اور دشمن کے بالمقابل خطرناک بہادر تھے۔ جس کی مخلوق میں کوئی مثال نہیں۔ وہ ادیبوں کو ادب سکھلانے والے، خطیبوں کے سردار اور شرفاء کے قائد تھے۔ جب کوئی مشکل مسئلہ آتا تو وہ ایسا مدلل جواب دیتے کہ لوگوں پر سکوت طاری ہو جاتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ان دونوں کی تعریف میں یہ ارشاد فرمایا:

((كَانَا وَاللّٰهِ عَفِيْفَيْنِ، مُسْلِمَيْنِ، بَرَّيْنِ، طَاهِرَيْنِ، مُطَهَّرَيْنِ، شَهِيْدَيْنِ، عَالِمَيْنِ بِاللّٰهِ، لَهُمَا النُّصْرَةُ الْقُرْعَةُ، وَالصُّحْبَةُ الْكَرِيْمَةُ، وَالْاَفْعَالُ الْجَمِيْلَةُ)) ③

''اللہ کی قسم! وہ دونوں پاکدامن، دونوں مسلمان، دونوں والدین کے فرماں بردار، پاکیزہ، صاف ستھرے، شہید اور دونوں اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھنے والے عالم تھے،

① حياة الصحابه للكاندهلوى: ۱/ ۳۰

② البصائر والذخائر لأبى حيان: ۱/ ۳۶۵

③ معجم كبير طبرانى (۱۰۵۸۹) مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۲۲۔ ۳۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں کو اللہ کی مدد میسر تھی اور انہیں معزز صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا اور ان دونوں نے نہایت اچھے کارنامے سرانجام دیے۔"

کبار علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعریف میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بہت سے اقوال زریں مختلف مقامات میں ان کی سوانح عمری کے ضمن میں بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حکمت بھرے اور لطافت سے لبریز کلمات قرآن و حدیث کی دلفریب خوشبو میں رچے ہوتے تھے اور ان کلمات کی مہک فضا کو معطر کرنے کا باعث بن جاتی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے عطر بیز کلمات ان کی فہم و فراست کی فراوانی پر دلالت کرتے تھے۔ ان کی باتیں سن کر یوں معلوم ہوتا کہ زندگی کے تمام حالات پر ان کی گہری نظر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی باتوں سے ان کے علم کی گہرائی اور مختلف فنون میں ان کی معرفت کی فراوانی کا پتہ چلتا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی فصاحت و بلاغت اور حکمت و دانائی پر مشتمل گفتگو علماء و حکماء کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی تھی۔

ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو علمی گفتگو کرتے ہوئے دیکھا تو حیرت و استعجاب سے انہیں دیکھتے ہی رہ گئے۔ وہ ان کی فصاحت و بلاغت سے آراستہ گفتگو سے بے حد متاثر ہوئے اور انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی شکل و صورت جس طرح حسین و جمیل تھی بعینہٖ ان کی گفتگو میں بھی اسی طرح بلا کی شیرینی، لطافت اور حسن و جمال پایا جاتا تھا۔ یاد رہے کہ زبان کا حسن و جمال یہی ہوتا ہے کہ ہر لفظ یوں محسوس ہو جیسے مصری کی ڈلی ہے۔ حسن و جمال اور عقل و دانش کا ملاپ ہو تو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا وجود آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ یہ دونوں خوبیاں وافر مقدار میں اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا کر رکھی تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درج ذیل بیان سے آپ اندازہ لگائیں کہ وہ حکمت و دانائی کے کتنے اونچے درجے پر فائز تھے۔ فرماتے ہیں:

((خُذِ الْحِكْمَةَ مِمَّنْ سَمِعْتَهَا فَإِنَّ الرَّجُلَ قَدْ يَتَكَلَّمُ بِالْحِكْمَةِ وَ

---

① الاستیعاب لابن عبدالبر (۲/ ۳۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَيْسَ بِحَكِيْمٍ كَمَا اَنَّ الرَّمْيَةَ قَدْ تَجِيْءُ مِنْ غَيْرِ رَامٍ)) ①

''حکمت و دانائی حاصل کیجیے جس سے بھی تم سنو، بسا اوقات ایک شخص حکمت و دانائی کی بات کہہ دیتا ہے، حالانکہ وہ خود حکیم و دانا نہیں ہوتا، جیسا کہ کبھی وہ تیر نشانے پر لگ جاتا ہے جو کسی ماہر تیر انداز نے نہیں پھینکا ہوتا۔''

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ آپ کے نزدیک کون معزز ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص بھی میرے پاس بیٹھتا ہے میں اسے سب سے زیادہ عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں، جب تک وہ میرے پاس بیٹھا رہے میں اس کی عزت افزائی کرتا ہوں اور اس دوران اگر کوئی مکھی بھی اس پر بیٹھ جائے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما زبان کے آداب سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ جلیل القدر تابعی سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ کعبہ شریف کے نزدیک کھڑے اپنی زبان کو پکڑ کر یہ فرما رہے تھے:

((يَا لِسَانُ قُلْ خَيْرًا تَغْنَمْ اَوِ اسْكُتْ تَسْلَمْ)) ③

''اے زبان کوئی اچھی بات کر تو غنیمت میں رہے گی، یا خاموش رہ تو سلامت رہے گی۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((مَنِ اشْتَرَى مَالَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ يُوْشِكُ اَنْ يَبِيْعَ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ)) ④

''جس نے ضرورت کا مال خریدا قریب ہے کہ وہ ضرورت کا مال فروخت بھی کر دے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مزید فرماتے ہیں:

---

① بهجة المجالس (۱/ ۳۸) صفة الصفوة (۱/ ۷۵۷)

② الادب المفرد (۱۱۴۵) مختصراً شعب الایمان (۹۵۶۹) مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۲۳)

③ الزهد للامام احمد (ص: ۳۳۶) و فضائل الصحابة (۹۵۶۹) بهجة المجالس (۱/ ۵۵) البداية والنهاية (۸/ ۳۰۴) شعب الایمان (۴۹۴۰)

④ حلية الاولياء (۱۰/ ۳۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مَا رَأَیْتُ رَجُلًا اَوَّلْتَهُ مَعْرُوْفًا اِلَّا اَضَاءَ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُ وَلَا رَأَیْتُ رَجُلًا فَرَّطْتُ اِلَیْهِ مِنِّیْ شَیْءٌ اِلَّا الْحَكَمَ مَا بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُ)) ①

''جس شخص کو میں نے کسی اچھے کارنامے کے اعتبار سے اولیت دی اس نے میرے اور اپنے درمیان ماحول کو روشن کر دیا اور جس شخص کو میں نے کوتاہ قرار دیا اس نے میرے اور اپنے درمیان ماحول کو تاریک بنا دیا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان بھی قابل توجہ ہے:

((لَا یَتِمُّ الْمَعْرُوْفُ اِلَّا بِثَلَاثَةٍ: تَعْجِیْلُهُ، تَصْغِیْرُهُ، وَسَتْرُهُ، فَاِنَّهُ اِذَا عَجَّلَهُ هَیَّاءَهُ، وَاِذَا صَغَّرَهُ عَظَّمَهُ وَاِذَا سَتَرَهُ فَخَمَّهُ)) ②

''نیک کام تین اعتبار سے پورا ہوتا ہے، اسے جلدی سرانجام دیا جائے، اسے چھوٹا قرار دیا جائے اور اسے راز داری سے مکمل کیا جائے، کیونکہ جب کوئی اسے جلدی سرانجام دیتا ہے تو اسے پایۂ تکمیل تک پہنچاتا ہے اور جب وہ اسے کم تر کر دیتا ہے تو اسے عظیم تر بنانے کے لیے کوشاں ہوتا ہے اور جب وہ اسے راز داری سے سرانجام دیتا ہے تو اس کی شان دوبالا کرتا ہے۔''

ایک شاعر نے کیا خوب کہا:

وَلَمْ اَرَی كَالْمَعْرُوْفِ اَمَّا مَذَاقَهُ
فَحَلُوٌ وَاَمَّا وَجْهَهُ فَجَمِیْلٌ ③

''میں نے نیکی کی طرح کسی چیز کو نہیں دیکھا، اس کا ذائقہ میٹھا ہے اور اس کا چہرہ حسین ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی کے متعلق اقوال زریں نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے ابا جان نے مجھے ارشاد فرمایا: میرے بیٹے! تو مجھ سے زیادہ عالم ہے لیکن میں تجھ سے زیادہ فقیہ ہوں، میں دیکھ رہا ہوں کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

① بهجة المجالس (۱/ ۳۰۲) البصائر والذخائر (۵/ ۱۷۶) عن ابن عباس۔ تاریخ دمشق (۲۶/ ۳۷۵) عن العباس رضی اللہ عنہ۔

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۳) البدایة والنهایة (۸/ ۳۰۵)

③ محاضرات الادباء (۱/ ۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی نسبت تجھے اپنے قریب زیادہ بٹھاتے اور ان پر ترجیح دیتے ہیں، لہٰذا تین چیزوں کا خاص خیال رکھنا:

① کبھی کوئی جھوٹی بات نہ کہنا۔

② امیر المومنین کے سامنے کسی کی غیبت نہ کرنا۔

③ امیر المومنین کا کوئی راز افشا نہ کرنا۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان میں سے ہر بات ہزار سے بہتر ہے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بلکہ ہر بات دس ہزار باتوں سے بہتر ہے۔ ①

قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نفسیات کے ماہر اساتذہ میں سے ایک نامور استاذ تھے، وہ انسانی نفسیات کا ماہرانہ تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اَلْجُبْنُ وَالْبُخْلُ وَ الْحِرصُ غَرَائِزُ سُوْءٍ یَجْمَعُھَا کُلُّھَا سُوْءَ الظَّنِّ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ)) ②

”بزدلی، بخل اور لالچ بری عادات ہیں اور یہ تمام اس شخص میں ایک ساتھ جمع ہو جاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ پر برا گمان رکھتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کیا خوب پتے کی بات فرماتے ہیں:

((اُبھِمَتِ الْبَھَائِمُ اِلَّا عَنْ اَرْبَعٍ: عَنْ مَعْرِفَةِ الرَّبِّ وَ ابْتِغَاءِ النَّسْلِ وَطَلَبِ الْمَعَاشِ وَ حَذَرِ الْمَوْتِ)) ③

”چار باتوں کا تو جانوروں کو بھی پتہ ہے:

① رب کی معرفت ② نسل کی خواہش۔ ③ روزی کی تلاش ④ موت کا ڈر“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایسی مزاحیہ گفتگو کو جائز سمجھتے تھے جو حق سچ پر مبنی ہو اور فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جو مزاح کی بات کی وہ حق سچ پر مبنی تھی۔

---

① بھجة المجالس (۱/ ۳۴۳) معجم کبیر طبرانی (۱۰۶۱۹) فضائل الصحابة للامام احمد(۱۸۶۲) حلیة الاولیاء (۱/ ۳۱۸) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۰۵)

② البدایة والنهایة (۸/ ۳۰۵) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۳)

③ البصائر والذخائر (۹/ ۱۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بھی گفتگو کرتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے آپ کی زبان سے پھول جھڑ رہے ہیں یا مصری کی ڈلیاں بکھر رہی ہیں۔ حاضرین مجلس اور طلبہ آپ کی فصاحت و بلاغت سے لبریز گفتگو سے حد درجہ محظوظ ہوتے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

((لاَ تَتَكَلَّمَنَّ فِيمَا لَا يَعْنِيكَ حَتَى تَرَى لَهُ مَوْضِعًا فَرُبَّ مُتَكَلِّمٍ بِالْحَقِّ فِي غَيْرِ مَوْضِعِهِ قَدْ عِيبَ وَلَهُ تَمَارِيَنَّ سَفِيهًا وَ لَا حَلِيماً. فَإِنَّ السَّفِيهَ يُؤْذِيكَ. وَالْحَلِيمُ يقلبك. وَلَا تَذْكُرَنَّ اَخَاكَ إِذَا غَابَ عَنْكَ اِلاَّ بِمِثْلِ مَا تُحِبُّ اَنْ يَذْكُرَكَ إِذَا غِبْتَ عِنْدَهُ، وَاعْمَلْ عَمَلَ رَجُلٍ يَعْلَمُ اَنَّهُ مَجْزِى بِالْإِحْسَانِ وَ مَاخُوذَ بِالْإِحْرَامِ فَقَالَ رَجُلٌ عَنْهُ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ لَهٰذِهِ خَيْرٌ مِنْ عَشْرَةِ آلَافٍ قَالَ كَلِمَةٌ مِنْهَا خَيْرٌ مِنْ عَشْرَةِ آلَافٍ)) ①

''بے مقصد بات نہ کیا کرو، بات ہمیشہ موقع کی مناسبت سے ہو، بسا اوقات بے موقع سچ کہنے والا معیوب تصور کیا جاتا ہے۔ کسی احمق اور بردبار شخص سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔ احمق تجھے نقصان پہنچائے گا اور بردبار تجھے چھوڑ دے گا۔ اپنے غیر حاضر بھائی کے بارے میں وہ بات کرنا جو تم جانتے ہو کہ تمھاری غیر حاضری میں تیرے بارے میں بات کی جائے۔ ایسے شخص جیسا عمل کرنا جو جانتا ہے کہ وہ احسان کا بدلہ دینے والا ہے اور جرم کے ارتکاب میں پکڑا جائے گا۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا: اے ابن عباس! یہ بات تو دس ہزار باتوں سے بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا: ایک ایک بات دس ہزار باتوں سے بہتر ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

''اللہ کی خاطر کسی سے محبت کرو اور اللہ ہی کی خاطر کسی سے بغض اور دشمنی رکھو۔ تم اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی شخص اس کے بغیر ایمان کا ذائقہ پا سکتا ہے، اگرچہ وہ کثرت سے نماز روزے کا پابند ہی کیوں نہ ہو۔''

عام لوگ دنیاوی فوائد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک دوسرے سے برادرانہ تعلقات

① موسوعة خطب المنبر (۱/ ۹۴۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استوار کرتے ہیں۔

پھر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت کی:

﴿الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾

(الزخرف : ۴۳/ ۶۷)

اور ساتھ ہی انھوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (المجادلہ : ۵۸/ ۲۲)

''تم کبھی نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں، وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہو۔''①

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فصاحت و بلاغت میں مہارت کے ساتھ ساتھ شعری ذوق بھی رکھتے تھے۔

فصاحت و بلاغت سے آراستہ ان کے چند اقوال زریں ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ اَلْخَطُّ لِسَانُ الْيَدِ۔

''تحریر ہاتھ کی زبان ہے۔''

۲۔ اَلْمَطَرُ بَعْلُ الْأَرْضِ۔

''بارش زمین کی رفیق حیات ہے۔''

۳۔ آخِرُ شِدَّةٍ يَلْقَاهَا الْمُؤْمِنُ الْمَوْتُ۔

''مومن اپنی زندگی کی آخری سختی موت کی صورت میں پاتا ہے۔''

۴۔ لَا كَبِيرَةَ مَعَ تَوْبَةٍ وَاسْتِغْفَارٍ وَلَا صَغِيرَةَ لِجَاجَةٍ وَإِصْرَارٍ۔

''توبہ اور استغفار سے کبیرہ گناہ ختم ہو جاتا ہے، جبکہ صغیرہ گناہ بار بار کرنے سے۔''

۵۔ لَوْ قَنَعَ النَّاسُ بِأَرْزَاقِهِمْ كَقَنَاعَتِهِمْ بِأَوْطَانِهِمْ مَا اشْتَكَى عَبْدٌ الرِّزْقَ۔

''اگر لوگ اپنی روزی پر قناعت کریں جیسے اپنے وطنوں پر قناعت کرتے ہیں تو کوئی بندہ روزی کا شکوہ نہ کرے۔''

① بهجة المجالس (۱/ ۷۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کے حوالے سے حافظ ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درج ذیل اقوال زریں بیان کیے ہیں:

((لَوْ اَنَّ عُلَمَاءَ اَخَذُوا الْعِلْمَ بِمُحَبَّةٍ لَاَحَبَّهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَالْمَلَائِكَةُ وَالصَّالِحُوْنَ مِنْ عِبَادِهٖ وَ لَهَا بِهِمُ النَّاسُ لِفَضْلِ الْعِلْمِ وَشَرَفِهٖ)) ①

''اگر لوگ محبت اور دل لگی سے علم حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اللہ کے نیک بندے ان سے محبت کرنے لگیں اور لوگ ان کے علم کے فضل و شرف کی بنا پر ان سے مرعوب ہوں۔''

علامہ جاحظ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''البیان والتبیین'' میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی درج ذیل حکمت و دانش سے لبریز بات تحریر کی ہے:

((اَلْعِلْمُ اَكْثَرُ فِیْ اَنْ يُّحْصٰى فَخُذُوْا مِنْ كُلِّ شَیْءٍ اَحْسَنَهٗ))

''علم حد شمار سے بڑھ کر ہے، تم ہر چیز سے اس کے سب سے اچھے حصے کو حاصل کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِذَا تَرَكَ الْعَالِمُ قَوْلَ لَا اَدْرِیْ، اُصِيْبَتْ مَقَاتِلُهٗ وَ قَالَ كُوْنُوْا رَبَّانِيِّيْنَ حُلَمَاءَ فُقَهَاءَ عُلَمَاءَ))

''جب عالم لا ادری کہنا چھوڑ دیتا ہے تو وہ الجھاؤ کا شکار ہو جاتا ہے، نیز یہ فرمایا کہ تم بردبار، فقیہ اور اللہ والے عالم بن جاؤ۔'' ②

حافظ ابن عساکر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ جامع و مانع وصیت نقل کرتے ہیں جو انھوں نے جندب رضی اللہ عنہ کے مطالبے پر انھیں کی، یہ وصیت اصول دین اور اعلیٰ اخلاقیات پر مشتمل ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جندب رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے یوں مخاطب ہوئے:

''میں تجھے اللہ کی توحید کو اپنانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جو کام بھی کرو وہ اللہ کی رضا

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۶)

② البیان والتبین (۱/ ۱۱۷۔۱۱۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کرنا، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا۔ مندرجہ بالا امور سرانجام دینے کے بعد جو بھی تم نیکی کا کام کرو گے اسے قبولیت حاصل ہوگی اور وہ اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت پائے گا۔

- اے جندب! یہ کام کرو گے تو تجھے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔
- تم ہر نماز اس طرح پڑھو جس طرح وہ آخری نماز ہو۔
- دنیا میں مسافر کی طرح رہو۔
- تم اپنے آپ کو اہل قبور سے شمار کرو۔
- اپنے گناہ پر خوب آنسو بہاؤ۔
- اپنی خطا سے توبہ کرو۔
- دنیا کو اپنے جوتے کے تسمے سے بھی حقیر جانو۔
- ایسے معلوم ہو جیسے تم نے دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔
- اپنے آپ کو اللہ کے عدل کے حوالے کردو۔

تم نے جو کچھ پیچھے چھوڑا اس سے فائدہ حاصل نہیں کرسکو گے۔
آپ کے نیک اعمال ہی آپ کو فائدہ پہنچائیں گے۔'' [1]

جنت میں داخلہ:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خلفائے راشدین کا دور دیکھا۔ آپ علم تفسیر، حدیث اور ادب کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔ آپ نے بنو امیہ کی خلافت کا ابتدائی دور بھی دیکھا۔ خلفائے راشدین اور بنو امیہ کے ابتدائی دور میں وقوع پذیر ہونے والے اہم ترین واقعات بچشم خود دیکھے اور اپنی صواب دید کے مطابق ان میں بھرپور حصہ لیا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کھل کر ان کا ساتھ دیا اور ان کے ساتھ جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی شریک ہوئے۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو ۳۶ ہجری میں بصرہ کا گورنر نامزد کردیا تھا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہ بصرہ کے گورنر رہے۔

وفات سے پہلے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی آنکھوں میں شدید درد ہونے لگا اور آنکھوں سے مسلسل پانی بہنے لگا۔ ایک طبیب نے کہا کہ اس مرض کا علاج تو ہو جائے گا لیکن

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۶) البدایۃ والنہایۃ (۸/ ۳۰۴-۳۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے مسلسل آپ کو سات روز تک سجدہ کرنے سے اجتناب کرنا ہوگا اور آپ صرف اشارے سے نماز پڑھ سکیں گے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں اس طرح کا علاج نہیں کرانا چاہتا جس میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ نہ کرسکوں، مجھے تو ایک رکعت بھی سجدے کے بغیر پڑھنا گوارا نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر یہ اشعار پڑھے:

اَنْ یَّاْخُذَ اللّٰهُ مِنْ عَیْنَیَّ نُوْرَهُمَا
فَفِیْ لِسَانِیْ وَ قَلْبِیْ مِنْهُمَا نُوْرٌ
قَلْبِیْ ذَکِیٌّ وَ عَقْلِیْ غَیْرُ ذِیْ خَلَلٍ
وَفِیْ فَمِیْ صَارِمٌ کَالسَّیْفِ مَاْثُوْرٌ ①

''اگر اللہ نے میری آنکھوں کا نور لے لیا ہے (تو کیا؟) میری زبان اور دل میں تو نور ہے۔
میرا دل ہوشیار اور میری عقل میں کوئی خلل نہیں
اور میرے منہ میں زبان تیز تلوار کی مانند ہے۔''

علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی سیدنا عباس رضی اللہ عنہ اور دادا عبدالمطلب بھی وفات سے پہلے نابینا ہوگئے تھے۔ ②

۶۸ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما طائف میں مقیم تھے کہ آپ بیمار ہوگئے۔ آپ کا غلام عکرمہ بیان کرتا ہے کہ ایک دن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میں روئے زمین پر بہترین جماعت کی موجودگی میں موت کی وادی میں اتر رہا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں محبوب نظر، معزز اور قریب تر ہوں، اگر میری موت تم میں آجائے تو تم بھی وہ بہترین جماعت ہوگے۔ اس فرمان کے آٹھ دن بعد سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

ان کی نماز جنازہ محمد بن حنفیہ نے پڑھائی اور ارشاد فرمایا کہ آج اس امت کا ربانی عالم سفر آخرت پر روانہ ہوگیا ہے۔ جب انہیں لحد میں اتارا گیا تو قرآن مجید کی درج ذیل آیت کی گونج فضا میں سنائی دے رہی تھی:

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۳۲۶) الاستیعاب (۱/ ۲۸۶) البدایة والنهایة (۸/ ۳۰۵)

② تهذیب الاسماء واللغات (۱/ ۲۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿٢٧﴾ ارْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿٢٨﴾ فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ﴿٢٩﴾ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ﴿٣٠﴾ (الفجر: ۸۹/ ۲۷۔۳۰)

''اے مطمئن روح! راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ جا، میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔'' ①

جب سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وفات کا پتہ چلا تو انھوں نے کف افسوس ملتے ہوئے فرمایا:

((مَاتَ اَعْلَمُ النَّاسِ، وَاَحْلَمُ النَّاسِ، وَ لَقَدْ اُصِيْبَتْ بِهٖ هٰذِهِ الْاُمَّةُ مُصِيْبَةً لَا تُرْتَقُ)) ②

''سب لوگوں سے بڑا عالم اور سب لوگوں سے بڑھ کر بردبار وفات پا گیا، اس کی وفات سے اس امت کو ناقابل تلافی صدمہ پہنچا۔''

یہ تھے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما علم کے سمندر، جب بھی ہم نے ان کے علم کے سمندر سے چلو بھرا ہماری علمی پیاس میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وہ عالم ربانی تھے جنھوں نے دنیا کو اپنے علم سے روشن کر دیا اور دنیا بھر کے علماء ان کے علم، فقہ اور توجیہات کے خوشہ چیں رہے۔

آخر میں ہم علامہ نعیم اصفہانی کے دلکش، دلنشین اور دلآویز الفاظ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں تاکہ تذکرے کی دلفریبی کو چار چاند لگ جائیں، وہ فرماتے ہیں:

((وَمِنْهُمُ اللَّقِنُ الْمُعَلِّمُ، اَلْفَطِنُ الْمُلْهَمُ، فَخْرُ الْفُخَّارِ، وَبَدْرُ الْاَحْبَارِ، وَ قُطْبُ الْاَفْلَاكِ، وَعَنْصَرُ الْاَمْلَاكِ، اَلْبَحْرُ الذَّخَّارِ، وَالْعَيْنُ الْخَرَّارِ، مُفَسِّرُ التَّنْزِيْلِ، وَ مُبَيِّنُ التَّاوِيْلِ، وَالْوَضِيْءُ اللِّبَاسِ، مُكْرِمُ الْجُلَّاسِ، وَ مُطْعِمُ النَّاسِ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ)) ③

① مختصر تاريخ دمشق (۱۳/ ۳۲۷) البداية والنهاية (۸/ ۳۰٦) سير اعلام النبلاء (۲/ ۳۵۸)

② صفة الصفوة (۱/ ۷۵۸) طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۲) مختصر تاريخ دمشق (۱۲/ ۳۳۰)

③ حلية الاولياء (۱/ ۳۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''زود فہم معلم، سمجھ دار، عظیم الشان، علماء کے ماہِ کامل، افلاک کے محور، اصل سرمایہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر، تیز نگاہ، مفسر قرآن، تفسیر و تعبیر کا ماہر، باریک بیں حد درجے کا زود حسن، صاف ستھرا لباس زیب تن کرنے والا۔ ہم نشیں کی عزت کرنے والے اور لوگوں کو کھانا کھلانے والا یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ''

الٰہی! ہمارے پروردگار! ہر قسم کی بیماری کو ختم کرنے والے! ہمیں میدان محشر میں اس جماعت کا ساتھ نصیب کرنا جس میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہوں۔

الٰہی! ہمیں شیطان کے وسوسوں سے بچائے رکھنا، الٰہی! ہمیں تمام شیاطین کے چنگل سے بچائے رکھنا، خواہ وہ جنات سے ہوں یا لوگوں سے۔ آمین یارب العالمین!

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 2

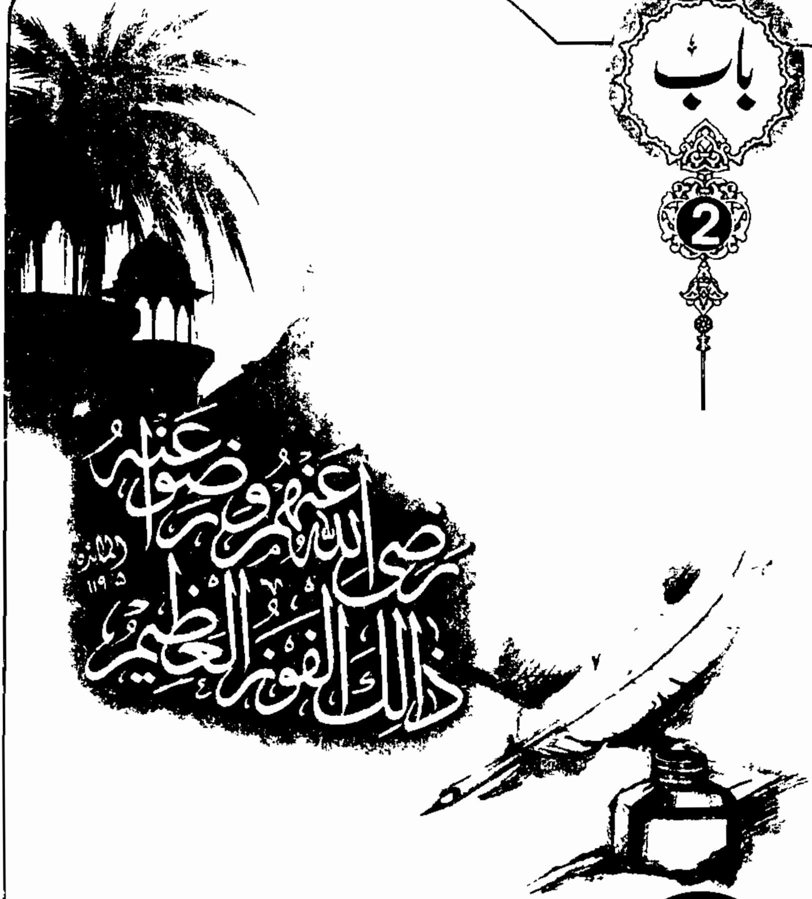

علمائے صحابہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما [1]

- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے آثار کی کثرت سے اتباع کرنے والے اور آپ کے طرز عمل کی اقتدا کرنے والے تھے۔
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عابد، زاہد، مفتی اور مفسر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ۲۶۳۰ احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ حافظ حدیث ہونے کے حوالے سے ان کا دوسرا نمبر ہے۔
- سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج وعمرہ کرنے اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کے دلدادہ تھے۔
- یہ عبداللہ نامی علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک نامور عالم اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند تھے۔

---

[1] سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مفصل حالات کے لیے دیکھئے: طبقات ابن سعد (۴/ ۱۴۲۔۱۸۸) الاستیعاب (۲/ ۳۳۳۔ ۳۳۸) حلیة الاولیاء (۱/ ۲۹۲۔ ۳۱۴) اسد الغابة (۳/ ۲۳۶۔۲۴۱) تاریخ بغداد (۱/ ۱۷۱۔۱۷۳) وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تروتازہ شاخ:

ایک ایسے نامور عالم جو فضل وشرف اور شان وشوکت کی چٹان پر جلوہ افروز ہوئے۔

آپ ایک ایسے نامور عالم دین تھے جو علوم کے میدان میں سبقت لے گئے اور عالم فاضل لوگوں کے ہمسر بنے۔ ان کے سمندر کے پانی کو ڈول گدلا نہیں کر سکتے اور آپ کا میٹھا چشمہ علماء کی غذا ہے۔ وہ بلندی و سرفرازی اور لوگوں کی ہمتوں کو بیدار کرنے کے حوالے سے اپنے باپ کے مشابہ تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک ایسے اعلیٰ پائے کے عالم تھے جن کی علمی کاوشوں اور وسیع معلومات نے علماء کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا۔ آپ علم کے ایک ایسے گہرے سمندر تھے کہ جس کی ٹھاٹھیں مارتی ہوئی موجوں نے فضا میں بہار کے رنگ بکھیر دیے۔ ان کی وسیع تر معلومات نے سننے والوں کے کانوں میں علم وفضل کا رس گھول دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے قرآن مجید کو زبانی یاد کیا اور اس کے معانی ومطالب کو خوب اچھی طرح سے سمجھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی معرفت حاصل کی اور اس سے اپنے علمی دامن کو مالا مال کیا۔

اپنی مجالس میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد بار بار دہرایا کرتے تھے، تاکہ اہل مجلس کے کان بار بار اس فرمان الٰہی کو سن کر اس سے مانوس ہو جائیں۔ وہ اپنی زبان سے بار بار اس آیت کو دہراتے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ﴿٢١﴾ (الاحزاب: ۳۳/ ۲۱)

''تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ سے ملاقات اور آخرت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں بڑے مشہور و معروف تھے۔ انہیں علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکار کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عمدہ عادات اور قابل رشک خوبیوں کی بنا پر انہیں عزت کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

درج ذیل واقعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی علمی برتری پر دلالت کرتا ہے۔ جو کوئی آپ کے علمی مقام و مرتبہ کو جاننا چاہے وہ اس واقعہ کو خوب غور سے پڑھے۔ واقعہ کچھ یوں ہے کہ سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ حج کے لیے گئے، وہ وادی بطحاء میں تشریف فرما تھے، کچھ لوگ آپ کے ساتھ تھے کہ ایک نوجوان نے بلند آواز میں یہ شعر کہے:

اَنَا الْاَخْضَرُ مَنْ يَّعْرِفُنِیْ
اَخْضَرُ الْجِلْدَةِ مِنْ بَيْتِ الْعَرَبِ
مَنْ يُّسَاجِلُنِیْ يُسَاجِلُ مَاجِدًا
يَمْلَأُ الدَّلْوَ اِلَی عَقْدِ الْكَرَبِ

یہ اشعار سن کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، یہ نوجوان کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ جعفر بن ابی طالب کا فلاں بیٹا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا راستہ چھوڑ دو اور اسے جانے دو۔ پھر ان لوگوں میں سے ایک دوسرے نوجوان نے یہ شعر کہے:

بَيْنَمَا يَذْكُرْنَنِیْ اَبْصَرْنَنِیْ
عِنْدَ قَدِّ الْمَيْلِ يَسْعَی بِیَ الْاَغَرُّ
قُلْنَ تَعْرِفْنَ الْفَتٰی قُلْنَ نَعَمْ
قَدْ عَرَفْنَاهُ وَهَلْ يَخْفِی الْقَمَرُ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ نوجوان کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ مخزومی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور اسے جانے دو۔

پھر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک شخص کے اردگرد گھیرا ڈالے ہوئے ہیں اور اس شخص سے سوالات کر رہے ہیں۔ کوئی پوچھتا ہے کہ میں نے سر منڈانے سے پہلے رمی جمار کر لی۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے رمی سے پہلے سر منڈا لیا۔ کوئی کہتا ہے کہ میں نے یہ کام کیا اور کوئی کہتا ہے کہ میں نے فلاں کام کیا۔ غرضیکہ لوگ ان سے حج کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں اور وہ بڑی خندہ پیشانی سے ہر ایک کے سوال کا جواب دے رہے ہیں۔ لوگ جواب سن کر اطمینان کے ساتھ پیچھے ہو رہے ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تعجب کا اظہار کرتے ہوئے دریافت کرتے ہیں کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: یہ ہوئی نہ بات! اسے کہتے ہیں دنیا و آخرت کی عزت اور شان و شوکت![1]

مومن راسخ، عالم بے بدل، عالمانہ جاہ و جلال سے آراستہ، جن کا ستارہ بادلوں کے اوپر جگمگایا اور جنھوں نے اپنے علم سے دانشوروں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ یہ ہیں جلیل القدر زاہد و عابد اور متبع سنت صحابی ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر القرشی العدوی المکی ثم المدنی رضی اللہ عنہ۔

ولادت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ظہور اسلام کے ابتدائی دور میں پیدا ہوئے، ابھی سیدنا محمد ﷺ کو مسند رسالت پر فائز ہوئے دوسرا سال تھا کہ ان کی ولادت باسعادت ہوئی۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا گھر ان مبارک گھروں میں سے ایک ہے جس نے اسلام کو خوش آمدید کہا اور اسے نہایت ہی عمدہ انداز میں قبول کیا۔ ایمان نے قبیلہ بنو عدی کے نوجوان سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل کو روشن کر دیا اور فاروق اعظم کو اعلیٰ و ارفع مقام فائز کر دیا۔ ایمان کی خوشبودار ہوا چلی تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی چھوٹی عمر میں اس کے خوشگوار اثرات اپنے دل محسوس کیے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی لڑکپن ہی کی عمر میں اسلام کی باد نسیم کے جھونکے اپنے دل پر محسوس کرنے لگے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے فضل و کرم سے انھوں نے بچپن ہی میں اپنے والدین کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اہل ایمان اس نونہال کے ساتھ انتہائی شفقت، ہمدردی، لاڈ اور پیار کا اظہار کیا کرتے تھے۔ انھیں بچپن ہی میں ایمان کا دلفریب و دل ربا ماحول میسر آ گیا تھا۔ فاروق اعظم و خلیفہ ثانی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی تربیت میں بڑی گہری دلچسپی لیتے تھے بیٹے کی پرورش اور اس کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ مبذول کیا کرتے تھے۔ وہ خود بھی کبار علماء صحابہ میں سے تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے پائے کا کوئی عالم نہ تھا۔ الٰہی! ہمیں میدان محشر میں ان کا ساتھ نصیب کرنا۔ آمین یا رب العالمین!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صداقت اور پاکیزگی کی خوگر نگاہیں اس ظلم و ستم کو دیکھ رہی

[1] جامع بیان العلم و فضلہ (ص: ۱۰۶۔۱۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں جو مشرکین کی جانب سے مسلمانوں پر روا رکھا جاتا تھا۔ بے بس، بے کس اور کمزور مسلمانوں کو جس سربریت کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اور قریش کے بدمعاش، بدکردار جو وحشت ناک سلوک اہل ایمان، ان کے خاندان، اہل خانہ اور رشتہ داروں کے ساتھ کر رہے تھے اس کا بڑا گہرا اثر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ذہن اور دل پر ہو رہا تھا۔

ان کو اسلام قبول کیے سات سال کا عرصہ ہوا تھا کہ اہل ایمان کو مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے حکم آ گیا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنے والدین کے ہمراہ ہجرت کی، اس وقت وہ ابھی سن بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ وہ گلاب کے پھول اور چنبیلی کی کلی کی مانند تھے۔ ہجرت کے وقت ان کی عمر تقریباً گیارہ سال تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں عرصہ دراز تک رہے۔ آپ اپنا بیشتر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہتے ہوئے گزارتے، ان کی دلی تمنا یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں رہتے ہوئے آپ کی عادات، اوصاف، خصائل اور اطوار کو اپنے اندر جذب کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے اور آپ کی سیرت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے اپنی عادات و اطوار کو دلآویز بنایا جائے اور معارف نبویہ کے انوار کے سمندر سے اپنے باطن کو سیراب کیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے بھرپور استفادہ کیا۔

آپ علوم و معارف نبوی سے فیض حاصل کرتے ہوئے فضل و شرف کے امام بنے اور زہد و تقویٰ کے اعلیٰ معیار پر فائز ہوئے۔ انہیں اکابر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور علم و معرفت کی دنیا میں عرصہ دراز تک سیادت و قیادت کے منصب پر فائز رہے۔

فضائل کے میدان میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز دکھائی دیتے ہیں۔ صلحائے امت میں سب سے بڑھ کر متقی، عبادت گزاروں میں سب سے بڑھ کر عبادت گزار اور علماء کی فہرست میں سب سے بڑھ کر عالم فاضل تھے۔ آپ زندگی بھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج پر گامزن رہے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے انحراف نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں جس پابندی کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے متابعت کی اس کی مثال نہیں ملتی۔ دنیاوی فوائد و مقاصد کے حصول میں بے رغبتی اور دنیاوی ریاست و قیادت سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلو تہی اختیار کرنے میں آپ رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلتے رہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما جو خود عالم فاضل صحابہ میں سے تھے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حد درجہ متبع سنت ہونے کی شہادت ان الفاظ میں دیتے ہیں:

((لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَیِ الصَّحَابَۃُ۔ اَلْزَمُ لِطَرِیْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَلَا اَتْبَعَ مِنَ ابْنِ عُمَرَ)) ①

''صحابہ کرام میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی سنت کا متبع کوئی اور نہ تھا۔''

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما متقی، پرہیزگار اور عالم فاضل صحابی تھے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی اتباع میں سب سے بڑھ کر تھے اور اسی طرح وہ فتویٰ دینے میں بڑی تحقیق اور احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی اور نماز کی اہمیت:

ہم یہ بات کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ نجابت و شرافت کی علامتیں سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے چہرے سے عیاں تھیں۔ ان کے قلب ونظر بلکہ ہر ادا سے علم آشکار ہوتا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ذہانت و فطانت کا وافر حصہ عطا کر رکھا تھا، جسے انھوں نے علم، علماء اور طالب علم کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

جب مسجد نبوی میں علمی حلقے قائم ہوتے تو ان بابرکت علمی مجالس میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما برتری کی وجہ سے اہل مجلس میں سب سے نمایاں دکھائی دیتے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی صحبت کی برکت سے انہیں دینی علم کا وافر حصہ میسر آیا تھا۔ چونکہ آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ نبی اقدس ﷺ سے براہِ راست علم حاصل کرنے میں صرف کیا تھا، اس بنا پر آپ علم محمدی کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔

مسجد نبوی شفقت و محبت بھرا گھوارا تھی، جس میں نوجوان عالم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے شب و روز یا زیادہ وقت گزارنے میں دلی سکون محسوس کرتے۔ انہیں مسجد نبوی میں آکر یوں محسوس ہوتا جیسے ان کے سر پر کسی نے محبت وشفقت بھرا ہاتھ رکھ دیا ہے۔ اسی لیے سیدنا

① تهذيب الاسماء للنووى (٢/ ٢٧٩)

② الاستيعاب (٢/ ٣٣٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ اپنے زیادہ تر معاملات مسجد ہی میں نپٹاتے۔ ان کا مطمح نظر یہ تھا کہ مسجد ہی سے آخرت کے سفر پر روانہ ہوا جائے اور جنت میں بسیرا کیا جائے۔ ہر دم آپ کی دلی تمنا ہوتی کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے جو میری جنت کے راستے کی طرف راہنمائی کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوع انسانی کے معلم تھے، اس لیے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدرسہ محمدیہ کے ساتھ منسلک ہو گئے تا کہ عظیم المرتبت، نجابت و شرافت سے آراستہ علماء کی فہرست میں شامل ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو علماء صحابہ کی فہرست میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جن عبداللہ نامی صحابہ نے علمی میدان میں شہرت پائی ان میں ایک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ان کا شمار دور نبوت کے ذہین و فطین علماء میں ہوتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کرنے کی طرف ہمہ تن گوش متوجہ ہوئے۔ جب آپ کو پتا چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ))

''عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے کاش کہ وہ رات کو نماز پڑھے۔''

ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ))

''بلاشبہ عبداللہ ایک نیک آدمی ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رات کے قیام کی فضیلت اور اس کے اجر و ثواب کا پتہ چلا۔ اس کے بعد پھر آپ کا یہ معمول بن گیا کہ رات کو کم سوتے اور زیادہ وقت عبادت میں گزارتے۔ ①

نوجوان عالم دین سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل و کرم یہ ہوا کہ آپ سب صحابہ کرام سے زیادہ ان جگہوں کی تلاش میں رہتے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہوتی، اس جگہ آپ بھی نماز ادا کرتے۔ یہ ان کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت کا ایک انداز تھا۔

① صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب فضل قیام اللیل، ح: ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷
صحیح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن عمر رضی اللہ عنہما ح: ۲۴۷۸۔ ۲۴۷۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس جگہ نماز ضرور پڑھتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہوتی۔ دوران سفر رسول اللہ ﷺ ستانے کے لیے کچھ دیر ایک درخت کے سائے میں بیٹھے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی ادھر سے گزرتے تو اس درخت کے سائے میں ضرور بیٹھتے اور اس درخت کی جڑوں میں پانی بھی ڈالتے کہ کہیں وہ درخت خشک نہ ہو جائے۔ یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک دلفریب انداز تھا۔ ①

صادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ:

((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ))

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زندگی کا شعار بن گئے۔ اپنے بارے میں یہ سن لینے کے بعد آپ رات کا بیشتر حصہ نماز، ذکر الٰہی، مناجات اور استغفار میں گزارتے اور بہت کم سوتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا غلام نافع بیان کرتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رات دیر تک جاگتے، نماز پڑھتے، ذکر الٰہی، مناجات اور استغفار کرتے رہتے، پھر مجھ سے دریافت کرتے: کیا سحری کا وقت ہو گیا؟ میں عرض کرتا کہ اے ابوعبدالرحمان! ابھی تو رات بہت باقی ہے رات نے اپنے پردے لٹکائے ہوئے ہیں، یعنی رات کی تاریکی ابھی چھائی ہوئی ہے، تو آپ نماز اور مناجات میں دوبارہ مشغول ہو جاتے۔ پھر مجھ سے دریافت کرتے کہ کیا سحری کا وقت ہو گیا ہے؟ میں عرض کرتا کہ ہاں! اب سحری کا وقت ہے تو آپ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعائیں مانگنا شروع کر دیتے، ان کا یہ عمل صبح تک جاری رہتا۔ ②

کسی نے ان کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

مَازَالَ يَضْرَعُ فِي الدُّعَاءِ لِرَبِّهِ
سِرًّا وَّجَهْرًا مُجْمَلًا وَ مُفَصَّلًا

---

① اسد الغابة (۳/ ۲۳۷) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۱۳)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُتَوَجِّهًا بِخُلُوصِ قَلْبٍ صَادِقٍ
فِيمَا انْتَحَاهُ تَضَرُّعًا وَ تَبَتُّلًا ①

''آپ لگاتار دعا میں اپنے رب کے حضور پوشیدہ برملا، مختصر اور مفصل انداز میں گڑگڑاتے رہتے۔ آپ سچے دل سے خلوص کے ساتھ آہ و زاری میں دلچسپی لیتے اور اس میں توجہ دیتے۔''

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کوئی نماز باجماعت رہ جاتی تو آپ اگلی نماز تک مسلسل نوافل پڑھتے رہتے۔ ایک دفعہ عصر کی نماز میں آپ جماعت سے رہ گئے تو عصر کی نماز انفرادی ادا کرنے کے بعد مغرب تک تسبیحات میں مشغول رہے۔ ایک دفعہ عشاء کی نماز باجماعت ادا کرنے سے رہ گئے تو انفرادی طور پر نماز عشاء ادا کرنے کے بعد نماز فجر تک نوافل ادا کرتے رہے۔ ②

یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنا احساس تھا۔ ورنہ سنت یہی ہے کہ اگر کسی کی کوئی فرض نماز قضا ہو جائے تو وہ اس کی قضائی دے لے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عبادت گزاری، اللہ تعالیٰ سے تعلق اور نماز کے سلسلے میں اپنے معلم و مربی رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر ہو بہو چلتے تھے اور سر مو بھی ادھر ادھر نہیں ہوتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی سنتوں کا بہت خیال رکھا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں:

((حَفِظْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَشْرَ رَكْعَاتٍ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ، وَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ، وَ رَكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ، وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ وَرَكْعَتَيْنِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ)) ③

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے دس رکعتیں یاد کیں، دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے، دو رکعتیں نماز ظہر سے پہلے، دو رکعتیں نماز ظہر کے بعد، دو رکعتیں نماز مغرب کے بعد اور دو رکعتیں نماز عشاء کے بعد۔''

---

① نفحة الديحانة (۲/ ۳۹۸)

② مختصر تاريخ دمشق (۱۳/ ۱۶۴)

③ صحيح بخاری، كتاب الجمعة، باب الركعتين قبل اظهر، ح: ۱۱۸۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور تھی۔ آپ محراب میں کھڑے ہو کر جب نماز پڑھتے تو اس دوران اپنے رب سے راز و نیاز کی باتیں کرتے۔ اور جی بھر کر اللہ تعالیٰ سے التجائیں کرتے۔ آپ نے اپنے معلم و مربی اور نوع انسانی کے معلم و مربی کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا، سو آپ نے بھی یہی پسند کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپنایا جائے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے سنا کہ آپ سجدے میں یہ دعا کر رہے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَيَّ وَ خَوْفَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِيْ))

''الٰہی! اپنی محبت کو تمام چیزوں سے بڑھ کر میرے لیے محبوب بنا دے اور اپنے تمام چیزوں کے خوف سے بڑھ کر مجھے اپنا خوف عطا کر دے۔''

میں نے ان کو سجدے میں یہ آیت پڑھتے بھی سنا:

رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ ﴿١٧﴾ (القصص: ۲۸/ ۱۷)

''اے میرے رب! یہ احسان جو تو نے مجھ پر کیا ہے، اس کے بعد میں کبھی مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔''

اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اسلام قبول کرنے کے بعد میں نے جو بھی نماز پڑھی ہے یہ سمجھ کر پڑھی ہے کہ یہ نماز میرے لیے کفارہ بن جائے۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات میں عبادت کے بابرکت موضوع کے حوالے سے ایک نہایت ہی دل آویز دعا کا تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔ صبح کے وقت آپ یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَعْظَمِ عِبَادِكَ عِنْدَكَ نَصِيبًا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ تَقْسِمُهُ الْغَدَاةَ وَنُورًا تَهْدِيْ بِهِ وَرَحْمَةً تَنْشُرُهَا وَرِزْقًا تَبْسُطُهُ وَ ضَرًّا تَكْشِفُهُ، وَبَلَآءً تَرْفَعُهُ، وَفِتْنَةً تَصْرِفُهَا)) [2]

---

① حلية الاولياء (۱/ ۳۰۴) مختصر تاريخ دمشق (۱۳/ ۱۶۸)

② حلية الاولياء (۱/ ۳۰۴) صفة الصفوة (۱/ ۵۷۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"الٰہی! تو اپنے بندوں میں مجھے سب سے بڑھ کر اس خیر و برکت میں سے حصہ دینا جو تو صبح کے وقت تقسیم کرتا ہے اور وہ نور عطا کرنا جس سے تو راہنمائی کرتا ہے اور وہ رحمت عنایت کرنا جسے تو پھیلاتا ہے اور وہ رزق دینا جسے تو وافر مقدار میں عطا کرتا ہے اور نقصان سے بچائے رکھنا، مصیبت کو اٹھا لینا اور ہر طرح کے فتنے کو پھیر دینا۔"

یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ منورہ میں ہوتے ہوئے نماز مسجد نبوی میں ادا کیا کرتے تھے۔ نماز اسی طرح ادا کرتے جس طرح نبی کریم ﷺ سے سنا یا آپ کو پڑھتے دیکھا۔ آپ خوب جانتے تھے کہ مسجد میں نماز ادا کرنا افضل عمل ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ذکر الٰہی خاص طور پر مسجد نبوی یا مسجد حرام میں کیا کرتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا أَفْضَلُ مِنْ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ)) ①

"میری اس مسجد میں نماز پڑھنا مسجد حرام کے علاوہ دیگر مساجد میں ایک ہزار نماز پڑھنے سے افضل ہے۔"

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور اسوۂ نبوی

اس سے پہلے ہم نے تفصیل کے ساتھ یہ بات بتائی کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز میں کس طرح رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتے تھے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے تمام اقوال و افعال کو اپنے لیے بہترین نمونہ تصور کرتے تھے۔ آپ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا اپنے لیے بہت بڑی سعادت سمجھتے تھے، صادق المصدوق رحمۃ للعالمین ﷺ کے قول و عمل کا مشاہدہ کرتے تو آپ کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ من و عن آپ ﷺ کی پیروی اختیار کی جائے۔

ایک سفر میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکابر علماء صحابہ کے ساتھ کہیں تشریف لے جا رہے

① صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فضل الصلاة بمسجدی مکة والمدینة، ح: ۱۳۹۴۔ سنن ابن ماجه (۱۴۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے، راستے میں ایک جگہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قافلے سے قدرے الگ ہوئے۔ ہمسفر ساتھیوں نے الگ ہونے کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے کہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کو یہاں یہ انداز اختیار کرتے ہوئے دیکھا، اس لیے میں نے بھی اسی طرح کیا۔ واہ سبحان اللہ! یہ والہانہ محبت کا ایک دلفریب انداز ہے۔ ①

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جوامت کی تمام خواتین سے بڑھ کر عالمہ فاضلہ اور فقیہہ تھیں، فرماتی ہیں: ''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ نبی کریم ﷺ کی اتباع کا اہتمام کیا کرتے تھے۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر نبی کریم ﷺ کی پیروی کیا کرتے تھے کہ جب بھی کوئی کام کرتے تو دیکھنے والے یہ خیال کرتے کہ ایسا ہی رسول اللہ ﷺ نے کیا ہوگا۔

ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ وصف کچھ اس طرح نقل کیا ہے:

((كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا رَآهُ أَحَدٌ ظَنَّ أَنَّ بِهِ شَيْئًا مِنْ تَتَبُّعِهِ آثَارَ النَّبِيِّ)) ③

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جب کوئی کسی عمل میں مشغول دیکھتا تو وہ یہ خیال کرتا کہ یہ نبی کریم ﷺ کے نقش قدم کی پیروی ہے۔''

خطیب بغدادی اپنی کتاب میں رقمطراز ہیں: ''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے جو بھی سنتے اسے زبانی یاد کر لیتے تھے، اگر مجلس میں حاضر نہ ہوتے تو جو حاضر ہوتا اس سے پوچھ لیتے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا یا کیا کام کیا تھا؟ تو جو بتایا جاتا اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے اور ہو بہو اس پر عمل پیرا ہوتے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر اس مسجد کو تلاش کرتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہوتی، تاکہ وہ بھی اس میں نماز پڑھیں۔ آپ اپنی سواری ان راہوں پہ چلاتے جہاں سے رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر گزرے ہوتے، اور ساتھ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری ہر ممکن کوشش یہ ہوتی ہے کہ میری اونٹنی کے پاؤں اسی جگہ پڑیں جہاں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی نے اپنے پاؤں رکھے تھے۔ ④

---

① مسند احمد (۲/ ۴۰) ② طبقات ابن سعد (۴/ ۱۴۵)

③ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۱۱)

④ تاریخ بغداد (۱/ ۱۷۲) نسب قریش (ص: ۳۵۰۔۳۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پسند تھا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں بھی اتباع کریں اور اس جگہ چلیں جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلا کرتے تھے، تا کہ اس سے برکت حاصل کریں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز کو اپنانا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ اور ایمان پر دلالت کرتا ہے۔

عبداللہ بن قیس بن مخرمہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں مسجد قباء میں نماز ادا کرنے کے بعد اپنے خچر پر سوار چلا جا رہا تھا کہ راستے میں دیکھا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسجد قباء کی طرف پیدل چلے جا رہے ہیں۔ میں انہیں دیکھ کر خچر سے نیچے اتر آیا اور عرض کی، چچا جان! آپ پیدل جا رہے ہیں، میرا خچر حاضر ہے اس پر سوار ہو جائیں، تو فرمانے لگے: میرے بھتیجے! اگر میں نے سوار ہو کر مسجد قباء آنا ہوتا تو میرے پاس سواری موجود تھی، میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدل چل کر مسجد قباء میں تشریف لاتے دیکھا، لہٰذا ان کی اتباع کرتے ہوئے میں بھی پیدل ہی جاؤں گا، یہ کہا اور روانہ ہو گئے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہادی برحق، بشیر و نذیر، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں زندگی بھر مستغرق رہے۔ ان کی ہر ادا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آشکار ہوتی تھی۔

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی شخص کو ایک شاعر کا یہ شعر کہتے ہوئے سن لیا:

مَتٰی تَأْتِهٖ تَعْشُوْ اِلٰی ضَوْءِ نَارِهٖ
تَجِدْ خَیْرَنَا عِنْدَھَا خَیْرَ مُوْقِدِ

''تم اس کی روشنی کے پاس کب جلدی سے پہنچو گے، لیکن جب تم وہاں پہنچو گے تو تمھیں وہاں بہترین آگ اور بہترین اسے جلانے والا ملے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ شعر سن کر فرمانے لگے: ''اس شعر کا مصداق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کوئی اور نہیں ہو سکتا، وہی اس مدح کے لائق ہیں۔'' ②

حافظ حدیث ثانی:

حدیث نبوی علیہ الصلاۃ والسلام روایت اور اسے زبانی یاد کرنے کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما معرفت کی دنیا اور فقہ کے میدان میں بام عروج پر پہنچ گئے۔ حدیث کی روایت اور اس

① مسند احمد (۲/ ۱۱۹)

② العقد الفرید (۵/ ۲۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حفظ کی خوبی نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو علم اور علماء کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز کر دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے صادق و مصدوق نبی کریم ﷺ سے مفید پاکیزہ اور بابرکت دینی علم کا وافر حصہ روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اسی طرح انھوں نے عالم، فاضل، فقہ اور سرخیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ جن صحابہ کرام سے انھوں نے احادیث روایت کیں ان میں سرفہرست خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میدان محشر میں ان کا ساتھ نصیب کرے اور اپنے فضل وکرم سے ہمیں معاف کر دے۔ آمین!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بلال بن رباح، صہیب بن سنان، زید بن ثابت، ابوذر غفاری، معاذ بن جبل، عامر بن ربیعہ، اپنے چچا زید بن خطاب، عبداللہ بن مسعود، سعید بن ابی وقاص، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام سے احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ میدان محشر میں ہمیں ان قدسی صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کثیر الروایت صحابہ کرام میں سے سیدنا عبداللہ بن عباس اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کیں۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بے شمار جلیل القدر تابعین عظام رحمہم اللہ نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، ان میں آدم بن علی، بکیر المزنی، ثابت البنانی، جبیر بن نفیر، حسن بصری، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، شہر بن حوشب، عروہ بن زبیر، عطاء بن ابی رباح، القاسم بن محمد، قیس بن عباد، مجاہد بن جبیر اور محمد ابن سیرین رحمہم اللہ وغیرہ کے نام آتے ہیں۔ ①

ہماری معلومات کے مطابق بہت سے اکابر اور سرکردہ علماء نے نوجوان اور نامور عالم دین سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے علم حاصل کیا۔ انہیں یہ علمی اعلیٰ وارفع مقام ومرتبہ درج ذیل اسباب کی بنا پر ملا:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سفر وحضر میں زیادہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں موجود رہتے۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۰۴-۲۰۸) الاصابۃ لابن حجر (۲/ ۳۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اکثر و بیشتر کبار علماء و فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ رابطے میں رہتے۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اپنی ہمشیرہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے خانہ نبوی میں کثرت سے آمد و رفت رہتی تھی۔

④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی علم میں مہارت کا ایک سبب یہ تھا کہ وہ حصول علم کے لیے انتھک محنت کرتے تھے۔ اور آپ تھے بھی بلا کے ذہین و فطین، آپ علم و عرفان کے تمام زاویوں کو احاطہ ادراک میں لانے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔

⑤ جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر لحہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے علم نافع کے میسر آنے کی دعا کرتے، نیز نعمتوں بھری سدا بہار جنت میں داخلے کی التجا کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اعلیٰ ذوق کے حوالے سے ایک دلچسپ واقعہ کچھ یوں ہے: ایک دن بیت اللہ کے صحن میں عبداللہ بن زبیر، عبدالملک بن مروان، مصعب بن زبیر اورعبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بیٹھے تھے۔ انھوں نے باہمی گفتگو کے دوران اپنی دلی آرزوؤں کا تذکرہ کیا اور پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے لگے کہ وہ ہر ایک کی آرزو کو پورا کردے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سرزمین حجاز پر حکمرانی کی آرزو کی تو ان کی یہ آرزو پوری ہوئی۔ عبدالملک بن مروان نے خلیفۃ المسلمین ہونے کی آرزو کی تو اسے خلافت مل گئی، اس طرح ان کی تمنا پوری ہوئی۔ سیدنا مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے عراق کی حکمرانی کی آرزو کا اظہار کیا تو ان کی یہ آرزو پوری ہوئی۔ لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنت میں داخل ہونے کی آرزو کا اظہار کیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ نے ان کی لاج بھی رکھ لی ہوگی اور وہ جنت میں آسودہ حال ہوں گے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زندگی بھر جنت کے راستے پر گامزن رہے وہ نبی کریم ﷺ کی مجالس میں اسی لیے شریک ہوتے تھے کہ ان بابرکت مجالس سے جنت کا راستہ معلوم کریں، اسی لیے انھوں نے احادیث نبوی کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کیا، اور عبادلہ نامی صحابہ کرام میں علم دین کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئے۔ احادیث کو زبانی یاد کرنے کے حوالے سے آپ علماء

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۰۹-۲/ ۱۷۶) البدایة والنهایة (۸/ ۳۲۲-۳۲۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۷۲-۱۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ میں دوسرے نمبر پر دکھائی دیتے ہیں اور آپ کا شمار ان سات صحابہ کرام میں بھی ہوتا ہے جنھیں کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علم و عرفان کے ممتاز مقام پر فائز تھے۔

جب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح حیات پر نظر دوڑاتے ہیں تو ان میں سے بعض صحابہ کرام کثیر الروایہ اور بعض قلیل الروایت دکھائی دیتے ہیں۔ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہزاروں احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جبکہ بعض نے سینکڑوں احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعض کو دسیوں احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ کسی صحابی نے ایک حدیث روایت کی اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی ہیں جنھیں کوئی ایک حدیث روایت کرنے کا موقع میسر نہیں آیا۔

اس فرق کے بہت سے اسباب ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حفظ کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف تھے۔

② بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طویل عرصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور بعض کو تھوڑی مدت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی مہلت نصیب ہوئی۔ بعض صحابہ کرامؓ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت کا دورانیہ چند دن یا چند گھنٹے ہے۔

③ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دین کی سربلندی اور کفر کو سرنگوں کرنے کے لیے زیادہ تر میدان جہاد میں برسرِ پیکار رہے۔

④ بعض صحابہ کرام تعلیم و تعلم کے بجائے عبادت گزاری میں زیادہ مصروف رہتے تھے۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ ان کے ساتھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام امت تک پہنچانے میں مصروف عمل ہیں۔

⑤ بعض صحابہ کرام اسلامی ریاست کی حدود وسیع کرنے کی غرض سے ریاستی امور کی انجام دہی اور فتوحات میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔

⑥ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث کو روایت کرنے میں حد درجہ محتاط تھے، وہ اس لیے حدیث کو دوسروں تک پہنچانے سے گریز کرتے کہ کہیں ان سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ اس لیے وہ خاموشی کو اپنے حق میں بہتر جانتے تھے۔

⑦ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت، زراعت یا دیگر معاشی معاملات میں زیادہ مصروفیت کی بنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر حصول علم کے لیے زیادہ وقت نہ نکال سکے۔

⑧ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد بہت کم مدت زندہ رہے اور انہیں روایت احادیث کے لیے زیادہ وقت میسر نہ آیا۔

⑨ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے کوچ کرنے کے بعد طویل زندگی نصیب ہوئی اور وہ فتویٰ، علم، روایت اور احکام شریعت کے حوالے سے مرجع خلائق بنے اور لوگ ان سے مروی احادیث سے مستفیض ہوئے۔①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد طویل عرصہ زندگی بسر کرنے کا شرف حاصل ہوا اور زندگی بھر دینی علوم کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے۔ انھوں نے علم کے مطابق عمل بھی کیا۔ انھوں نے احادیث کے پاکیزہ اور بابرکت علم کو بھرپور انداز میں روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل کیا، یہ ان سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک تھے جنھوں نے ''کثیر الروایت'' ہونے کی شہرت پائی۔ جن سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کثرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، انھوں نے ۵۳۷۴ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما انھوں نے ۲۶۳۰ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، انھوں نے ۲۲۸۶ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

④ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، انھوں نے ۲۲۱۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما انھوں نے ۱۶۶۰ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

⑥ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما انھوں نے ۱۵۴۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

---

① صحابة رسول الله (ص:۱۳۵-۱۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑦ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، جن کا نام سیدنا سعد بن مالک بن سنان رضی اللہ عنہ تھا، انھوں نے ۱۱۷۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ۲۶۳۰ احادیث مروی ہیں۔ بخاری شریف اور مسلم میں متفق علیہ ۲۸۰، بخاری شریف میں ۸۱ اور صرف مسلم میں انفرادی ۳۱ احادیث سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث چھ مشہور و معروف کتب احادیث، مسانید اور احادیث کی دیگر کتابوں میں منقول ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس کثرت سے احادیث کا مروی ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کی علم پر مضبوط گرفت تھی۔ بلکہ وہ حافظ حدیث ہونے کی وجہ سے علماء وفقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل تھے اور وہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنھوں نے کثرت سے فتوے صادر کیے اور علم وفقہ کے آسمان پر ستارہ بن کر جگمگائے۔

جن صحابہ کرام نے زیادہ فتوے دیے ان کی تعداد ایک سو تیس سے قدرے زائد بنتی ہے۔ ان میں سے چند صحابیات کریمات بھی تھیں۔

جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کثرت سے فتوے دیے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
④ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
⑤ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس
⑦ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

ان میں سے ہر ایک نے اتنی کثرت سے فتوے صادر کیے کہ اگر ایک مفتی صحابی کے فتووں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔③

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرویات کے نمونے:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علم، حفظ، تقویٰ اور دین داری کے اعتبار سے نابغہ روزگار

① شذرات الذهب (۱/ ۲۶۱-۲۶۲)
② سير اعلام النبلاء (۳/ ۲۳۸)
③ شذرات الذهب (۱/ ۲۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ائمہ دین میں سے تھے۔ طالب علم ان کی مجلسوں میں حاضر ہونے میں انتہائی دلچسپی لیتے اور آپ سے وہ علم حاصل کرنے کی دلی خواہش رکھتے تھے جس علم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو آراستہ کر رکھا تھا۔ اتنے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ میں انتہا درجے کی انکساری پائی جاتی تھی۔ آپ زیادہ تر حدیث بیان کرنے سے گھبراتے تھے، بلکہ ایک دفعہ تو انھوں نے واضح الفاظ میں اپنے شاگردوں سے کہہ دیا:

''تم اپنی راہ لو! میں نے ان لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کی ہے جو مجھ سے کہیں بڑھ کر عالم تھے، اگر مجھے معلوم ہوتا کہ میں دنیا میں باقی رہوں گا اور تم میرے پاس حصول علم کے لیے آؤ گے تو میں تمہارے لیے علم حاصل کر لیتا۔'' ①

امام شعبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس نوعیت کی مزید خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً ، فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اِلَّا حَدِيْثًا وَاحِدًا)) ②

''میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سال ہم نشین رہا، میں نے اس دوران انہیں نبی کریم ﷺ سے صرف ایک حدیث روایت کرتے سنا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کردہ احادیث کو صحیح ترین سند کا درجہ حاصل تھا، بلکہ اس ذریعے کو ''سلسلة الذہب'' قرار دیا جاتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مطلق طور پر سب سے زیادہ راجح اور بہتر سند یہ ہے:

((مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ))

اس سلسلہ سند کو سونے کی کڑی تصور کیا جاتا ہے۔ ③

وہ مشہور و معروف احادیث شریفہ جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

---

① تاریخ بغداد (۱/ ۱۷۳)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۳۸)

③ تہذیب التہذیب للنووی (۱/ ۳۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مروی ہیں ان میں سے ایک حدیث یہ ہے:

۱۔ ((عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ وَ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ)) ①

''دو آدمی قابل رشک ہیں، ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات اور دن اس قرآن کے زیر سایہ گزارتا ہے اور ایک وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور وہ اسے رات دن اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دوسری مشہور و معروف حدیث ارکان اسلام کے بارے میں درج ذیل ہے:

((عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَ حَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ)) ②

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے:

① گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔
② نماز قائم کرنا
③ زکوۃ دینا
④ بیت اللہ کا حج کرنا
⑤ رمضان کے روزے رکھنا۔''

---

① صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، ح. ۵۰۲۵۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن و یعلمه، ح: ۸۱۵۔ سنن ترمذی (۱۹۳۷)

② صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب دعاؤکم ایمانکم، ح: ۸۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان ارکان الاسلام، ح:۱۶۔ سنن ترمذی (۲۶۱۲) مسند احمد (۲/ ۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مسند امام احمد میں ایک مشہور و معروف حدیث مروی ہے، جس میں ذمے داری کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے:

۳۔ ((عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ، فَالْاَمِيْرُ الَّذِيْ عَلَى النَّاسِ رَاعٍ عَلَيْهِمْ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى اَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُمْ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ عَنْهُمْ، وَعَبْدُالرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى بَيْتِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْهُ، اَلَا كُلُّكُمْ رَاعٍ وَ كُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)) ①

''نافع سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا ذمہ دار ہے۔ لوگوں کا امیر ان کا نگران ہے اور وہ ان کا ذمہ دار ہے، آدمی اپنے اہل خانہ کا نگران ہے اور وہ ان کا ذمہ دار ہے۔ عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کے بچوں کی نگران ہے اور وہ ان کی ذمے دار ہے۔ غلام اپنے آقا کے گھر کا نگران ہوتا ہے اور وہ اس کا ذمے دار ہے، خبردار! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور تم میں سے ہر ایک اپنی رعایا کا ذمے دار ہے۔''

قرآن کے ساتھ تعلق:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پاکیزہ صفت، کبار علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نامور صحابی تھے، یہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنھوں نے قرآن کریم کی آیات کو خوب اچھی طرح سمجھا اور قرآن کو زبانی یاد کیا۔ انھوں نے ایک دفعہ حجاج بن یوسف کو خط لکھا جس میں فصاحت و بلاغت کا نہایت عمدہ اسلوب اختیار کیا گیا تھا۔ اس خط میں ایک جملہ یہ بھی تھا:

((اِنَّ مَنْ جَمَعَ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ بِعَيِيٍّ)) ②

---

① بخاری، کتاب العتق، باب کراھیۃ التطاول علی الرقیق، ح: ۲۵۵۴۔۲۵۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب فضیلۃ الامیر العادل، ح: ۱۸۲۹۔ سنن ابی داود (۲۹۲۸) سنن ترمذی، (۱۷۰۵) مسند احمد (۲/ ۵۴)

② حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو جمع کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا ہو وہ بے بس اور لاچار نہیں ہو سکتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی معرفت ان کے علم پر دلالت کرتی ہے اور اس سے ان کی اس صلاحیت کا بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ قرآن مجید کے معانی و مطالب سے خوب اچھی طرح واقف تھے۔ ان کی علمی زندگی میں بہت سے ایسے واقعات دکھائی دیتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی آیات کے مفہوم و مطلب پر انہیں عبور حاصل تھا۔ آپ بڑی باریک بینی کے ساتھ قرآنی احکام کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہوتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک اہم خوبی یہ تھی کہ آپ قرآن مجید کی تعلیم اس کے احکام پر عمل پیرا ہونے کی غرض سے حاصل کرتے، محض ان احکام کو زبانی یاد کر لینا ان کے پیش نظر نہیں تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انھوں نے سورۂ بقرہ کی تعلیم میں چار سال صرف کر دیے۔ [1] حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ تو یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے سورۂ بقرہ کی تعلیم میں آٹھ سال صرف کیے۔ [2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر قرآن مجید پڑھتے وقت رقت طاری ہو جایا کرتی تھی۔ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب یہ آیت کریمہ پڑھتے:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ (الحدید: ۵۷/ ۱۶)

''کیا ایمان لانے والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے پگھلیں اور اس کے نازل کردہ حق کے آگے جھکیں۔''

تو آپ زار و قطار رونے لگتے۔ [3]

جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اللہ رب العزت کے جاہ و جلال کا تصور کرتے تو بے ساختہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی خشیت سے رونے لگ جاتے، جوں جوں ان پر احکامات الٰہیہ کا مفہوم واضح ہوتا جاتا توں توں ان پر خشیت الٰہی کا غلبہ ہونے لگتا۔ اس طرح وہ زار و قطار رونے لگتے اور روتے ہوئے ان کی ہچکی بندھ جاتی۔

---

① طبقات ابن سعد (۴/ ۱۶۴)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۹)

③ حلیة الاولیاء (۱/ ۳۰۵) صفة الصفوة (۱/ ۵۶۸) تہذیب الاسماء (۱/ ۲۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علماء کے دلوں میں قرآن مجید کی تاثیر کے نہایت دلآویز واقعات دیکھنے میں آئے ہیں۔
سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع کا بیان ہے کہ میں نے بچشم خود دیکھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب بھی سورۂ بقرہ کی درج ذیل دو آیتیں پڑھیں آپ زاروقطار رونے لگے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ۭ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ؀ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۭ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۣ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۣ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ڭ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ؀

(البقرہ: ۲/ ۲۸۴-۲۸۵)

''اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، اگر تم ظاہر کرو جو تمہارے دلوں میں ہے یا تم اسے چھپاؤ تم سب سے اللہ اس کا حساب لے گا، پھر وہ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے عقاب دے۔ اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول ایمان لایا جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف نازل کیا گیا اور مومن بھی اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انھوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور مانا، اے رب! ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔''

پھر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے کہ ان آیات میں تو بہت کڑے محاسبے کی وعید سنائی گئی ہے۔[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بعض اوقات قرآن مجید پڑھتے ہوئے اتنا متاثر ہوتے کہ بے ساختہ رونے لگتے اور ان پر اتنی زیادہ رقت طاری ہو جاتی کہ تلاوت کو جاری نہ رکھ سکتے، ایک دفعہ آپ ''وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ'' پڑھنے لگے، جب آپ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تک پہنچے تو بہت زیادہ رونے لگے، یہاں تک کہ خشیت الٰہی سے زمین پر گر گئے اور تلاوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔[2] سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

① حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۵) صفۃ الصفوۃ (۱/ ۵۷۶)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۳۵-۲۳۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خود تلاوت کرتے وقت ہی نہیں روتے تھے بلکہ کسی دوسرے کو تلاوت کرتے سنتے تو بھی انہیں رونا آجاتا۔ عبداللہ بن عبید بن عمیر بیان کرتے ہیں کہ میں نے جب یہ آیت:

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾ (النساء: ۴/ ۴۱)

''تب وہ کیا کریں گے جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور ان لوگوں پر تمھیں گواہ بنائیں گے۔''

تو پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشریف فرما تھے، انھوں نے یہ آیت سنتے ہی رونا شروع کر دیا اور آنسوؤں سے داڑھی تر ہو گئی، پھر قمیص بھیگنے لگی جب ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی یہ حالت دیکھی تو عبداللہ بن عبید سے کہا: ذرا مختصر کیجیے! شیخ پر گریہ طاری ہے۔ [1]

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ ایک نہایت اثر انگیز واقعہ بیان کرتے ہیں جو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خشیت الٰہی اور رقت قلبی پر دلالت کرتا ہے۔

لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ٹھنڈا پانی پیا تو زاروقطار رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ رو کیوں رہے ہیں؟

فرمانے لگے: مجھے قرآن مجید کی یہ آیت یاد آگئی

وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ (سباء: ۳۴/ ۵۴)

''ان کے اور ان کی خواہشات کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔''

مجھے یہ احساس ہوا کہ جہنمی لوگوں کی خواہش تو ٹھنڈا پانی پینے کی ہوگی جو انہیں میسر نہیں آئے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

أَنْ أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ (الاعراف: ۷/ ۵۰)

''ہم پر تھوڑا سا پانی انڈیلو یا جو تمھیں اللہ نے رزق دیا وہ پھینکو۔''

ان کا کیا حال ہوگا، ان پر کیا بیتے گی، ان پر یہ کتنا کٹھن وقت ہوگا؟ [2]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک جید عالم دین اور عارف باللہ تھے۔ قرآنی احکام پر عمل

---

① طبقات ابن سعد (۴/ ۱۶۲)

② صفة الصفوة (۱/ ۵۷۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔ ان کا ایک غلام نافع تھا جو بڑا جید عالم تھا۔ ایک دفعہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ اپنا یہ غلام مجھے دے دو میں آپ کو دس ہزار دینار ادا کروں گا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی صفیہ بنت ابی عبید کو بتایا کہ نافع کے بارے میں دس ہزار دینار کی پیش کش ہوئی ہے۔ تو بیوی نے کہا، بہت بہتر پیش کش ہے، انتظار کس بات کا ہے؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اے ابو عبید کی دختر! میں اس سے بہتر کی امید رکھتا ہوں، میں اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آزاد کرتا ہوں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۚ (ال عمران: ۳/ ۹۲)

''تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے یہاں تک کہ وہ خرچ کرو جسے تم پسند کرتے ہو۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قرآن مجید کے ساتھ بڑا گہرا تعلق تھا۔ آپ قرآن مجید کی تفسیر حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اکثر و بیشتر بیان کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ انھوں نے بیان کیا کہ جو قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہے تو وہ

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝۱ اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱ اور اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۝۱

یعنی سورۂ تکویر، سورہ انفطار اور سورۂ انشقاق کو پورے غور سے پڑھے، اس کے سامنے قیامت کا پورا نقشہ آ جائے گا۔ ②

جب ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات پر طائرانہ نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قرآن مجید کے ساتھ انتہائی گہرا تعلق تھا۔ آپ قرآن حکیم کی پھول برساتی بہار سے جنت کی سدا بہار نعمتوں کا تذکرہ نہایت دلکش انداز میں کرتے اور اس میں مزید دلفریبی و دلآویزی پیدا کرنے کے لیے احادیث رسول کی دلربا خوشبو کو شامل کرتے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ادنی درجے کا جنتی وہ ہوگا جو اپنے سدا بہار باغات اور نعمتوں بھری جنتوں کو اس میں چلتے پھرتے اپنے خدام اور اس میں آویزاں مسہریوں کو ایک ہزار سال کی مسافت سے دیکھ لے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز جنتی کو صبح و شام اللہ

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۱۸)۔

② مسند احمد (۲/ ۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوگا، پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت کی:

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ إِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝ (القیامۃ ۷۵/ ۲۲، ۲۳)

"کچھ چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے، اپنے رب کی طرف دیکھنے والے ہوں گے۔" ①

احکام حج کا عالم:

علم، فقہ اور تاریخ کی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ حج ۹ ہجری میں فرض کیا گیا اور حج کی فرضیت قرآن مجید کی درج ذیل آیت سے ثابت ہوتی ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا

(آل عمران: ۳/ ۹۷)

"اللہ کے لیے لوگوں پر حج فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہے۔"

حج دلوں کو پاک کرتا ہے۔ حج کرنے سے روحانی بالیدگی اور دلوں میں اخلاص پیدا ہوتا ہے، جس سے زندگی میں ایک نئی بہار آ جاتی ہے۔ نیز حج اللہ تعالیٰ پر امید اور حسن ظن میں تقویت کا باعث بنتا ہے۔ حج ایمان کو تقویت دیتا، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجدید عہد کی یاد دلاتا ہے۔ لوگوں کو خالص توبہ پر آمادہ کرتا اور دلوں کو تہذیب آشنا کرکے جذبات و احساسات میں لطافت کا باعث بنتا ہے۔

حج کا ایک لطیف پہلو یہ بھی ہے کہ حج صحابہ کرام اور اہل ایمان کا ماضی یاد دلاتا ہے۔ اور انہیں اپنے اس معلم و مربی، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی یاد دلاتا ہے کہ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انھیں گمراہی سے ہدایت کی طرف اور تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا۔

بلاشبہ آپ اس نوعیت کے تمام جذبات کو محسوس کرتے تھے، حج کرتے وقت حجۃ الوداع کی یادیں سامنے آجاتی تھیں، جن کا انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ حج کرتے ہوئے بچشم خود مشاہدہ کیا، اور انہیں وہ دن بھی یاد آ جاتا جو انھوں نے صادق المصدوق کے ساتھ میدان عرفہ میں گزارا۔ ②

جب سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہادی برحق سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے ساتھ حج کی

① مسند احمد (۲/ ۶۴)

② نسب قریش (ص: ۳۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سعادت حاصل کی ان کے دل میں حج کرنے کا بہت زیادہ شوق پیدا ہوگیا۔ جب وہ حج کے لیے تشریف لے جاتے تو میدان عرفات میں اسی جگہ ٹھہرتے جہاں رسول اللہ ﷺ ٹھہرے تھے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما ہر سال حج کرنے کا اہتمام کرتے۔ کسی سال بھی حج سے ناغہ نہ کرتے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مناسک حج ادا کرنے میں والہانہ ذوق و شوق کا اظہار کیا کرتے تھے، اس کے ساتھ ساتھ انہیں پے در پے عمرہ ادا کرنے کا بھی بہت شوق تھا۔ ان کے غلام نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ماہ رجب میں ضرور عمرے کے لیے تشریف لے جاتے، زندگی بھر ماہ رجب میں عمرے سے ناغہ نہیں کیا، انھوں نے اپنی زندگی میں تقریباً ایک ہزار عمرے کیے ہوں گے۔ ②

اکثر جلیل القدر علماء صحابہ اور اکابر تابعین اور سرکردہ علماء امت کا خیال ہے کہ مناسک حج کے بارے میں تمام لوگوں سے زیادہ معلومات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رکھتے تھے اور ان کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج کے مسائل پر عبور رکھتے تھے۔ ③

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زندگی کے آخری لمحے تک حج کرنے کے حد درجہ مشتاق رہے، لوگوں کا خیال یہ تھا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام لوگوں سے زیادہ حج کے مسائل کو جانتے تھے۔ ④

مسائل حج کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سب سے زیادہ مستند سمجھا جاتا تھا۔ جب لوگوں کو کسی مسئلے میں الجھاؤ پیدا ہوتا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہی رجوع کیا جاتا، آپ جو مسئلہ بیان کرتے اسی پر عمل کیا جاتا۔ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ کیا میں احرام باندھ کر طواف کرسکتا ہوں؟ انھوں نے فرمایا: طواف کرنے میں کیا چیز مانع ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں شخص ہمیں منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وقوف عرفہ کے بعد طواف بیت اللہ کرنا چاہیے، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

① نسب قریش (ص: ۳۵۱) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۰) اسد الغابۃ (۳/ ۲۳۹)

② شذرات الذھب (۱/ ۳۱۱)

③ مختصر دمشق (۱۳/ ۱۶۶)

④ الاستیعاب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''رسول اللہ ﷺ نے حج کے موقع پر احرام باندھ کر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے طریقے کی پیروی کرنا کسی دیگر کی پیروی کی نسبت زیادہ استحقاق رکھتی ہے، اگر تم سچائی کے خوگر ہو تو تمھیں اللہ و رسول کا طریقہ ہی اپنانا چاہیے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے طلبہ کو حج کے بارے میں صادق المصدوق حبیبؐ کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے اقوال و افعال پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ عبید بن عمیر نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ حجر اسود اور رکن یمانی کو استلام کرتے ہیں، ایسا کیوں ہے؟

آپ نے فرمایا میں یہ اس لیے کرتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا: ''ان کو بوسہ دینے سے انسان کے گناہ جھڑتے ہیں، نیز رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا: جس نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اسے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔''

نیز رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے بھی سنا: ''جس نے طواف کرتے وقت ایک قدم رکھ کر اٹھایا اسے دس نیکیاں ملتی ہیں، دس گناہ اس کے معاف کر دیے جاتے ہیں اور اس کے دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔''[2]

سیدنا سالم بیان فرماتے ہیں کہ میرے اباجان سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے منیٰ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی۔[3]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج کرام کو یوم عرفہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی سنتیں یاد دلایا کرتے اور حجاج کرام کو یہ تلقین کیا کرتے تھے کہ میدان عرفات میں وقوف کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ دعائیں کیا کریں اور زیادہ سے زیادہ لا الہ الا اللہ کا ورد کیا کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عرفہ کا دن سب سے بہتر ہے، میں اور مجھ سے پہلے انبیاء

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۷-۱۶۸) واللفظ له، مسند احمد (۲/ ۵۶) صحیح مسلم، کتاب الحج، باب

② مسند احمد (۲/ ۳)

③ مسند احمد (۲/ ۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میدان عرفات میں وقوف کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ))

''اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی جنگ سے واپس تشریف لاتے یا حج یا عمرے سے واپس تشریف لاتے تو آپ کا یہ معمول ہوتا کہ جب آپ کسی ٹیلے پر چڑھتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ آئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ)) ②

''اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، سجدہ کرنے والے، اپنے رب کی تعریف کرنے والے، اس نے اپنا وعدہ سچ کر دیا، اس نے اپنے بندے کی مدد کی، اس اکیلے نے سب گروہوں کو شکست دی۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات کے حوالے سے واقعات تو بہت ہیں اور ان سب کا احاطہ ممکن نہیں۔ میں نے ان کی زندگی کے چند واقعات یہاں بیان کیے ہیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ اقتدا کرنے والے جلیل القدر صحابی کی فضیلت پر روشنی ڈالی جا سکے۔ جن کی زبان سے ہر وقت یہ الفاظ نکلتے تھے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب: ۳۳/ ۲۱)

---

① سنن ترمذی، کتاب الدعوات، باب (۱۲۲) ح: ۳۵۸۵۔ عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ

② مسند احمد (۲/ ۳۸) صحیح بخاری، کتاب العمرۃ، باب ما یقول اذا رجع من الحج او العمرۃ او الغزو، ح: ۱۷۹۷۔
مسلم، کتاب الحج، باب ما یقول اذا رجع من سفر الحج وغیرہ، ح: ۱۳۴۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور دیگر عبادلہ

یوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں عبادلہ بہت زیادہ ہیں۔ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام عبداللہ ہیں ان کی تعداد تقریباً دو سو (۲۰۰) ہے۔

عبداللہ نام کے دو سو صحابہ کا تذکرہ سوانح حیات، طبقات اور سیرت کی کتابوں میں کیا گیا ہے۔

زیادہ تر عبادلہ کا اطلاق چار مشہور و معروف صحابہ کرام پر ہوتا ہے۔ یہ چاروں قریش خاندان سے، اور صحابہ کرام میں بلند مقام پر فائز تھے۔ نیز یہ چاروں مشہور و معروف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ ان چاروں کے والد بھی صحابی تھے، اعلیٰ اخلاق، عمدہ اوصاف اور فضائل و مناقب کے عمدہ نمونے تھے۔

ان عبادلہ کی مزید خوبی یہ تھی کہ ان کی مائیں بھی جلیل القدر صحابیات تھیں، ان کا تعلق ان عظیم المرتبت خواتین سے تھا جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

عبادلہ کے فضل و شرف کے کیا کہنے! اہل فضل نے ان کے فضل و شرف کا اعتراف کیا اور اہل علم نے ان کے علم کا اعتراف کیا۔ علمائے امت ان صحابہ کرام کے علمی سرچشمے سے سیراب ہوئے۔ بہت سے صحابہ اور تابعین نے ان سے احادیث سن کر روایت کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ اور ان کے منہج پر چلتے ہوئے کامیابی کے طور طریقے اپنائے۔

عبادلہ کے نام سے مشہور صحابہ درج ذیل چار ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
② سیدنا عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما
③ سیدنا عبداللہ بن زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما
④ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر تمام محدثین نے کہا ہے کہ عبادلہ مندرجہ بالا چار صحابہ کرام تھے۔ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: وہ عبادلہ میں شامل نہیں ہیں۔ ①

امام بیہقی نے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے اس فرمان ''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبادلہ میں سے نہیں تھے'' پر تبصرہ کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری میں وفات پا گئے تھے جبکہ باقی چار صحابہ رضی اللہ عنہم نے طویل زندگی پائی۔ لوگ ان کے علم و فقہ سے استفادہ کرتے

① تهذيب الاسماء (١/ ٢٦٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے اور جب یہ چاروں کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو لوگ یہ کہتے کہ عبادلہ کا اس مسئلے پر اتفاق ہے۔ یا یوں کہتے کہ عبادلہ نے اس مسئلے پر متفقہ طور پر عمل کیا، یا لوگ یوں کہتے کہ عبادلہ کا یہ مذہب ہے۔ اس طرح عبادلہ کی اصطلاح مشہور و معروف ہوئی اور اس سے مراد مذکورہ چار صحابہ ہی لیے جاتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان دو سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جن کا نام عبداللہ تھا۔ جوہری نے ''صحاح اللغۃ'' میں چوتھے صحابی کا نام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا نام حذف کر دیا ہے لیکن یہ درست نہیں، ان کے اس بیان کو کسی نے قبول نہیں کیا۔ ان کا یہ قول امام احمد بن حنبل کے قول کے برعکس ہے اور امام صاحب علمائے حدیث میں شمار ہوتے ہیں۔ ①

عبادلہ بلاشبہ صاحب فضل و شرف اور صاحب عقل تھے۔ یہ علماء کے سرخیل اور صاحب تقویٰ تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

أُولٰئِكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ
إِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيرُ الْمَجَامِعُ

''یہ میرے آباو اجداد ہیں، تم میں ان جیسا کوئی ہو تو سامنے لاؤ اے جریر! جب مجمعے ہمیں اکٹھا کریں۔''

کاش! میں اس بات کی استطاعت رکھتا کہ اس کتاب میں ان کی سوانح حیات بیان کرنے کا حق ادا کر سکتا۔ کسی نے کیا خوب کہا:

لَيْتَ الْكَوَاكِبَ تَدْنُولِي فَأَنْظِمُهَا
عُقُوْدَ مَدْحٍ فَمَا أَرْضَى لَكُمْ كَلِمِيْ

''کاش! ستارے میرے قریب ہوتے تو میں انہیں مدح کے ہاروں میں پرو دیتا تمھیں میری باتیں کس قدر خوش آئند لگتیں۔''

یہ عبادلہ سردار علماء اور حسب و نسب والے تھے۔

یہ چاروں علم اور حسب میں بام عروج پر پہنچے اور فضل و شرف کی چوٹی پر فائز ہوئے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

---

① الاسماء المبهمة (ص:٦٠٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلعِلمُ یَرفَعُ اَقوَامًا بِلَاحَسَبٍ
فَکَیفَ مَن کَانَ ذَا عِلمٍ لَہٗ حَسَبُ

''علم قوموں کو بغیر حسب کے بلند کر دیتا ہے، تو جو عالم خاندانی ہو اس کے فضل وشرف کے کیا کہنے۔''

چار عبادلہ یعنی عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے بارے میں آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف شاعر محمد بن عبد المحسن الارمنتی المتوفی ۷۳۰ ہجری نے درج ذیل اشعار کہے:

۱۔ اِنَّ العَبَادِلَۃَ الاَخیَارِ اَربَعَۃٌ
مَنَاهِجُ العِلمِ فِی الاِسلَامِ لِلنَّاسِ
۲۔ اِبنُ الزُّبَیرِ، وَابنُ العَاصِ وَ ابنُ اَبِی
حَفصٍ الخَلِیفَۃِ وَ الحَبرُ ابنُ عَبَّاسٍ
۳۔ وَقَد یُضَافُ ابنُ مَسعُودٍ لَّهُم بَدَلًا
عَنِ ابنِ عَمرٍو لِوَهمٍ اَو لِاِلبَاسِ ①

''بلاشبہ بہترین عبادلہ چار ہیں۔ اور وہ لوگوں کے لیے اسلام کے سنگ میل ہیں اور وہ ہیں عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عمرو بن العاص، عبد اللہ بن عمر، اور عالم عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم۔ بعض اوقات وہم یا التباس کی بنا پر عبد اللہ بن عمرو بن العاص کی جگہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا جاتا ہے۔''

جہاد میں دلچسپی اور فتوحات:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اگر علم، فقہ اور روایت حدیث کے آسمان میں محو پرواز رہے تو انھوں نے مدرسہ محمدیہ کے شہسواروں کا جھنڈا بھی تھاما تاکہ اللہ کا کلمہ سر بلند ہو اور کفر کا کلمہ سرنگوں ہو۔

جہاد اور اللہ کی راہ میں شوق شہادت کے حوالے سے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ساری زندگی تازہ دم رہے، انہیں غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں کم عمر ہونے کی وجہ سے لشکر میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دی گئی۔ وہ ان دونوں تاریخی موقعوں پر ان جوانمرد صحابہ کرام کے نونہال

① الدلیل الشافعی علی المنهل الصافی (ص:۲۴۸) طبقات الشافعیۃ (۹/ ۱۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جن کے دلوں میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت رچ بس چکی تھی۔

وہ گھمسان کی لڑائی میں جذبہ شہادت لے کر دیوانہ وار داخل ہو جایا کرتے تھے، تا کہ درجہ شہادت پر فائز ہو کر کامیابی کی منزل حاصل کر لیں۔

غزوۂ خندق میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو شہسوار، بہادر اور مجاہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موتیوں کی لڑی میں شمولیت کی اجازت دے دی گئی اور نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوۂ خندق میں شریک ہونے کی اجازت عطا کر دی۔ اس موقع پر آپ کی عمر ۱۵ سال ہو گئی تھی۔ جب انہیں غزوہ خندق میں شرکت کی اجازت ملی تو از حد خوشی ہوئی۔ انہیں جنود الرحمان کا حصہ بننے کی بے انتہا خوشی تھی۔

آپ اس بات پر شاداں و فرحاں تھے کہ نبی کریم ﷺ نے تیر و تلوار اٹھانے کی اجازت دے دی تھی تا کہ ان کے ذریعے سے میدان میں مشرکین سے نبرد آزما ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ احد میں مجھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تا کہ آپ مجھے مجاہدین میں شامل کر لیں، آپ نے مجھے اجازت نہیں دی کیونکہ میری عمر چودہ سال تھی۔ پھر مجھے غزوۂ خندق میں آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، تو آپ نے مجھے مجاہدین کی صف میں شامل ہونے کی اجازت دے دی، کیونکہ میں ۱۵ سال کا ہو گیا تھا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جہاد کے میدانوں میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے۔ آپ غزوۂ احزاب کے بعد غزوۂ بنو قریظہ میں شریک ہوئے۔ پھر آپ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی بلکہ آپ ان خوش نصیب صحابہ کرام میں شامل تھے، جنھوں نے پہلے مرحلے پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی سربراہی میں غزوہ خیبر میں بھی شرکت کی۔

نبی کریم ﷺ کے تشکیل کردہ اسلامی لشکر روئے زمین کے مشرق و مغرب میں پھیل گئے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس لشکر میں بھی شامل تھے جو سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت

---

① صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب بلوغ الصبيان وشهادتهم، ح: ۲۶۶۴
صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب بيان سن البلوغ، ح: ۱۸۶۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سرزمین شام کے شہر موتہ کی طرف روانہ ہوا تھا۔ جب مسلمان اس معرکے سے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ''کرارون یا عکارون'' کا نام دیا کرار بار بار حملہ کرنے والے اور عکار بہت زیادہ حملہ کرنے والے کو کہتے ہیں۔

جب مسلمان فتح مکہ کی طرف متوجہ ہوئے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس عظیم فتح کے موقع پر حاضر ہوئے، تاکہ رسول معظم ﷺ کی زبان مبارک سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنیں جو آپ تلاوت کر رہے تھے:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ﴿۸۱﴾

(الاسراء: ۱۵/ ۸۱)

''اور کہہ دیجیے کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور بلاشبہ باطل مٹنے والا ہی تھا۔''

سیدنا بلال بن رباح رضی اللہ عنہ اپنی پرسوز آواز میں کعبہ کی چھت پر اذان دے رہے تھے۔ وہ اللہ اکبر، اللہ اکبر ورد بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔ یہ کتنا بڑا دن تھا، اللہ تعالیٰ نے اس عظیم ترین دن میں ان دلوں کو کھول دیا جو بیس سال سے وہم و گمان اور باطل خیالات میں غلطاں و پریشاں تھے۔

جب حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿۹۲﴾ (یوسف: ۹۲) کا اعلان کیا تو غم کے بادل چھٹ گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے معرکے میں شریک ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی۔ اپنے گھوڑے پر سوار تھے، ہاتھ میں بھاری نیزا پکڑا ہوا تھا اور خود چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے جب ان کی طرف دیکھا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی دل کھول کر تعریف کی۔ [1]

بہادر شہسوار نوجوان سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مبارک ہو۔ آپ کی بہادری اور عزت و سرفرازی کے کیا کہنے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مسلح حالت میں گھوڑے پر سوار دیکھا تو ان کی بہادری اور جوانمردی کی تعریف کی۔ یہ بلاشبہ ان کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اپنی قسمت پہ کیوں نہ ناز ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر نظر ڈالتے ہی ان عبداللہ، ان عبداللہ ارشاد فرمایا، یعنی عبداللہ کی جوانمردی، بہادری اور شہسواری کے کیا

[1] طبقات ابن سعد (۴/ ۱۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہیے!

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے باقی غزوات میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا۔ بعض جنگوں میں تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے۔

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((وَ كَانَ عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ يَتَوَجَّهُ فِى السَّرَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنگوں میں خاص توجہ دیتے تھے۔'' ①

خلافت راشدہ کے مبارک دور میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنگ یرموک میں حصہ لیا۔ امام ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((قَدِمَ ابْنُ عُمَرَ الشَّامَ وَالْعِرَاقَ وَ الْبَصْرَةَ وَفَارِسَ غَازِيًا)) ②

''عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما شام، عراق، بصرہ اور ایران میں غازی بن کر تشریف لائے۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ابن یونس سے نقل کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فتح مصر میں حصہ لیا اور اس کی حد بندی کی اور آپ سے آپ کے خاندان کے چالیس افراد نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ③

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنگ یرموک، فتح مصر اور فتح افریقہ میں حصہ لیا۔'' ④

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ خطیب بغدادی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جنگ قادسیہ، جنگ جلولاء اور دونوں جنگوں کے درمیان ایران میں برپا ہونے والے دیگر معرکوں میں بھی حصہ لیا اور آپ مدائن میں ایک سے زائد مرتبہ تشریف لائے۔ ⑤

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک بہادر شہسوار تھے۔ ان کی بہادری، جنگی مہارت، مقابلہ

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۵۳)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۰۸، ۲۰۹)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۰۸)

④ تهذيب الاسماء (۱/ ۲۷۶)

⑤ مختصر تاریخ دمشق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرائی اور جنگی چالوں کے لڑائی کے میدان گواہ تھے۔

علامہ ابن سعد نے اپنی کتاب ''الطبقات'' میں تذکرہ کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی عراق میں وہاں کے ایک سردار کے ساتھ دو بدو لڑائی ہوئی اور آپ نے اسے قتل کر کے اس کے ساز و سامان کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر اس کے والد کو آپ کے سامنے لایا گیا تو اس نے بھی سارا سامان آپ کے سپرد کر دیا۔ (1)

اخلاق و اطوار اور فضائل و مناقب:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بڑی دلآویز اور نادر خوبیوں سے آراستہ تھے، ان کے فضائل و مناقب اتنے حسین و دل پسند تھے کہ ہر وہ شخص جو صحابہ کرام میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا چاہتا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کے لیے ایک نہایت عمدہ اور نادر نمونہ تھے۔

اگر ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خوبیاں شمار کرنے لگیں تو صفحات کا دامن تنگ پڑ جائے، ان کی تمام خوبیاں اور فضائل و مناقب اگر ایک ساتھ ترتیب دیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آ جائے، انھوں نے دنیا کو اپنے علم سے بھر دیا اور لوگ ان کا زہد و تقویٰ اور جود و کرم دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب کو دیکھ کر پتہ چلتا ہے کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جی بھر کر اقتدا کی ہے، ان کی شخصیت کے خدو خال حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے خوشہ چینی کا نمونہ دکھائی دیتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما درمیانے قد، گندمی رنگ اور بھرے جسم والے تھے، آپ ڈاڑھی کو زرد رنگ کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے رنگے ہوئے چمڑے کا جوتا پہنتے تھے۔ (2)

ان کی دلچسپی اسی میں تھی کہ وہ ایسا لباس زیب تن کریں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس سے مشابہت رکھتا ہو۔ انہیں ہمیشہ اس بات کا اندیشہ رہتا کہ کہیں تکبر، نخوت اور فخر و مباہات کا کوئی شائبہ تک ان کے قریب نہ آئے۔ وہ کھردرا اور مختصر لباس پہنتے اور آپ کا تہ بند نصف پنڈلیوں

---

(1) طبقات ابن سعد (۴/ ۱۷۰)

(2) طبقات ابن سعد (۴/ ۱۷۹) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک ہوتا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک شاگرد قزعہ بن یحییٰ ایک دفعہ روئی کا بنا ہوا کپڑا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی، میں آپ کی خدمت میں خراسان کا بنا ہوا کپڑا لے کر حاضر ہوا ہوں، اگر قبول فرمالیں تو میرا دل خوش ہوگا اور آپ کے جسم پر دیکھ کر میری آنکھیں ٹھنڈک محسوس کریں گی۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے شاگرد قزعہ سے فرمایا: ذرا مجھے دکھلایئے۔ اسے ہاتھ لگایا اور فرمایا: کیا یہ ریشم ہے؟ اس نے کہا، نہیں! یہ کپاس کا بنا ہوا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اگر میں نے اسے پہن لیا تو میری طبیعت میں تکبر آجائے گا اور اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے اور فخر ومباہات کا اظہار کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زہد وتقوے میں کمال درجے پر فائز تھے دنیاوی مناصب سے حد درجہ اجتناب کرتے تھے۔ انہیں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے پیش کش کی گئی، مگر آپ نے انکار کر دیا امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے انہیں رئیس القضاۃ کا منصب سنبھالنے کی پیش کش کی تو بھی انھوں نے انکار کر دیا۔ امیر المومنین نے انھیں شام کا گورنر بنانا چاہا تو آپ نے صاف انکار کر دیا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

اللہ جسے چاہتا ہے اسے اپنے لیے چن لیتا ہے۔ جس کے دل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت جاگزیں ہو جائے اس کے نزدیک ہفت اقلیم کی دولت بھی پرکاہ کی حیثیت نہیں رکھتی، اللہ اسے ہی یہ راہ سمجھاتا ہے جو اس کا دامن گیر ہو جائے۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دنیاوی زیب و زینت سے بے رغبتی رکھنے والے تھے اور دنیاوی آرام وآرائش سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ تمام معاملات زندگی میں آپ زہد وتقویٰ کا رویہ اپنانے میں بہت زیادہ دلچسپی رکھتے تھے، آپ عبادت میں زیادہ اس لیے دلچسپی لیتے کہ ان کی نگاہ آخرت کی فلاح و بہبود پر تھی، وہ اپنے نامہ اعمال میں زیادہ سے زیادہ اجر وثواب

① طبقات ابن سعد (۴/ ۱۷۴)

② حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۲) سیر اعلام النبلا (۳/ ۲۳۳)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۳۴-۲۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھے۔ آپ قول وفعل میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرتے اور لوگوں کو بھی یہی سمجھاتے کہ وہ ہر صورت رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں معزز خلفاء سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا طریقہ اپنائیں اور ان کے نقش قدم پر چلیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مدینہ منورہ میں ایک شخص کو باآواز بلند کہتے ہوئے سنا: ''دنیا سے بے رغبتی اور آخرت میں دلچسپی لینے والے آج کہاں ہیں؟''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات کہنے والے کے پاس آئے اور اسے پکڑ کر روضہ رسول پر لے آئے اور کہا: جن کے بارے میں تو پوچھ رہا ہے وہ ان قبروں میں آسودہ حال ہیں۔ (1)

علامہ ابن سعد اپنی کتاب ''الطبقات'' میں لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو نبی کریم ﷺ، سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کے پاس آکر کہتے:

((اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا بَکْرٍ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَتَاهُ)) (2)

بخدا! یہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ اور ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ غایت درجے کی محبت والفت کا ایک انداز تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زاہد ومتقی ہونے کے ساتھ ساتھ بہت بلند درجے کے سخی بھی تھے، پیسہ ان کی ہتھیلی پر نہیں ٹکتا تھا۔ پیسہ ہاتھ میں آتے ہی اسے مستحقین میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ ایک دن ان کے پاس ہزار درہم آئے تو اسی وقت ان کو مستحقین میں تقسیم کردیا۔ (3)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک مجلس میں تیس ہزار درہم بھی مستحقین میں تقسیم کیے۔ (4)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ صدقہ کیا کرتے تھے، وہ غلاموں کو خرید کر اللہ کی رضا کے لیے آزاد کردیا کرتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی زندگی میں تقریباً ایک ہزار غلام خرید کر آزاد کیے ہوں گے۔ (5)

---

(1) حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۶۔۳۰۷)

(2) طبقات ابن سعد (۴/ ۱۵۶) موطا امام مالك، کتاب الحج

(3) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۱۸)

(4) حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۹۶)

(5) حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صرف زاہد و متقی ہی نہیں تھے بلکہ خلافت راشدہ کے دور میں انھیں بڑے بڑے عہدوں کی پیش کش ہوئی لیکن آپ نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کی دلچسپی صرف یہ تھی کہ زندگی میں ایسے کام کیے جائیں جن سے اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس کی رضا حاصل ہو جائے۔

جن لوگوں نے اپنے اقوال زریں اور دلنشیں کردار سے دنیا کو مزین کیا ان کے اوصاف حمیدہ و جمالیاتی پہلو کے کیا کہنے؟ وہ لوگ بلاشبہ مجلسوں کی زینت اور رونق تھے۔ وہ لوگ محفلوں کے روح رواں تھے۔ انھوں نے اپنے کارناموں سے لوگوں کے کانوں کو محظوظ کیا اور معاشرے کی فضا کو معطر کیا ان لوگوں نے اپنے کردار سے دلوں کو تر و تازگی بخشی اور اپنے آداب زیست سے لوگوں کے دلوں کو روشن کیا۔ وہ تاریکیوں میں ہدایت کا روشن چراغ بن کر آئے۔ ان کا کردار معاشرے میں بسنے والے لوگوں کے لیے روحانی غذا کا باعث بنا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان عالی مرتبت علماء و فقہاء اور نیک دل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو اس حقیقت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے:

إِنَّمَا هَٰذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿٣٩﴾

(المومن: ۴۰/ ۳۹)

"یہ دنیا کی زندگی تو چند روزہ ہے اور ہمیشہ کے قیام کی جگہ تو آخرت ہی ہے۔"

وہ اس حقیقت سے بھی اچھی طرح آگاہ تھے کہ یہ دنیا امتحان گاہ ہے اور ان پر بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو فضول پیدا نہیں کیا، یہی وجہ ہے کہ ہم اس منظر کو بچشم خود دیکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہر جگہ اور ہر مجلس کے آغاز میں اہل مجلس کو نصیحت کرتے ہوئے دنیا کی بے ثباتی کا تذکرہ کرتے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میں قول و عمل کی یکسانیت پائی جاتی تھی۔ نابغہ روزگار کے فرزند ارجمند جو کہ خود بھی نابغہ روزگار تھے، اس دلربا خوبی سے آراستہ تھے کہ احکام الٰہیہ ہر دم آپ کے پیش نظر رہتے، وہ

خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٤٠﴾ (النازعات: ۸۰/ ۴۰)

کے مفہوم کو خوب اچھی طرح جانتے تھے، اور اس حقیقت سے بھی خوب اچھی طرح واقف تھے کہ مسلمان کا

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴿٤١﴾ (النازعات: ۸۰/ ۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اصل ٹھکانا جنت ہی ہے۔"

ابراہیم بن ادہم بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ایک خوبصورت چادر اوڑھ رکھی تھی۔ مجمع میں سے ایک شخص نے کہا کہ اگر میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ چادر ہتھیا لوں تو تم مجھے کیا انعام دو گے؟ لوگوں نے کہا کہ اگر تم ایسا کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تجھے ہم واقعی انعام سے نوازیں گے۔

وہ شخص سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور بڑے ہی ذمہ دارانہ انداز سے کہنے لگا: اے ابوعبدالرحمان! یہ چادر جو آپ نے اپنے اوپر لے رکھی ہے یہ میری ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص سے کہا: یہ چادر تو میں نے کل ہی خریدی ہے۔

اس شخص نے کہا: میں نے آپ کو بتا دیا ہے کہ یہ چادر میری ہے، اس کے بعد اگر آپ اسے اپنی تحویل میں رکھیں گے تو آپ کے لیے یہ اچھا نہ ہوگا۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھوڑی دیر کے لیے خاموش رہے پھر چادر اپنے کندھوں سے اتار دی تا کہ اس شخص کے سپرد کر دیں۔ وہاں موجود لوگوں نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم ہنستے کیوں ہو، اس میں ہنسنے کی کون سی بات ہے؟

لوگوں نے بتایا کہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے، یہ چادر اس کی نہیں ہے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس نے ہم سے یہ بات کی تھی کہ اگر میں یہ چادر ہتھیا لوں تو تم مجھے کیا انعام دو گے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص کی طرف دیکھا جو کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا، آپ نے اس شخص سے نہایت اخلاص کے ساتھ نصیحت آموز باتیں کیں آپ نے نہایت ہی نرمی کے ساتھ درد بھرے انداز میں فرمایا:

"میرے بھائی! کیا تم نہیں جانتے کہ موت تمہارے سامنے ہے۔ تم نہیں جانتے کہ وہ کب تمھیں آ کر دبوچ لے، صبح آ جائے یا شام، رات کو آ جائے یا دن کو، تمھیں کھڑے آ کر اپنے چنگل میں لے لے یا بیٹھے ہوئے۔ پھر اس کے بعد تیرا ٹھکانہ قبر میں ہوگا۔ وہاں ہولناکی ہوگی، منکر نکیر کا سامنا ہوگا، پھر اس کے بعد قیامت ہوگی جس دن جھوٹوں کو بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا۔" سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی باتیں سن کر وہ تمام لوگ رونے لگے جو وہاں کھڑے تھے، آپ انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آگے چل دیے۔ [1]

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (١٣/ ١٧٤)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب امہات الکتب کے گلشن میں بکھرے پڑے ہیں، جو چاہے ان علمی باغات سے پھول چن کر اپنے لیے گلدستہ بنا لے اور پھر اس کی خوشبو سے اپنے دل و دماغ کو معطر کر کے اس خوشبودار فضا میں اپنے لیے راہ عمل کا تعین کرتا رہے۔

اب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جو حافظ ابن عساکر نے ابونعیم اصفہانی کے حوالے سے ذکر کیے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قریشی نوجوانوں کے دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے سردار تھے، آپ کا رنگ گندمی تھا، مونچھوں کو کٹاتے اور اپنی ڈاڑھی کو زرد رنگ کرتے ہیں۔ تہبند پنڈلیوں تک پہنتے، عبادت میں انہیں خاص قوت اور لذت میسر تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہونے کے شیدائی تھے، آخرت کی معرفت انہیں عطا کی گئی تھی اور وہ آخرت کے لیے ہر دم ایثار کرتے رہتے تھے۔ دنیا ان کو دین کی راہ سے ہٹا نہ سکی اور نہ ہی کسی فتنے میں مبتلا کر سکی۔ وہ خشیت الٰہی سے بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں صالحین میں شمار کیا تھا، ان کی انگوٹھی پر یہ الفاظ نقش کیے گئے تھے۔

((عَبْدُاللّٰهِ لِلّٰهِ)) (1)

اکابرین کی جانب سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف:

جب فضل و شرف والے کسی فضل و شرف والے کی فضیلت اور عظمت کی گواہی دیتے ہیں تو وہ حقیقی فضل و شرف ہوتا ہے۔ یہی وہ دولت ہے جس کو حاصل کرنا ہر ایک کے پیش نظر ہونا چاہیے یہی حقیقی زندگی ہے جسے میسر آ جائے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسی راہ پر چلے جس میں علم تلاش کرتے رہے۔ اس طرح وہ علم و ادب اور فہم و فراست میں اپنے ساتھیوں سے فوقیت لے گئے۔ اور آپ کی عظمت کو چار چاند لگ گئے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لیے سب سے بابرکت اور عظیم الشان گواہی وہ ہے جو انہیں صادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ملی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں ارشاد فرمایا:

((اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ))

---

(1) مختصر تاریخ دمشق: ۱۳/ ۱۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلاشبہ عبداللہ ایک نیک شخص ہے۔"

اور آپ ﷺ نے آپ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

((نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُاللّٰهِ))

"عبداللہ ایک اچھا شخص ہے۔" ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی درج ذیل گواہی بھی آپ کی عظمت کو اجاگر کرتی ہے۔

آپ فرماتی ہیں کہ "میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کا اہتمام کرتے ہوئے کسی اور کو نہ دیکھا۔" ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "ہم نوجوان صحابہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب سے بڑھ کر دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے تھے۔" ③

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما علماء صحابہ میں سے ایک نامور صحابی تھے۔ وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے زہد و تقویٰ اور دنیا کی مرغوبات سے بے رغبتی کی خوبی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَا مِنَّا اَحَدٌ اَدْرَكَ الدُّنْيَا اِلَّا وَ قَدْ مَالَتْ بِهٖ اِلَّا ابْنَ عُمَرَ))

"ہم میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسے دنیا نے اپنی طرف مائل نہ کیا ہو، سوائے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے۔" ④

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما مزید عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ مَضَوْا قَبْلَهٗ وَ

① صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب فضل قیام اللیل، ح: ۱۱۲۱-۱۱۲۲-۱۱۵۶-۱۱۵۷۔
صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ح: ۲۴۷۸-۲۴۷۹۔

② صفۃ الصفوۃ (۱/ ۵۶۸)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۱۱)

④ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۹۴) الاستیعاب (۲/ ۳۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعْدَهٗ وَ لَمْ يُغَيِّرُوْا وَ لَمْ يُبَدِّلُوْا فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔ يَعْنِي عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما)) ①

''جسے پسند ہو کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہ کو دیکھے جن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی نہ پہلے اور نہ بعد میں تو وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ لے۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضل و شرف اور عیوب سے دوری کا اقرار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَا مِنَّا اَحَدٌ يُفَتَّشُ اِلَّا فُتِّشَ عَنْ جَائِفَةٍ اَوْ مُنَقِّلَةٍ اِلَّا عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَابْنَه)) ②

علماء تابعین جو شرافت و نجابت سے آراستہ تھے اور جنہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا شاگرد ہونے کا شرف حاصل تھا انھوں نے دل کھول کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو پسند کیا اور آپ کے طریقے اور منہج کی تعریف کی، نیز ان کے اعلیٰ اخلاق اور کردار کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ علماء تابعین میں سے ایک نامور عالم دین ہیں۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضل و شرف، زہد و تقویٰ اور طبعی پاکیزگی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَوْ شَهِدْتُ لِاَحَدٍ اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ لَشَهِدْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما))

''اگر میں کسی کے جنتی ہونے کی گواہی دوں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں جنتی ہونے کی گواہی دوں گا۔'' ③

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علم و فضل سے حد درجہ متاثر تھے۔ جب کوئی مسئلہ ان سے پوچھا جاتا تو وہ عام طور پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے طرز عمل کو بطور دلیل پیش کرتے۔ وہ ان کے علم، فقہ اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کے اہتمام سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ ایک دفعہ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا پگڑی کا طرہ بنانا درست

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۵۷)
② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۵۷)
③ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس کو ناپسند کرتے تھے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے ریشم زیب تن کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب میں فرمایا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سب موجود لوگوں سے بہتر تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ ریشم پہننا درست نہیں۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دلی محبت ہے۔ میری تمنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملوں جبکہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرح سنت نبوی پر عمل پیرا ہو جاؤں۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے عرفہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما عرفہ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ بھی کوئی مثال ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا طرزِ عمل ہی آپ کے لیے کافی ہے۔ [1]

علامہ السدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا جن میں ابو سعید خدری، ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ ہیں لیکن میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ان سب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہونے کا زیادہ اہتمام کرتے تھے۔ [2]

طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَوْرَعَ مِنَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما)) [3]

"میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر کسی شخص کو متقی نہیں دیکھا۔"

امام مالک رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو نہایت خوبصورت الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، فرماتے ہیں:

"سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساٹھ سال زندہ رہے، اس

[1] دیکھیے مختصر تاریخ دمشق: (۱۳/ ۱۵۸)

[2] الاصابۃ (۳/ ۳۳۹)

[3] مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوران میں انھوں نے مسلسل رسول اللہ ﷺ کے احکامات اور آپ کے صحابہ کے کردار کو اپنائے رکھا۔'' ①

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ ابْنُ عُمَرَ مِنْ أَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ مِنْ أَئِمَّةِ الدِّيْنِ)) ②

''سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مسلمانوں کے امام اور ائمہ دین میں سے تھے۔''

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہمارے نزدیک زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما لوگوں کے امام ہیں۔ وہ ساٹھ سال تک لوگوں کو فتویٰ دیتے رہے۔ ③

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ۸۶ سال عمر پائی، ساٹھ سال تک وہ اسلامی احکامات کے بارے میں فتویٰ دیتے رہے اور نافع نے ان کے علم کی نشر و اشاعت کی۔ ④

رجاء بن حیوہ رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''جب ہمارے پاس سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی وفات کی خبر پہنچی تو ہم ابن محیریز کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ابن محیریز نے وفات کی خبر سنتے ہی کہا: اللہ کی قسم! عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا باقی رہنا روئے زمین پر بسنے والے تمام لوگوں کے لیے حفظ و امان کا باعث تھا۔'' ⑤

خلیفۃ المسلمین عبدالملک بن مروان سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بہت زیادہ عزت و اکرام کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبدالملک بن مروان کو خط لکھا، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے عبدالملک بن مروان کی طرف لکھا گیا خط عبدالملک بن مروان کو پڑھ کر سنایا گیا تو ایک درباری نے کہا، دیکھو جی انھوں نے اپنا نام پہلے لکھا ہے، حالانکہ ادب کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کا نام پہلے ہوتا۔ عبدالملک بن مروان نے کہا: انھوں نے جو لکھا ہے ٹھیک لکھا ہے، ان کا ایسا لکھنا ہی میرے لیے بہت ہے۔ ⑥

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۱) البدایۃ والنہایۃ (۹/ ۵)

② الاصابۃ (۲/ ۳۴۰) ③ تاریخ بغداد (۱/ ۱۷۲)

④ الاستیعاب (۲/ ۳۳۵)

⑤ تہذیب التہذیب (۵/ ۱۳۰)

⑥ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۹)۔ مستدرک حاکم (۳/ ۵۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی بن الحسین رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے زہد وتقویٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام لوگوں سے بڑھ کر متقی اور ساری قوم سے بڑھ کر درست رائے رکھنے والے تھے۔

علماء اور مصنفین کا خراج تحسین:

علماء اور مصنفین نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف نہایت عمدہ ادبی انداز میں کی ہے۔

ان کی تعریف میں ادبی جملوں اور لطیف اشاروں کا استعمال کیا ہے۔ انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پختہ علم اور فضل و شرف کا نہایت دلچسپ انداز میں اعتراف کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں علماء اور مصنفین کے اقوال ادب پارے ہیں اور بیانیہ حسن و جمال کے شہ پارے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جیسی عبقری شخصیت کی تعریف اور ان کی عالمانہ شان کے اعتراف میں علماء اور مصنفین نے کمال فصیحانہ اور بلیغانہ انداز اپنایا ہے۔ حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم اصفہانی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں کچھ اس انداز سے خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ تعریفی الفاظ موتیوں کی لڑی دکھائی دیتے ہیں۔ رقمطراز ہیں:

((وَ مِنْهُمُ الزَّاهِدُ فِي الْإِمْرَةِ وَ الْمَرَاتِبِ، الرَّاغِبُ فِي الْقُرْبَةِ وَ الْمَنَاقِبِ، الْمُتَعَبِّدُ الْمُتَهَجِّدُ، اَلْمُتَتَبِّعُ لِلْآثَرِ الْمُتَشَدِّدِ، نَزِيلُ الْحَصْبَاءِ وَ الْمَسَاجِدِ، طَوِيلُ الرَّغْبَاءِ فِي الْمَشَاهِدِ، وَيَعُدُّ نَفْسَهُ فِي الدُّنْيَا غَرِيبًا، وَيَرَى كُلَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبًا، اَلْمُسْتَغْفِرُ التَّوَّابُ، عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما)) [1]

”حکومتی عہدوں سے بے رغبتی رکھنے والا فضائل و مناقب اور اللہ کے تقرب میں دلچسپی رکھنے والا، عبادت گزار، تہجد گزار، سنت پر سختی سے عمل پیرا، حصباء مسجد کا مہمان، جنگوں میں گہری دلچسپی لینے والا، دنیا میں اپنے آپ کو مسافر قرار دینے والا، وہ ہر آنے والی گھڑی کو قریب دیکھتے تھے، استغفار کرنے والے اور توبہ کرنے والے تھے اور وہ تھے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما۔“

---

[1] حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن خلکان اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

((اَبُو عَبْدِالرَّحْمَانِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما الْقُرَشِيُّ الْعَدَوِيُّ، أَسْلَمَ مَعَ اَبِيْهِ وَهُوَ صَغِيْرٌ لَمْ يَبْلُغِ الْحُلُمَ، وَكَانَ مِنْ اَهْلِ الْوَرَعِ وَالْعِلْمِ، وَكَانَ كَثِيْرَ الْاِتْبَاعِ لِآثَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَدِيْدُ التَّحَرِّي وَالْاِحْتِيَاطِ وَالتَّوَقِّي فِي فَتْوَاهُ، وَ كُلُّ مَا تَأْخُذُ بِهِ نَفْسَهُ، وَ كَانَ لَا يَتَخَلَّفُ عَنِ السَّرَايَا عَلَى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ كَانَ بَعْدَ مَوْتِهِ صلی اللہ علیہ وسلم مُوْلَعًا بِالْحَجِّ وَ يَقُوْلُوْنَ اِنَّهُ كَانَ اَعْلَمَ الصَّحَابَةِ بِمَنَاسِكِ الْحَجِّ)) ①

''ابو عبدالرحمان عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما قرشی، عدوی نے اپنے باپ کے ساتھ اسلام قبول کیا جبکہ وہ چھوٹے تھے اور ابھی بالغ نہیں ہوئے تھے، وہ متقی اور عالم تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ فتویٰ دینے میں بڑے محتاط اور خوب چھان پھٹک کرتے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کسی جنگ میں غیر حاضر نہیں ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ حج کرنے میں زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ لوگ کہتے تھے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ میں سب سے زیادہ حج کے مسائل کو جاننے والے تھے۔''

امام نووی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تعریف میں رقمطراز ہیں:

((اَلصَّحَابِيُّ الزَّاهِدُ، كَانَ شَدِيْدَ الْاِتْبَاعِ لِآثَارِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى اِنَّهُ يَنْزِلُ مَنَازِلَهُ وَيُصَلِّيْ فِيْ كُلِّ مَكَانٍ صَلّٰى فِيْهِ، وَيُبْرِكُ نَاقَتَهُ فِيْ مَبْرَكِ نَاقَتِهِ، وَ مَنَاقِبُهُ كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ بَلْ قَلَّ نَظِيْرُهُ فِي الْمُتَابَعَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ كُلِّ شَيْءٍ مِّنَ الْاَقْوَالِ وَ الْاَفْعَالِ فِي الزَّهَادَةِ فِي الدُّنْيَا وَ مَقَاصِدِهَا وَالتَّطَلُّعِ اِلَى الرِّيَاسَةِ وَغَيْرِهَا)) ②

''زاہد و متقی صحابی تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر بڑے اہتمام سے چلتے تھے،

---

① وفیات الاعیان (۳/ ۲۸، ۲۹)

② تہذیب الاسماء (۱/ ۲۷۸، ۲۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جگہوں پر پڑاؤ کرتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا ہوتا اور وہ ہر اس جگہ نماز پڑھتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی ہوتی، اور ہر اس جگہ اپنی اونٹنی کو بٹھاتے جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا ہوتا، ان کے فضائل و مناقب بڑے زیادہ اور مشہور و معروف ہیں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال کی پیروی کرنے کے معاملہ میں ان جیسا کوئی کم ہی نظر آتا ہے، دنیا سے بے رغبتی میں وہ کمال درجے پر فائز تھے۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کچھ اس انداز میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

((اَلْاِمَامُ الْقُدْوَةُ، شَيْخُ الْاِسْلَامِ اِمَامًا مَتِيْنًا، وَاسِعَ الْعِلْمِ كَثِيْرَ الْاِتْبَاعِ، وَافِرَ النُّسُكِ كَبِيْرَ الْقَدْرِ، مَتِيْنَ الدِّيَانَةِ عَظِيْمَ الْحُرْمَةِ)) ①

''مثالی امام، شیخ الاسلام، بلند پایہ مضبوط امام، فراخ علم، کثرت سے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے والے، کثرت سے عبادت کرنے والے، بڑی شان والے، بلند پایہ دیانت دار اور بڑی عزت والے تھے۔''

ابن العماد اپنی کتاب ''شذرات الذہب'' میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

((اَلسَّيِّدُ الْجَلِيْلُ، الْفَقِيْهُ، الْعَابِدُ، الزَّاهِدُ، اَبُوْ عَبْدِالرَّحْمَانِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ الْعَدَوِيُّ، كَانَ مِنْ زُهَّادِ الصَّحَابَةِ، وَأَكْثَرَهُمُ اِتِّبَاعًا لِلسُّنَنِ، وَأَعْرَفُهُمْ عَنِ الْفِتَنِ، وَتُمَّ لَهُ ذَالِكَ اِلٰى اَنْ مَاتَ)) ②

''سید، جلیل القدر، فقیہ، عبادت گزار، متقی، ابوعبدالرحمان عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما العدوی۔ وہ متقی صحابہ کرام میں سے تھے اور تمام صحابہ کرام سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے والے تھے اور وہ سب سے بڑھ کر فتنوں کے بارے میں معرفت رکھنے والے تھے، ان کی یہ تمام خوبیاں مرتے دم تک برقرار رہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علم کی دنیا میں بہت بلند مقام پر فائز تھے۔ واقعی! یہ حقیقت

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۲۰۴)

② شذرات الذہب (۱/ ۳۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ علم انسان کو بڑے بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے، علم انسان کا ایک بہترین دوست ہے۔ مشہور شاعر ابوالاسود دؤلی علم کی شان و شوکت کے بارے میں کہتے ہیں:

۱۔ اَلْعِلْمُ زَيْنٌ وَتَشْرِيفٌ لِصَاحِبِهِ فَالطَّلُبْ هُدِيتَ فُنُونَ الْعِلْمِ وَالْاَدَبَاء

۲۔ اَلْعِلْمُ ذُخْرٌ وَكَنْزٌ لَانَفَادَلَهُ نِعْمَ الْقَرِيْنُ وَنِعْمَ الْخِدْنُ اِنْ صُحِبَا

۳۔ قَدْ يَجْمَعُ الْمَالُ شَخْصٌ ثُمَّ يُحْرِمُهُ عَمَّا قَلِيْلٌ فَيُلْقَى الذُّلَّ وَ الْحَرَبَا

۴۔ وَ جَامِعُ الْعِلْمِ مَغْبُوْطٌ بِهِ اَبَدًا فَلَا يُحَاذِرُ مِنْهُ الْفَوْتَ وَالسَّلَبَا

۵۔ يَا جَامِعُ الْعِلْمِ نِعْمَ الذُّخْرُ تَجْمَعُهُ لَاتَعْدِ لَنَّ بِهِ دِرًّا وَلَا ذَهَبَا

۱۔ علم عالم کے لیے زینت اور عزت کا باعث بنتا ہے۔
تیرا بھلا ہو علم وادب حاصل کرو۔
۲۔ علم ایک ایسا ذخیرہ اور خزانہ ہے جو ختم نہیں ہوتا۔
اگر یہ میسر آ جائے تو ایک بہترین ساتھی اور بہترین خزانہ ہے۔
۳۔ ایک شخص مال جمع کرتا ہے، پھر اس سے محروم ہو جاتا ہے۔
بسا اوقات اسے ذلت کی اتھاہ گہرائی میں پھینک دیتا ہے۔
۴۔ علم جمع کرنے والا ہمیشہ قابل رشک رہتا ہے۔
علم نہ ختم ہوتا ہے اور نہ ہی اسے چھینا جا سکتا ہے۔
۵۔ اے علم جمع کرنے والے تم بہترین ذخیرہ جمع کرتے ہو۔
موتی اور سونا اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں:

طرز عمل انسان کی شخصیت کو آشکار کرتا ہے اور گفتگو انسان کے علم اور عقل و دانش کا پتا دیتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان علماء صحابہ میں سے تھے جنھوں نے قرآنی آیات کے زیر سایہ زندگی بسر کی اور جنھوں نے فصاحت نبوی کی گود میں کروٹیں لیں۔ جنھوں نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بلاغت اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی فراست کا وافر حصہ حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زندگی بھر بہت عمدہ باتیں کیں اور اعمال صالحہ سرانجام دیے۔ جب وہ کوئی حکمت و دانائی کی بات کرتے تو درج ذیل آیت کی روشنی میں کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ۚ (فاطر: ۳۵/ ۱۰)

''اس کی طرف پاکیزہ کلام چڑھتا ہے اور نیک عمل بھی اس کی طرف بلند ہوتا ہے۔''

جب بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات پر نظر دوڑاتا ہوں تو مجھے ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ دلوں میں سرایت کرتے محسوس ہوتے ہیں، وہ ایسے دل پذیر اسلوب میں گفتگو کرتے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ ان کی اثر انگیز باتیں سننے والا زبان حال سے پکار اٹھتا:

یہ تو عارف باللہ کا دلنشیں کلام ہے، کچھ اور ارشاد فرمایئے، دل چاہتا ہے کہ آپ باتیں کرتے جائیں اور میں سنتا جاؤں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں اور قرآن و سنت کے مابین بڑا گہرا ربط پایا جاتا ہے۔ ان کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات علم، تقویٰ اور عبادت پر مشتمل دلربا ادب پارے تھے، ان کی زبان سے نکلے ہوئے خوبصورت جملے سننے والوں کے دلوں کو منور کرتے، وہ کلمات تہذیب و تمدن کے استعارے اور فصاحت و بلاغت کے شہ پارے معلوم ہوتے، یوں معلوم ہوتا جیسے زبان سے موتی جھڑ رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں کا ایک نادر نمونہ پیش خدمت ہے جو انھوں نے امت کے بہترین طبقے صحابہ کرام کی تعریف میں کہے۔ وہ تعریفی کلمات کیا تھے:

''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ لوگ تھے جنھیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے راہ ہدایت پر گامزن کیا اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ والہانہ محبت رکھتے تھے اور اللہ ان کے ساتھ محبت کرتا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے فضل و شرف اور علم و فقہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ، أُولٰئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ۔ كَانُوا خَيْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبَرَّهَا قُلُوبًا وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا، وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهِ ﷺ۔ وَنَقْلِ دِينِهِ فَتَشَبَّهُوا بِأَخْلَاقِهِمْ وَطَرَائِقِهِمْ، فَهُمْ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ كَانُوا عَلَى الْهُدَى وَاللّٰهِ رَبِّ الْكَعْبَةِ)) ①

① حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۵-۳۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’جو کسی کا طریقہ اپنانا چاہے تو وہ اس کا طریقہ اپنائے جو وفات پا گیا۔ وہ لوگ سیدنا محمد ﷺ کے صحابہ تھے، وہ اس امت کے بہترین افراد تھے، ان کے دل سب سے بڑھ کر نیک تھے، وہ گہرا علم رکھتے تھے، وہ بہت کم تکلف برتتے تھے اور وہ ایسے لوگ تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی صحبت کے لیے چن لیا تھا اور انہیں اپنے دین کو دوسروں تک منتقل کرنے کے لیے منتخب کرلیا تھا۔ انھوں نے اپنے اخلاق اور طرزِ عمل میں مشابہت کا رویہ اپنایا۔ اللہ رب العزت کی قسم! وہ سیدنا محمد ﷺ کے صحابہ ہدایت پر تھے۔‘‘

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ عظیم المرتبت اور اعلیٰ وارفع ایمان سے آراستہ لوگ تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا صحابہ کرام ہنسا بھی کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! صحابہ کرام موقع کی مناسبت سے ہنس بھی لیتے تھے، لیکن ساتھ ہی فرمایا:

’’ان کے دلوں میں ایمان بلند و بالا پہاڑوں سے بھی بڑا تھا۔‘‘ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایسی مٹھاس بھری اور دلربا باتیں کرتے کہ سننے والے کو مزا آجاتا۔ ان کی باتوں سے مٹھاس اور ادب کے فوارے پھوٹتے۔

وہ ایک دفعہ اپنے کسی دوست سے ملے اور اسے کہا:

((اِنِّیْ لَأَغِیْبُ عَنْكَ بِشَوْقٍ وَالْقَاكَ بِشَوْقٍ))

’’میں آپ سے شوق کی بنیاد پر غیر حاضر ہوتا ہوں اور شوق کی بنیاد پر ملتا ہوں‘‘۔

ایک اعرابی نے آپ کی یہ بات سنی تو کہنے لگا: اگر کوئی کلام ہمیشہ رہنے والا ہو تو وہ یہی کلام ہے۔ ②

سرداری اور مروت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِنَّا مَعَاشِرَ قُرَیْشٍ نَعُدُّ الْحِلْمَ وَالْجُوْدَ سُوْدَداً وَ نَعُدُّ الْعَفَافَ وَ اِصْلَاحَ الْمَالِ مُرُوْءَةً)) ③

---

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۱۱)

② البصائر والذخائر (۱/ ۷۵)

③ البصائر والذخائر (۵/ ۱۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہم قریشی خاندان کے لوگ بردباری اور سخاوت کو سرداری شمار کرتے ہیں اور پاکدامنی اور مال کی اصلاح کو مروت گردانتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کیا دل پذیر بات کی، فرماتے ہیں:

((اِذَا وَقَعَ الْقَضَاءُ فَلَيْسَ اِلَّا التَّسْلِيمُ)) ①

''جب تقدیر واقع ہو جائے تو اسے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کیا جامع مانع بات ارشاد فرماتے ہیں:

((سَاعَةٌ لِلدُّنْيَا وَسَاعَةٌ لِلْآخِرَةِ وَ بَيْنَ ذَالِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا)) ②

''ایک گھڑی دنیا کی ہے اور ایک گھڑی قیامت کی اور ان کے درمیان میں جتنا ہم نے وقت گزارا الٰہی ہمیں بخش دے۔''

ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا کہ آپ مجھے علم کی جامع مانع تعریف سے آگاہ فرمائیں تو آپ علم کی تعریف کرتے ہوئے اسے لکھتے ہیں:

((اِنَّ الْعِلْمَ كَثِيرٌ وَ لٰكِنْ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَلْقَى اللّٰهَ خَفِيفَ الظَّهْرِ مِنْ دِمَاءِ النَّاسِ، خَمِيصَ الْبَطْنِ مِنْ اَمْوَالِهِمْ، كَافًا لِسَانَكَ عَنْ اِعْرَاضِهِمْ لَازِمًا لِاَمْرِ جَمَاعَتِهِمْ فَافْعَلْ وَالسَّلَامُ)) ③

''علم بہت زیادہ ہے لیکن اگر ہو سکے تو اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملو کہ تمھاری کمر لوگوں کے خون سے ہلکی پھلکی ہو، پیٹ ان کے مال سے خالی ہو، تیری زبان ان کی عزتوں کو پامال کرنے سے رکی رہے، جماعۃ المسلمین سے وابستہ رہو اور اگر ہو سکے تو اسی طرح کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما علم، متعلم اور عالم کے حوالے سے چند شرائط بیان کرتے ہیں جو نہایت عمدہ ہیں، فرماتے ہیں:

((لَا يَكُونُ الرَّجُلُ مِنَ الْعِلْمِ بِمَكَانٍ حَتّٰى لَا يَحْسُدَ مَنْ فَوْقَهُ وَلَا

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۰)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۹)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَحْقِرُ مَنْ دُوْنَهُ وَلَا يَنْبَغِي بِالْعِلْمِ ثَمَنًا)) ①

''آدمی کو علم میں کوئی مقام و مرتبہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے سے اوپر والے پر حسد نہ کرے اور اپنے سے کم تر کو حقیر نہ جانے، اور نہ ہی علم کی قیمت لینا اس کے لائق ہے۔''

علم کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اَلْعِلْمُ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءِ كِتَابٌ نَاطِقٌ، وَسُنَّةٌ مَاضِيَةٌ وَلَا اَدْرِي)) ②

''علم تین چیزوں کا نام ہے: کتاب، گزرا ہوا طریقہ اور یہ کہنا کہ میں نہیں جانتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں میں سے ایک قول سے حسن اخلاق، لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت اور امن و سلامتی کے ساتھ رہنے کی تلقین کا اشارہ ملتا ہے۔ آپ نے ایک ایسے شخص کو تلقین کرتے ہوئے فرمایا جو لوگوں سے الگ تھلگ رہنے کا عادی تھا:

((اِنَّهُ لَا بُدَّلَكَ مِنَ النَّاسِ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْكَ، وَلٰكِنْ كُنْ كَأَصَمَّ يَسْمَعُ، وَاَعْمَى يُبْصِرُ، وَسَكُوْتٍ يَنْطِقُ)) ③

''بلاشبہ لوگ تیرے لیے ضروری ہیں اور تو لوگوں کے لیے ضروری ہے لیکن اس بہرے کی طرح بن جاؤ جو سنتا ہے اور اندھے کی طرح بن جاؤ جو دیکھتا ہے اور گونگے کی طرح بن جاؤ جو بولتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بردباری کی تعریف میں ساحرانہ اور دلبرانہ کلمات کہتے ہیں:

((اِنَّ الْحَلِيْمَ لَيْسَ مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ حَلُمَ، حَتّٰى اِذَا هَيَّجَهُ قَوْمٌ اهْتَاجَ وَلٰكِنَّ الْحَلِيْمَ مَنْ قَدَّرَ ثُمَّ عَفَا، وَاِنَّ الْوُصُوْلَ لَيْسَ وَصَلَ يَعْنِي مَنْ وَصَلَهُ فَتِلْكَ مَجَازَاةٌ وَ لٰكِنَّ الْوُصُوْلَ مَنْ قَطَعَ ثُمَّ وَصَلَ وَ عَطَفَ عَلٰى مَنْ لَمْ يَصِلْهُ)) ④

''بلاشبہ بردبار وہ نہیں جس نے پہلے ظلم کیا، پھر بردباری کی۔ بلکہ بردبار وہ ہے جس

---

① حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۶)

② المعجم الکبیر (۱۱/ ۱۷۳ ح: ۲۵۱)

③ میزان الاعتدال: ۱/ ۸۴

④ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے قدرت رکھی پھر معاف کر دیا۔ یہ ملنا حقیقت میں ملنا نہیں کہ جس نے میل ملاپ رکھا اس سے میل ملاپ رکھا جائے یہ تو ادلے کا بدلہ ہوا، اصل ملاپ یہ ہے کہ جس نے قطع تعلقی کی اس سے تعلقات جوڑے جائیں اور جو اس سے میل ملاپ رکھتا ہے اس کے ساتھ نرم رویہ رکھا جائے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نیکی کی تعریف نہایت ہی عمدہ اور آسان انداز میں کی فرماتے ہیں:

((اَلْبِرُّ شَیْءٌ هَيِّنٌ وَجْهٌ طَلِيقٌ وَكَلَامٌ لَيِّنٌ)) ①

"نیکی ایک آسان چیز ہے، خندہ پیشانی اور نرم کلامی۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مروت کی تعریف میں الفاظ کے موتی پرو دیے ہیں، فرماتے ہیں:

((مَا حَمَلَ الرِّجَالُ حَمْلًا أَثْقَلَ مِنَ الْمُرُوَّةِ))

"مردوں نے مروت سے بڑھ کر کوئی بھاری چیز نہیں اٹھائی۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے کہا: اللہ آپ کا بھلا کرے! ہمیں مروت کی تعریف بتائیں۔ آپ نے فرمایا: میں اس کی کوئی واضح تعریف نہیں جانتا۔ ایک شخص نے اصرار کیا کہ حضرت ہمیں ضرور بتائیں، آپ کی مہربانی ہوگی۔ آپ نے فرمایا: میں زیادہ تو نہیں جانتا البتہ میرے نزدیک مروت یہ ہے کہ "جس کام کو بظاہر کرتے ہوئے مجھے حیا آئے اسے خفیہ طور پر کرنے میں بھی حیا محسوس کروں۔" ②

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے زہد کی وضاحت اور آفات دنیا میں ملوث ہونے سے احتراز کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((يَا ابْنَ آدَمَ صَاحِبِ الدُّنْيَا بِبَدَنِكَ وَ فَارِقْهَا بِقَلْبِكَ وَهَمِّكَ فَإِنَّكَ مَوْقُوفٌ عَلَى عَمَلِكَ، فَخُذْ مِمَّا فِي يَدَيْكَ لِمَا بَيْنَ يَدَيْكَ عِنْدَ الْمَوْتِ يَأْتِيكَ الْخَيْرُ)) ③

---

① شعب الایمان (۶/ ۲۵۵، ح: ۸۰۵۹)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۵)

③ حلیة الاولیاء (۱/ ۳۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے آدم کے بیٹے! اپنے جسم کے ساتھ دنیا کا ساتھ دے، لیکن اپنے دل اور ارادے سے اس دنیا سے الگ تھلگ رہ، تو اپنے عمل پر موقوف ہے، تو اپنے ہاتھوں سے ایسا عمل سرانجام دے کہ موت کے وقت تیرے لیے بہتری کا سامان مہیا ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں وعدے کی خلاف ورزی سے احتراز اور سچائی کے اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((خَلْفُ الْوَعْدِ ثُلُثُ النِّفَاقِ وَصِدْقُ الْوَعْدِ ثُلُثُ الْإِيْمَانِ وَ مَاظَنُّكَ بِشَيْءٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِدْحَةً فِيْ كِتَابِهٖ وَ فَخْراً الْاَنْبِيَائِهٖ فَقَالَ تَعَالٰى وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ إِسْمٰعِيْلَ إِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ (مریم: ۱۹/ ۵۴) ①

''وعدے کی خلاف ورزی نفاق کا تیسرا حصہ ہے اور وعدے کا ایفا ایمان کا تیسرا حصہ ہے اور تیرا اس چیز کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تعریف بیان کی ہو اور اپنے انبیاء کے لیے اسے فخر قرار دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسماعیل علیہ السلام وعدے کے سچے تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حیا اور ایمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

((اَلْحَيَاءُ وَالْإِيْمَانُ مَقْرُوْنَانِ جَمِيْعاً فَإِذَا رُفِعَ اَحَدُهُمَا ارْتَفَعَ الْآخِرُ مَعَهُ)) ②

''حیا اور ایمان دونوں آپس میں جڑے ہوئے ہیں، جب حیا اٹھا لی جاتی ہے تو اس کے ساتھ ایمان بھی ازخود اٹھ جاتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا اللہ رب العزت کے حضور سرگوشیاں کرنے کا انداز ایسا دلبرانہ تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں نم ہو جاتیں، دلوں میں وجد طاری ہو جاتا اور کانوں میں رسیلے الفاظ نغمہ سرائی کرتے محسوس ہوتے۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کوہ صفا پر کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے یوں التجا کرنے لگے:

((اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنِيْ بِدِيْنِكَ وَطَوَاعِيَتِكَ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوْلِكَ۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنِيْ حُدُوْدَكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِمَّنْ يُحِبُّكَ وَ يُحِبُّ مَلَائِكَتَكَ

---

① العقد الفرید (۱/ ۲۴۴۔۲۴۵)

② حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَيُحِبُّ رُسُلَكَ وَ يُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنِي لِلْيُسْرٰى وَجَنِّبْنِي لِلْعُسْرٰى وَاغْفِرْلِي فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى وَاجْعَلْنِي مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِينَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ اُدْعُونِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ اَللّٰهُمَّ اِذْ هَدَيْتَنِي لِلْاِسْلَامِ فَلَا تَنْزِعْنِي مِنْهُ وَلَا تَنْزِعْهُ مِنِّي حَتّٰى تَقْبِضَنِي وَاَنَا عَلَيْهِ)) [1]

''الٰہی مجھے اپنے دین پر کاربند رکھ، اپنی اور اپنے رسول کا اطاعت گزار بنا، الٰہی مجھے اپنی حدوں کو پامال کرنے سے بچائے رکھ، الٰہی مجھے ان میں شامل کرنا جو تجھ سے محبت کرتے ہیں۔ تیرے فرشتوں اور تیرے رسولوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ الٰہی میرے لیے آسانیاں پیدا کردے اور مشکلات سے مجھے بچائے رکھنا اور مجھے دنیا اور آخرت میں بخش دینا اور مجھے اہل تقویٰ کے ائمہ سے بنانا۔ الٰہی تیرا ارشاد ہے مجھ سے مانگو میں تمھاری دعا قبول کروں گا، اللہ تو وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، الٰہی تو مجھے اسلام کی راہنمائی عطا کردے، مرتے دم تک اسلام میرے ساتھ رہے، اسے مجھ سے جدا نہ کرنا۔''

عالم بے بدل کا سفر آخرت:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک عمر رسیدہ عالم صحابی تھے۔ انھوں نے خلافت راشدہ اور بنو امیہ کا ابتدائی دور حکومت دیکھا۔ خلفائے راشدین اور بنو امیہ کے تمام حکام گورنر، افسران بالا اور قوم کے سردار آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

۷۴ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی پاکیزہ روح نے قفس عنصری سے پرواز کی۔ اس طرح مطمئن روح اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ گئی اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سلف صالحین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جا ملے۔

مختلف مصادر ومراجع میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ حج کی ادائیگی کے لیے مکہ معظمہ میں تھے کہ ایک دن نیزے کا بھالا ان کے پاؤں میں لگا جس سے پاؤں پر گہرا زخم آ گیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حجاج بن

[1] حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۰۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوسف نے مکہ معظمہ میں ہتھیار بند پہرے دار مقرر کر دیئے تھے جو ہر وقت مسلح ہو کر گشت کرتے رہتے، کسی سپاہی کا نیزا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاؤں پر لگا جس سے پاؤں زخمی ہو گیا۔

حجاج بن یوسف کو پتہ چلا تو وہ تیمارداری کے لیے آیا، اس نے آپ کے پاؤں کو زخمی دیکھا تو کہا کہ یہ زخم کس نے لگا دیا؟

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ کارروائی تمھاری ہے حجاج نے کہا: وہ کیسے! مجھے تو پتہ بھی نہیں؟ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم نے حرم میں ہتھیار لے کر چلنے پھرنے کا اپنے سپاہیوں کو حکم دیا اور تیرے کسی سپاہی نے مجھے زخمی کر دیا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے سالم کو وصیت کرتے ہوئے کہا: میرے بیٹے! جب میں وفات پا جاؤں تو مجھے حرم کی حدود سے باہر دفن کرنا کیونکہ میں حرم کے اندر دفن ہونا پسند نہیں کرتا کیونکہ میں یہاں سے ہجرت کر گیا تھا۔ سالم نے کہا: ابا جان! اگر ہمارے لیے ممکن ہوا تو ہم ایسے ہی کریں گے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بیٹے! میری بات سنو، میں تجھے کہہ رہا ہوں کہ مجھے حرم سے باہر دفن کرنا اور تم کہتے ہو کہ ہمارے لیے ممکن ہوا تو ایسا ہی کریں گے، کیا مطلب؟ بیٹے سالم نے کہا: ابا جان! حجاج بن یوسف کی حکمرانی ہے اور وہ نماز جنازہ میں شریک ہوگا، اس لیے حرم سے باہر جانا ہمارے لیے ناممکن ہوگا۔ یہ بات سن کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خاموش ہو گئے، پھر اس کے بعد اس موضوع پر کوئی بات نہیں ہوئی۔ ②

سالم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابا جان نے ہمیں حرم سے باہر دفن کرنے کی وصیت کی لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا ممکن نہیں تھا، اس لیے ہم نے آپ کے جسد خاکی کو حرم میں مہاجرین کے قبرستان میں دفن کر دیا۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ۷۴ ہجری میں وفات پائی، آپ مکہ مکرمہ میں وفات پانے والے آخری صحابی تھے، وفات کے وقت عمر ۸۰ سال سے کچھ زیادہ تھی۔

---

① صفة الصفوة (۱/ ۵۸۱)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۸۰۔۱۸۱)

③ طبقات ابن سعد (۴/ ۱۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ان پہ راضی اور یہ اپنے اللہ پہ راضی۔

کیا ہم اس نامور جلیل القدر کریم ابن کریم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو کبھی بھول سکتے ہیں؟ کیا ان کے حالات زندگی ہمارے ذہنوں سے محو ہو جائیں گے؟ کبھی نہیں! ہم کبھی ان کو بھلا نہ سکیں گے۔ بلکہ ان کی یاد میں ہم کہتے رہیں گے:

۱۔أَخُو الْعِلْمِ حَيٌّ خَالِدٌ بَعْدَ مَوْتِهِ
وَأَوْصَالُهُ تَحْتَ التُّرَابِ رَمِيمٌ

۲۔وَذُو الْجَهْلِ مَيْتٌ وَهُوَ مَاشٍ عَلَى الثَّرَىٰ
يَظُنُّ مِنَ الْاَحْيَاءِ وَهُوَ عَدِيمٌ

۱۔ صاحب علم اپنی موت کے بعد بھی زندہ جاوید ہوتا ہے اور اس کے جسمانی جوڑ مٹی تلے بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔

۲۔ اور جاہل مردہ ہوتا ہے حالانکہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ میں زندہ ہوں حالانکہ وہ گمنام مردوں کی مانند ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ پر راضی ہوئے اور جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔ اور اپنے رب تعالیٰ کے ہاں جنت کی سدا بہار نعمتوں سے فیض یاب ہونے لگے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

3

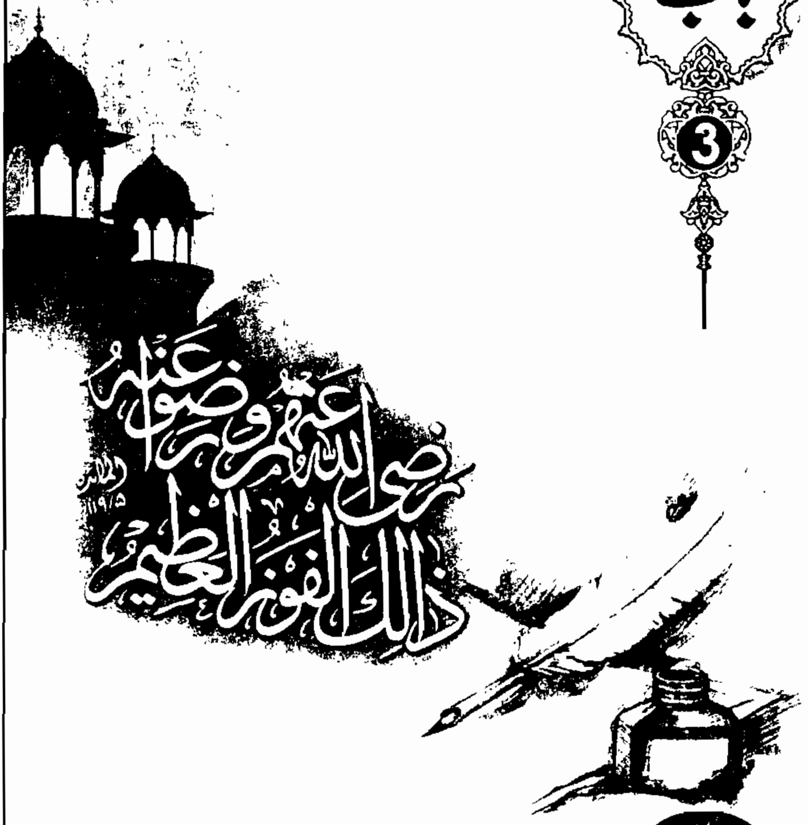

علماء صحابہ

سیدنا

عبداللہ بن عمرو بن العاص

رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ①

- آپ عبداللہ نامی علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نامور عالم فاضل تھے۔
- آپ طاقت ور، خشیت الٰہی کے خوگر، منکسر المزاج عالم، کثرت سے روزے رکھنے والے اور عبادت کے دلدادہ تھے۔
- یہ زمانہ جاہلیت میں لکھنے کا فن جانتے تھے بالخصوص سریانی زبان پر انہیں عبور حاصل تھا اور انھوں نے وصیت لکھنے کی بھی سعادت حاصل کی۔
- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سے واقعات وابستہ ہیں۔
- سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا علمی مقام و مرتبہ بڑا بلند تھا، آپ نے ۷۰۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور ۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔

---

① ان کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: طبقات ابن سعد (۴/ ۲۶۱-۲۶۶) حلیة الاولیاء (۱/ ۲۸۳-۲۹۲)۔ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۹۴-۲۰۶) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۷۹-۹۴) اسد الغابة (۳/ ۲۴۵-۲۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم اور علماء کے آنگن میں:

ایک ایسا عالم جس نے علم کے بل بوتے پر سرداری کی اور عبادت اور فہم وفراست کے حوالے سے نمایاں ہوئے۔ ان کو ان دونوں خوبیاں کا وافر حصہ نصیب ہوا۔ آپ بہترین علماء صحابہ میں سے تھے۔ آپ عبادت گزار علماء وفضلاء عبادلہ صحابہ میں سے ایک تھے۔ خشیت الٰہی نے آپ کے دل کو منور کر دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے برحق فرمایا:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ (فاطر: ۳۵/ ۲۸)

''بلاشبہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں۔'' کیا کسی نے خوب کہا

عَلَى قَدْرِ عِلْمِ الْمَرْءِ يَعْظُمُ خَوْفُهُ
فَلَا عَالِمٌ إِلَّا مِنَ اللَّهِ خَائِفُ

''انسان کے علم کے حساب سے خوف کی مقدار بڑھتی ہے جو اللہ سے ڈرتا نہیں وہ عالم ہی نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما طاقت ور، خشیت الٰہی کے خوگر، منکسر المزاج عالم، کثرت سے روزے رکھنے والے اور عبادت گزار نامور عالم دین صحابی تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما مشہور ومعروف عبادلہ علماء صحابہ میں سے ایک نامور عالم صحابی تھے، آپ حق بات کو ڈنکے کی چوٹ پہ کہتے اور کوئی جھوٹ بات کہنے کے لیے قطعاً آمادہ نہ ہوتے۔ آپ بھوکوں کو کھانا کھلاتے، کثرت سے سلام کہتے اور نہایت عمدہ انداز میں گفتگو کیا کرتے تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے علم اور عبادت کا خاص طور پر تذکرہ کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ایک عبادت گزار، ماہر عالم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ارجمند تھے۔

ان کا اسم گرامی ابومحمد عبداللہ بن عمرو بن العاص القرشی السہمی رضی اللہ عنہما تھا۔ ①

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۷۹، ۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام ریطہ بنت منبہ بن الحجاج السہمیہ تھا۔

مصادر و مراجع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد عمرو رضی اللہ عنہ عمر میں آپ سے گیارہ سال بڑے تھے۔ والدہ نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ابن قتیبہ اپنی کتاب ''المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد عمرو رضی اللہ عنہ کی عمر کے درمیان ۱۲ سال کا فرق تھا۔ ①

مصادر مراجع میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ پہلے آپ کا نام عاصی تھا مگر جب آپ نے اسلام قبول کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبداللہ رکھ دیا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھتے ہیں:

((وَلَهُ مَنَاقِبٌ وَ فَضَائِلٌ وَ مَقَامٌ رَاسِخٌ فِی الْعِلْمِ وَ الْعَمَلِ حَمَلَ عَنِ النَّبِیِّ عِلْمًا جَمًّا وَ قَالَ اَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ وَ هَاجَرَ بَعْدَ سَنَةِ سَبْعٍ وَ شَهِدَ بَعْضَ الْمَغَازِی)) ②

''آپ کے بڑے فضائل و مناقب ہیں اور علم و عمل میں انھیں بڑا رسوخ حاصل تھا، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر مقدار میں علم حاصل کیا۔ مزید کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ۷ ہجری کے بعد اسلام قبول کیا اور بعض غزوات میں شریک ہوئے۔''

پختہ خط کاتب:

علامہ خیر الدین الزرکلی اپنی کتاب ''الاعلام'' میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں لکھتے ہیں:

((کَانَ یَکْتُبُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ، وَ یُحْسِنُ السِّرْیَانِیَّةَ وَاَسْلَمَ قَبْلَ اَبِیْهِ، فَاسْتَأْذَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ مَا یَکْتُبُ مَا یَسْمَعُ مِنْهُ فَاذِنَ لَهٗ)) ③

① المعارف (ص:۲۸٦)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۰، ۹۰)

③ الاعلام (۴/ ۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ زمانہ جاہلیت میں لکھا کرتے تھے اور سریانی زبان خوب اچھی طرح جانتے تھے، آپ نے اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ سے اجازت لی کہ جو کچھ آپ سے سنوں وہ لکھ لیا کروں، آپ نے اسے اجازت دے دی۔''

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو فصاحت و بلاغت اور خطیبانہ صلاحیت اپنے والد گرامی سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ سے ورثے میں ملی تھی وہ بڑے نامور ادیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے۔ ان کا شمار کبار اور سردار صحابہ کرام میں ہوتا تھا۔ انھوں نے صلح حدیبیہ کے بعد بخوشی اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا۔

نبی کریم ﷺ نے انھیں جنگ ذات السلاسل کے لشکر کا امیر نامزد کیا، جس لشکر میں سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے اور آپ نے نبی کریم ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی فصاحت و بلاغت کسی ادبی ذوق رکھنے والے سے مخفی نہ تھی۔ ایک دفعہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ بلاغت کسے کہتے ہیں؟ تو سیدنا عمرو رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

((مَنْ تَرَكَ الْفُضُوْلَ وَ اقْتَصَرَ عَلَى الْإِيْجَازِ))

''جس نے فضول کو چھوڑ دیا اور مختصر بات کہنے پر اکتفا کیا وہ بلیغ ہے۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے وفات کے وقت نہایت بلیغانہ انداز میں کہا:

((اَللّٰهُمَّ لَا ذُوْ قُوَّةٍ فَانْتَصِرَ وَلَا بَرَاءَةَ، فَاعْتَذِرَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ مُقِرٌّ بِذَنْبِيْ مُسْتَغْفِرٌ)) ③

''طاقت والے میرے اللہ میری مدد کر میں بری نہیں، معذرت چاہتا ہوں الٰہی! میں اپنے گناہ کے ساتھ بھاگنے والا ہوں مغفرت کا طلب گار ہوں''۔

علامہ ابن عبدالبر اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں لکھتے ہیں:

((كَانَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ مِنْ فُرْسَانِ قُرَيْشٍ وَأَبْطَالِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

① مختصر تاریخ دمشق (۱۹/ ۲۳۲۔۲۵۱۔۲۵۲)

② المجالسة والجواهر العلم (۴/ ۴۸۸، ح: ۱۷۱۸)

③ الطبقات الكبرىٰ (۴/ ۲۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَذْكُورًا بِذَالِكَ فِيهِمْ وَكَانَ شَاعِرًا حَسَنَ الشِّعْرِ حَفِظَ عَنْهُ الْكَثِيرُ فِي مَشَاهِدَ شَتَّى)) ①

''عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت میں قریش کے بہادر اور مشہور و معروف شہسواروں میں سے تھے۔ وہ بڑے نامی گرامی، بہت اچھے اشعار کہنے والے شاعر تھے، بہت سے معرکوں میں انھوں نے یادگار کارنامے سرانجام دیے۔''

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب کاتبانِ وحی میں سے تھے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کی کتابت کے لیے نامزد کیا تھا۔ انہیں وحی کی کتابت کے حوالے سے انفرادیت کا اعزاز حاصل تھا اور انہیں کتابت کے فن میں خصوصی طور پر مہارت حاصل تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صحابہ کرام میں ذمے داریاں سونپی اور ان کی خصوصی طور پر تربیت کی، جس کی بنا پر وہ صحابہ کرام وحی اور رسالت کے امور میں مختلف نوعیت کی خدمات سرانجام دینے کے لیے ایک باصلاحیت افراد کی ٹیم بن گئی۔

یہ بات بھی خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ سیدنا عبداللہ اور ان کے والد گرامی سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رسالت، دعوت و تبلیغ اور ریاستی امور میں کتابت کے فرائض سرانجام دینے والے تھے۔ کاتب صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد چالیس یا ساٹھ سے زیادہ تھی۔ ان میں سے چھ درج ذیل صحابہ کرام کا شمار قرآن مجید کے کاتبوں میں ہوتا ہے:

① سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
② سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
③ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
④ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبداللہ بن سعد بن ابی رباح رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ ہمیں میدان حشر میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سرزمین عرب کے ایک ذہین اور جرأت مند دانشور تھے۔ ان کی ذہانت اور جوانمردی کے سب لوگ قائل تھے۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لیے یہی فضل و شرف بہت زیادہ ہے کہ انھوں نے سرسبز و شاداب، خیر و برکت اور وافر پیداوار والی سرزمین مصر میں اسلام داخل کیا۔ پھر مصر میں ہی انھوں نے مستقل رہائش اختیار کر لی اور وفات پا کر مصر کی مٹی میں ہی دفن ہوئے۔ ذہین و فطین نابغۂ روزگار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا

① الاستیعاب (۳/ ۵۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا ہے:

((وَمَا يَنْبَغِي لِأَبِي عَبْدِاللّٰهِ اَنْ يَمْشِي عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا اَمِيْرًا)) ①

''ابوعبداللہ روئے زمین پر امیر کے روپ میں ہی چلتے پھرتے رہے۔''

واہ واہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سوانح حیات کس قدر حسین وجمیل ہے۔ ان کے ساتھ سفر کرنا کتنا دلکش و دلفریب ہے۔ عبادلہ علماء وفقہاء کے ساتھ زندگی بسر کرنا کس قدر خوش نصیبی ہے۔ ہم ان عبادلہ میں سے ایک جلیل القدر، پختہ خط اور نجابت وشرافت کے پیکر صحابی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سیرت کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے اسے لکھ لیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں جو کچھ آپ سے سنتا ہوں کیا اسے لکھ لیا کروں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں لکھ لیا کرو۔''

میں نے عرض کی: کیا آپ کی ہر بات لکھ لیا کروں جو آپ نے خوشی کی حالت میں کی یا غضب کی حالت میں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! کیونکہ میں ہر حالت میں حق بات کہتا ہوں۔'' ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثیر احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ میرے اور ان کے درمیان فرق یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھ لیا کرتے تھے جبکہ میں لکھتا نہیں تھا، میں فقط اپنے حافظے پر اعتماد کرتا تھا۔'' ③

علامہ ذہبی رحمہ اللہ علم کو ضبط کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ علماء صحابہ کرام اور علماء تابعین عظام کی اکثریت نے حدیث

① رجال حوال الرسول (۱/ ۱۶۵)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۸) بھذا اللفظ مسند احمد (۲/ ۵۵۸-۶۲۵)

③ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم، ح: ۱۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لکھنے کو ناپسند کیا تھا میں اس طرزِ عمل کو پسند کرتا تھا کہ ان سے علم کو زبانی حفظ کے ذریعے سے حاصل کیا جائے جیسا کہ انھوں نے علم زبانی یاد کرنے کے ذریعے سے حاصل کیا۔ لیکن جب ائمہ نے اندیشہ محسوس کیا کہ علم ضائع ہو جائے گا تو انھوں نے اس کی تدوین کا بیڑہ اٹھایا۔ سب سے پہلے حدیث کی تدوین کا فریضہ ۱۰۰ ہجری میں ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ نے ادا کیا۔

انہیں تدوین حدیث کے بارے میں سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے حکم دیا تھا۔

پھر کثرت سے تدوین و تصنیف کا کام ہونے لگا اور ان سے بعد میں آنے والے لوگوں کے لیے بہت بہتری اور سہولت ہو گئی۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین:

سیدنا وحبیبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل ایمان کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آنے والے اور رحم دل تھے۔

اپنی امت اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے رفیق تھے۔ ان کے ساتھ شفقت اور رحم دلی کے ساتھ پیش آتے اور انہیں دینی و دنیاوی معاملات میں راہنمائی کرتے۔ انہیں ان اچھے کاموں کو سرانجام دینے کی ترغیب دلاتے جن کو وہ مسلسل انجام دے سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسی کثرت عبادت سے احتراز کرنے کی تلقین کرتے جو اکتاہٹ کا سبب بنے۔

جس کی بنا پر وہ اس عبادت میں تسلسل قائم نہ رکھ سکیں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں حکم دیتے کہ کام وہ کریں جن کو انجام دینے کی وہ طاقت رکھتے ہیں اور اس میں وہ تسلسل کو ملحوظ خاطر رکھیں خواہ کام کی مقدار تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما زندگی بھر قرآن مجید کی تلاوت سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ وہ قرآن کریم کے دوست تھے۔ تلاوتِ قرآن ان کا پسندیدہ عمل تھا۔ قرآن کریم کی ایک منزل کی تلاوت کرنا ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ لوگوں میں یہ بات مشہور تھی کہ آپ اس مبارک عمل میں کبھی ناغہ نہیں کرتے۔

قرآن مجید کی تلاوت کے حوالے سے سلف صالحین کے مختلف معمولات تھے، وہ روزانہ قرآن عظیم کی تلاوت اپنے حالات، فہم و فراست اور مصروفیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کیا کرتے تھے۔ ان میں سے بعض قرآن عظیم ایک مہینے میں ختم کرتے، بعض بیس دن میں اور

① فتح الباری (۱/ ۲۵۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض دس دنوں میں ختم کرتے۔ سلف صالحین میں اکثریت کا یہ معمول تھا کہ وہ سات دن میں قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے۔

بعض کا معمول یہ تھا کہ وہ تین دن میں قرآن کریم ختم کرتے۔

خوش کن بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا قاری یا حافظ روزانہ اتنی تلاوت کرے جس میں وہ تسلسل قائم رکھ سکے۔ قرآن مجید کے اتنے حصے کی تلاوت کو معمول بنائے جسے پوری توجہ اور دلچسپی سے پورا کر سکے۔ ہر مسلمان قرآن مجید کی تلاوت اپنے یومیہ معمولات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کرے اور قرآن مجید کے اتنے حصے کی تلاوت کرے جسے روزانہ باقاعدگی کے ساتھ وہ سوچ سمجھ کر پڑھ سکے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بڑے بلند ہمت اور طاقت ور نوجوان تھے، ان کا خیال تھا کہ وہ ہر رات پورا قرآن مجید پڑھنے کی استطاعت رکھتے ہیں۔

کیا یہ ممکن ہے؟

وہ اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو ہوتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

صحیح مسلم میں روایت ہے، عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ))

''ہر مہینے قرآن مجید پڑھ کر ختم کیا کر۔''

میں نے عرض کیا: میں اس سے کم مدت میں قرآن مجید ختم کرنے کی استطاعت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم بیس دن میں ختم کر لیا کرو۔''

میں نے عرض کیا: میں اس سے بھی کم مدت میں ختم کر سکتا ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم سات دن میں ختم کر لیا کرو، اس سے زیادہ نہ کرنا۔''[1]

مسلم شریف میں ابو سلمہ بن عبدالرحمان کے حوالے سے مروی ہے، وہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عبداللہ! تم فلاں شخص کی طرح نہ کرنا! وہ رات کو قیام کیا کرتا تھا، پھر اس نے رات کو

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب النهي عن صوم الدهر، ح: ۱۸۴/ ۱۱۵۹
صحيح بخاري، كتاب فضائل القرآن، باب في كم يقرأ القرآن ح: ۵۰۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیام کرنا چھوڑ دیا۔“①

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن مجید کے اتنے حصے کی تلاوت کو معمول بنایا جائے جسے مسلسل کیا جا سکے۔ ایسا نہ ہو کہ کبھی کم کبھی زیادہ اور کبھی کچھ بھی نہیں۔ مختصر مدت میں قرآن مجید کو ختم کرنا اس لیے مستحسن نہیں کہ تلاوت کرنے والا قرآن مجید کے معانی پر غور و تدبر نہیں کر سکتا۔ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ایک رات میں قرآن مجید ختم کرنے کی قدرت رکھتے تھے لیکن حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں اس کی اجازت نہ دی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو تین دن میں قرآن مجید ختم کرنے کی اجازت دی اور اس سے کم مدت میں ختم کرنے کو منع فرمایا، کیونکہ اس سے کم مدت میں قرآن مجید اگر ختم کیا جائے تو اس کے معانی پر غور و تدبر نہیں ہو سکتا۔ اگر قرآن مجید کو سوچ سمجھ کر نہ پڑھا جائے تو اس کے پڑھنے کا کیا فائدہ؟ قرآن مجید سونے سے پہلے بیداری کی حالت میں، فرضی نمازوں کے بعد، سحری کے وقت پڑھا جائے اور پڑھتے وقت اس کے معانی پر توجہ اور غور و فکر کیا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں پورے خلوص کے ساتھ مشغولیت ہونی چاہیے۔ قرآن مجید کے احکام کو سمجھ کر انہیں دوسروں تک پہنچائیں، امر بالمعروف کرے، جاہلوں کی راہنمائی کرے، انہیں قرآنی احکامات سمجھائے، فاسق و فاجر لوگوں کو تنبیہ کرے اور اس کے ساتھ ساتھ فرض نمازیں با جماعت ادا کرے، نماز کی ادائیگی خشوع خضوع کے ساتھ ہو، نیز نماز کی ادائیگی میں اطمینان اور انکساری کا انداز اپنایا جائے۔ جملہ فرائض کو ادا کرے، کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرے۔ کثرت سے دعا اور استغفار کرے، صدقہ و خیرات کرے۔ صلہ رحمی کو ہر دم ملحوظ خاطر رکھے۔ تواضع اور انکساری اختیار کرے اور ان تمام امور کو اخلاص نیت کے ساتھ سرانجام دے۔ بلاشبہ ان تمام امور کو ملحوظ خاطر رکھنا ایک بہت بڑا کام ہے۔ یہ سب کام کرتے ہوئے ایک مسلمان کے لیے ایک دن میں قرآن مجید ختم کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟ جو مندرجہ بالا امور خیر کو چھوڑ کر صرف تلاوت میں ہی مشغول ہوگا گویا کہ وہ خیر کے امور سرانجام دینے سے محروم رہ جائے گا اور یہ محرومی اس کے لیے نقصان دہ ہوگی۔②

---

① صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب ما یکرہ من ترك قیام اللیل، ح: ۱۱۵۲۔
صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر، ح: ۱۸۵/ ۱۱۵۹

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی زندگی میں بڑے حسین اور دلآویز لمحات بھی آئے۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے بارے میں بتایا گیا کہ میں نے کہا ہے کہ میں زندگی بھر رات کو قیام کیا کروں گا اور دن کو روزہ رکھا کروں گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے ایسا کہا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! میں نے یہ کہا تھا کہ میں زندگی بھر رات کو قیام کیا کروں گا اور دن کو روزہ یہی وجہ ہے کہ جب عبادت گزار سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بڑھاپے میں قدم رکھا تو انھوں نے حسرت بھرے لہجے میں فرمایا: کاش! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تلاوت کے حوالے سے دی گئی رخصت کو قبول کر لیا ہوتا۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اس کی استطاعت نہ رکھ سکو گے لہٰذا تم روزہ رکھو اور افطار کرو نیند لیا کرو اور قیام کیا کرو مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو کیونکہ نیکی کو دس گنا بڑھا دیا جاتا ہے اس طرح کرنے سے تم صائم الدھر بن جاؤ گے۔"

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور دو دن افطار کیا کرو۔"

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن افطار کر لیا کرو داؤد علیہ السلام کا یہی معمول تھا، یہ روزوں کے حوالے سے زیادہ مناسب طریقہ ہے۔"

میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سے افضل طریقہ اور کوئی نہیں۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مہینے میں تین روزے رکھنے کی تلقین کی تھی، کاش! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل پیرا ہو جاتا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مجھے میرے اہل اور مال سے زیادہ محبوب ہے۔[2]

مصعب الزبیری بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول

---

① بخاری، کتاب الصوم، باب الحق الجسم فی الصوم، ح: ۱۹۷۵

② صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب النهی عن صوم الدهر، ح: ۱۸۱/ ۱۱۵۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل کیا اور انھوں نے آپ ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو قیام کیا کرتے تھے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو، رات کو قیام بھی کرو اور نیند بھی لو۔'' [1]

موفق الدین المقدسی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پے درپے روزے رکھتے تھے اور رات کو سوتے نہیں تھے، ان کے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے شکایت کی۔ [2]

ذہین و فطین دانش ور:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے رگ و ریشے میں ایمان سرایت کر چکا تھا، اور ایمان ان کی روح، جسم اور حواس پر غالب آ چکا تھا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ ان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

((وَرِثَ عَبْدُاللّٰهِ مِنْ اَبِيْهِ قَنَاطِيْرَ مُقَنْطَرَةً مِنَ الذَّهَبِ الْمِصْرِيِّ۔ فَكَانَ مِنْ مُلُوْكِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم))

''سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کو باپ کی طرف سے مصری سونے کے ڈھیر وراثت میں ملے اور یہ بادشاہ صحابہ میں سے تھے۔'' [3]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما صاف دل، بھرپور غور و فکر کے عادی اور قابل رشک نوجوان تھے، وہ ان مسلمان نوجوانوں کے لیے ایک عمدہ نمونہ تھے جو فضائل، کمالات، عمدہ عادات و اطوار اور دلآویز خوبیوں کے متلاشی رہتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما معزز شخصیات میں سے تھے۔ یہ دور اول کے علماء میں سے تھے اور مدرسۂ نبویہ کے ہونہار طالب علم تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اس دور کے ان افراد میں سے ایک تھے جنھوں نے قراءت اور کتابت کو سیکھا، پھر انھوں نے دیگر اردگرد رہنے والی اقوام کی زبانیں سیکھیں اور

① نسب قریش (ص: ۴۱۱)

② التبیین فی انساب القرشیین (ص:۴۱۵)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۹۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لوگوں کی بولی سے بھی شناسائی حاصل کی جو مختلف اطراف سے مکہ معظمہ میں آئے تھے۔ اس طرح وہ اسلام کی خدمت کے لیے ایک اہم شخصیت کا روپ دھار گئے۔ انھوں نے عنفوان شباب میں اپنے والد سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ یہ اسلام قبول کرنے سے پہلے ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے مختلف علوم و معارف حاصل کر لیے تھے اور لکھنے پڑھنے کی مہارت حاصل کر لی تھی۔ نیز ان زبانوں سے آشنا ہو گئے تھے جو اس وقت جزیرۃ العرب میں بولی جاتی تھیں۔ ابن قتیبہ اپنی کتاب ''المعارف'' میں لکھتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سریانی زبان جانتے تھے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تورات بھی پڑھ سکتے تھے اور تورات کے احکامات کو جانتے تھے۔

بخاری شریف میں عطاء بن یسار سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ملا اور ان سے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اوصاف بتائیں جن کا تورات میں تذکرہ کیا گیا ہے تو انھوں نے فرمایا: ہاں، سنئے:

((وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّ حِرْزًا لِلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَ رَسُوْلِيْ۔ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيْظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ، لَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ السَّيِّئَةَ وَ لٰكِنْ يَعْفُوْ وَ يَغْفِرُ وَ لَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنٌ عُمْيٌ، وَ اٰذَانٌ صُمٌّ وَقُلُوْبٌ غُلْفٌ)) ②

''اللہ کی قسم! اس کی توریت میں بعض وہ صفات بیان کی گئی ہیں جو قرآن مجید میں ہیں مثلاً تورات میں یہ کہا گیا ہے کہ اے نبی! ہم نے آپ کو گواہی دینے والا خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور عربوں کا قلعہ بنا کر بھیجا ہے تو میرا بندہ اور رسول ہے۔ میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے (متوکل کا معنی ہے صبر و قناعت کرنے والا) تم نہ ترش رو ہو اور نہ سخت دل اور نہ ہی بازاروں میں کوئی لغویات کرنے

① المعارف (۱/ ۶۵)

② صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب کراھیۃ السخب فی السوق، ح: ۲۱۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والے ہو۔ نہ برائی کا دفاع برائی سے کرنے والے ہو، لیکن معاف کر دیتے ہو اور درگزر کر دیتے ہو، اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک اس کے ذریعے سے انکاری ملت کو راہ راست پہ نہیں لے آئے گا۔ اور ملت کے افراد لا الہ الا اللہ کہنے لگیں گے، اللہ اس کلمے کے ذریعے سے نابینا آنکھیں بہرے کان اور بند دل کھول دے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اپنی زندگی میں علمی سفر کا آغاز کیا تو مختلف زبانوں کی شناسائی نے ان کو بڑا فائدہ دیا۔ انھوں نے اسلامی علوم میں دوسروں کی نسبت جلد مہارت حاصل کر لی۔ آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشتر فرامین لکھ بھی لیے اور انہیں زبانی یاد بھی کر لیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو علم کی تحصیل اور عبادت گزاری میں آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کا سرور حاصل ہوتا تھا، وہ عبادلہ نامی علماء صحابہ میں سے ایک نامور عالم دین صحابی تھے۔

انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، سنتوں اور فیصلوں کا دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت زیادہ علم تھا۔ ان کے پاس علم کا ذخیرہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت زیادہ تھا، انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر ایک ہزار مثالیں زبانی یاد کر لی تھیں۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کثیر الروایت صحابی تھے ② حالانکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں وہ جلیل القدر ہستی ہیں جن کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا تھا:

((اَنْتَ اَعْلَمُنَا یَا اَبَاهُرَیْرَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَحْفَظِنَا لِحَدِیْثِهِ))

''اے ابو ہریرہ! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہم سے زیادہ جانتے ہو اور آپ کی احادیث تمھیں ہماری نسبت زیادہ زبانی یاد ہیں۔'' ③

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان عظیم المرتبت علماء عبادلہ نامی صحابہ میں سے

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۷)

② صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم، ح: ۱۱۳

③ مسند احمد (۲/ ۲) مصنف عبدالرزاق (۶۲۷۰) مستدرك حاکم (۳/ ۱۵۰۔۵۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک تھے کہ جن کی علمی کاوشوں سے ان مختلف ممالک میں فکری ارتقاء ہوا جہاں صحابہ کرام فاتح یا معلم کی حیثیت سے داخل ہوئے۔

ہمیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سوانح حیات کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اس وقت تک مصر کے گورنر کے عہدے پر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فائز رہے اور سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی کے پہلو میں رہے۔ وہاں اپنے چاہنے والے علماء میں علم کی نشر و اشاعت کرتے رہے اور اپنے ان شاگردوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتے رہے جو علم کی تدوین میں مصروف تھے۔

تاریخی کتابوں میں تذکرہ ملتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما جب تک ان کے والد گرامی مصر کے گورنر رہے یہ بھی انہیں کے ساتھ رہے۔

آپ مصر میں مدرسہ فقہیہ کے بانی، علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے داعی، اور مصر کے مفتی اعظم اور شرعی احکامات کے بارے میں مرجع الخلائق تھے۔ جب بھی کسی کو شرعی مسائل و احکامات سمجھنے میں کوئی مشکل پیش آتی تو وہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے رجوع کرتا۔

جب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ کے بیٹے عبداللہ نے ذمے داریاں سنبھال لیں، انھوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی۔ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے وصیت کی تفصیل اپنی کتاب ''الاستیعاب'' میں کچھ اس طرح بیان کی ہے۔

وہ عبدالرحمان بن شماسہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو وہ رونے لگے۔ ان کے بیٹے عبداللہ نے پوچھا: ابا جان روتے کیوں ہیں؟ کیا موت کے ڈر کی وجہ سے رو رہے ہیں؟ فرمایا: موت کے ڈر سے نہیں رو رہا، موت کے بعد آنے والے وقت کو یاد کر کے رو رہا ہوں، بیٹے نے کہا: ابا جان! آپ کی زندگی تو بہت بہتر گزری ہے، آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا شرف حاصل ہوا اور سرزمین شام کی فتوحات میں آپ نے کارہائے نمایاں سرانجام دیتے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے افضل عمل کا آپ نے تذکرہ نہیں کیا اور وہ ہے میرا اسلام قبول کرنا اور صدق دل سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرنا۔

بیٹا! دراصل میری زندگی کے تین دور ہیں، ہر دور میرے سامنے ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری زندگی کا پہلا دور وہ ہے جس میں میں حالت کفر میں تھا۔ اس دور میں رسول اللہ ﷺ کا میں سخت مخالفت تھا، اگر میں اس دور میں مر جاتا تو سیدھا جہنم رسید ہوتا۔

میری زندگی کا دوسرا دور وہ ہے جس میں میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس دور میں رسول اللہ ﷺ سے مجھے والہانہ عقیدت اور محبت تھی۔ آپ کا رعب و دبدبہ مجھ پر پوری طرح چھایا ہوا تھا۔ اس دور میں کبھی میں رسول اللہ ﷺ کو آپ سے مرعوب ہونے کی بنا پر آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکا۔ اگر اس دور میں مجھے موت آ جاتی تو لوگ میرے بارے میں اچھا تبصرہ کرتے۔ وہ کہتے: بڑا خوش نصیب ہے، اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور خیر و بھلائی حاصل کر لی۔ اس کا انجام بہت بہتر ہوا، یہ تو جنتی ہے!

میری زندگی کا تیسرا دور وہ ہے جس میں مجھے حکمرانی کی مسند پر بیٹھنا نصیب ہوا، میں نہیں جانتا کہ یہ میرے حق میں بہتر ہوگا یا میرے خلاف ہوگا۔

میری وصیت ہے کہ جب میں فوت ہو جاؤں تو کوئی عورت مجھ پر نہ روئے، کوئی میری قصیدہ خوانی نہ کرے۔ کوئی میرے جنازے کے ساتھ مشعل لے کر نہ چلے۔

مجھے کفن پہنا کر خاک کے سپرد کر دینا۔ میری قبر میں کوئی لکڑی یا پتھر نہ رکھنا، جب تم مجھے مٹی میں دفنا دو تو تھوڑی دیر کے لیے میری قبر کے پاس بیٹھنا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بڑے پائے کے عالم اور بڑی لگن سے عبادت کرنے والے تھے۔ فضل و شرف اور عقل و دانش کے اعتبار سے یہ نابغہ روزگار تھے اور اپنے والد کے حد درجہ فرمانبردار تھے۔ ان کے والد عمرو بن العاص نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ یا رسول اللہ! میرا بیٹا دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات بھر نماز پڑھتا ہے۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ نے سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا:

((اَطِعْ اَبَاكَ مَادَام حيًّا وَلَا تَعْصِهِ))

''اپنے والد کی جب تک وہ زندہ ہے اطاعت کرنا اور اس کی نافرمانی نہ کرنا'' ②

---

① الاستیعاب (۳/ ۷) ولاۃ مصر (ص:۵٦)

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب کون الاسلام یعدم ماقبلہ ح: ۱۲۱

② مسند احمد (۲/ ۱٦۴) مصنف ابن ابی شیبۃ (۷/ ۵۴۸) طبقات ابن سعد (۴/ ۲۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما اپنے والد گرامی کے فرمانبردار تھے، وہ اپنے والد کے ہمراہ جنگ صفین میں شامل تو ہوئے لیکن انھوں نے لڑائی میں حصہ نہیں لیا۔

بلکہ وہ فرماتے ہیں:

((مَالِي وَلِصِفِّينَ؟ مَالِي وَ لِقِتَالِ الْمُسْلِمِينَ وَاللّٰهِ عَلَى ذَالِكَ مَا ضَرَبْتُ بِسَيْفٍ وَلاَ رَمَيْتُ بِسَهْمٍ))

''میرا جنگ صفین سے کیا لینا دینا، میرا مسلمانوں کی باہمی لڑائی سے کیا تعلق واسطہ، اللہ کی قسم نہ میں نے اس میں تلوار چلائی اور نہ تیر پھینکا۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ارشادات عالیہ اور پند و نصائح:

انسان کی گفتگو کا اسلوب اس کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ زبان سے نکلنے والے الفاظ عام طور پر سیرت و کردار کی ترجمانی کرتے ہیں۔

انسان کا ظاہری حسن و جمال دیکھنے والے کو اتنا گرویدہ نہیں کرتا جتنا کہ اس کا کردار دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔

اس حوالے سے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی باتیں کوثر و تسنیم سے ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی زبان سے نکلنے والے کلمات فضا میں شیرینی بکھیرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی باتوں سے حکمت و دانائی کے پھول جھڑتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض حاصل کیا تھا۔ صحابہ کرام کی محفلوں سے علم کے موتی چنے تھے، کبار صحابہ کرام کے تجربات سے استفادہ کیا اور ان کی آراء اور خیالات عالیہ سے فیض یاب ہوئے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو اپنے والد کی طرف سے ورثے میں بہت زیادہ مال ملا تھا، وہ اس کا حق ادا کرتے ہوئے صدقہ و خیرات کیا کرتے اور اپنے ارد گرد رہنے والے مستحقین کو مال و دولت سے نوازا کرتے تھے۔

آپ ناصح اور معلم کی حیثیت سے فرمایا کرتے تھے:

((لَأَنْ أَكُونَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ مَسَاكِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَكُونَ عَاشِرَ عَشَرَةٍ أَغْنِيَاءِ فَإِنَّ الْأَكْثَرِينَ هُمُ الْأَقَلُّونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ إِلَّا مَنْ

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۹۲) اسد الغابۃ (۳/ ۲۴۶) طبقات ابن سعد (۴/ ۲۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا يَقُوْلُ يَتَصَدَّقُ يَمِيْناً وَّ شِمَالاً)) ①

''قیامت کے دن میرا مساکین کا عشر عشیر ہونا مجھے زیادہ پسند ہوگا اس سے کہ میں مال داروں کا عشر عشیر بنوں، قیامت کے دن زیادہ مال دار درحقیقت مفلس و قلاش ہوں گے سوائے ان کے جنھوں نے جی بھر کر صدقہ و خیرات کیا ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حسنات، طاقت اور درستگی کے حوالے سے اکثر و بیشتر اپنے بیٹوں، مقتدیوں اور شاگردوں کو یہ نصیحت کیا کرتے تھے:

((اِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ مَتِيْنٌ، فَاوْغِلُوا فِيْهِ بِرِفْقٍ، وَلَا تَبَغَّضُوْا اِلَى اَنْفُسِكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ الْمُنْبَتَ لَا بَلَغَ بَعْدًا وَلَا اَبْقٰى ظَهْرًا وَ اعْمَلْ عَمَلَ امْرِيٍ يَظُنُّ اَلَّا يَمُوْتَ اِلَّا هَرِمًا، واحْذَرْ حَذْرًا مْرِيءٍ يَحْسَبُ اَنَّهُ يَمُوْتُ غَدًا)) ②

''بلا شبہ یہ دین مضبوط ہے، تم اس میں نرمی کے ساتھ رسوخ حاصل کرو، اللہ کے بندو! بغض و نفرت نہ رکھو، بلاشبہ تمھارا ٹھکانہ دور نہیں اور کوئی نفس باقی نہیں رہے گا۔ اس آدمی کی طرح عمل کرو جو سمجھتا ہے کہ اسے بڑھاپے میں موت آئے گی اور اس آدمی کی طرح ڈرو جو گمان کرتا ہے کہ وہ کل مر جائے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی نظر اسلام کے محاسن پر ہوتی تھی، وہ اسلام کی خوبیوں کو ایک عارف کی نظر سے دیکھتے تھے۔

وہ فرمایا کرتے تھے:

((لَأَنْ اَعْمَلَ الْيَوْمَ عَمَلًا اَقَرُّ عَلَيْهِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ ضُعْفِهِ فِيْمَا مَضٰى، لِأَنَّا حِيْنَ اَسْلَمْنَا وَقَعْنَا فِيْ عَمَلِ الْآخِرَةِ فَاَمَّا الْيَوْمَ قَدْ خَلَبَتْنَا الدُّنْيَا، وَ فِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ يُهِمُّنَا الْآخِرَةَ وَلَا يُهِمَّنَا الدُّنْيَا وَ اَنَّا الْيَوْمَ قَدْ مَالَتْ بِنَا الدُّنْيَا)) ③

''آج میں جو عمل کروں اور اس پر پابند رہوں تو وہ مجھے گزشتہ کمزور عمل سے محبوب

---

① حلية الاولياء (١/ ٢٨٨) مختصر تاريخ دمشق (١٣/ ١٩٩) سير اعلام النبلاء (٣/ ٩٠)

② مختصر تاريخ دمشق (١٣/ ١٩٩) الزهد لابن المبارك (١٣٣٤)

③ الزهد لابن المبارك (١٨٧) مختصر تاريخ دمشق (١٣/ ١٩٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، کیونکہ جب ہم نے اسلام قبول کر لیا تو ہم آخرت کے عمل میں داخل ہو گئے۔ مگر آج دنیا نے ہمیں اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ ایک دوسرے روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تو آپ ہمیں آخرت کی اہمیت دلاتے اور دنیا کی اہمیت نہ دلاتے مگر آج ہم دنیا کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما لوگوں کے واقعات، ان کے حالات اور اسلامی احکام و معارف میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ اپنی کتاب ''اسد الغابہ'' میں ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

((كَانَ عَالِمًا فَاضِلًا ، قَرَأَ الْقُرْآنَ وَالْكُتُبَ الْمُتَقَدِّمَةَ)) ①

''وہ عالم، فاضل تھے، انھوں نے قرآن مجید اور پہلی آسمانی کتابیں پڑھیں۔''

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں:

((كَانَ فَاضِلًا حَافِظًا عَالِمًا قَرَأَ الْكِتَابَ)) ②

''وہ فاضل، حافظ اور عالم تھے اور انھوں نے قرآن مجید پڑھا۔''

دوسری اقوام کی زبانوں اور معارف علمیہ میں مہارت نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو تجربہ کار بنا دیا تھا۔ وہ لوگوں کے حالات کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور یہ بھی جانتے تھے کہ ان کے لیے کیا مفید ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔

ابونعیم اصفہانی اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں لکھتے ہیں کہ حسین بن شفی فرماتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس دوران تبیع بن عامر الحمیدی آپ کے پاس آئے۔ سیدنا عبداللہ نے فرمایا کہ تمہارے پاس روئے زمین کا ایک بڑا عالم، فاضل اور عارف آیا ہے۔ جب وہ مجلس میں بیٹھ گیا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ان سے کہا: آپ ہمیں تین نیکی کی اور تین شر کی باتیں بتائیں، تو انھوں نے کہا، تین نیکی کی باتیں یہ ہیں:

① سچی زبان ② متقی دل ③ نیک بیوی

① اسد الغابة (۳/ ۲۴۵)

② الاستیعاب (۳/ ۳۳۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تین بری باتیں یہ ہیں:

① جھوٹی زبان ② فاجر دل ③ بری بیوی

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''میں نے تمھیں بتایا تھا کہ یہ بہت بڑا عالم فاضل ہے۔'' ①

اس واقعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما علماء وفضلاء سے حکمت ومعرفت کی باتیں حاصل کرتے تھے، اور اس سے ان کے علمی تجربات میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا تھا، واقعی علم وحکمت حاصل کرنے کا یہی بہترین طریقہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں حکمت و دانائی سے لبریز دکھائی دیتے ہیں۔ آپ کی باتیں کوثر وتسنیم میں ڈھلی ہوئی محسوس ہوتی ہیں۔ آپ حکمت و دانائی کی باتیں لوگوں سے ارشاد فرماتے رہتے تھے۔

''حلیۃ الاولیاء'' میں حمید بن ہلال سے مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

((دَعْ مَا لَسْتَ مِنْهُ فِيْ شَيْءٍ وَلَا تَنْطِقْ فِيْمَا لَا يَعْنِيْكَ، وَاخْزُنْ لِسَانَكَ كَمَا تَخْزُنُ وَرِقَكَ)) ②

''اسے چھوڑ دو جس چیز سے تجھے کوئی سروکار نہیں، فضول باتیں نہ کرو۔ اور زبان کی اس طرح حفاظت کرو جس طرح تم اپنی چاندی کی حفاظت کرتے ہو۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے بعض حکمت و دانائی کی ایسی باتیں بیان کیں جن کا تذکرہ تورات میں کیا گیا ہے، چونکہ آپ دیگر اقوام کی زبانیں بھی جانتے تھے، اور سریانی زبان میں بھی آپ کو مہارت حاصل تھی۔ لہٰذا آپ نے تورات کے حوالہ سے وہ باتیں اپنے ساتھیوں کے سامنے بیان کیں جو اسلامی تعلیمات سے موافقت رکھتی تھیں۔

آپ نے فرمایا کہ تورات میں یہ لکھا ہے:

۱۔ جس نے کسی دوسرے کے لیے گڑھا کھودا وہ خود اس میں گرتا ہے۔ ③

---

① حلیۃ الاولیاء (۲۸۷۔۲۸۸) تاریخ دمشق (۱۱/ ۳۰)

② حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۸۸) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۰۰) الزہد لابن المبارک (۸۹) الزہد لابن ابی عاصم (۴۱)

③ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۲۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ تورات میں یہ بھی درج ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں تین اشخاص سے ناراض ہوتا ہے:

۱۔ وہ شخص جو دو دوستوں کے درمیان تفریق ڈالے۔

۲۔ وہ شخص جو چغلی کرتا ہے۔

۳۔ وہ شخص جو کسی بے گناہ پر الزام لگاتا ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے اقوال زریں:

۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کتنی حسین بات کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

((مَا أُعْطِيَ إِنْسَانٌ شَيْئًا خَيْرًا مِّنْ صِحَّةٍ وَ عِفَّةٍ وَ أَمَانَةٍ وَفِقْهٍ)) ②

''صحت، عفت، امانت اور دانش مندی سے بہتر انسان کو کوئی چیز نہیں دی جاتی۔''

ایک دن سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والد گرامی عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے درمیان نہایت دلچسپ مکالمہ ہوا، مکالمے کے میٹھے میٹھے بول کچھ اس طرح تھے:

قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ لِابْنِهِ عَبْدِاللّٰهِ يَا بُنَيَّ مَا الشَّرَفُ؟

قَالَ: كَفُّ الْأَذٰى، وَ بَذْلُ النَّدٰى۔

قَالَ: فَمَا الْمُرُوْءَةُ؟

قَالَ: عِرْفَانُ الْحَقِّ، وَتَعَاهُدُ الصَّنْعَةِ۔

قَالَ: فَمَا الْمَجْدُ؟

قَالَ: اِحْتِمَالُ الْمَغَارِمِ وَ ابْتِنَاءُ الْمَكَارِمِ۔

قَالَ: فَمَا الْغَيُّ؟

قَالَ: طَاعَةُ الْمُفْسِدِ وَ عِصْيَانُ الْمُرْشِدِ

قَالَ: فَمَا الْبَلَهُ؟

قَالَ: عَمَى الْقَلْبِ وَ سُرْعَةُ النِّسْيَانِ! ③

''سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے! شرف و عزت

---

① حلیة الاولیاء (۱/ ۲۸۸)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۰۰)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے؟
انھوں نے کہا: اذیت دینے سے رک جانا اور سخاوت کرنا۔
انھوں نے پوچھا: مروت کسے کہتے ہیں؟
بیٹے نے کہا: حق کو پہچاننا اور صنعت کا خیال رکھنا۔
باپ نے پوچھا کہ مجد و بزرگی کسے کہتے ہیں؟
انھوں نے کہا: لوگوں کے قرضوں کو اپنے ذمے لینا اور اعلیٰ اخلاق کو اپنانا۔
باپ نے پوچھا کہ گمراہی کیا ہے؟
بیٹے نے کہا کہ کسی مفسد کی اطاعت کرنا اور راہنما کی نافرمانی کرنا۔
باپ نے پوچھا کہ حماقت کیا ہوتی ہے؟
بیٹے نے کہا دل کا اندھا ہونا اور جلد بھول جانا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما امر بالمعروف کے سلسلے میں فرمایا کرتے تھے: ''جو شخص امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتا اس کا زمین کے اوپر چلنے سے زمین کے اندر دفن ہونا بہتر ہے۔''[1]

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بڑے قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کے فصاحت و بلاغت سے آراستہ کلام کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ انہیں شعر و شاعری میں بھی مہارت حاصل ہے۔ عمرو بن صفوان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کا ایک بہت خوبصورت بیٹا تھا جس کی عمر سات سال تھی۔ اسے سانپ نے ڈس لیا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اس موقع پر بیٹے کی جدائی کے غم میں آپ نے یہ اشعار کہے:

۱۔ فَلَوْلَا الْمَوْتُ لَمْ يَهْلُكْ كَرِيمٌ
وَلَمْ يُصْبِحْ اَخُوْ عَزٍّ ذَلِيلًا

۲۔ وَلٰكِنَّ الْمَنِيَّةَ لَا تُبَالِي
اَغَرًّا كَانَ اَمْ رَجُلًا جَلِيلًا

۳۔ لَقَدْ اَهْلَكْتُ حَيَّةُ بَطْنَ وَادٍ
كَرِيمًا اَمْ اُرِيْدُ بِهٖ بَدِيلًا[2]

---
(1) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۰۵)
(2) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۲۰۵۔۲۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اگر موت نہ ہوتی تو کوئی معزز ہلاک نہ ہوتا، اور کوئی معزز ذلیل ورسوا نہ ہوتا۔
۲۔ لیکن موت پروا نہیں کرتی کوئی خوبصورت ہو یا عظیم المرتبت۔
۳۔ یقیناً وادی کے اندر سانپ نے نیک آدمی کو ہلاک کیا شاید اچھے بدلے کا ارادہ کیا گیا ہے۔

مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما نے اپنے والد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کاتب، قاری، حافظ، ذہین وفطین، بہت بڑے عالم، عبادت میں بہت زیادہ مشغول رہنے والے اور قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت کرنے والے تھے۔ انھوں نے دوسروں لوگوں کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حدیث اور دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ علم حاصل کیا اور آپ کی احادیث کو لکھنے کا منفرد اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ایک کتاب بھی تھی جس کا نام ''الصحیفة الصادقة'' تھا۔
مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، ان کے سر کے نیچے ایک کتاب پڑی ہوئی تھی۔ میں اسے پکڑنے لگا تو انھوں نے منع کر دیا۔ میں نے کہا: آپ مجھے اپنی کتاب سے منع کر رہے ہیں؟

تو انھوں نے فرمایا:

((اِنَّ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةَ الصَّادِقَةَ الَّتِىْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْسَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ اَحَدٌ فَاِذَا سَلِمَ لِىْ كِتَابُ اللّٰهِ، وَهٰذِهِ الصَّحِيْفَةُ وَ الْوَهْطُ لَمْ اُبَالِ مَا ضَيَّعَتِ الدُّنْيَا)) ①

''یہ صحیفہ صادقہ وہ ہے جس میں وہ احادیث منقول ہیں جو میں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں، میرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کوئی واسطہ نہیں۔ اگر اللہ کی کتاب، یہ صحیفہ اور میری زرعی زمین میرے پاس ہوں تو مجھے دنیاوی مال ومتاع کے ضیاع کی کوئی پرواہ نہیں۔ (یعنی یہ تینوں چیزیں میرے لیے بہت کافی ہیں)۔''

① تاریخ دمشق (۳۱/ ۲۶۳) اسد الغابة (۳/ ۲۴۶) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۹) تقیید العلم للخطیب (ص:۸۴) طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۳۔ ۴/ ۲۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاد رہے الوھط، عربی زبان میں زرعی زمین کو کہتے ہیں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی یہ زمین طائف میں تھی اور اس میں ایک بڑا باغ بھی تھا۔

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر احادیث کو ورطۂ تحریر میں لانے کی سعادت حاصل کی، جن صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں احادیث کے مجموعے لکھ کر تیار کیے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① صحیفہ سعد بن عبادہ الانصاری رضی اللہ عنہ ② صحیفہ سمرہ بن جندب الفرازی رضی اللہ عنہ

③ صحیفہ جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ ④ صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ایک ہزار احادیث پر مشتمل تھا امام احمد بن حنبل نے اپنی کتاب مسند امام احمد میں مسند عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے ضمن میں درج کیا ہے۔ اس ثقہ ترین تاریخی وثیقے سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ تدوین حدیث کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ صحیفہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے صحیح ہونے کی شہادت جلیل القدر عالم، عالم فاضل، محدث صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اس صحیفے کو عظیم المرتبت تابعی سیدنا مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ نے بھی دیکھا ہے۔

جلیل القدر عالم صحابی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی علمی شہرت کی گواہی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

((اِنَّ عِنْدَهُ لَعِلْمًا، وَلَقَدْ كَانَ يَسْأَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ))

"بلاشبہ ان کے پاس علم تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حلال وحرام کے بارے میں سوال کیا کرتے تھے۔"①

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں گواہی دیتی ہیں کہ وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو زبانی یاد کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے۔ انھوں نے ایک دفعہ اپنے فقیہ بھانجے سیدنا عروہ بن زبیر سے فرمایا:

((يَا ابْنَ اُخْتِيْ اِنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو حَاجٌّ فِيْ عَامِهِ هٰذَا فَالْقَهُ فَإِنَّهُ قَدْ حَفِظَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحَادِيْثَ كَثِيْرَةً))②

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۹۸) طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۱)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میرے بھانجے مجھے پتہ چلا ہے کہ عبداللہ بن عمرو اس سال حج کے لیے جا رہے ہیں، ان سے ملاقات کرنا انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث زبانی یاد کی ہیں۔''

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ جس طرح کبار علماء صحابہ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی تعریف کی، رسول اللہ ﷺ نے بھی اتباع سنت کے حوالے سے ان کے حق میں شہادت دی۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بھرپور شباب کا زمانہ تھا۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرے، تہبند ٹخنوں سے نیچے تھا اور سر کے بال لمبے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کا حلیہ دیکھ کر ارشاد فرمایا:

((نِعْمَ الْفَتَى ابْنُ الْعَاصِ لَوْ شَمَّرَ مِنْ مِئْزَرِهِ وَ قَصَّرَ مِنْ لِمَّتِهِ))

''ابن العاص بڑا اچھا نوجوان ہے کاش کہ یہ اپنا تہبند قدرے سمیٹ لے اور اپنے سر کے بال کٹوا لے۔'' ①

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے سر کے بال منڈوا لیے، پھر اس کے بعد کبھی سر منڈوا لیتے اور کبھی بال کٹوا لیتے اور تہبند پنڈلیوں تک کر لیا۔

امام احمد نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((نِعْمَ اَهْلُ الْبَيْتِ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ، وَ اُمُّ عَبْدِاللّٰهِ وَ عَبْدُاللّٰهِ)) ②

''ابو عبداللہ، ام عبداللہ اور خود عبداللہ کا کنبہ بہت اچھا ہے۔''

نابغۂ روزگار اور ذہین و فطین امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے عالم فاضل اور حافظ الحدیث ہونے کی گواہی دی۔

سلیمان بن الربیع العدوی بیان کرتے ہیں کہ ہم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملے۔ ہم نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو نے ہمیں یہ یہ حدیث بیان کی ہے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ عبداللہ بن عمرو جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ اسے خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پکارا گیا کہ لوگو نماز کے لیے جمع ہو جاؤ۔ لوگ جمع ہو گئے تو سیدنا عمر بن

① مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۶۵) الفوائد لتمام الرازی (۱۵۶۲)

② مسند احمد (۱/ ۱۶۱) مسند ابی یعلی (۶۴۵) واسنادہ ضعیف لانقطعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطاب رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

((لَا تَزَالُ مِنْ اُمَّتِیْ طَائِفَةٌ عَلَی الْحَقِّ حَتّٰی یَاْتِیَ اَمْرُ اللّٰهِ)) ①

''میری امت کا ایک گروہ قیامت تک حق پر قائم رہے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے بارے میں حافظ الحدیث اور حدیث کے راوی ہونے کے بارے میں ہم پڑھ چکے ہیں، لیکن یہ بات یاد رہے کہ انھوں نے ۷۰۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ ان میں سے سات احادیث متفق علیہ ہیں، آٹھ احادیث میں امام بخاری منفرد اور بیس احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا معاذ، اپنے والد سیدنا عمرو بن العاص، سیدنا ابودرداء اور سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اہل کتاب کی کتابوں پر بھی ان کی گہری نظر تھی اور مختلف زبانوں میں مہارت بھی رکھتے تھے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے جن صحابہ کرام اور تابعین عظام نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
- سیدنا ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ
- سیدنا محمد بن عبداللہ رحمہ اللہ یہ ان کا بیٹا تھا
- سیدنا شعیب بن محمد رحمہ اللہ یہ ان کا پوتا تھا
- سیدنا سعید بن مسیب رحمہ اللہ
- سیدنا عروہ بن زبیر رحمہ اللہ
- سیدنا مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ
- سیدنا عکرمہ رحمہ اللہ
- سیدنا طاؤس رحمہ اللہ
- سیدنا شعبی رحمہ اللہ
- سیدنا عبدالرحمان بن شمامہ رحمہ اللہ ③

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی مرویات صحیح بخاری، صحیح مسلم اور مسانید اور

---

① مسند الطیالسی (۳۸) وفیہ ابن عمر وھو تصحیف۔ مستدرک حاکم (۴/ ۵۵۰) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۶۷)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۰)

③ الاصابة (۲/ ۳۴۳) تهذیب الاسماء (۱/ ۲۸۲) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۸۱۔۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احادیث کی دیگر کتابوں میں مذکور ہیں۔ آپ کی وہ مرویات جو عبادات، علم اور فقہ پر مشتمل ہیں وہ کثرت سے احادیث کتابوں میں ملتی ہیں۔

۱۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) ①

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دیگر مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے دلوں کے پھیرنے کے حوالے سے یہ روایت آتی ہے:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: اِنَّ قُلُوْبَ بَنِيْ آدَمَ كُلَّهَا بَيْنَ اِصْبَعَيْنِ فِيْ اَصَابِعِ الرَّحْمَانِ كَقَلْبٍ وَّاحِدٍ يَصْرِفُهُ حَيْثُ شَاءَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ)) ②

''عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، انھوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی مانند ہیں۔ وہ انہیں جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا: الٰہی! دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے۔''

مسند امام احمد میں مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے جہاد کے لیے آپ سے اجازت طلب کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے کہا، ہاں،

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب المسلم من سلم المسلمون...... ح: ۱۰۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان تفاضل الاسلام، ح: ۴۰۔

② مسلم، کتاب القدر، باب تصریف اللہ تعالیٰ القلوب کیف شاء، ح: ۲۶۵۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کی خوب محنت سے خدمت کرو، یہی تیرا جہاد ہے۔ [1]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا تفسیر میں اجتہاد:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے قرآن کریم کے ساتھ نہایت خوشگوار زندگی بسر کی۔ قرآن کریم کی تلاوت ان کی روحانی غذا تھی، ان کی زندگی میں کتنی ہی ایسی سہانی راتیں آئیں کہ انھوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت حاصل کرنے کی امید میں ساری ساری رات نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت و مناجات میں صرف کر دی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کرنے والوں کے دلوں میں قرآن کی کیا قدر و قیمت اور مقام و مرتبہ ہے؟ وہ حاملین قرآن کو ہمیشہ یہ نصیحت کیا کرتے تھے کہ وہ لوگوں سے درگزر کیا کریں اور ان سے اگر کوئی زیادتی ہو جائے تو انہیں معاف کر دیا کریں۔ فضول کاموں میں حصہ نہ لیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما حامل قرآن سے یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ فضول کام کرنے والے کا ساتھ نہ دے، جاہل کے ساتھ مل کر جاہل نہ بنے، بلکہ وہ درگزر اور معاف کر دیا کرے۔ قرآن کا حق اس پر یہی ہے اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اس کے اندر اللہ کا کلام ہے۔ [2]

یہ بات تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں قرآن کریم جمع کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے قرآن کریم کی تفسیر کے حوالے سے بڑے علمی فقہی نکات دیکھنے میں آئے ہیں اور اسی طرح وہ قرآنی آیات کی تفسیر میں ماہرانہ رائے رکھتے تھے۔ آپ اکثر و بیشتر اپنے ساتھیوں کو یہ نصیحت کیا کرتے کہ وہ قرآن کریم کو سمجھیں قرآن کریم کی خود بھی تعلیم حاصل کریں اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دیں۔ قرآن کریم کی تلاوت کو اپنا یومیہ معمول بنائیں، قرآن کریم کی آیات اور اس کے احکام پر غور و تدبر کریں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

---

[1] مسند احمد (۲/ ۱۶۵) صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب الجهاد باذن الابوین، ح: ۳۰۰۴ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب بر الوالدین، ح: ۲۵۴۹۔

[2] تفسیر قرطبی (۱/ ۲۱، ۵۷) شعب الایمان (۲۵۹۰) الزهد لابن المبارك (۷۹۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَلَيكُم بِالقُرآنِ فَتَعَلِمُوهُ وَعَلِمُوهُ أَبنائَكُم فَإِنَّكُم عَنهُ تُسأَلُونَ وَ بِهِ تُجزَونَ وَ كَفَى بِهِ وَاعِظًا لِمَن عَقَلَ)) ①

"تم قرآن کریم کو لازم پکڑو، اس کی خود بھی تعلیم حاصل کرو اور اپنے بیٹوں کو بھی اس کی تعلیم دو۔ تمھیں قرآن کریم کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس کے ذریعے تمھیں جزا دی جائے گی، عقل مند کے لیے قرآن کریم واعظ ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما قرآن عظیم کو خوب سمجھتے تھے اور اس حوالے سے فہم وفراست کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے۔ ان کی رائے یہ تھی کہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

کبار صحابہ کرام کی بڑی تعداد اس مسئلے میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے متفق تھی جن میں سے چند ایک کبار صحابہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں، جن کا متفقہ طور پر یہ مؤقف تھا کہ سورۂ فاتحہ پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
② سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
④ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا ابو ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ

یہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابہ کرام پوری امت کے لیے نمونہ ہیں، یہ تمام نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کو پڑھنا واجب قرار دیتے تھے۔ ②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے درج ذیل قرآنی آیت کی نہایت عمدہ تفسیر کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَذكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِم

(آل عمران: ۳/ ۱۹۱)

"جو لوگ اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے، بیٹھے یا پہلوؤں کے بل۔"

اس آیت کریمہ میں ذکر الٰہی کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے تین حالتوں کا ذکر کیا ہے۔

---

① تفسير ابن عطية (ص:١٧) تفسير ثعالبي (١/ ٨١٧) شعب الايمان (٥١٩٩)
تفسير قرطبي (١/ ١١٩) سنن ترمذي (٢٤٧-٣١١)

② تفسير قرطبي (١/ ١١٩) سنن ترمذي (٢٤٧-٣١١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قیاماً، قعوداً اور علی جنوبھم۔ یہ تین حالتیں اس لیے بیان کی گئی ہیں کہ چونکہ عام طور پر بنی آدم ان تین حالتوں میں لیل و نہار بسر کرتے ہیں، لیکن اس سے مراد یہ ہے کہ اہل ایمان ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے، لہٰذا آپ کی سنت کے مطابق اہل ایمان کو ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مصروف رہنا چاہیے۔ [1]

پڑوسی کی عزت و توقیر اور اس کا اکرام و احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما پڑوسی کے اکرام و احترام کو ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

پڑوسی قریبی رشتہ دار ہو یا اجنبی، اس کا ایک مقام و مرتبہ ہوتا ہے اور اس کا اپنے پڑوسی پر حق ہوتا ہے۔ پڑوسی مسلمان ہو یا کافر اس کے ساتھ ہمدردی سے پیش آنا چاہیے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا جائے۔ حسن سلوک کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ساتھ حسن معاشرت کا رویہ اختیار کیا جائے۔

پڑوسی کو کسی نوعیت کی کوئی تکلیف نہ دی جائے بلکہ اس سے بھرپور تعاون کیا جائے۔ مومن کو چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف دینے سے اجتناب کرے۔ مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ جس چیز سے اللہ اور اس کے رسول نے منع کیا ہو اس سے باز آ جائے اور جس کام سے اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں اس کام کے سرانجام دینے میں دلچسپی لے اور جس کام کے کرنے پر اللہ اور اس کے رسول نے برانگیخت کیا ہو وہ کام دلی رغبت سے کرے۔ [2]

اسی بنا پر سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سبحانہ وتعالیٰ کے درج ذیل ارشاد:

وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ (النساء: ۴/ ۳۶)

"رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی۔"

کا معنی و مفہوم سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے گھر بکری ذبح کی گئی۔ جب آپ گھر تشریف لائے تو اہل خانہ سے کہا: کیا تم نے پڑوسی کے گھر گوشت بھیجا ہے؟ حالانکہ وہ یہودی تھا، آپ نے اہل خانہ سے مسلسل تین دفعہ پوچھا پھر آپ نے فرمایا:

---

① تفسیر قرطبی (۴/ ۳۱۱) زاد المسیر (ص: ۵۲۷)

② تفسیر قرطبی (۵/ ۱۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا ہے:

((مَازَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ اَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ))

''جبرائیل علیہ السلام مجھے مسلسل پڑوسی سے حسن سلوک کی تلقین کیا کرتے، یہاں تک کہ میرے خیال میں آیا کہ کہیں وہ اس کو وارث قرار نہ دے دیں۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما قرآنی آیات کے شان نزول کے بارے میں خصوصی معرفت رکھتے تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ﴿۱۷۵﴾ (الاعراف: ۷/ ۱۷۵)

''اے نبی ان کو اس شخص کا حال بتاؤ جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا آخر کار شیطان اس کے پیچھے پڑ گیا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں امیہ بن ابی الصلت کی طرف اشارہ ہے جو کہ عالم تھا۔ اس کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسلام قبول کرنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن جنگ کے ایک یا دو دن بعد وہ میدان بدر میں پہنچا تو وہاں دیکھا کہ لاشوں کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ اس نے پوچھا انہیں کس نے قتل کیا؟ اسے بتایا گیا کہ لشکر اسلام کے مجاہدین نے جن کی قیادت حضرت محمد ﷺ نے کی۔

امیہ یہ سن کر کہنے لگا: جس دین کے پیروکاروں نے ان لوگوں کو قتل کیا اس دین سے میرا کوئی لینا دینا نہیں، اس طرح اسے اسلام قبول کرنا نصیب نہ ہوا۔ پھر کہنے لگا: میں نے شراب کو اپنے لیے حرام قرار دے دیا تھا لیکن اب میں پیوں گا۔ پھر وہ اس قوم سے جا ملا جو حمیر کے بادشاہوں میں سے تھی۔ انہیں ندامت دلائی کہ تمہارے ہوتے ہوئے ہمارے اتنے زیادہ افراد قتل ہو گئے تم کس مرض کا علاج ہو؟ اور انہی لوگوں کے ساتھ رہنے لگا اور وہیں یہ فوت ہوا۔ ②

① تفسیر قرطبی (۵/ ۱۸۸) سنن ترمذی، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی حق الجوار، ح: ۱۹۴۳۔ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی حق الجوار، ح: ۵۱۵۲۔ الادب المفرد (۱۰۵۔۱۲۸)

② تفسیر ابن عطیة (ص:۷۶۱) تفسیر در منثور (۳/ ۶۰۶۔۶۱۰) سنن کبری نسائی (۱۱۱۹۴) مختصراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ امیہ بن ابی الصلت تھا، اس نے پہلی آسمانی کتابیں پڑھ رکھی تھیں اور اسے یہ معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایک رسول بھیجنے والا ہے، اسے امید تھی کہ وہ رسول وہ خود ہوگا۔ جب نبی کریم ﷺ کو منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا تو اس نے حسد کیا اور کفر کا ارتکاب کیا۔ ①

امام القرطبی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مذکورہ آیت کریمہ امیہ بن ابی الصلت الثقفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے پہلی آسمانی کتابیں پڑھ رکھی تھیں۔ اسے اس بات کا علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت ایک رسول بھیجنے والا ہے۔ اسے امید تھی کہ رسول وہ خود ہوگا۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا محمد ﷺ کو رسول بنا دیا تو اس نے آپ سے حسد کیا اور آپ کا انکار کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

((آمَنَ شِعْرُهُ وَ كَفَرَ قَلْبُهُ))

''اس کی عقل وشعور نے ایمان قبول کر لیا، لیکن اس کے دل نے کفر کیا۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی یہ رائے تھی کہ بعض قرآنی الفاظ ایسے ہیں کہ وہ خود اس آیت کی تفسیر پر دلالت کرتے ہیں۔

جس طرح کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَلْقَ اَثَامًا ۝ (الفرقان: ۲۵/ ۶۸)

اثاما جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ اللہ نے اسے کافروں کو سزا دینے کے لیے بنایا ہے۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے درج ذیل آیت:

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ۝ (الشعراء: ۲۶/ ۵۷)

''تو ہم انہیں باغات اور چشموں سے نکال لائے۔''

کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس میں جنات سے مراد وہ باغات ہیں جو دریائے نیل کے

① تفسیر زاد المیسر (۳/ ۲۸۷)

② تفسیر قرطبی (۷/ ۳۲۰) تفسیر بغوی (۱/ ۳۰۱) تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۲)

③ تفسیر طبری (۹/ ۴۱۴) تفسیر ابن عطیة (ص:۱۳۹۱) تفسیر قرطبی (۱۳/ ۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں کناروں پر اسوان سے رشید مقام تک پھیلے ہوئے ہیں اور ان باغات کے اندر فصلیں بھی ہوتی ہیں۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کو قرآنی آیات، علم قراءت اور فقہ میں اجتھاد کا درجہ حاصل تھا۔ وہ ﴿ومن شر النفثت﴾ (الفلق:۴) کو ومن شر النافثات پڑھا کرتے تھے، فاعلات کے وزن پر، اس سے مراد وہ عورتیں ہیں، جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا اور وہ یہودی تھیں لوگوں کا خیال تھا کہ وہ لبید بن الاعصم کی بیٹیاں ہیں۔ (تفسیر قرطبی: ۲۰/۲۵۹)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے تفسیری نکات مخصوص مصادر و مراجع میں موجود ہیں، اگر کوئی محقق ان تمام تفسیری نکات کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کر لے تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آسکتی ہے۔

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اور اسرائیلی روایات:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات، توجیہات اور دین کے بارے میں ارشادات پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔

بعض صحابہ کرام اہل کتاب میں سے مسلمان ہونے والوں سے وہ مسائل حاصل کرتے جو ہدایت اور حق پر مبنی اور دین اسلام کے موافق ہوتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان سے کسی تاریخی واقعہ یا مثال کے بارے میں دریافت کرتے، پھر اس واقعہ یا مثال کا دین الٰہی سے موازنہ کرتے، اگر وہ دین اسلام کے موافق ہوتا تو اسے لے لیتے اگر موافق نہ ہوتا تو اسے یکسر چھوڑ دیتے۔

بہرحال علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس دائرے سے باہر نہ نکلتے جو ان کے مربی و ہادی برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے کھینچ دیا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حکم تھا:

((بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً وَ حَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))

''میری طرف سے تبلیغ کرو خواہ ایک آیت ہی کی ہو، بنی اسرائیل کی روایات کو بیان کرو کوئی حرج نہیں، لیکن جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا تو اس نے اپنا

---

① تفسیر قرطبی (۱۳/ ۱۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔''①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام میں سے تھے جنھوں نے اہل کتاب کی کتابوں سے بھی علم حاصل کیا۔

ہمارے لیے ضروری ہے کہ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ ثقافت کا سرچشمہ جس سے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے سیرابی حاصل کی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنگن سے پھوٹتا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے باپ سے بڑھ کر محبت کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ پر ترجیح دیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما عبادت بڑی لگن اور محنت سے جبکہ قرآن کریم کی تلاوت دن رات کثرت سے کرتے تھے۔

انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کثیر فرمودات کو سنا، انہیں یاد کیا اور لکھا۔

جن کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کی شہادت دی ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

② ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب کرے جس دن عرش الٰہی کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہیں ہوگا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما میں ایک خوبی یہ بھی پائی جاتی تھی کہ وہ سریانی زبان میں مہارت رکھتے تھے۔ اس زبان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے انھوں نے اہل کتاب کی کتابوں سے معلومات حاصل کیں۔

شریک بن خلیفہ کہتے ہیں:

((رَأَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو يَقْرَأُ بِالسِّرْيَانِيَّةِ)) ②

''میں نے عبداللہ بن عمرو کو دیکھا وہ سریانی زبان پڑھتے تھے۔''

---

① صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، ح: ۳۴۶۱

② طبقات ابن سعد (۴/ ۲۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے سریانی زبان اپنی جوانی میں سیکھ لی تھی۔

جب سرزمین شام میں اسلامی لشکر کو فتوحات حاصل ہوئیں تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے ان مفتوحہ علاقوں سے اہل کتاب کی کتابوں کو ایک اونٹ پر لادا اور ان کتابوں کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ آپ وقتاً فوقتاً ان کتابوں کو دیکھا کرتے اور ان کے مندرجات کو بیان کیا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے رشید الہجری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کہا کہ آپ ہمیں وہ کچھ بتائیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ)) ①

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔''

مسند امام احمد میں اعمش عن ابی سعد کے حوالے سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے عرض کی: آپ مجھے وہ کچھ بتائیں جو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو اور تورات اور انجیل سے کچھ نہ بتائیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

۱۔((اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَ يَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ)) ②

''مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مہاجر وہ ہے جس نے وہ کام چھوڑ دیے جن سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بعض اہل کتاب کی کتابیں پڑھا کرتے تھے، لیکن بعض تابعین نے اہل کتاب کی کتابوں سے استفادہ کرنے سے اجتناب کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے سات سو احادیث روایت کرنے کا شرف

① مسند احمد (۲/ ۱۹۳)

② مسند احمد (۲/ ۲۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کیا جبکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار تین سو چوہتر احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے قلیل تعداد میں احادیث روایت کیں جبکہ ان کی معلومات کا دائرہ بڑا وسیع تھا، وہ اہل کتاب کی زبان سے بھی متعارف تھے، اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما حدیث روایت کرنے کے حوالے سے بڑے محتاط تھے۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ وہ عبادت میں زیادہ مصروف رہتے تھے۔

صرف یہی نہیں بلکہ دیگر کبار صحابہ کرام سے بھی بہت کم تعداد میں احادیث مروی ہیں۔ مثال کے طور پر سیدنا علی بن ابی طالب، عمران بن حصین، ابو عبیدہ الجراح، عثمان بن عفان، سعید بن زید اور سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہم وغیرہ ان تمام کی مرویات کی تعداد بہت کم ہے۔

غالب خیال یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ احادیث کی روایت اس لیے نہیں کیونکہ آپ زیادہ تر عبادت میں مصروف رہتے تھے، زہد و تقویٰ کی طرف آپ کا رجحان زیادہ تھا اور حدیث روایت کرنے میں آپ حد درجہ محتاط تھے۔

آپ اس وقت کوئی حدیث بیان کرتے جب آپ سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا یا فتوی حاصل کیا جاتا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ رات بھر نوافل میں قرآن مجید پڑھتے اور دن کو روزہ رکھتے۔ کھڑے بیٹھے ہر دم ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ انہیں عبادت میں والہانہ انداز میں مشغول دیکھ کر ان کے والد گرامی سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول معظم، ہادی برحق، مربی اعظم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو عبادت میں اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھنے کا مشورہ دیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سچائی کے خوگر جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کی سیرت پاکیزہ اور بے داغ تھی۔ انھوں نے احادیث کا مجموعہ صحیفہ صادقہ کے نام سے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی، جس پر انہیں فخر تھا اور وہ اس صحیفے کو اپنے لیے بڑا قیمتی خزانہ سمجھتے تھے، یہ صحیفہ صادقہ حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ پر مشتمل تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے اس صحیفے میں اسرائیلی قصے کہانیاں بیان کرنے سے قطعی طور پر اجتناب کیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ یرموک میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے ہاتھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب کی کتابوں کی دو بوریاں لگیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ نے ان کتابوں سے وہی باتیں بیان کیں جو دین اسلام کے مطابق تھیں۔ شریعت اسلامیہ کے مطابق اگر کسی دوسرے مذہب کی کوئی اچھی بات لے لی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ قرآن و حدیث ہم مسلمانوں کے لیے اصل سرچشمے ہیں، ان کے مطابق اگر کوئی بھی بات ہو تو اسے قبول کرنے میں کوئی شرعی مضائقہ نہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا حافظہ بڑا تیز تھا۔ اس کی تصدیق ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی کی ہے، آپ فرماتی ہیں:

۱۔ ((وَاللّٰهِ لَقَدْ حَفِظَ عَبْدُاللّٰهِ))

''بخدا! اسے عبداللہ نے زبانی یاد کیا۔''

دوسری جگہ ارشاد فرماتی ہیں:

((مَا اَحْسَبُهُ اِلَّا قَدْ صَدَقَ ، اَرَاهُ لَمْ يَزِدْ فِيهِ شَيْئًا وَ لَمْ يَنْقُصْ))

''میرے خیال میں اس نے سچ کہا، میرا خیال ہے کہ اس نے نہ اس میں کوئی اضافہ کیا اور نہ ہی کمی کی۔''①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما صحیفہ صادقہ کو مرتب کرنے والے تھے، وہ خود صداقت کے خوگر تھے، انھوں نے جو کچھ بھی بیان کیا وہ حق و صداقت پر مبنی تھا، وہ ان علماء صحابہ میں سے ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) ②

''جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

بعض باتونی لوگوں نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کعب احبار کے شاگرد تھے۔ یہ بالکل غلط ہے اور اس کی کوئی سند نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما صادق المصدوق ہادی برحق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلمیذ رشید تھے۔ ہم یہ بات

---

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب ما یذکر من ذم الرأی، ح: ۷۳۰۷۔
صحیح مسلم، کتاب العلم، باب رفع العلم وقبضه، ح: ۱۴/ ۲۶۷۳۔

② صحیح بخاری، کتاب احادث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ح: ۳۴۶۱
مسند احمد (۲/ ۱۵۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخوبی جانتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تورات اور انجیل کے احکامات سے واقف تھے کیونکہ آپ کو سریانی زبان میں مہارت حاصل تھی۔ اہل کتاب کی جو کتابیں آپ کو سرزمین شام میں جنگ یرموک سے ملیں، وہ ان کتابوں میں درج احکامات سے متعارف تھے۔ وہ اہل کتاب جو مسلمان ہو گئے تھے ان سے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بعض واقعات کو بیان بھی کیا۔ یاد رہے کہ عبداللہ بن سلام یہودی تھے، پھر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ بلند پائے کے عالم تھے اور ان سے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے استفادہ کیا۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان کبار علماء فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے شریعت اسلامیہ کی روشنی میں فتوے دیے اور اپنی دلآویز رائے کا اظہار کیا۔ یہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جن کے عادل ہونے پر تمام علماء کا اجماع ہے۔

علامہ ابن الصلاح اپنی مشہور کتاب ''مقدمہ'' میں بیان کرتے ہیں کہ ساری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عادل تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی اسلامی شریعت کو اگلی نسلوں کی طرف منتقل کیا۔ ان کے عادل ہونے پر پوری امت کے علماء کا اجماع ہے۔ [1]

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اہل سنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل تھے۔

امت پر یہ واجب ہے کہ اس کا ہر فرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم و تکریم کرے اور ان کا ادب و احترام سے نام لے۔

صحابہ کرام کے تمام اعمال، خواہ وہ نفلی ہوں یا فرضی ریا سے پاک تھے، انھوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے احکامات الٰہیہ پر عمل کیا اور دنیاوی خواہشات کو انھوں نے قطعی طور پر نظر انداز کر دیا۔ ان کے دل اور جسم پاک صاف تھے۔ ان کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی کی جھلک دکھائی دیتی تھی اور ان کی آنکھیں خشیت الٰہی سے نم رہتی تھیں۔ انھوں نے اپنی عمریں دین کی سربلندی کے لیے کھپا دیں، کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ گھڑیاں اور لمحات ختم ہو جائیں گے جو موقع ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہیے۔

کسی شاعر نے صحابہ کرام کے بارے میں کیا خوب کہا ہے:

---

[1] مقدمة ابن الصلاح (ص: ۱۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ لِلّٰهِ دَرُّ اُنَاسٍ اَخْلَصُوْا عَمَلاً
عَلَى الْيَقِيْنِ وَدَانُوْا بِالَّذِي اُمِرُوْا
۲۔ اَوْلَاهُمْ نِعَمًا فَازْدَادَ شُكْرُهُمْ
ثُمَّ ابْتَلَاهُمْ فَاَرْضَوْهُ بِمَا صَبَرُوْا
۳۔ وَفُوْا لَهُ ثُمَّ وَافَوْهُ بِمَا عَمِلُوْا
بِهِ سُيُوْفُهُمْ يَوْمًا اِذَا نَشَرُوْا ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، یہ ذہین وفطین اور سردار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔ یہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جو مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور میں فتوے دیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ ②

آپ تقویٰ اور خشیت الٰہی کی شدت کی بنا پر اکثر و بیشتر روتے ہوئے دکھائی دیتے۔

یعلی بن عطاء اپنی والدہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ وہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے لیے سرمہ بنایا کرتی تھیں کیونکہ وہ اکثر و بیشتر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے خشیت الٰہی کی بنا پر آنسو بہایا کرتے تھے، یہاں تک کہ زیادہ رونے کی وجہ سے ان کی آنکھوں میں گیدا جایا کرتی تھی اور میری والدہ ان کے لیے سرمہ تیار کیا کرتی تھی۔ ③

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ان شرعی حدود کے دائرے میں رہتے ہوئے فتویٰ دیتے تھے جن کی انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشہ چینی کی تھی۔ وہ وضو، طہارت اور کانوں کے مسح کرنے کا وہی حکم دیتے جس طرح انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بچشم خود دیکھا۔ ④

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ایام تشریق میں روزہ نہیں رکھتے تھے۔ ⑤

جب موذن اذان دیتا تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما اسی طرح کہتے جس طرح

---

① الاجوبه للعراقيه: ١٠
② حياة الصحابة (٣/ ٢٥٤-٢٦٥)
③ حلية الاولياء (١/ ٢٩٠)
④ البدر التمام (١/ ٢٦١)
⑤ البدر التمام (٢/ ٣٤٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤذن اذان کہتا۔ پھر وہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے اور وسیلے کی دعا کرتے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے جب اس باکرہ عورت کے بارے میں سوال کیا گیا جس کو اس کا خاوند تین طلاقیں دے دیتا ہے تو سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما یہ فتویٰ دیا:

((لَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ))

''وہ اس کے لیے جائز نہیں یہاں تک کہ وہ کسی غیر سے شادی کر لے اور وہ اپنی مرضی سے اسے طلاق دے تو پھر یہ اس عورت کے ساتھ شادی کر سکتا ہے۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا موقف یہ تھا کہ مطلقہ عورت اپنے بچوں کو اپنی گود میں لینے کی اس وقت تک حق دار ہے جب تک کسی سے شادی نہ کرے اور وہ اپنے اس موقف کی تائید میں یہ دلیل دیتے کہ ایک دفعہ ایک مطلقہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ میرا بیٹا میرے پیٹ سے پیدا ہوا، میں نے اسے دودھ پلایا، میری گود میں اس نے پرورش پائی اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مجھ سے یہ میرا بیٹا چھیننا چاہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْتِ أَحَقُّ بِهِ مَا لَمْ تَنْكِحِي))

''جب تک تو نکاح نہ کرے اس وقت تک اس پر تیرا زیادہ حق ہے۔'' ③

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی وفات اور وصیت:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے علم، فقہ، تعلیم اور عبادت کے ماحول میں زندگی بسر کی۔ انھوں نے زندگی بھر روزے رکھے، قرآن کریم کی تلاوت کرنے، تعلیم دینے اور عبادت میں مصروف رہنے کا اہتمام کیا۔ انھوں نے علم کے مطابق عمل بھی کیا اور جنت کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ نیکی کے کام سرانجام دینے میں رغبت بھی رکھتے تھے۔

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ صداقت کے پیکر تھے، جو بات کہتے وہ سچائی پر مبنی ہوتی۔ بیان کیا

① البدر التمام (۱/ ۴۲۳)

② زاد المعاد (۵/ ۴۳۲) سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب نسخ، المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ح: ۲۱۹۸۔ مصنف عبدالرزاق (۱۱۰۷۸)

③ مسند احمد (۲/ ۱۸۲) سنن کبریٰ بیهقی (۸/ ۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے ان لوگوں سے جو ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یہ کہا کہ میری وصیت پر عمل کرنا۔ ۶۵ ہجری ماہ جمادی الآخر میں سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے وفات پائی اور انہیں ان کے گھر میں ہی دفن کر دیا گیا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما علم، فقہ اور حدیث کی بھرپور خدمت سرانجام دینے کے بعد اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے اور انھوں نے اپنے بعد وافر مقدار میں علم کا ذخیرہ چھوڑا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی قیامت کے دن ان کا ساتھ نصیب کرے۔ ہماری التجا ہے کہ ہمیں حشر کے دن عبادلہ کا ساتھ نصیب ہو۔ آمین!

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝

(الشعراء: ۲۶/ ۸۸، ۸۹)

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 4

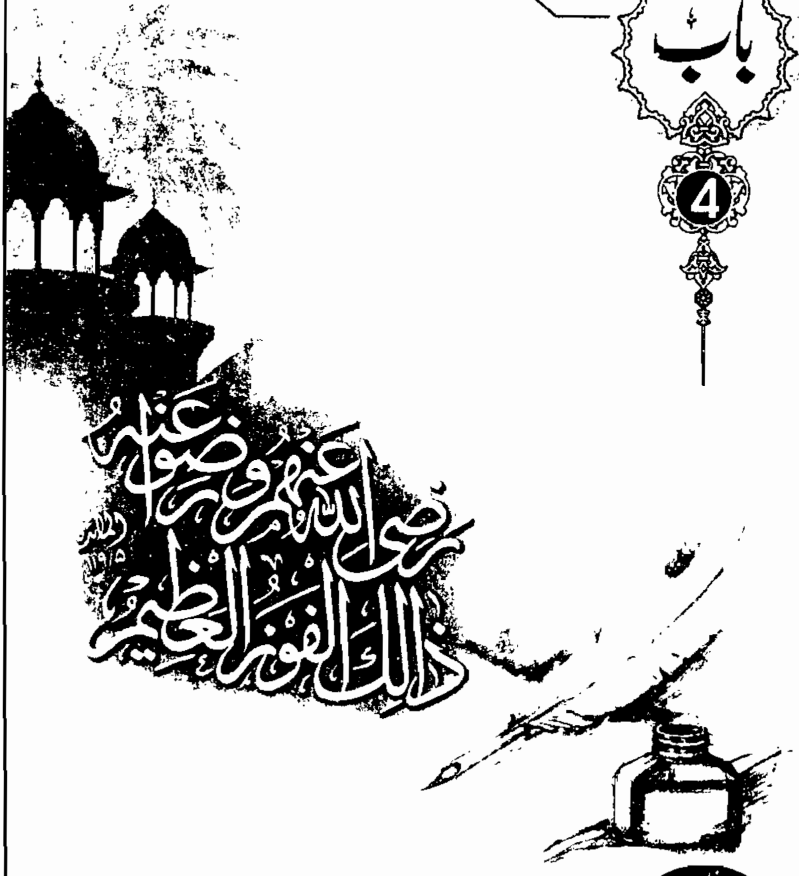

علماء صحابہ

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما [1]

- سیدنا عبداللہ بن زبیر علم، شرف، جہاد، عبادت اور فقہ میں بلند مقام پر فائز تھے۔
- یہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں پیدا ہونے والے پہلے نونہال تھے۔ سب سے پہلے ان کے پیٹ میں جو چیز داخل ہوئی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا اور یہ عبادلہ میں عمر میں سب سے چھوٹے تھے۔
- آپ بڑے بلند ہمت تھے۔ ان کی نگہ بلند تھی اور بڑے امور کو سرانجام دینے میں دلچسپی لیتے تھے، اس لیے کہ انھوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تربیت حاصل کی تھی۔
- تفسیر، فتاویٰ اور ادب میں ان کے اقوال زریں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔
- سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ۳۳ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔
- سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بڑے بہادر شہسوار تھے، میدان کارزار میں انھوں بڑا اثر انگیز کردار ادا کیا اور انھوں نے ۷۳ ہجری میں وفات پائی۔

---

[1] ان کے حالات کے لیے دیکھیے: حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۲۹۔۳۳۷) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۰۔۲۱۰) اسد الغابۃ (۳/ ۱۳۸۔۱۴۱) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۶۳۔۳۸۰) وفیات الاعیان (۳/ ۷۱۔ ۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاصل الکریم:

یہ جلیل القدر اور عالم فاضل صحابی بڑے بلند اخلاق اور نہایت خوبصورت جسمانی ساخت کے حامل تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۱﴾

(الحدید : ۵۷/ ۲۱)

''یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا اسے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔''

یہ ان نجیب الاطراف ائمہ علماء میں سے تھے۔ جو علم وادب کے زیور سے آراستہ تھے۔ علم اور بیان کے فنون ان کے اسی طرح تابع تھے جس طرح سیدنا سلیمان علیہ السلام کے حضور بڑے دیو ہیکل جنات تابع تھے۔ کلام کے محاسن ان کے سامنے یوں رقص کناں رہتے جس طرح ہوائیں بادلوں کو رواں دواں رکھتی اور انہیں الٹتی پلٹتی رہتی ہیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی تعریف کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

((اَحَدُ الْاَعْلَامِ، لَهُ صُحْبَةٌ، وَرِوَايَةٌ وَاَحَادِيْثُ، عَدَدُهُ فِي صِغَارِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم، وَ اِنْ كَانَ كَبِيْرًا فِي الْعِلْمِ، وَالشَّرْفِ وَالْجِهَادِ وَ الْعِبَادَةِ وَ كَانَ فَارِسَ قُرَيْشٍ فِيْ زَمَانِهِ، وَلَهُ مَوَاقِفُ مَشْهُوْرَةٌ، شَهِدَ الْيَرْمُوْكَ وَهُوَ مُرَاهِقٌ، وَ فَتَحَ الْمَغْرِبَ وَ غَزْوَ الْقُسْطُنْطُنِيَّةِ)) [1]

''وہ ایک نامور شخصیت کے حامل تھے، انھیں صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا، انھوں نے احادیث نبویہ کو روایت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا، آپ کو صغیر السن صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے، اگرچہ علم، شرف، جہاد اور عبادت کے اعتبار سے بڑے بلند درجے پر فائز تھے، وہ اپنے زمانے میں قریش کے شہسوار تھے، انھوں نے بڑے مشہور اور اہم کارنامے سرانجام دیے۔ انھوں نے جنگ یرموک میں حصہ لیا جبکہ ابھی ان کا عنفوان شباب تھا، انھوں نے مراکش کو فتح کیا اور قسطنطنیہ کی جنگ میں حصہ لیا۔''

ان کا باپ کون ہے؟

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۶۳، ۳۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی والدہ کون ہے؟
ان کا نانا کون ہے؟
ان کی دادی کون ہے؟
ان کی خالہ کون ہے؟
اور وہ خود کون ہے؟
ذرا غور کیجیے۔

ان کے والد گرامی

سیدنا عبداللہ کے والد گرامی حواری رسول اور آپ کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کے فرزند ارجمند، عشرہ مبشرہ بالجنۃ میں سے ایک نامور اور جلیل القدر صحابی سیدنا زبیر بن العوام الاسدی رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ مجلس شوریٰ کے چھ ارکان میں سے ایک تھے اور سب سے پہلے انھوں نے اللہ کی راہ میں تلوار نیام سے باہر نکالی۔ انھوں نے اوائل عمری میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، جبکہ ان کی عمر ابھی صرف سولہ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔

والدہ ماجدہ:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی والدہ ماجدہ سچائی کی پیکر، ذکر الٰہی کی خوگر اور صبر و شکر کرنے والی اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما تھیں، انھوں نے مہاجر خواتین میں سے سب سے آخر میں وفات پائی۔ آپ ''ذات النطاقین'' کے لقب سے مشہور و معروف تھیں۔

نانا جان:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نانا سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنے والے، عتیق لقب پانے والے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق پانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر و حضر کے ساتھی اور تمام امور میں آپ کے مخلص اور شفیق رفیق سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا اور جنھیں وفات کے بعد روضۂ رسول میں دفنایا گیا کہ جہاں ہر دم انوار کی بارش ہوتی رہتی ہے، جن کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ (التوبہ ۹/ ۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دو کا دوسرا جبکہ وہ دونوں غار میں تھے۔"

جنھیں نبی کریم ﷺ کا خلیفہ اول بننے کا شرف حاصل ہوا۔

جس نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جو نبی کریم ﷺ کو سب لوگوں سے بڑھ کر محبوب تھا، ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں، آپ فضل و شرف کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز تھے۔ جن کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے:

لَا تُفَضِّلْ عَلَى الْعَتِيْقِ صَدِيْقاً
فَهُوَ صِدِّيْقُ اَحْمَدَ الْمُخْتَارِ
وَاِنِ ارْتَبْتَ فِي الْاَحَادِيْثِ فَاقْرَاْ
ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

"سیدنا ابوبکر الصدیق سے کسی اور دوست کو افضل قرار نہ دو، وہ سیدنا احمد المختار ﷺ کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ اگر تمھیں میری باتوں میں شک ہو تو اللہ کا فرمان ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ پڑھ لو۔"

دادی:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی دادی رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ اللہ کے شیر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اور پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے والی خواتین میں شامل تھیں۔

(رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَاَرْضَاهَا)

خالہ

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خالہ صدیقہ بنت صدیق، عتیقہ بنت العتیق، حبیب کبریا سید المرسلین سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کی محبوب نظر رفیقہ حیات، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ جن کا دل پاکیزہ اور صاف شفاف تھا اور جنھوں نے اللہ علام الغیوب کے پیغام رساں سیدنا جبرئیل علیہ السلام کو بچشم خود دیکھا، وہ بلاشبہ ساری امت کی خواتین میں سے سب سے بڑھ کر فقیہہ تھیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَلاَ اَعْلَمُ فِی اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ بَلْ وَلاَ فِی النِّسَآءِ مُطْلَقًا اِمْرَءَةً اَعْلَمُ مِنْهَا)) [1]

''میرے علم میں نہیں کہ امت محمدیہ بلکہ مطلق طور پر ساری خواتین میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کوئی عالمہ ہو۔''

ہم ان صفحات میں جس جلیل القدر اور عالم فاضل صحابی کا تذکرہ کر رہے ہیں وہ چار عبادلہ علماء صحابہ میں سے ایک نامور صحابی تھے۔ آپ حق کے علمبردار اور سچائی کا پرچار کرنے والے تھے۔ انھیں نبی کریم ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے گھٹی دی، جو ماں باپ کی جانب سے نجیب الطرفین تھے۔ جو عبادت گزار، شب زندہ دار، روزے دار اور شمشیر بردار تھے۔ وہ محتاط رائے رکھنے والے، میدان جنگ میں بہادروں سے رو برو مقابلہ کرنے والے اور قرآن کے حافظ تھے۔

وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ جڑے رہے اور سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ ملے رہے، وہ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے پوتے نبی کریم ﷺ کی چہیتی اور وفادار بیوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے نور چشم، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تھے۔

ہمارے لیے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایک جلیل القدر عالم فاضل صحابی تھے۔ آپ شریف اور معزز خاندان کے چشم و چراغ اور بلند ہمت قریشی تھے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو الزبیری اور البکری دونوں خاندانوں سے نسبت حاصل تھی، یہ دونوں خاندان قابل رشک خاندانوں میں سے تھے، مکہ اور مدینہ میں یہ دونوں خاندان تاریخ اسلام کے معزز اور شریف گھرانوں میں شمار کیے جاتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی علمی تربیت میں ان دونوں خاندانوں نے دلبرانہ اور اثر انگیز انداز میں برابر کا حصہ لیا، ہم آیندہ صفحات میں ان کی سیرت کے درخشاں پہلوؤں کا مطالعہ کریں گے۔

ہجرت کے بعد پہلے نومولود

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما علماء وفضلاء میں سے تھے، جن کے بارے میں کہا گیا:

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۴۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ ((اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ بِالْمَدِیْنَةِ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ قَالَتْهُ عَائِشَةُ، وَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَیْرِ هٰذَا اَوَّلُ شَیْءٍ دَخَلَ بَطْنَهُ رِیْقُ النَّبِیِّ ﷺ قَالَتْهُ اُمُّهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہا)) ①

''ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں جو پہلا بچہ پیدا ہوا وہ عبداللہ بن زبیر تھا۔ اور سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا لعاب مبارک داخل ہوا۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ۱ ہجری کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کہ میں مجھے حمل ٹھہرا اور جب حمل کے دن تقریباً پورے ہو چکے تھے میں ہجرت کے لیے سفر پر روانہ ہوئی۔

میں مدینہ منورہ پہنچی اور قباء بستی میں پڑاؤ کیا، وہیں قباء میں میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا۔ پھر میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں بٹھایا، پھر ایک کھجور منگوا کر اسے چبایا، پھر اس کی گھٹی دی۔ اس طرح سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کا لعاب مبارک اس کے پیٹ میں داخل ہوا، پھر آپ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حق میں دعا کی اور اس کی مبارک باد دی۔ فرماتی ہیں:

((وَکَانَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ))

''یہ پہلا بچہ تھا جس نے مہاجرین اہل اسلام کے ہاں جنم لیا۔'' ②

مدینہ منورہ میں مہاجرین کے ہاں سب سے پہلے جنم لینے والے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں، ان سے پہلے انصار کے ہاں نعمان بن بشیر الانصاری پیدا ہوئے۔

① محاسن الوسائل فی معرفه الاوائل (ص۲۱۳) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه الی المدینة، ح: ۳۹۰۹، ۳۹۱۰۔ صحیح مسلم کتاب الآداب، باب استحباب تحنیك المولود، ح: ۲۱۴۶

② بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب هجرة النبی ﷺ واصحابه الی المدینة، ح: ۳۹۰۹۔ مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیك المولود، ح: ۲۶/ ۲۱۴۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے ((اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ))

سے مراد مدینہ منورہ میں مہاجرین اہل اسلام کے ہاں پہلا بچہ لیا جائے گا۔

صحیح مسلم کی دوسری روایت کچھ اس طرح ہے۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا جب ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئی تو وہ حاملہ تھیں۔ وادی قباء میں انھوں نے پڑاؤ کیا اور وہاں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جنم دیا، آپ اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ آپ اسے گھٹی دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اپنی گود میں بٹھا لیا، پھر آپ نے ایک کھجور منگوائی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے کھجور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے اسے چبایا، پھر اس کی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو گھٹی دی۔ اس طرح سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔ پھر سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے حق میں دعا کی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر وہ سات آٹھ سال کی عمر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرے۔ اس کا حکم ان کے والد زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے دیا تھا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ مسکرانے لگے، پھر عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کر لی۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے جنم لینے کی خبر مدینہ منورہ کے کونے کونے میں پھیل گئی، جب مسلمانوں نے یہ خبر سنی تو انھوں یکبارگی بآواز بلند اللہ اکبر کہا جس سے مدینہ منورہ کے در و دیوار گونج اٹھے۔ مدینہ منورہ میں رہائش پذیر مسلمان اس خبر سے بہت زیادہ خوش ہوئے جبکہ یہودی غم سے نڈھال ہو گئے۔ چونکہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے ساتھ حسد کرتے تھے اور یہودیوں کا خیال تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، اب ان کے ہاں کوئی بچہ جنم نہیں لے گا۔ لیکن جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو یہودیوں کے ہاں صف ماتم بچھ گئی۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے غلام زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو یہودیوں نے کہا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر جادو کر دیا ہے، اب ہماری سرزمین میں ان کے ہاں کوئی بچہ جنم نہیں لے گا۔ لیکن جب عبداللہ بن

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیك المولود، ح: ۲۵/ ۲۱۴۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تو زید کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات سنی، جب یہودیوں کو پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مکاری کو ناکام بنا دیا ہے تو وہ فوراً اپنے مؤقف سے بدل گئے۔ وہ بغلیں جھانکنے لگے اور ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کی تصویر بن گئے۔ (1)

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نواسے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنی گود میں لے کر مدینہ منورہ کی گلیوں میں چکر لگائے تاکہ لوگ بچشم خود دیکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی مکاری کو طشت از بام کر دیا اور ان کے دعووں کو غلط کر دیا ہے۔ یہودیوں نے مدینہ منورہ میں یہ بات پھیلا دی تھی کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، اب ان کے ہاں کوئی بچہ جنم نہیں لے گا۔

زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے وادیٔ قباء میں جس مکان میں جنم لیا اسے بڑی شہرت ملی۔ (2)

مصعب الزبیر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے، مدینہ منورہ میں وہ مہاجرین کے ہاں سب سے پہلے جنم لینے والے شخص تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میری والدہ جب سفر ہجرت پہ روانہ ہوئیں تو وہ حالت حمل میں تھیں اور میں نے ابھی جنم نہیں لیا تھا۔ جب بھی میری والدہ کو بھوک یا کبھی درد محسوس ہوا تو اس کا اثر مجھ پر پڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گھٹی دی اور مجھ پر اپنا دست شفقت رکھا۔ (3)

بابرکت پرورش:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جب جنم لیا تو ان کی خصوصی طور پر دیکھ بھال کی گئی، سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے عبداللہ کو لاڈ پیار سے چومتے اور یہ شعر کہتے:

أَبْيَضُ مِنْ آلِ أَبِي عَتِيقٍ
أُحِبُّهُ كَمَا أُحِبُّ رِيقِي (4)

''میرا بیٹا خاندان میں صاف ستھرا اور ہر دل عزیز ہے، میں اسے دل کی گہرائی سے

---

(1) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۲)

(2) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۲)

(3) نسب قریش (ص: ۲۳۷)

(4) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیار کرتا ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں پرورش پائی۔ انھوں نے اس ماحول میں اعلیٰ اخلاق اور احکام و معارف حاصل کیے۔ آپ بچپن ہی سے بڑے ذہین و فطین تھے، خانہ نبوت میں ان سے ہر کوئی لاڈ پیار سے پیش آتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ان پر خصوصی توجہ دیتے اور ان کی پرورش میں خاص طور پر دلچسپی لیتے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس دنیائے فانی سے کوچ ہوا تو اس وقت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عمر آٹھ سال چار ماہ تھی۔ ان کی اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمدورفت رہتی کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل میں سے تھے، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر اکثر و بیشتر آتے جاتے رہتے تھے۔ ①

خانہ نبوی میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے کے ساتھ نہایت لاڈ پیار اور محبت و شفقت سے پیش آتیں اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے بھانجے کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت کے ساتھ پیش آتی ہیں تو آپ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ رکھ دی۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

((مَا أَحْبَبْتُ أَحَدًا حُبِّي عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ)) ②

''مجھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سب سے زیادہ لاڈلا ہے۔''

مصعب الزبیر بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ میری کنیت رکھ دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنی ہمشیرہ کے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے کنیت رکھ لیں یا آپ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے کنیت ام عبداللہ رکھ لیں، تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۶۴۔۳۶۵)

② اخبار القضاة (۱/ ۱۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خوش ہو گئیں۔[1]

نبی کریم ﷺ مہاجرین اور انصار کے ان بیٹوں کو اکٹھا کیا جنھوں نے اسلام کے ماحول میں جنم لیا تھا اور اب وہ جوان ہو گئے تھے، ان سے آپ نے بیعت لی۔ ان میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے چند نوجوانوں کے بارے میں بات کی گئی۔

ان میں عبداللہ بن جعفر، عبداللہ بن زبیر، اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اگر آپ ان سے بیعت لے لیں تو ان کے لیے یہ بابرکت ثابت ہوگی، اس طرح ان کا تاریخ میں بڑا نام ہوگا۔ ان نوجوانوں کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ جب وہ نوجوان آپ کے پاس لائے گئے تو وہ ہچکچا رہے تھے۔ سب سے پہلے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ انھیں دیکھ کر مسکرائے کہ یہ اپنے باپ کا لاڈلا بیٹا ہے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سب سے بیعت لی۔[2]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے بہادروں کی طرح پرورش پائی، وہ اپنے باپ حواری رسول سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور اپنی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی نگرانی میں پرورش پا کر جوان ہوئے۔ انھیں بہادری اور سرداری ورثے میں ملی۔ آپ بچپن ہی سے بڑے بارعب تھے۔ انھوں نے جرأت بہادری اور سیادت کی بنیاد پر پرورش پائی۔ وہ بچپن میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایسے کھیل کھیلا کرتے تھے، جس میں جرأت و شجاعت کا عنصر پایا جاتا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے بڑے بہادر اور بلند ہمت تھے۔ ایک دفعہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر زور سے چیخ ماری جس سے بچے ڈر کر بھاگ گئے، لیکن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے پیچھے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم مجھے اپنا امیر بنالو ہم سب مل کر اس پر حملہ کرتے ہیں۔[3]

---

(1) نسب قریش (ص: ۲۳۷) مسند احمد (۱/ ۱۰۷) الادب المفرد (۸۵۱) سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی المرأۃ تکنی، ح: ۴۹۷۰۔

(2) مختصر تاریخ دمشق (۱۳/ ۱۷۳)

(3) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک دن سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بچوں کے پاس سے گزرے، وہ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں کھیل رہے تھے، ان کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ بچے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ڈر کر بھاگ گئے، جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما وہاں کھڑے رہے، انھوں نے مضبوط دلی اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جیسے کہ وہ شیر کے بچے ہوں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تعجب سے پوچھا: بیٹا تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ کیوں نہیں بھاگے؟ تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بڑی دلیری سے یہ جواب دیا: امیر المومنین! میں نے کوئی جرم نہیں کیا کہ آپ سے ڈروں اور نہ راستہ ہی تنگ ہے کہ میں آپ کے لیے اسے کشادہ کردوں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ جواب سن کر انگشت بدنداں رہ گئے اور انھیں چھوڑ کر آگے چل دیے۔ ①

خشوع وخضوع کرنے والا عبادت گزار:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا شمار چار نامور عبادلہ علماء صحابہ میں ہوتا ہے۔

ان کی ایک خاص خوبی یہ بھی تھی کہ وہ خود بھی صحابی تھے ان کے والد بھی صحابی تھے اور ان کی والدہ بھی صحابیہ تھیں۔ آپ کے نانا شیخ الصحابہ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تھے، جنھوں نے مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ حشر کے دن ہمیں ان کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین!

خیر و برکت اور فضل وشرف سے بھرپور فضا میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے علماء اور عبادت گزاروں کی طرح پرورش پائی۔ ان کا جسم پھرتیلا، رنگ گندمی اور ڈاڑھی ہلکی تھی۔ ان کی پیشانی پر دونوں آنکھوں کے درمیان سجدے کا نشان تھا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنے نانا سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے ہم شکل تھے۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا:

((اَنْتَ اَشْبَهُ النَّاسِ بِاَبِی بَكْرٍ)) ②

''تم سب لوگوں سے بڑھ کر سیدنا ابوبکر کے مشابہ ہو۔''

مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نماز میں کھڑے ہوتے تو یوں بے حس وحرکت دکھائی دیتے جیسے کوئی لکڑی زمین میں گڑی ہو۔ انھوں نے بیان کیا کہ

① التذکرة الحمدونية (۷/ ۲۱۸-۲۱۹) عيون الاخبار (۲/ ۱۹۷)

② الاصابة (۲/ ۳۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شجاعت، عبادت گزاری اور فصاحت و بلاغت کے سب معترف تھے، کوئی بھی ان کی ان خوبیوں کا انکاری نہیں تھا۔ ②

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے زندگی کا ایک حصہ خانہ نبوی میں بسر کیا اور یہ خانہ نبوی میں بڑے قریب سے عبادت کا منظر دیکھتے رہے۔ یہ گھر ان کے لیے تمام معاملات میں ایک نمونہ تھا اور نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے بہتر انداز میں نماز پڑھتا کسی کو نہیں دیکھا۔ ③

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عالم، عابد اور مجتہد تھے۔ انہیں حج کے مسائل پر عبور حاصل تھا اور اس کا اعتراف ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی کیا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نماز میں بہت زیادہ خشوع و خضوع کرنے والے تھے، وہ طویل رکوع و سجود کیا کرتے تھے اور قیام بھی بہت لمبا کرتے۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ عمر بن عبدالعزیز نے مجھ سے کہا کہ تیرے دل میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی محبت رچی ہوئی ہے۔

میں نے کہا کہ اگر آپ انھیں دیکھ لیتے تو آپ کو ان جیسا اللہ تعالیٰ سے سرگوشیاں کرنے والا اور نماز پڑھنے والا کوئی اور دکھائی نہ دیتا۔ ④

ام جعفر بنت النعمان بیان کرتی ہیں کہ میں سیدہ اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے ملی، میں نے انھیں سلام کیا اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں تذکرہ کیا تو انھوں نے کہا: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما رات کو کثرت سے قیام کرتا اور دن کو کثرت سے روزے رکھتا تھا اور اس کا مسجد میں بہت زیادہ دل لگتا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عبادت اور اللہ و رسول کے احکامات کی پیروی میں بہت

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۶۸۔۳۶۹) مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۶)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۶)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷۶)

④ حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ دلچسپی لیتے تھے، اس میں قدر مشغول رہتے کہ بڑے طاقت ور بھی بسا اوقات ایسا کرنے سے عاجز آ جاتے۔

گوناگوں خوبیوں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بڑے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز کر دیا تھا۔ ان کی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ان کی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے دل میں ان کی بہت قدر تھی۔ ان کے بھائی عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں:

((مَا سَمِعْتُ أُمَّيَا عَائِشَةَ وَ أَسْمَاءَ تَدْعُوَانِ لِأَحَدٍ مِنَ الْخَلْقِ دُعَائَهُمَا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ))

''جتنی دعا اماں عائشہ رضی اللہ عنہا اور اماں اسماء عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے حق میں کرتی تھیں مخلوق میں سے کسی اور کے حق میں اتنی دعا کرتے میں نے نہیں سنا۔''

عروہ بن زبیر یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بعد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لاڈ پیار تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اس پر فخر کیا کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بھتیجے ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں بے شمار خوبیاں تھیں، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے حق میں اپنے حجرے کی وصیت کی اور ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خرید لیا۔[1]

یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ تمام خوبیاں بڑی اعلیٰ و ارفع ہیں، جو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں پائی جاتی تھیں۔

اس کے ساتھ ساتھ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما میں یہ اضافی خوبی بھی پائی جاتی تھی کہ وہ اپنے بیٹے کو سنت کے مطابق ذکر الٰہی اور خشیت الٰہی اختیار کرنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔ عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اپنے ابا جان کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا، تم کہاں تھے؟

میں نے بتایا کہ میں نے چند لوگوں کو ذکر الٰہی میں مصروف دیکھا۔ ان میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ذکر الٰہی کرتا ہوا کانپنے لگا اور پھر وہ خشیت الٰہی سے غش کھا کر گر پڑا، میں ان لوگوں کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابا جان نے مجھ سے فرمایا: ان کے پاس آئندہ نہ بیٹھنا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابو بکر صدیق اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا، ان پر تو اس قسم کی حالت کبھی طاری نہیں ہوئی تھی۔ آپ کی کیا رائے ہے کیا یہ لوگ سیدنا ابو بکر الصدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے؟ تو میں نے ان لوگوں کے پاس بیٹھنا چھوڑ دیا۔[1]

قرآن اور علوم قرآن کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی محبت:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے، جنھیں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید لکھنے کی ذمے داری سونپی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حافظ قرآن تھے اور وہ رات دن قرآن کریم کی تلاوت کرتے اور کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی میں مشغول رہتے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں قرآن مجید کے متفرق حصے لوگوں کے سینوں میں تھے۔ بعض لوگوں نے اسے اوراق، چمڑے، سفید باریک پتھر یا ٹھیکریوں وغیرہ پر لکھا ہوا تھا۔ جب سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بپا ہونے والی جنگ جنگ یمامہ میں تقریباً سات سو قرآن کریم کے حافظ شہید ہو گئے تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن کریم کو جمع کرنے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ جب ابی بن کعب، عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت جیسے جلیل القدر شیوخ القراء فوت ہو جائیں گے تو قرآن کریم پھر کس طرح محفوظ رہ سکے گا؟ اس طرح سیدنا ابو بکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے باہمی مشورے سے سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کو جمع کرنے کی مہم پر لگا دیا۔ انھوں نے قرآن مجید کو مختلف جگہوں سے تلاش کر کے ایک جلد میں جمع کیا اور یہ مرتب شدہ صحیفہ سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا اور یہ صحیفہ ان کے پاس وفات تک رہا، پھر یہ صحیفہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس زندگی کے آخری لمحات تک رہا۔

پھر یہ صحیفہ ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی تحویل میں چلا گیا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب قراءتوں میں اختلاف سامنے آیا تو امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے علماء صحابہ کے سردار سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور

---

(1) حياة الصحابة (٣/ ٢٤٨)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ لوگوں کو ایک قرأت پر متفق کیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق کیا تو امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ جو ان کے پاس قرآن مجید کا نسخہ ہے وہ ہمیں دے دیں ہم اسے نقل کر کے آپ کو واپس لوٹا دیں گے۔

انھوں نے وہ نسخہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا تو انھوں نے سیدنا زید بن ثابت، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدنا سعید بن العاص اور سیدنا عبدالرحمن بن الحارث بن ہشام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا، انھوں نے اس صحیفے کو نقل کرنے کی خدمت سرانجام دی۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما قرآن مجید کے جمع کرنے کے مبارک عمل میں شریک ہوئے اور ان کی یہ جدوجہد، اجتہاد، فقہ اور علمی کاوشوں کا تذکرہ قیامت تک زبان زد عام رہے گا۔

یہ خوبیاں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ یوں منسلک رہیں جیسے سایہ انسان کے ساتھ منسلک رہتا ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی کتابت میں بھی حصہ لیا کیونکہ قرآن مجید کے بعض الفاظ میں قراءت کا اختلاف سامنے آیا۔ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے تابوت کو تابوہ لکھا، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ یہ لفظ تابوت ہے۔ جب یہ اختلاف سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو تابوت لکھو کیونکہ قرآن مجید قریش کی زبان میں نازل ہوا ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فقہی نظریات تھے جن سے ان کی علمی وسعت کا انداز ہوتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ کو مخفی پڑھنے والے علماء صحابہ کا ساتھ دیا ہے۔ جبکہ سورۂ فاتحہ کے آخر میں آمین کو بلند آواز سے کہنے کے قائل تھے۔ کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (ولا الضآلین) پڑھتے تھے تو اس کے بعد بلند آواز سے آمین کہتے تھے۔ ②

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی لیے یہ باب باندھا ہے:

---

① تفسیر قرطبی (۱/ ۴۹، ۵۴) تفسیر ابن عطیة (ص۳۶)

② تفسیر قرطبی (۱/ ۱۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بَابُ جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ))

''کہ امام کو بھی اونچی آواز سے آمین کہنا چاہیے۔''

روزے کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس روزہ افطار کیا اور آپ نے یہ الفاظ کہے:

((اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ)) ①

''روزہ داروں نے تمہارے پاس روزہ افطار کیا، نیک لوگوں نے تمھارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تمہارے لیے رحمت کی دعا کی۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بڑے ماہر عالم تھے۔ انھوں نے بعض آیات کی تفسیر دو طرح پیش کی اس سے ان کی علمی گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔

وہ عبادلہ صحابہ میں ایک نامور عالم تھے۔

قرآن مجید کی درج ذیل آیت کریمہ:

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ (الممتحنة: ٨)

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی دو تفسیریں بیان کی ہیں:

۱۔ پہلی تفسیر یہ کی ہے کہ اس سے کافروں کی عورتیں اور بچے مراد ہیں۔

۲۔ دوسری تفسیر یہ کی ہے کہ یہ آیت کریمہ سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کی والدہ قتیلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے، وہ اپنی بیٹی سیدہ اسماء کو ملنے آئی جبکہ وہ مشرک تھی اور بیٹی مسلمان، وہ اپنی بیٹی کے لیے تحائف لے کر آئی۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے تحائف قبول نے کیے اور نہ ہی اپنی والدہ کو گھر میں داخل ہونے دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ اسماء کو حکم دیا کہ اس کو گھر میں داخل ہونے دو، اس کے تحائف قبول کرلو اور اس کی عزت کرو۔ تم اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور صلہ رحمی کا رویہ اختیار کرو۔ ②

اسی طرح قرآن مجید کی آیت:

---

① تفسیر قرطبی (۲/ ۳۳۱) سنن ابن ماجه، كتاب الصيام، باب في ثواب من فطر صائما، ح: ۱۷۴۷۔

② التفسير الكبير للرازي (۲۹/ ۲۶۳) تفسير ابن عطية (ص: ۱۸۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ (المزمل:۶)

کی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دو تفسیریں کی ہیں۔

۱۔ ایک تفسیر یہ ہے کہ عشاء کے بعد ساری رات نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے اور عشاء سے پہلے کا حصہ نَاشِئَةَ نہیں ہے۔

۲۔ دوسری تفسیر یہ ہے پوری رات نَاشِئَةَ الَّيْلِ ہے۔ ①

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور حدیث شریف

تفسیر کے میدان میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بڑی مہارت رکھتے تھے، جو ان کے فقیہ اور عالم ہونے کی دلیل ہے لیکن ان سے بہت کم تعداد میں احادیث مروی ہیں۔ عبادلہ علماء صحابہ میں سے سب سے کم احادیث سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہیں۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((رُوِیَ لَهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةٌ وَ ثَلَاثُوْنَ حَدِيْثًا اِتَّفَقَا عَلٰى سِتَّةٍ وَانْفَرَدَ مُسْلِمٌ بِحَدِيْثَيْنِ)) ②

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے ۳۳ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، ان میں سے چھ متفق علیہ ہیں اور ۲ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ صَوَّامًا، قَوَّامًا، طَوِيْلَ الصَّلَاةِ، وَرَوٰى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَحَادِيْثَ وَ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَغَيْرِهِمَا)) ③

'' سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بہت زیادہ روزے رکھنے والے کثرت سے عبادت کرنے والے اور لمبی نماز پڑھنے والے تھے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے، اپنے باپ اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کیں۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَهُ صُحْبَةٌ وَ رِوَايَةٌ مُسْنَدُهُ نَحْوُ مِنْ ثَلَاثَةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ حَدِيْثًا رَوٰى

① تفسیر ابن عطیة (ص:۱۹۱۲)

② تهذیب الاسماء (۱/ ۲۶۷)

③ اسد الغابة (۳/ ۱۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَنْ اَبِیْهِ وَ جَدِّهٖ لِأُمِّهٖ الصِّدِّیْقِ وَاُمِّهٖ اَسْمَاءَ وَ خَالَتِهٖ عَائِشَةَ وَ عَنْ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَغَیْرِهِمْ)) ①

''سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مشہور صحابی تھے، انھوں نے ۳۳ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، انھوں نے اپنے والد، نانا سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ، اپنی والدہ سیدہ اسماء، اپنی خالہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے احادیث روایت کیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ان کے بھائی عروہ بن زبیر ان کے دونوں بیٹوں، عامر اور عباد بھتیجے محمد بن عروہ کے علاوہ عبیدہ السلمانی، طاؤس، عطاء ابن ابی ملیکہ اور ثابت البنانی نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے علاوہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ان کے دو پوتوں مصعب بن ثابت بن عبداللہ اور یحییٰ بن عباد بن عبداللہ نے احادیث روایت کیں اور ساتھ ہی ہشام بن عروہ اور فاطمہ بنت منذر بن زبیر وغیرہ نے بھی احادیث روایت کیں۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عبادلہ نامی چار مشہور و معروف علماء صحابہ میں سے ہیں اور عبادلہ سے مراد درج ذیل صحابہ کرام ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
③ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
④ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر تمام محدثین کی یہی رائے ہے کہ عبادلہ سے مراد مندرجہ بالا چاروں صحابہ کرام ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ عبادلہ میں شامل نہیں ہیں۔ امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہلے وفات پا گئے تھے۔ اور باقی مندرجہ بالا چاروں صحابہ کرام طویل عرصے تک زندہ رہے۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ انہی کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور جب یہ چاروں کسی مسئلے پر متفق ہو جاتے تو لوگ یہ کہتے کہ یہ عبادلہ کا موقف ہے یا عبادلہ اس پر متفق ہیں یا یوں کہتے کہ اس پر عبادلہ کا عمل ہے، البتہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں جن کا نام عبداللہ تھا۔

عبداللہ نامی صحابہ کرام کی تعداد دو سو بیس تھی۔ علامہ جوہری نے اپنی کتاب صحاح میں عبادلہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کی جگہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لکھا ہے، لیکن یہ غلط ہے، عبادلہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بجائے عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا نام ہی درست ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی زندگی کا خاصا حصہ خانہ نبوت کے قریب گزارہ۔ وہ قریبی رشتہ دار ہونے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اکثر و بیشتر حاضر ہوتے اور اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتے جاتے رہتے اور نبوت کے صاف شفاف سرچشمے سے حسب استطاعت اپنی علمی پیاس بجھاتے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ بخاری شریف میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کوفہ نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو خط لکھا، جس میں ان کے نانا سیدنا ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسے تھے؟ تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جواب میں لکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے نانا جان کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

((لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُهُ)) ②

''اگر میں نے اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بنانا ہوتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتا۔''

بخاری شریف میں سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت کچھ اس طرح ہے:

---

① تهذيب الاسماء (١/ ٢٦٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَنْبَأَنَا عَبْدُاللّٰهِ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زُبَيْرٍ)) ①

کہتے ہیں کہ جنگ احزاب میں میرے اور عمرو بن ابی سلمہ کے ذمے عورتوں کے کیمپ کا پہرہ لگایا گیا۔ میں نے پہرے کے دوران دیکھا کہ ابا جان سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر بنو قریظہ کی طرف دو یا تین مرتبہ گئے، میں جب واپس پلٹا تو میں نے ان سے پوچھا: ابا جان! آپ بار بار آ جا رہے تھے کیا وجہ تھی خیر تو تھی؟ انھوں نے فرمایا: بیٹا! کیا تو نے مجھے دیکھ لیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ ہاں۔ کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کے پاس جائے اور مجھے ان کے بارے میں خبر دے کہ وہ کس حال میں ہیں اور ان کے عزائم کیا ہیں؟

اس لیے میں وہاں آ جا رہا تھا۔

جب میں بنو قریظہ کا جائزہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے ((فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ)) کہا، آپ کا یہ فرمان میرے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ ②

بخاری شریف کتاب التفسیر میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ﴾ (الاعراف: ۷/۱۹۹) سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے اخلاق کے بارے میں نازل کیا۔ ③

صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے نماز میں بیٹھنے اور رانوں پر اپنے ہاتھ رکھنے کی کیفیت کا بیان کچھ اس طرح ہے:

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا قَعَدَ فِي الصَّلٰوةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرَى بَيْنَ فَخِذِهِ وَسَاقِهِ وَ فَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى وَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى رُكْبَتِهِ الْيُسْرَى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى۔ ((وَاَشَارَهُ

---

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لو کنت متخذا خلیلا" ح: ۳۶۵۸۔

② بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب مناقب الزبیر بن العوام، ح: ۳۷۲۰

③ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الاعراف، باب ﴿خذ العفو وامر بالعرف ......﴾ ح: ۴۶۴۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاِصْبَعِهٖ)) ①

"جب رسول اللہ ﷺ نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں پاؤں اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان کر لیتے اور اپنا دایاں پاؤں بچھا دیتے اور آپ اپنا بایاں ہاتھ بائیں گھٹنے اور دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھ لیتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔"

مسند امام احمد میں ہشام بن عروہ بن زبیر سے مروی ہے کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد یہ کہا کرتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ لَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ، قَالَ: وَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ)) ②

"اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہ نیکی کرنے اور نہ ہی برائی سے بچنے کی طاقت ہے مگر اللہ کے ساتھ، اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، ہم خاص اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کی ہر نعمت ہے اور اسی کا ہر فضل ہے اور اسی کے لیے ہر اچھی تعریف ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اسی کے لیے دین کو خالص کرنے والے ہیں، اگرچہ کافر لوگ اس بات کو ناپسند کریں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہتے۔"

یوم عاشوراء کو روزہ رکھنے کی فضیلت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عاشوراء کے دن روزہ رکھا کرو، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ ③

---

① صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب صفة الجلوس فی الصلاة، ح: ۵۷۹

② صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاة، ح: ۵۹۴۔ مسند احمد (۴/ ۴، ۵)

③ مسند احمد (۴/ ۵، ۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةٌ فِیْ مَسْجِدِیْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلٰوةٍ فِیْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ وَصَلَاةٌ فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ اَلْفِ صَلَاةٍ فِیْ هٰذَا)) ①

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں نماز پڑھنا دیگر مساجد میں نماز پڑھنے کی نسبت ہزار گنا افضل ہے، سوائے مسجد حرام کے، مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نماز پڑھنے سے افضل ہے۔"

نسائی میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے حج کے بارے میں یہ روایت ہے، فرماتے ہیں کہ خثعم قبیلے کا ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد محترم بوڑھے ہیں وہ سواری پر سوار نہیں ہو سکتے۔ ان پہ حج فرض ہے، کیا میں ان کی جانب سے حج کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اپنے باپ کے بڑے بیٹے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے؟ اس نے کہا کیوں نہیں، میں قرض ضرور ادا کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر اس کی جانب سے حج بھی کرو۔ ②

سہل بن سعد الساعدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آپ نے مکہ معظمہ میں منبر پر خطبہ دیتے ہوئے یہ فرمایا: لوگو! رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اِلَیْهِ ثَانِیًا وَ لَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا اَحَبَّ ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ)) ③

---

① مسند احمد (۴/ ۵) صحیح ابن حبان (۱۶۲۰)

② مسند احمد (۴/ ۵) سنن نسائی، کتاب مناسك الحج، باب تشبیه قضاء الحج بقضاء الدین، ح: ۲۶۴۰۔

③ حلیة الاولیاء (۱/ ۳۳۷) صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب ما یتقی من فتنة المال، ح: ۶۴۳۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر آدم کے بیٹے کو سونے کی ایک وادی دے دی جائے تو وہ دوسری وادی کی چاہت کرے گا، اگر اسے دوسری وادی بھی دے دی جائے تو وہ تیسری وادی کی تمنا کرے گا، آدم کے بیٹے کے پیٹ کو مٹی ہی بھرے گی، اللہ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول کرتا ہے۔''

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی فصاحت و بلاغت اور شعراء کا خراج تحسین:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو علم، فقہ اور روایت کے میدان میں بہت سے لوگوں پر سبقت حاصل تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ادب اور بلاغت کے میدان بھی نمایاں تھے۔ آپ بھلا اس میدان میں نمایاں کیوں نہ ہوتے کہ آپ نے بلاغت کبریٰ یعنی قرآن مجید اور حدیث شریف سے استفادہ کیا تھا اور ساری امت کی خواتین میں سے سب سے بڑھ کر عالمہ فاضلہ خاتون، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تعلیم و تربیت لی تھی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی بلیغ الکلامی کے چند نمونے ملاحظہ کریں:

۱۔ إِذَا اعِيَتْكَ الْأُمُوْرُ مِنْ رُؤُوْسِهَا فَاْتِهَا فِي أَذْنَابِهَا۔ ①

''جب معاملات تجھے اپنے سروں کی جانب سے عاجز کر دیں تو تم ان کی دموں کی جانب سے ان کو سرانجام دو۔''

۲۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَا عَاشَ بِخَيْرٍ مَّنْ لَّمْ يَرَ بِرَأْيِهِ وَمَا لَمْ يَرَ بِعَيْنِهِ)) ②

''اس نے خیر کی زندگی بسر نہیں کی جس نے اپنی عقل اور اپنی آنکھ سے نہ دیکھا۔''

۳۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((لَيْسَ النَّاسُ بِشَيْءٍ مَنْ أَقْسَاهُمْ أَقْنَعُ مِنْهُمْ بِأَوْطَانِهِمْ)) ③

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بعض جملے تو ضرب المثل بن گئے۔ انھوں نے ایک دفعہ یہ کہا کہ

أَكَلْتُمْ تَمْرِيْ وَعَصَيْتُمْ أَمْرِيْ ④

---

① التذکرة الحمدونية (۱/ ۳٦۱) ② التذکرة الحمدونية (۱/ ۳۰۵) عيون الاخبار (۱/ ۳۴)

③ التذکرة الحمدونية (۸/ ۱۴۳)

④ مجمع الامثال للميرانی (۱/ ۱۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم نے میری کھجور کھائی اور میری حکم عدولی کی۔"

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو شعر گوئی پر عبور حاصل تھا اور موقعے کی مناسبت سے برجستہ شعر کہنے کی قدرت رکھتے تھے۔ جنگ جمل کے دوران اشتر النخعی اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے، اشتر نخعی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فوج میں تھا جبکہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تائید کرتے ہوئے امیر معاویہ کی فوج میں تھے۔ دونوں مقابلے کے دوران اپنے گھوڑوں سے زمین پر گرے تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر یہ شعر پڑھا:

اُقْتُلُوْنِیْ وَ مَالِکًا وَاقْتُلُوْا مَالِکًا مَعِیَ ①

"مجھے اور مالک کو قتل کرو اور میرے ساتھ مالک کو بھی قتل کرو۔"

یاد رہے کہ اشتر النخعی کا نام مالک تھا۔

میرانی کہتے ہیں: اُقْتُلُوْنِیْ وَ مَالِکًا کی اصطلاح سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے استعمال کی اور پھر یہ اصطلاح مشہور ہو کر ضرب المثل بن گئی۔ یہ ضرب المثل اس وقت استعمال کی جاتی ہے جبکہ کوئی شخص اپنے دوست کو کسی قسم کا نقصان پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی معلومات کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ آپ ایک جید اور ماہر عالم اور اعلیٰ پائے کے دانشور تھے، ہر سوال کا جواب نہایت جچے تلے انداز میں دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کسی نے ان سے متعہ کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے نہایت اختصار کے ساتھ جواب دیا:

اَلذِّئْبُ یُکْنٰی اَبَا جَعْدَہ! ②

"بھیڑیے کی کنیت ابو جعدہ ہے۔"

مطلب یہ کہ متعہ لفظاً اچھا ہے لیکن اس کا مفہوم برا ہے۔ جس طرح بھیڑیے کی بظاہر کنیت تو اچھی ہے لیکن بھیڑیے کی سرشت ایک خونخوار درندے کی ہے۔

"جعدہ" گھنگھریالے بالوں کو کہتے ہیں اور "ابو جعدہ" بھیڑیے کی کنیت ہے۔

---

① مجمع الامثال (۲/ ٦٩٦)

② حیاۃ الحیوان (۱/ ۵۱۱، ۵۱٦) ثمار القلوب (ص: ۲۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ جملہ بول کر بتا دیا کہ متعہ کی حقیقت نہایت گھناؤنی ہے۔ متعہ بلفظ اچھا ہے لیکن اس کا معنی و مفہوم برا ہے، اس جواب سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عبقریت کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے امیر المومنین سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما سے نہایت جرأت مندانہ انداز اور فصاحت و بلاغت کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے بات کی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان سے محو گفتگو ہوئے اور فرمایا: امیر المومنین! آپ کا حق بنتا ہے کہ ہم آپ کی پیروی کریں لیکن یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ ہم آپ کی اطاعت کریں گے اور آپ ہمارے حالات سے بھی اچھی طرح واقف رہا کریں، ہمارے حالات سے غافل نہ رہیں۔[1]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خود بھی موقع کی مناسبت سے شعر کہنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور شعر کا جواب شعر میں دینے پر انہیں بڑی دسترس حاصل تھی۔ جب جواب دینا مناسب نہ سمجھتے تو خاموشی اختیار کرلیا کرتے تھے۔

علی بن ظافر الازدی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور مروان بن الحکم، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں اکٹھے ہوئے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردے کی اوٹ میں تشریف فرما تھیں۔

مروان بن الحکم نے یہ شعر کہا:

فَمَنْ يَّشَآءِ الرَّحْمَانُ يَخْفِضُ بِقَدْرِهِ
وَلَيْسَ لِمَنْ لَمْ يَرْفَعِ اللّٰهُ رَافِعُ

''اللہ رحمان جس کی چاہتا ہے قدر و قیمت گھٹا دیتا ہے اور جس کو اللہ بلند نہ کرے اسے بلندی نصیب نہیں ہوسکتی۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کے جواب میں برجستہ یہ شعر کہا:

فَفُوِّضْ اِلَى اللّٰهِ الْاُمُوْرَ اِذَا اعْتَرَتْ
وَ بِاللّٰهِ لَا بِالْاَقْرَبِيْنَ اُدَافِعُ

''جب معاملات درپیش ہوں تو انہیں اللہ کے سپرد کردیں اللہ کی رضا کے لیے نہ کہ

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریبی رشتہ داروں کی رضا کے لیے میں دفاع کرتا ہوں۔"

مروان بن الحکم نے یہ شعر کہا:

وَدَاوُوا خَمِيرَ الْقَلْبِ بِالْبِرِّ وَالتُّقٰى
فَلَا يَسْتَوِى قَلْبَانِ قَاسٍ وَ خَاشِعُ

"دل کے خیر کا علاج نیکی اور تقوے سے کرو سخت اور نرم دل برابر نہیں ہوا کرتے"

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مروان سے شعر سنتے ہی یہ شعر کہا:

وَلَا يَسْتَوِى عَبْدَانِ هٰذَا مُكَذِّبٌ
عُتُلٌّ لِّأَرْحَامِ الْعَشِيرَةِ قَاطِعُ

"دو بندے برابر نہیں ہوتے، یہ جھٹلانے والا اور خاندانی رشتوں کو توڑنے والا بے ہودہ گو ہے۔"

مروان نے یہ شعر کہا:

وَعَبْدٌ يُجَافِي جَنْبُهُ عَنْ فِرَاشِهِ
يَبِيتُ يُنَاجِي رَبَّهُ وَهُوَ خَاشِعُ

"وہ بندہ جس کا پہلو بستر سے الگ رہتا ہے اور وہ اپنے رب سے نہایت عاجزی و انکساری کے ساتھ سرگوشیاں کرتا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر یہ شعر کہا:

وَلِلْخَيْرِ أَهْلٌ يُعْرَفُونَ بِهَدْيِهِمْ
إِذَا اجْتَمَعَتْ عِنْدَ الْخُطُوبِ الْمَجَامِعُ

"اہل خیر اپنے انداز سے پہچانے جاتے ہیں، جب لوگ مصائب کے وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔"

مروان نے یہ شعر کہا:

وَلِلشَّرِّ أَهْلٌ يُعْرَفُونَ بِشَكْلِهِمْ
تُشِيرُ إِلَيْهِمْ بِالْفُجُورِ الْأَصَابِعُ

"اہل شر اپنی شکل سے پہچانے جاتے ہیں ان کی بدمعاشی کی طرف انگلیاں اشارہ کرتی ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا تو ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا بات ہے، خاموش کیوں ہو گئے، بڑا دلچسپ مقابلہ ہو رہا تھا؟ تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مجھے یہ اندیشہ لاحق ہوا کہ کہیں زبان سے کوئی ہلکی بات نہ نکل جائے تو میں رک گیا۔ ①

شعراء میں سے ابن قیس، زفر بن الحارث، ابو ذویب الھذلی، ایمن بن خریم اور فرزدق وغیرہ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مدح سرائی میں شعر کہے:

فرزدق اپنے دور کا بڑا مشہور و معروف شاعر تھا۔ اس نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی مدح میں درج ذیل اشعار کہے:

۱۔ فَالْاَرْضُ لِلّٰهِ وَلَهَا خَلِيفَتُهُ
وَصَاحِبُ اللّٰهِ فِيهَا غَيْرُ مَغْلُوبِ

۲۔ بَعْدَ الْفَسَادِ الَّذِیْ قَدْ كَانَ قَامَ بِهِ
كَذَّابُ مَكَّةَ مِنْ مَكْرٍ وَّ تَخْرِيبِ

۳۔ رَامُوا الْخَلَافَةَ فِیْ غَدْرٍ فَأَخْطَاهُمْ
مِنْهَا صُدُوْرٌ وَ اَفَازُوْ ا بِالْعَرَاقِيبِ۔

۱۔ ''زمین اللہ کی ہے اور اپنے خلیفہ کو اس کا حکمران بنایا، جو اللہ کا دوست ہے، وہ مغلوب نہیں ہے۔''

۲۔ ''فساد کے بعد مکہ کے ایک جھوٹے نے اس کے ساتھ مکر وفریب کیا اور تخریب کاری کی۔''

۳۔ ''انھوں نے فساد کے وقت اسے خلافت دی تو ان سے غلطی صادر ہو گئی اور وہ مصائب کا شکار ہو گئے۔''

ایمن بن خریم بن فاتک الاسدی، عبدالعزیز بن مروان اور عبدالملک بن مروان دونوں کے ہاں با اثر تھا۔ اس کے والد خریم صحابی تھے اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی ایک دن عبدالملک بن مروان نے ایمن بن خریم سے کہا: آپ کے والد اور چچا کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ ہم سے یہ مال لے لو اور عبداللہ

① بدائع البدائة لابن ظافر اللازوی (ص: ۱۹۲، ۱۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف جا کر لڑو تو ایمن بن خریم نے صاف انکار کر دیا۔ اس نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ وفاداری کا رویہ اختیار کیا اور کہنے لگے: یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ایک مسلمان کے خلاف تلوار اٹھاؤں اور وہ ہو بھی خاندان قریش کا چشم و چراغ۔ اگر میں نے اپنی زندگی میں ایسا کام کیا تو پھر میری زندگی مجھے قطعاً کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نامور ادیب اور فصیح و بلیغ عالم تھے اور وہ متعدد زبانیں بولنے پر دسترس رکھتے تھے۔

مستدرک حاکم اور حلیۃ الاولیاء میں عمر بن قیس کا بیان منقول ہے، فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سو غلام تھے اور ہر غلام کی زبان مختلف تھی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر غلام کے ساتھ اس کی زبان میں بات کرتے تھے۔ جب میں انہیں دنیاوی معاملات سرانجام دیتے ہوئے دیکھتا تو اس طرح اس میں مگن ہوتے جیسے دنیا سے انھوں نے کبھی نگاہ ادھر ادھر نہیں کی اور جب آخرت کے معاملات میں انہیں مصروف دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا جیسے آخرت سے وہ لمحہ بھر کے لیے غافل نہیں ہوئے۔ ②

فقہ، فتاویٰ جات اور مواعظ حسنہ

ہم یہ تو جانتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خانۂ نبوت میں پرورش پائی اور عظیم تر مدرسہ نبویہ میں تعلیم حاصل کی۔

انھوں نے علم و فقہ کا وافر حصہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حاصل کیا۔ مزید وہ علمی و فقہی بصیرت سے آراستہ تھے، اس طرح انہیں چار علماء صحابہ میں سے ہونے کا شرف حاصل ہوا کہ جن کی عالمانہ شان و شوکت پر امت مسلمہ قیامت تک فخر کرتی رہے گی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رضاعت کے بارے میں فتویٰ دیا کہ جو رضاعت محرم بناتی ہے وہ کم از کم پانچ گھونٹ ہے۔ پانچ گھونٹ سے کم اگر کسی نے دودھ پیا تو اس سے حرمت قائم نہیں ہوتی۔

اس سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث کو بنیاد بنایا:

---

① الشعر والشعراء (۱/ ۵۵۲) لابن قتیبۃ۔

② مستدرك حاكم (۳/ ۵۴۹) حلية الاولياء (۱/ ۳۳۴) حياة الصحابة (۳/ ۱۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تُحَرِّمُ الْمَصَّةُ وَالْمَصَّتَانِ)) ①

"ایک یا دو گھونٹ محرم نہیں بناتے۔"

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی موقف ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور صحابہ کرام اسی موقف کے قائل تھے، نبی کریم ﷺ نے سہلہ بنت سہیل کو یہ حکم دیا:

((أَرْضِعِي سَالِمًا خَمْسَ رَضَعَاتٍ تَحْرِمِي عَلَيْهِ))

"تم سالم کو پانچ گھونٹ دودھ پلا دو اس صورت میں تو اس پر حرام ہو جائے گی۔" ②

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رضاعت کے بارے میں یہی فتویٰ دیا کرتی تھیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا قضاء کے بارے میں یہ فتویٰ تھا کہ فریقین حاکم وقت کے سامنے برابر ہیں، خواہ معاشرے میں ان دونوں کی حیثیتیں ایک دوسرے سے مختلف کیوں نہ ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی یہی سنت ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے درج ذیل فرمان سے ثابت ہوتا ہے:

((قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يَقْعُدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ))

"رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ فرمایا کہ دو جھگڑنے والے حاکم کے سامنے برابر بیٹھیں۔" ③

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ اپنے افعال اسی طرح سرانجام دیتے جس طرح انھوں نے نبی کریم ﷺ کو کرتے دیکھا یا آپ ﷺ سے سنا یا آپ تک کسی کے ذریعے سے خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بھی اس کی اقتدا کرتے۔

ابو نعیم وہب بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کو دیکھا

---

① مسلم، کتاب الرضاع، باب فی المصة والمصتان، ح:۱۴۵۰۔ سنن ابی داود (۲۰۶۳)

② زاد المعاد (۵/ ۵۷۲۔۵۷۳) واللفظ له صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب رضاعة الکبیر، ح: ۱۴۵۳۔

③ سنن ابی داود، کتاب الاقضیة، باب کیف یجلس الخصمان بین یدی القاضی، ح: ۳۵۸۸ واسنادہ ضعیف۔ مسند احمد (۴/ ۴) مستدرك حاکم (۴/ ۱۰۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ وہ دونوں دعا کے بعد اپنے ہاتھ منہ پر پھیرتے تھے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما دعا کے آداب و احکام کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے۔ امام بخاری کی کتاب ''الادب المفرد'' میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ منقول ہے کہ وہ جب بجلی کی کڑک سنتے تو خاموش ہو جاتے گفتگو بند کر دیتے اور یہ کلمات کہتے:

((سُبْحَانَ الَّذِيْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ)) ②

''پاک ہے وہ ذات کہ بجلی کی کڑک اس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے اس کے ڈر سے۔''

پھر فرماتے یہ زمین پر بسنے والوں کے لیے بڑی سخت وعید ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فیصلہ بڑی باریک بینی سے کیا کرتے تھے۔ خلع اور طلاق معاملات میں فیصلہ صادر کرتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کو پیش نظر رکھتے اور ان سے سرمو بھی ادھر ادھر نہ ہوتے۔ اس کی تفصیل طبقات ابن سعد، زاد المعاد اور حیاۃ الصحابہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

لوگوں نے بھی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فیصلوں کو قبول کیا، جیسا کہ وکیع نے امام مالک بن انس کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان تک یہ خبر پہنچی کہ ابان بن عثمان نے عبدالملک بن مروان کی طرف خط لکھا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہیں۔ امیر المومنین کی اس بارے میں کیا رائے ہے کہ میں ان فیصلوں کو تسلیم کرتے ہوئے لاگو کر دوں یا مسترد کر دوں؟

تو عبدالملک بن مروان نے ابان بن عثمان کو جواب میں لکھا: اللہ کی قسم! ہم عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فیصلوں کو معیوب نہیں سمجھتے، ہمارے ان سے اختلافات صرف حکومتی سطح کے ہیں۔ آپ کے پاس جب میرا خط پہنچے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے فیصلوں کو لاگو کر دینا، ان کے فیصلوں کو مسترد کرنا ہمارے لیے بہت مشکل ہے۔ ③

اس میں ذرا برابر شک و شبہ نہیں کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بڑے شریف اور معزز

① الادب المفرد للبخاری (٦٠) حیاۃ الصحابۃ (٣/ ٣٣٠)

② الادب المفرد (٧٢٣) موطا امام مالك (٢/ ٩٩٢) حیاۃ الصحابۃ (٣/ ٣٨٧)

③ اخبار القضاۃ (١/ ١٣٠) سنن کبریٰ بیہقی (١٠/ ١٢١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاندان کے چشم و چراغ تھے، حکمت، دانائی، فتویٰ دینے کی صلاحیت اور فصاحت و بلاغت ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور یہ خوبیاں ان میں وافر مقدار میں موجود تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ایک متقی انسان کی طرح پرورش پائی اور فرائض اور سنتوں پر زندگی بھر عمل پیرا رہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما علم، فقہ، قضاء اور نامور صحابہ کرام کی اقتدا میں بڑے نمایاں تھے۔

بعض لوگ اپنے مشکل ترین مسائل کو حل کرانے کے لیے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوتے اور انہیں اپنا فیصل تسلیم کرتے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ مقام ان کی عمدہ رائے، عقل مندی، بالغ نظری اور استقامت کی بنا پر ملا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کرتے۔ اور قول و فعل میں ان کی مشابہت کیا کرتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہو بہو مشابہت کرتے ہیں۔

علامہ مدائنی بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما تہبند اپنی پنڈلیوں تک اونچا رکھتے اور ہاتھ میں درا پکڑ کر رکھتے یہی طرز عمل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا تھا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما مواعظ حسنہ سے نوازتے اور سامعین کو شیریں کلامی سے شاد کام کرتے۔

ایک دفعہ انھوں نے اپنے خطبے میں کہا: اے حجاج کرام! مجھ سے پوچھو، ہم پر قرآن مجید نازل ہوا اور ہم اس کی تفسیر کو بخوبی جانتے ہیں۔ ②

عزت نفس کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا یہ جملہ بڑا مشہور و معروف ہے:

((وَاللّٰهِ لَضَرْبَةٌ بِسَيْفٍ فِيْ عِزٍّ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ ضَرْبَةٍ بِسَوْطٍ فِيْ ذُلٍّ)) ③

''بخدا! عزت میں تلوار کا وار مجھے ذلت میں کوڑے کی مار سے کہیں زیادہ پسند ہے۔''

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷٦)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۷٦)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۲۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عبادلہ علماء صحابہ میں بڑے اعلیٰ پائے کے خطیب تھے۔ ان کی آواز بڑی بلند تھی، جب خطاب کرتے تو بیت اللہ کے قریب پہاڑوں میں گونج پیدا ہو جاتی، ان کے سر کے بال گردن تک تھے جبکہ ان کی ڈاڑھی کا رنگ زرد تھا۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما جب خطاب کرتے تو فصاحت و بلاغت کے موتی بکھیرتے۔ آپ کے مواعظ حسنہ کا سننے والوں کے دلوں پر گہرا اثر ہوتا۔

محمد بن عبداللہ الثقفی رحمہ اللہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا خطبہ سنا۔ وہ ترویہ سے ایک دن پہلے احرام کی حالت میں ہمارے پاس آئے اور نہایت ہی اثر انگیز انداز میں حمد وثنا کے بعد یہ کہا:

"فرزندان اسلام! تم مختلف اطراف سے اللہ تعالیٰ کے مہمان بن کر یہاں آتے ہو۔ اللہ اپنے مہمان کی عزت کرتا ہے، جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ اسے محروم نہیں کرتا۔ تم قول وعمل کی یکسانیت کو اختیار کرو۔ عمل انسان کے قول کا سردار ہوتا ہے۔ نیت کو خالص کرو، دلوں کو صاف رکھو، اللہ تمھیں ان مبارک دنوں میں اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ ان دنوں میں گناہوں کو بخشا جاتا ہے۔ تم دنیا کے مختلف اطراف سے آتے ہو اور تمہارے آنے کا مقصد نہ تجارت ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کے حال معلوم کرنا تمہارے پیش نظر ہے اور نہ ہی تم یہاں دنیاوی فائدہ حاصل کرنے آئے ہو۔" پھر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تلبیہ کہا اور لوگوں نے بھی تلبیہ کہا، وہ اس کے بعد اس دن اتنا زیادہ روئے کہ میں نے اتنا روتے انہیں کبھی نہیں دیکھا۔ ②

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے وقب بن کیسان کو مواعظ حسنہ سے نہایت دلآویز، دلربا اور دلکش انداز میں نوازا۔ آپ نے فرمایا:

((إِنَّ لِأَهْلِ التَّقْوٰى عَلَامَاتٍ يُعْرَفُوْنَ بِهَا، وَ يَعْرِفُوْنَهَا مِنْ أَنْفُسِهِمْ مِنْ صَبْرٍ عَلَى الْبَلَاءِ وَ رِضًى بِالْقَضَاءِ، وَشُكْرٍ لِلنَّعْمَاءِ، وَذِلٍّ لِحُكْمِ الْقُرْآنِ، وَ إِنَّمَا الْإِمَامُ كَالسُّوْقِ مَا نَفَقَ فِيْهَا حُمِلَ إِلَيْهَا، إِنْ نَفَقَ الْحَقُّ عِنْدَهُ حُمِلَ إِلَيْهِ وَجَاءَهُ أَهْلُ الْحَقِّ، وَإِنْ نَفَقَ الْبَاطِلُ

① مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۱۸۲)

② حلیة الأولیاء (۱/ ۳۳۵، ۳۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَهُ وجَائَهُ أَهْلُ الْبَاطِلِ وَنَفَقَ عِنْدَهُ)) ①

''اہل تقویٰ کی کچھ نشانیاں ہیں جن سے ان کو پہچانا جاتا ہے اور وہ ان نشانیوں کو اپنے آپ میں دیکھتے ہیں۔ وہ مصیبت پر صبر کرنے والے، راضی برضا رہنے والے، نعمتوں پر شکر کرنے والے اور قرآن مجید کے لیے نرم دل ہوتے ہیں۔ امام بازار کی مانند ہوتا ہے جو اس کو دو گے وہی تمھیں لوٹا دے گا۔ اگر اس کے پاس حق خرچ کرو گے تو حق ہی لوٹائے گا اور اہل حق اسکے ساتھ ہوں گے اور اگر باطل خرچ کرو گے تو باطل ہی لوٹائے گا اور اہل باطل ہی اس کے ساتھی ہوں گے۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی اوّلیات اور سدا بہار کارنامے:

ہر بڑے انسان کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں ایسے اثر انگیز کارنامے سرانجام دے کہ اس کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ اسے اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

لَعَمْرُكَ إِنَّ الْمَرْءَ تَخْلُدُ بَعْدَهُ
أَحَادِيثُهُ وَالْمَرْءُ لَيْسَ بِخَالِدِ

''تیری عمر کی قسم! یقیناً انسان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اس کی باتیں یاد رہتی ہیں اور انسان ہمیشہ نہیں رہتا۔''

حقیقی ہمیشگی اور باقی رہنے والی بیداری، علماء کی بیداری اور حکماء کا تذکرہ ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

وَ مَا الْخَيْرُ فِي طُولِ الْحَيَاةِ إِذَا مَرْءٌ
مَضَى ثُمَّ لَمْ تُذْكَرْ بِخَيْرٍ عَوَاقِبِهِ

''اس صورت میں لمبی زندگی میں کوئی خیر و بھلائی نہیں جبکہ انسان چلا جائے اور اس کے بعد اس کے اچھے کاموں کا تذکرہ ہی نہ ہو۔''

دوسرے شاعر نے کہا:

رَدَّتْ صَنَائِعُهُ إِلَيْهِ حَيَاتَهُ
فَكَأَنَّهُ مِنْ نَشْرِهَا مَنْشُورُ

① حلية الاولياء (۱/ ۲۳۶) حياة الصحابة (۳/ ۵۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اس کے کارناموں نے اس کی زندگی لوٹا دی، گویا کہ اس کے کارناموں نے اسے دوبارہ اٹھا دیا۔"

ایک اور شاعر کہتا ہے:

فَاِنْ يَّكُ فَنَتْهُ اللَّيَالِيُ وَ مَرُّهَا
فَاِنَّ لَهُ ذِكْرًا سَيَغْنِي اللَّيَالِيَا

"اگر اسے راتوں نے فنا کر دیا اور اس نے وہ گزار لیں تو اس کا ایسا تذکرہ ہوگا اور شہرت ملے گی جس سے راتیں فنا ہو جائیں گی۔"

بلاشبہ اوّلیات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ہر ایک کو دلچسپی ہوتی ہے اور یہ انسان کا محبوب مشغلہ ہے کہ وہ اولیات کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ اسی طرح اکابر علماء کے وہ کارنامے جو انھوں نے سب سے پہلے سرانجام دیے ہوتے ہیں، انہیں معلوم کرنا ان کے لیے بہت مفید ہوتا ہے جو ان اکابر علماء کرام سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ اوائل کے حوالے سے علم کی اہمیت کو ذہن نشین کرنے کے لیے درج ذیل عبارت بڑی کارآمد ہے:

((وَهٰذَا الْعِلْمُ اَنْفَسُ مَا طَلَبَهُ الطَّالِبُوْنَ، وَاَشْرَفُ مَارَغِبَ فِيْهِ الرَّاغِبُوْنَ وَ اَعَزُّ مَا اُفْنِيَتْ فِيْهِ الْاَعْمَارُ، وَقُضِيَتْ بِهِ اَوْقَاتُ اللَّيْلِ وَ سَاعَاتُ النَّهَارِ، وَاَحْسَنُ مَا شُنِّفَتْ بِذِكْرِهِ الْاَسْمَاعُ، وَجُلِيَتْ بِالنَّظْرِ فِيْ كُتُبِهِ الْاَبْصَارِ يَتَشَرَّفُ بِهِ اللَّبِيْبُ الْمَجَالِسَ، وَيَتَحَلّٰى بِهِ الْاَدِيْبُ فِي الْمَجَالِسِ، وَيَرْتَفِعُ بِهِ قَدْرُهُ فِيْ اَهْلِهِ، وَيَزْدَادُ بِهِ دُوْنَهُمْ فِيْ نَيْلِهِ وَيَبْلُغُ بِهِ اَوْفَى الرُّتَبِ وَيَصِيْرُ اِلَيْهِ كَالنَّسَبِ)) [1]

"یہ علم نفیس ترین چیز ہے جسے طلب کرنے والوں نے طلب کیا اور بڑے شرف والی چیز ہے جس میں رغبت کرنے والوں نے رغبت کی اور معزز ترین چیز ہے جس میں عمریں فنا کر دی گئیں اور اس کی طلب میں رات کے اوقات اور دن کی گھڑیاں گزاری گئیں اور یہ علم سب سے بڑھ کر حسین ترین چیز ہے جس سے کانوں میں بالیاں پہنائی گئیں اور اس علم کی کتابوں میں دیکھنے سے آنکھوں کو جلا ملی۔ عقل مند

① محاسن الوسائل فی معرفة الاوائل (ص: ۲۵، ۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سے محفلوں کو سجاتا ہے اور ادیب علم کے ساتھ محفلوں کو آراستہ کرتا ہے اور اس کی اپنے خاندان میں قدر و منزلت بلند ہوتی ہے۔ وہ علم کو حاصل کر کے اوائل کا علم اولیات اور نادر اعمال کی معرفت معلومات حاصل کرنے میں دلچسپی رکھنے والے کے علمی معیار میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔"

حاجی خلیفہ نے اپنی کتاب "کشف الظنون" میں اولیات کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے:

((هُوَ عِلْمٌ تَتَعَرَّفُ مِنْه اَوَائِلُ الْوَقَائِعِ وَ الْحَوَادِثُ بِحَسْبِ الْمَوَاطِنِ وَالنَّسَبِ وَ مَوْضُوْعُهُ وَ غَايَتُهُ ظَاهِرَةٌ، وَهٰذَا الْعِلْمُ مِنْ فُرُوعِ التَّوَارِيْخِ وَ الْمُحَاضَرَاتِ)) ①

"یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے سے سب سے پہلے وقوع پذیر ہونے والے واقعات و حالات کا پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعات و حالات کس جگہ اور کس خاندان میں ہوئے۔ اس کا موضوع اور غرض و غایت بالکل واضح ہے۔ یہ علم تاریخ کی شاخ ہے۔"

مجھے اچھا لگا کہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے کارناموں کی مبارک فہرست کا یہاں تذکرہ کروں، جن کارناموں کو ادا کرنے میں انہیں تاریخی اعتبار سے انفرادیت حاصل ہے اور وہ کارنامے تاریخ میں پہلی مرتبہ انہیں سرانجام دینے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یہ کارنامے بلاشبہ ان کے علمی تفوق تقویٰ وطہارت کی برتری اور ست کے ساتھ والہانہ عقیدت پر دلالت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کہا گیا:

((كَانَ اَحَدُ فُضَلَاءِ النَّاسِ عَقْلًا، وَ حَزْمًا وَشُجَاعَةً وَ بَيَانًا)) ②

"وہ عقل، دانش، احتیاط، بہادری اور بیان کرنے میں تمام لوگوں میں ایک نامور فاضل تھے۔"

یہ بات حقیقت پر مبنی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما متقی، مخلص، ولی اللہ، صالح،

---

① کشف الظنون (۲/ ۱۹۹)

② الاوائل لابی ہلال العسکری (ص: ۱۵۲) محاسن الوسائل (ص: ۲۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ اور حبیب کبریا ﷺ کی سنت کے ساتھ والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ اسلامی قوانین کو جاننے کے حوالے سے عام خاص لوگ انہی کی طرف رجوع کرتے تھے۔

جو کوئی خالص علم حاصل کرنے کا ارادہ کرتا تو اس کے لیے آپ ایک چشمہ تھے جہاں سے علمی پیاس بجھائی جاسکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حج کے موقع پر لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم مجھ سے سوال کرو، ہم پر قرآن مجید نازل ہوا اور ہم اس کی تفسیر بخوبی جانتے ہیں۔

وہ کارنامے جن کو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے سرانجام دیا:

① سب سے پہلے قرآن مجید کو سامنے رکھ کر حلف اٹھانے کا حکم سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دیا۔

② قیقعان وادی میں گھروں کی تعمیر کے لیے حرم کے درختوں کے کاٹنے کا حکم سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دیا تھا۔

③ نماز سے پہلے اور نماز کے بعد سب سے پہلے حجر اسود کو بوسہ دینے کا عمل سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سرانجام دیا۔ پھر اس کے بعد آنے والے حکمرانوں نے اس عمل کو مستحسن قرار دیا۔

④ سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے حجر اسود کو چاندی میں جڑا جبکہ آگ لگنے کی وجہ سے وہ ٹوٹ گیا تھا۔

⑤ سب سے پہلے بیت اللہ کو اندر اور باہر سے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خوشبو لگائی۔

⑥ سب سے پہلے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کو ریشم کا غلاف پہنایا۔

⑦ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیت اللہ کی تعمیر سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی قائم کردہ بنیادوں پر اٹھائی۔ حصین بن نمیر کی توپوں سے گولہ باری کی بنا پر کعبہ کے بعض حصے منہدم ہو گئے تھے اور سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حجاز کے حکمران تھے۔

⑧ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو کعبہ مشرفہ کی تعمیر میں یہ مشکل پیش آئی کہ کعبہ کے منہدم ہونے والے حصوں کو تعمیر کر کے کعبہ کو پہلی شکل میں استوار کیا جائے یا سارے کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو مکمل کعبہ کی تعمیر کی جائے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مشورے کے لیے صحابہ کرام، تابعین عظام اور معاشرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے سرکردہ افراد کو دعوت دی اور سب کے سامنے تعمیر کعبہ کا مسئلہ رکھا۔

مجلس مشاورت میں حصہ لینے والوں کی اکثریت نے تو کعبہ کے بقیہ حصوں کو گرانے کی مخالفت کی اور کہا: جو حصے بچ گئے ہیں انہیں نہ گرایا جائے اور جو حصے منہدم ہو چکے ہیں ان کی تعمیر کا اہتمام کیا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اہل مجلس سے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جائے تو اس کی دلی خواہش ہوگی کہ اس کے گھر کی اچھی طرح تعمیر ہو اور یہ گرائے بغیر نہیں ہو سکتی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کے جو حصے باقی بچ گئے تھے انہیں بھی گرانے کا حکم دے دیا، لیکن کسی شخص میں یہ حوصلہ نہیں تھا کہ کعبہ کے کسی حصے کو گرائے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما آگے بڑھے، کدال ہاتھ میں لیا اور کعبہ کے ان حصوں کو گرانے لگے جو بچ گئے تھے اور اپنے ہاتھوں سے پتھر اٹھا کر ذرا فاصلے پر پھینکنے لگے۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ وقت کا حکمران کام کر رہا ہے تو لوگ بھی ان کے ساتھ اس کام میں مشغول ہو گئے۔ اس کام کے دوران وہ بنیاد ظاہر ہوگئی جو سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے رکھی تھی تو پھر انھوں نے ابراہیمی بنیادوں پر کعبہ کی تعمیر مکمل کی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی تعمیر کا کام مکمل کیا اور اس کا دروازہ زمین کی سطح کے برابر نصب کیا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کو زیادہ سے زیادہ خوبصورت بنانے میں اپنی پوری توانائی صرف کی تاکہ اس کی عمارت دیکھنے والے کی نظروں کو حسین اور بارعب لگے۔

مسعودی نے اپنی کتاب ''مروج الذہب'' میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ ان کی خدمت میں پچکاری کا وہ نادر نمونہ پیش کیا گیا جو ابرہہ حبشی نے صنعاء یمن میں گرجا گھر کے لیے بنایا تھا اور اس میں طرح طرح کے رنگوں کو استعمال کیا گیا تھا۔ جو دیکھنے میں سونے کا محسوس ہوتا۔ اس کے ساتھ سنگ مرمر کے تین ستون تھے۔ کعبے کی تعمیر جب مکمل ہوگئی تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس کو ریشم کا غلاف پہنایا، اس سے پہلے ٹاٹ اور چمڑے کے ٹکڑوں کو جوڑ کر غلاف کعبہ بنایا جاتا تھا۔

جو پچکاری کا نادر نمونہ صنعاء یمن سے لایا گیا تھا اور اس کے ساتھ سنگ مرمر کے تین ستون بھی تھے ان اشیاء کو بیت اللہ کے اندر رکھ دیا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ''بیت اللہ'' کی تعمیر جدید میں دو دروازے بھی نصب کرائے ایک دروازہ اندر داخل ہونے کے لیے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرا باہر نکلنے کے لیے۔

''مسالک الابصار'' میں مذکور ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: ''تیری قوم جب کعبہ کی تعمیر کرنے لگی تو ان کے پاس خرچ ختم ہوگیا تو انھوں نے اپنی گنجائش کے مطابق بیت اللہ کو تعمیر کیا، اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہو کہ تیری قوم بھڑک اٹھے گی تو میں کعبہ کو منہدم کر کے از سر نو اس کی تعمیر کرتا اور اس میں دو دروازے نصب کرتا۔'' سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے تو کوئی رکاوٹ نہیں، انھوں نے اسی انداز میں کعبہ کو تعمیر کیا جس طرح اپنی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر عمرہ ادا کیا۔ آپ مکہ ننگے پاؤں مسجد عائشہ کی طرف گئے۔ مکہ کے باشندے بھی آپ کے ساتھ تھے اور مسجد عائشہ میں عمرے کے لیے احرام باندھا۔

کعبہ کی تعمیر مکمل ہونے کی خوشی میں شکرانے کے اونٹ ذبح کیے۔ آپ اس بات پر بہت خوش تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی انداز میں تعمیر کعبہ کی ہمیں توفیق دی جس انداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعمیر چاہتے تھے۔ اس کام میں بھی ان کو اولیت اور انفرادیت حاصل تھی۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سب سے پہلے ۷ ہجری میں دینار اور درہم کا سکہ اپنی اسلامی ریاست میں رائج کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جن کارناموں میں اولیت اور انفرادیت حاصل تھی ان کی فہرست تو بہت دراز ہے، ہمیں درج ذیل کتابوں سے جو معلومات ملیں وہ یہاں درج کر دی گئی ہیں۔

مراجع اور مصادر کے نام یہ ہیں:

1. فتح الباری
2. وفیات الاعیان
3. مختصر تاریخ دمشق
4. مروج الذہب
5. الکامل لابن اثیر
6. سیر اعلام النبلاء
7. حلیۃ الاولیاء
8. السیرۃ الہاشمیہ
9. اخبار مکہ
10. شفاء الغرام باخبار البلد الحرام
11. طبقات ابن سعد
12. الاوائل للعسکری
13. محاسن الوسائل وغیرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کچھ اس انداز میں ارشاد فرماتے ہیں:

قَارِیءٌ لِكِتَابِ اللّٰهِ، عَفِيفٌ فِي الْإِسْلَامِ، أَبُوهُ الزُّبَيْرُ وَأُمُّهُ أَسْمَاءُ، وَجَدُّهُ أَبُو بَكْرٍ وَعَمَّتُهُ خَدِيجَةُ، وَخَالَتُهُ عَائِشَةُ، وَجَدَّتُهُ صَفِيَّةُ)) ①

''کتاب اللہ کا عالم، تاریخ اسلام کا پاکدامن، ان کے والد سیدنا زبیر، ان کی والدہ سیدہ اسماء، ان کے نانا سیدنا ابوبکر، ان کی پھوپھی سیدہ خدیجہ، ان کی خالہ سیدہ عائشہ، اور ان کی دادی سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہم ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی شجاعت اور جہاد:

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بچپن میں شہسواری کا دودھ پیا تھا، ان کے والد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہسوار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے شہسواری کے گر اپنے والد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے سیکھے تھے اور نوعمری میں بڑے بڑے معرکوں میں حصہ لیا تھا۔

بخاری شریف میں عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے اس حدیث میں معرکہ یرموک کا ذکر کیا ہے اور اس بات کا بھی تذکرہ کیا کہ اس معرکے میں سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہ فرماتے ہیں:

((وَ كَانَ مَعَهُ أَیْ مع الزُّبَيْر عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ وَهُوَ ابْنُ عَشَرَ سِنِينَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَ وَكَّلَ بِهِ رَجُلًا)) ②

''اس کے ساتھ یعنی الزبیر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر بھی تھا جبکہ ابھی اس کی عمر دس سال تھی اسے گھوڑے پر سوار کیا اور ایک شخص کو نگران مقرر کیا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کی بہادری اور

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳٦۷) حلیة الاولیاء (۱/ ۳۳۴)
صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة التوبة، باب قوله ﴿ثانی اثنین اذ هما فی الغار﴾ ح: ۴٦٦۴۔۴٦٦۵

② صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جهل، ح: ۳۹۷۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہسواری سے مطمئن تھے۔ انھوں نے اسے گھوڑی پر سوار کر دیا اور انہیں اس بات کا اندیشہ ہوا کہ گھوڑی کو شاید یہ قابو نہ کر سکے تو ایک شخص کو نگرانی پر مامور کر دیا کہ دشمن کے مکروفریب سے آگاہ رہے، یعنی جب گھمسان کا رن پڑے تو دشمن اس کے خلاف کوئی چال نہ چل دے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا جہاد میں حصہ لینے کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے والد سیدنا الزبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب مشرکین کو شکست ہوئی تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے زخمی مشرکوں کو تہہ تیغ کرنا شروع کر دیا۔ یہ بچپن میں ان کی شجاعت کا حال تھا۔[1]

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مجاہدین کے انداز میں پرورش پائی، ان کے والد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو جہاد کے لیے تیار کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو بچپن سے ہی مجاہدین کی قیادت کرنے کا شوق تھا۔ وہ اپنی نوعمری میں سخت جانی کا مظاہرہ کرنے کے دلدادہ تھے۔ وہ اپنے والد گرامی سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یرموک میں شریک ہوئے تھے، جیسا کہ ہم اس کا تذکرہ پہلے بھی کر چکے ہیں۔

جب ان کی عمر بیس سال ہوئی اور آپ گھبرو جوان تھے تو انھوں نے اپنے والد گرامی کے ساتھ مصر فتح کرنے میں حصہ لیا۔ شاہ مصر مقوقس کے ساتھ جو ۲۱ ہجری کو صلح کا معاہدہ ہوا اس میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ گواہ کی حیثیت سے شریک تھے۔ معاہدے کے آخر میں سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہما اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور محمد شریک ہوئے۔ وردان نے یہ معاہدہ تحریر کیا۔[2]

جب لیبیا فتح ہو گیا تو لشکر اسلام کے امیر سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں شہسواروں کا ایک جتھہ صبراتہ فتح کرنے کے لیے روانہ کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما لشکر کی قیادت کرتے ہوئے بڑی تیزی سے صبراتہ کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر اسے فتح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سیدنا عبداللہ بن ابی سرح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں افریقہ فتح کرنے میں اثر انگیز کارنامے سرانجام دیے اور رومی گورنر جرجیر کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام

① فتح الباری (۷/ ۳۵۰)

② الکامل لابن الاثیر (۲/ ۳۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا، اس معرکہ آرائی کی تفصیلات آئندہ سطور میں درج ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما افریقہ میں لشکر اسلام کے دائیں جانب کے قائد معاویہ بن خدیج السکنی کے معاون تھے۔

۴۵ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے افریقہ میں السومسہ شہر کو فتح کیا۔

۴۹ ہجری میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں قسطنطنیہ میں جنگ کے لیے روانہ ہوئے۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ وہ ان کے ساتھ بڑی محبت کے ساتھ ملتے تھے۔ جب بھی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ملاقات سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ہوتی، تو انہیں کچھ اس انداز سے خوش آمدید کہتے:

((مَرْحَبًا يَابْنَ عَمَّةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ ابْنَ حَوَارِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ يَأْمُرُ بِمِئَةِ أَلْفٍ)) ①

''خوش آمدید! اے رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کے پوتے اور حواری رسول ﷺ کے بیٹے خوش آمدید! پھر انہیں ایک لاکھ درہم عطیہ دینے کا حکم دیتے۔''

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی جہادی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک ایسی نادر و نابغہ روزگار شخصیت تھے کہ جن کی جرات، شجاعت اور ولولہ انگیز جنگی داستانیں میدان ہائے کارزار میں بڑی نمایاں دکھائی دیتی ہیں۔

تقریباً ۲۵ ہجری کو سیدنا عبداللہ بن ابی سرح نے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے افریقا میں جنگ کرنے کی اجازت طلب کی تو انھوں نے اجازت دے دی اور ان کی قیادت میں ایک لشکر جرار بھی روانہ کیا جس میں چوٹی کے مجاہدین شامل تھے۔ اس مبارک لشکر میں سیدنا عبداللہ بن عباس، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص، سیدنا عبداللہ بن زبیر، سیدنا عبداللہ بن جعفر، سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہم جیسے منتخب علماء صحابہ کرام شامل تھے۔

اس بابرکت اور کامیاب لشکر کا نام جیش العبادلہ یعنی عبادلہ کا لشکر تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے لشکر اسلام کو دشمن پر غلبہ حاصل کرنے میں بڑا اہم اور

① تاریخ دمشق (۲۸/ ۱۶۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمایاں کردار ادا کیا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دشمن پر اچانک یلغار کا طریقہ اپنایا جس کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئے۔

۲۵ ہجری میں عبداللہ بن سعد اور افریقہ کے حکمران جرجیر کے درمیان مقابلہ طویل عرصے تک جاری رہا۔ جنگی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے دشمن پر اچانک زور دار یلغار کی تجویز دی۔ لشکر اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا اور یہ طریق کار اختیار کیا گیا کہ لشکر اسلام کا ایک جنگجو حصہ فجر سے ظہر تک دشمن سے نبرد آزما رہے، پھر اس کے بعد دوسرا حصہ میدان میں آ جائے۔

ایک دن سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن ابی سرح لشکر میں موجود نہیں ہیں۔ ان کے غیر حاضر ہونے کی وجہ معلوم کی تو پتہ چلا کہ آج مد مقابل لشکر کے سالار جرجیر نے اعلان کیا ہے کہ جنگ میں جو سپاہی عبداللہ بن ابی سرح کو قتل کرے گا اسے ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے گا اور ساتھ ہی میں اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دوں گا۔ سیدنا عبداللہ بن ابی سرح اس حوالے سے سوچ رہے ہیں کہ کیا حکمت عملی اختیار کی جائے، اس لیے وہ ابھی اپنے خیمہ میں ہیں اور میدان جنگ میں نظر نہیں آ رہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو جب یہ صورت حال معلوم ہوئی تو فوری طور پر سیدنا عبداللہ بن ابی سرح کے پاس پہنچے اور انہیں تجویز دی کہ آپ یہ اعلان کرا دیں کہ جو مجاہد جرجیر کو قتل کرے گا اسے ایک لاکھ درہم انعام دیا جائے گا اور جرجیر کی بیٹی کی شادی اس سے کرا دی جائے گی اور مزید اسے اس تمام علاقے کا گورنر بنا دیا جائے گا جس کی سربراہی جرجیر کے پاس ہے۔ جب یہ اعلان کیا گیا تو جرجیر سن کر بہت خوفزدہ ہو گیا اور اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑنے لگے۔ لڑائی شروع ہوئی اور گھمسان کا رن پڑا تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تابڑ توڑ حملے کا ارادہ کیا اور فیصلہ کن جنگ کی تجویز پیش کی۔ وہ لشکر اسلام کے سالار عبداللہ بن ابی سرح کے پاس بیٹھے تھے اور فرمایا کہ جنگ طول پکڑتی جا رہی ہے۔ دشمن کے لشکر کو کمک بھی پہنچ رہی ہے اور یہ ان کا علاقہ ہے ہم اپنے علاقے سے دور ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ کل ہم لشکر اسلام کے بہادر مجاہدین کی ایک جماعت کو کہیں کہ وہ خیموں میں مسلح ہو کر بیٹھے رہیں اور ہم میدان کارزار میں رومی لشکر کا مقابلہ کریں اور دن بھر دشمن کو الجھائے رکھیں اور جب ہم اور ہمارے مد مقابل اپنے خیموں میں آرام کے لیے جائیں اور اپنے خیموں میں داخل ہو کر دشمن فوج کے سپاہی اپنے ہتھیار اتار کر آرام کرنے لگیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو لشکر اسلام کے خیموں میں تازہ دم مسلح مجاہدین اچانک ان پر زور دار حملہ کر دیں، اس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم ان پر غلبہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔ ①

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی سوچ اور کامیاب تجویز علمی بصیرت جنگی تجربے، جرأت و شجاعت اور دلی حوصلے کی عکاسی کرتی تھی فرماتے ہیں کہ ہم پر افریقہ کے حکمران جرجیر نے ایک لاکھ بیس ہزار فوجیوں پر مشتمل لشکر کے ساتھ حملہ کر دیا تھا۔ دشمن لشکر نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا تھا جبکہ لشکر اسلام صرف بیس ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا۔ لشکر اسلام کے سالار عبداللہ بن ابی سرح اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے افریقی فوج کے سالار جرجیر کو دیکھا کہ وہ اپنے لشکر کے پیچھے ترکی گھوڑے پر سوار ہے اور دو لڑکیاں اسے مور پنکھ کے ساتھ ہوا دے رہی ہیں۔ اس کے اور لشکر کے درمیان فاصلہ ہے اور اس جگہ کوئی اور فرد نہ تھا۔ وہ جگہ بالکل خالی تھی میں نے اس صورت حال سے عبداللہ بن ابی سرح کو آگاہ کیا۔ وہ جلدی سے اٹھے اور میرے ساتھ ہو لیے اور لشکر اسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا: لوگو! عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا کہا مانو اس کے ساتھ بھر پور تعاون کرو۔ میں نے لشکر اسلام سے تیس بہادر اور تجربہ کار جنگجوؤں کا انتخاب کیا اور ان سے کہا کہ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ میں جرجیر کی طرف قدم بڑھانے لگا۔ دیکھنے والوں کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ شاید میں لشکر اسلام کے ایلچی کی حیثیت میں جرجیر کی طرف جا رہا ہوں۔ اس لیے سارا لشکر دم بخود ہماری طرف دیکھنے لگا۔ جب میں اس کے قریب پہنچا تو اس نے جان لیا کہ میں اس پر حملہ آور ہونے کی غرض سے آیا ہوں۔ اس نے اپنے گھوڑے کو یکدم پیچھے موڑا لیکن میں نے آگے بڑھ کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ پہلے میں نے نیزا مارا جو اس کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ وہ زخمی ہو کر گھوڑے سے نیچے گر گیا، پھر میں نے اپنی تلوار سے اس کی گردن اڑا دی اور اسے اپنے نیزے میں پرو کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور نیزے کو اوپر اٹھایا جس میں جرجیر کی گردن تھی۔ یہ منظر دیکھتے ہی لشکر اسلام نے دشمن فوج پر ہر طرف سے حملہ کر دیا۔ اس طرح دشمن فوج کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ اس طرح جنگ میں کامیابی کا سہرا سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نصیب میں آیا۔ ②

افریقہ کے سربراہ جرجیر موت کے گھاٹ اتار دینے کے بعد بھی سیدنا عبداللہ بن

① تهذيب ابن عساكر (۷/ ۴۰۱-۴۰۲)

② نسب قريش (ص: ۲۳۷، ۲۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبیر رضی اللہ عنہما کی بہادری اور جہادی سرگرمیوں کا سلسلہ بدستور جاری رہا۔ فرماتے ہیں کہ جرجیر کے قتل ہو جانے کے بعد لشکر اسلام کے سالار عبداللہ بن ابی سرح نے مجھے امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں خوش خبری سنائی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ نے لشکر اسلام کو فتح و کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔ پھر پوری تفصیلات سے امیر المومنین سیدنا عثمان عفان رضی اللہ عنہ کو آگاہ کیا۔ جب میں جنگ کی روداد سنانے سے فارغ ہوا تو امیر المومنین نے کہا کیا آپ یہ ساری تفصیلات لوگوں کو سنانا پسند کریں گے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، میرے لیے یہ کیا مشکل ہے۔ آپ کو سنا دی تو میں لوگوں کو سنانے میں بھی خوشی محسوس کروں گا، میرے لیے کیا رکاوٹ ہے۔

امیر المومنین نے مجھ سے کہا: تو پھر چلیے! مسجد میں لوگوں کو یہ ساری تفصیل بتائیے۔

میں مسجد کی طرف چلا اور منبر پر بیٹھا تو میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ابا جان سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ میں ان کو اپنے سامنے دیکھ کر مرعوب ہوا۔ انھوں نے مجھے حوصلہ دلایا، میں منبر پر کھڑا ہو گیا اور لوگوں کو جنگ کی تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔ جب میں خطاب سے فارغ ہوا تو میرے اباجان نے مجھ سے فرمایا: آج تیرا خطاب سن کر مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ بول رہے ہیں، انہی کے لہجے میں ما شاء اللہ تم نے آج خطاب کیا۔

یہ حدیث تو بہت طویل ہے لیکن یہاں وہ چند باتیں بیان کی گئیں ہیں کہ جن کا ہمارے اس بابرکت موضوع سے تعلق ہے۔

مبارک باد کی مستحق امت

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس وقت اپنے مسند اقتدار پر جلوا نشین ہونے کے بارے میں جان لیا تھا، جب امیر المومنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا گیا تھا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو اپنے گھر کا ذمے دار بنا دیا تھا۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اس ذمے داری کو اپنی قدر افزائی تصور کیا۔ یہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا دفاع کرنے والوں میں سے تھے۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے بعد امانتوں کی ادائیگی کا کام سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے سپرد کیا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے تربیت حاصل کی۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی کنیت ام عبداللہ بھی سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی مناسبت سے رکھی۔ یہ بات بھی ان کی برتری اور عظمت پر دلالت کرتی ہے اور صحابہ کرام میں اس حوالہ سے وہ منفرد دکھائی دیتے ہیں۔

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ سے روانہ ہوئیں اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی روانہ ہوئے جو ان کے طرف دار تھے۔ مروان بن الحکم سیدنا طلحہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ دونوں میں سے کون جماعت کرائے گا تاکہ میں اذان دوں اور نماز ادا کی جائے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کرائیں۔ بلاشبہ یہ چیز سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی عظمت پر دلالت کرتی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے جنگ جمل اور جنگ صفین میں بھی حصہ لیا۔ یہ ان دونوں جنگوں میں سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے طرف دار تھے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خلافت امویہ میں بیشتر سیاسی معاملات میں بھرپور حصہ لیا اور سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کی کھل کر معاونت کی۔ ان سیاسی معاملات کا ہم نے اس لیے یہاں تذکرہ نہیں کیا کہ ہماری کتاب کا عنوان ''علماء صحابہؓ'' ہے، اس لیے ہم نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے علمی اور فقہی امتیاز کا ہی تفصیل سے تذکرہ کیا ہے جو ان جملہ سیاسی معاملات کی تفصیلات معلوم کرنا چاہتے ہیں، وہ تاریخ طبری، البدایہ والنہایہ، تاریخ اسلام ذہبی وغیرہ تاریخی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔ یہاں ہم یہ بات آپ کے علم میں لانا چاہتے ہیں کہ یزید بن معاویہ کی وفات ۶۴ ہجری کو ہوئی اور ان کی وفات کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا۔ آپ اپنی شہادت تک حجاز اور عراق کی مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے۔ آپ کی شہادت اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے حجاج بن یوسف الثقفی کے ہاتھوں ہوئی۔

حجاج بن یوسف اپنا لشکر لے کر مکہ معظمہ پہنچا تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے مسجد حرام میں پناہ لی۔ حجاج بن یوسف نے ابوقبیس پہاڑ پر اپنی منجنیقیں نصب کر دیں اور وہاں سے بیت اللہ پر سنگ باری شروع کر دی۔ پھر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دائیں بائیں گرنے لگے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نماز میں مصروف تھے، ان کے دل میں کوئی گھبراہٹ نہ تھی اور آپ پتھروں سے خوف زدہ ہو کر نماز چھوڑ کر کہیں نہیں گئے۔

محاصرہ طول پکڑ گیا اور مہنگائی بہت زیادہ بڑھ گئی تو دس ہزار افراد نے حجاج بن یوسف کے پاس پہنچ کر امان طلب کی۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھی بکھر گئے۔ آپ کے بیٹوں میں سے حمزہ اور حبیب بھی الگ ہو گئے۔ یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکوہ پیش کیا کہ اماں جان! لوگوں نے مجھے پریشان کیا، یہاں تک کہ میرے خاندان اور اولاد نے بھی ساتھ چھوڑ دیا۔

اماں جان ان حالات میں اب میں کیا کروں؟

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا تم اپنے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے ہو۔ اگر تم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو تو حق کی دعوت دیتے رہو اور اسی راستے پر چلتے رہو۔ کیونکہ تیرے بہت سے ساتھی تیرا بھرپور ساتھ دیتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں۔

اگر تمہارے پیش نظر دنیا ہے تو تم اپنے معاملے کے خود ذمے دار ہو، دنیا کو مطمح نظر بنانا تو بہت برا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اماں جان مجھے اندیشہ ہے کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے اور اس کے بعد میری لاش کا مثلہ کر کے میرے لاشے کو سولی پر لٹکائیں گے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیٹا جب بکری کو ذبح کر دیا جاتا ہے تو اس کے گوشت کے کوئی کباب بنائے یا اسے آگ پر پکائے۔ اس سے بکری کو کیا فرق پڑتا ہے۔

تم اپنی بصیرت کے مطابق کام کرو اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے سر کو چوما اور فرمانے لگے: یہی میری رائے ہے، میں زندگی بھر ہمیشہ اپنی اس منزل کی تلاش میں سرگرم رہا۔ میں دنیا طلبی کی طرف کبھی راغب نہ ہوا اور نہ ہی دنیا میں زندہ رہنے کو محبوب گردانا۔ میں مقابلے کے لیے اس لیے نہیں نکلا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال قرار دیا جائے۔ کہیں لوگ غضب الٰہی کا شکار نہ ہو جائیں۔ اماں جان آج مجھے قتل کر دیا جائے گا، یہ خبر سن کر زیادہ غم نہ کرنا اور اس سارے معاملے کو اللہ کے سپرد کر دینا۔ تیرے بیٹے نے آج تک کسی برائی کا ارتکاب نہیں کیا اور نہ اسے برداشت کیا۔

جب بھی اپنی مملکت میں کسی ذمے دار شخص کے ظلم و زیادتی کے بارے میں پتہ چلا تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں نے فوری اس کا ازالہ کیا۔ میں اپنا ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے کرتا رہا۔ الٰہی! تو گواہ رہنا، میں یہ باتیں اپنے تزکیہ نفس کا اظہار کرنے کے لیے نہیں کر رہا بلکہ اپنی والدہ کی تسلی کے لیے کر رہا ہوں۔

والدہ نے کہا: جاؤ بیٹا! اپنی بصیرت کے مطابق عمل کرو، ذرا میرے قریب آؤ کہ میں تجھے الوداع کروں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اپنی والدہ کے قریب ہوئے، اور والدہ کے ہاتھوں کو چوما اور گھر سے روانہ ہوئے۔ بڑی جرأت و شجاعت اور شان و شوکت کے ساتھ حرم میں چکر لگانے لگے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے شیر اپنی کچھار میں ہے اور کسی کو اس کے قریب آنے کی جرأت نہیں ہو رہی ہے۔

۱۷ جمادی الاولیٰ کو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ساری رات عبادت میں مصروف رہے۔ بیٹھے اس کے بعد تھوڑا سا آرام کیا، پھر فجر کی نماز کے لیے اپنی عادت کے مطابق بیدار ہو گئے اور مؤذن سے کہا کہ اے سعد! اذان دو۔ پھر وضوء کیا، نماز فجر ادا کی اور سورہ القلم کی تلاوت کی، اس حال میں کہ تلوار ان کے پہلو میں پڑی تھی۔ آپ نے بڑے اطمینان سے رکوع سجود کیے جس دن ان کو شہید کیا گیا اس دن شہادت سے پہلے انھوں نے یہ الفاظ کہے:

> ''بخدا اب میں دنیا سے اکتا گیا ہوں، اب میری عمر والد گرامی سے زیادہ ہو گئی ہے میں ۷۲ سال کا ہو گیا ہوں۔ الٰہی! میں تیری ملاقات کو محبوب جانتا ہوں، تو میری ملاقات کو محبوب جان، میں نے تیرے دشمن کے خلاف جہاد کیا تو مجھے مجاہدین کے ثواب سے سرفراز فرما۔''

اس کے بعد سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اپنے باقی ماندہ ساتھیوں سے کہا کہ اللہ کا نام لے کر دشمن پر یلغار کر دو۔ تو انھوں نے حجاج بن یوسف کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اسے دھکیلتے ہوئے حجون مقام تک لے گئے، اس مقام پر سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے چہرے پر تیر لگا جس سے آپ زخمی ہو کر گر گئے اور جام شہادت نوش کر لیا۔ [1]

آپ کی شہادت ۲۰ جمادی الاولیٰ ۷۳ ہجری کو ہوئی۔ حجاج بن یوسف۔ نے ان کی لاش کو

---

[1] مختصر تاریخ دمشق (۱۲/ ۲۰۳-۲۰۸)

مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب ذکر کذاب ثقیف و مبیرھا، ح:۲۵۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

242 - Blank

سولی پر لٹکایا۔

جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا اور حجاج بن یوسف کے سپاہیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

((اَلَّذِیْنَ كَبَّرُوْا عَلٰى مَوْلِدِهٖ خَيْرٌ مِّنَ الَّذِيْنَ كَبَّرُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ))

''جن لوگوں نے اس کی پیدائش پر اللہ اکبر کہا وہ ان لوگوں سے کہیں بہتر تھے جنھوں نے ان کے قتل پر اللہ اکبر کہا۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جب سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے لاشے کو دیکھا تو فرمایا:

((رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا عَلِمْتُكَ إِلَّا صَوَّامًا قَوَّامًا وَصُوْلًا لِلرَّحِمِ))

''اللہ تجھ پر رحم کرے، میرے علم کے مطابق آپ بہت روزے رکھنے والے، بہت زیادہ قیام کرنے والے اور صلہ رحمی کرنے والے تھے۔''

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا تشریف لائیں، چونکہ وہ نابینا تھیں اس لیے منظر دیکھ تو نہ سکیں البتہ جب اپنے بیٹے کی لاش کو ہاتھ لگایا تو غم زدہ ہو کر فرمایا: ابھی خطیب کے منبر سے اترنے کا وقت نہیں ہوا پھر اپنے بیٹے کی لاش کو وصول کیا اور اسے آب زم زم سے غسل دیا، خوشبو لگائی، کفن پہنایا، نماز جنازہ پڑھی اور اسے مکہ معظمہ میں جنت المعلیٰ کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ②

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دو ماہ بعد سو سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ شہادت کے درجے پر فائز ہو کر جنت الفردوس میں جا مقیم ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے ساتھ میدان حشر میں اٹھائے اور انھی کے ساتھ جنت میں جگہ نصیب کرے۔ آمین! اور ہم سب کی خطائیں اپنے فضل وکرم سے معاف کرے اور ہم پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔

إِنَّهٗ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ

''بے شک وہ سننے والا قبول کرنے والا ہے۔''

---

① سیر اعلام النبلاء : ۳/ ۳۷۸

② مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب ذكر كذاب ثقيف و مبيرها، ح: ۲۵۴۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 5

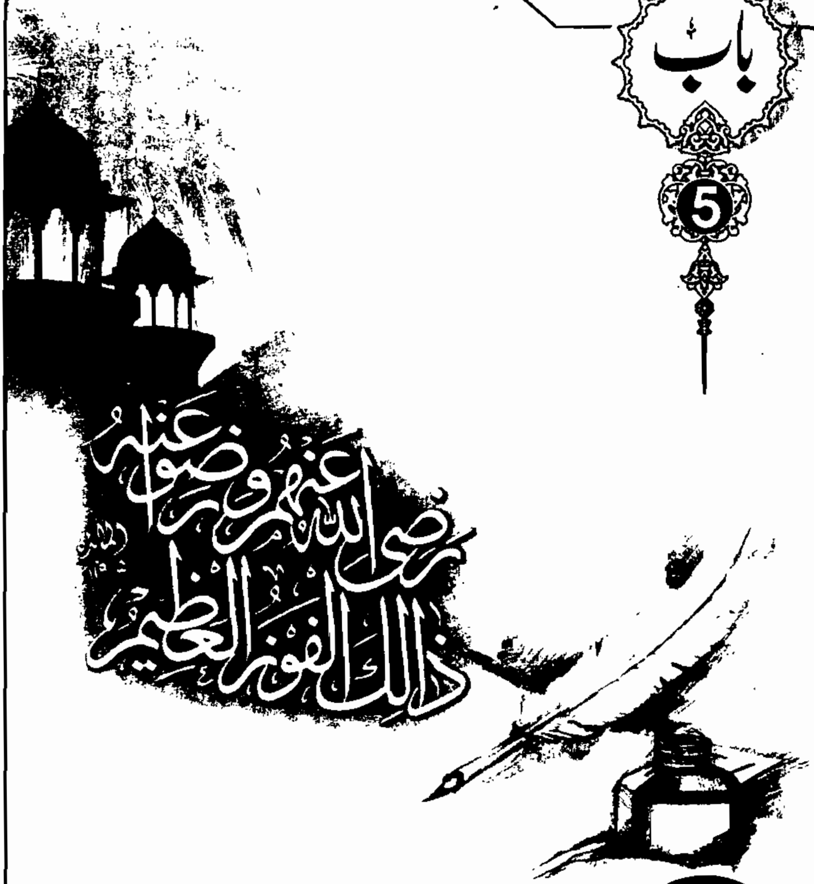

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ①

- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے حوالے السابقین الاولین میں سے تھے۔
- انھوں نے دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل کی، پہلے حبشہ کی طرف اور دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف۔
- سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام میں سب سے پہلے اونچی آواز میں مکہ معظمہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی۔
- انھوں نے قرآن وحدیث کے زیر سایہ زندگی بسر کی اور ۸۴۸ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔
- یہ ان علماء صحابہ کرام میں سے تھے جنھیں تفسیر، روایت، فقہ اور فتویٰ دینے میں عبور حاصل تھا۔
- یہ عالم، عامل اور دانشور تھے، ان کا علماء صحابہ میں بہت بڑا مقام ومرتبہ تھا۔

---

① ان کے حالات کے لیے دیکھیے: حلیة الاولیاء (۱/ ۱۲۴۔۱۳۹) اسد الغابة (۶/ ۲۸۰۔۲۸۶) الاستیعاب (۲/ ۳۰۸۔۳۱۶) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۶۱) تاریخ بغداد (۱/ ۱۴۷۔۱۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونہار، ذہین وفطین:

ایک ایسا عالم فاضل جو بلندیوں اور رفعتوں کی چوٹی تک پہنچا۔

اس نے معارف کے ایسے موتی بکھیرے کہ چننے والوں نے اپنی جھولیاں بھر لیں اور ذوق وشوق سے ان معارف کو قبول کرتے ہوئے اپنے علم وعرفان کا حصہ بنالیا۔

اس نے شرافت کے ماحول میں پرورش پائی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نامور صحابہ کرام میں سے تھے۔

انھوں نے قرآنی کلمات کو خوب اچھی طرح سمجھا۔

انھوں نے قرآنی حقائق کو خوب اچھی طرح کھول کر بیان کیا۔

قرآنی نکات کے اسرار ورموز کے بہت بڑے عالم تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے السابقین الاولین میں سے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہونہار اور ذہین وفطین علماء میں سے تھے۔

آپ نے جنگ بدر میں حصہ لیا اور دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انھوں نے اسلام میں سبقت لے جانے کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَادِسَ سِتَّةٍ وَ مَا عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ مُسْلِمٌ غَيْرَنَا))

''میں نے اپنے آپ کو چھٹے نمبر پر دیکھا، روئے زمین پر ہمارے علاوہ کوئی مسلمان نہیں تھا۔''[1]

یہ وہ جلیل القدر عالم صحابی ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مکہ مکرمہ میں اونچی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ اس جلیل القدر عالم صحابی کو کچھ اس انداز میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

((كَانَ مَعْدُودًا فِي أَذْكِيَاءِ الْعُلَمَاءِ))[2]

---

[1] حلية الاولياء (١/ ١٢٦) صحيح ابن حبان (٧٠٦٢)

[2] سير اعلام النبلاء (١/ ٤٦٢)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ ذہین وفطین علماء میں شمار ہوتے تھے۔''

بھلا یہ ذہین وفطین، دانشمند اور ہونہار عالم صحابی کون ہیں؟

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی عظیم الشان اور سحر انگیز شخصیت کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے:

((عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدِ بْنِ غَافِلٍ الْإِمَامُ، الْحَبْرُ، فَقِيْهُ الْأُمَّةِ أَبُوْ عَبْدِالرَّحْمَانِ الْهُذَلِيُّ، اَلْمَكِّيُّ، اَلْمُهَاجِرِيُّ، اَلْبَدْرِيُّ حَلِيْفُ بَنِيْ زُهْرَةَ)) ①

''عبداللہ بن مسعود بن غافل، امام، ماہر عالم، امت کے فقیہ، ابوعبدالرحمان الہذلی، المکی، المہاجری، البدری قبیلہ بنوزہرہ کے حلیف تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ صحابہ کرام کی ان جلیل القدر، عظیم المرتبت معزز ماؤں میں سے ایک تھی جنھوں نے اعلیٰ اخلاقیات کے آسمان پر پرواز کی، وہ خواتین اسلام میں فضل وشرف والی تھیں۔

ان کی والدہ ماجدہ کا نام ام عبد بنت عبد ود الہذلیہ تھا۔ انھوں نے اسلام قبول کیا اور صحابیہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی اور ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل کیا کر کے ان جلیل القدر صحابیات کی فہرست میں شامل ہوئیں جنھوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے کا اعزاز حاصل کیا اور اللہ و رسول پر ایمان لا کر امن وسلامتی کے گہوارے میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ اس طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو صحابی ابن صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا، ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم المخزومی کے گھر داخل نہیں ہوئے تھے، کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوعبدالرحمان رکھ دی، جبکہ ابھی ان کے ہاں بیٹے کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس دنیائے فانی سے عالم آخرت کی طرف کوچ کیا تو آپ

① سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتے تھے، یہ بلاشبہ ان دونوں صحابہ کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا۔ ①

سدھائے ہوئے لڑکے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات و واقعات جو ہم تک پہنچے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ انھوں نے دعوت اسلامیہ کی سدا بہار خوشبو کو پہچان لیا، جو فضا میں اللہ کے حکم سے لگاتار خوشبو پھیلاتی رہتی ہے۔

عہد رسالت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انوار محمدیہ کی جگمگاہٹ کو دیکھا تو اپنی صاف شفاف بصیرت سے پہچان لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روشن چراغ، جگمگاتے نور اور رب العالمین کے رسول معظم ہیں۔

ایک ثمر آور مبارک ملاقات میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھا تو ایمان کی خوشبو سے اپنے دامن کو معطر کر لیا۔

جب صادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے چہرے کو دیکھا تو آپ نے پہچان لیا کہ دانشمند، علمی ذوق وشوق رکھنے والے کا چہرہ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے کے نقوش کا خوب اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا اور ان کی مطمئن طبیعت کو پہچان لیا تھا۔ اب ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی ان کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بابرکت ملاقات کی تفصیل سنتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ میں نوجوان تھا اور مکہ مکرمہ میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ ایک دن میں بکریاں چرا رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: ''جوان کیا تیرے پاس دودھ ہے جو ہمیں پینے کے لیے دے سکو؟'' میں نے کہا: یہ بکریاں میرے پاس کسی کی امانت ہیں، میں ان کا دودھ آپ کو نہیں دے سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تیرے ریوڑ میں کوئی ایک سال کی ایسی بکری ہے جس نے ابھی کوئی بچہ نہ دیا ہو؟'' میں نے کہا: جی ہاں ہے! پھر میں وہ بکری پکڑ کر آپ کے پاس لے آیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بکری کے ہوانے کو ہاتھ لگایا اور دعا کی جس سے اس بکری کا ہوانا

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دودھ سے بھر گیا، نبی کریم ﷺ نے بکری کا دودھ دوہا۔ خود بھی پیا اور سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو بھی پلایا، پھر آپ نے ہوانے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''سکڑ جا! تو وہ سکڑ گیا۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ کلمات مجھے بھی سکھلا دیجیے۔ جن کے پڑھنے سے یہ حیرت انگیز کرشمہ دیکھنے میں آیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ واقعی تم ایک سدھائے ہوئے لڑکے ہو۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر ۷۰ سورتیں زبانی یاد کیں، اس وقت کوئی میرا مد مقابل نہ تھا۔[1]

اس طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب لوگوں میں ایک منفرد شخصیت کی حیثیت سے شامل ہوئے جنھوں نے ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدق وصفا کا ٹھکانہ ان کا نصیب ٹھہرا اور وہ جنت کے بالا خانوں میں امن اور چین سے جا مقیم ہوئے۔

سب سے پہلے قرآن مجید کو اونچی آواز میں پڑھنے والے

قریش تلملا اٹھے اور پیچ و تاب کھانے لگے۔ جب بھی وہ کسی شخص کے بارے میں یہ سنتے کہ وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو گیا ہے، اور اللہ کا دین قبول کر کے نبی کریم محمد ﷺ کا تابع فرمان ہو گیا ہے تو وہ اہل ایمان کو طرح طرح کی سزائیں دیتے۔ ان سے اس بات کا انتقام لیتے کہ وہ اپنے رب پر ایمان کیوں لے آئے ہیں اور قوم کے بتوں کو پس پشت پھینک کیوں دیا ہے۔ بلکہ بتوں کو دور کسی جگہ پھینک دیا ہے اور بعض نے ان کے بتوں کو گندگی کے ڈھیروں پر جا پھینکا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قریش کے بڑے سرداروں کے سامنے قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھا اور اس طرح ان کی بڑائی اور برتری کو چیلنج کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید کو بآواز بلند پڑھتے۔ وہ معزز قاری تھے جن کے دل میں ذرا برابر کوئی کھٹکا پیدا نہ ہوا اور انھوں نے کسی کی کوئی پروا نہیں کی۔

یہ چیلنج کے انداز میں قرآن کریم کو اونچی آواز سے پڑھنے والا قاری کوئی بھاری بھرکم پہلوان نہ تھا اور نہ ہی زیادہ مضبوط اور طاقت ور جسم والا تھا، بلکہ اس کی سیرت کے حوالے سے

[1] حلیۃ الاولیاء (۱/ ۱۲۸) مسند احمد (۱/ ۴۶۲) مسند الطیالسی (۳۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو صورت حال ہم تک پہنچی ہے وہ یہ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی اور جسم لاغر تھا۔ آپ چھوٹے قد کے تھے، پنڈلیاں باریک تھیں، اور قریش قبیلے میں سے بھی نہیں تھے۔ اور نہ ہی کسی مشہور و معروف قبیلے کے فرد نہ تھے، البتہ قبیلہ بنو زہرہ کے حلیف ضرور تھے اور نہ ہی آپ کا ایسا کوئی خاندان تھا جو کسی آفت اور مصیبت کے وقت ان کا ساتھ دے سکے۔

لیکن بظاہر یہ لاغر شخص اپنے لباس میں ببر شیر تھا اور اس کے پہلو میں جرأت مند دل تھا۔ وہ قریش سے ذرا برابر نہیں ڈرتے تھے اور نہ ابوجہل، ابولہب، عتبہ بن ربیعہ، امیہ بن خلف اور عاص بن وائل جیسے بدمعاش کافر سرداروں سے خوف زدہ تھے جو سب بعد میں جہنم کا ایندھن بنے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دعوت اسلامی کے آغاز میں قریش کے کافر و فاجر سرداروں کے سامنے کھڑے ہوئے۔

بہادر، شہسوار اور ایمان کے آنگن میں سب سے پہلے قدم رکھنے والے صحابہ کرام میں سے ایک نڈر اور بہادر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی جرأت و شجاعت کی شہادت سیدنا زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے کچھ اس انداز سے دی ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نے قرآن مجید اونچی آواز سے پڑھا وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اکٹھے ہوئے اور آپس میں کہنے لگے: بخدا! ان قریشیوں نے کبھی قرآن مجید کو اونچی آواز میں نہیں سنا، ان بے چاروں کے کان اس نعمت سے ابھی تک محروم ہیں، کون ان کو یہ قرآن سنا سکے گا؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ خدمت میں سرانجام دوں گا۔

مجلس میں موجود صحابہ کرام نے کہا کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ قریش آپ کو نقصان پہنچائیں گے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہ خدمت وہ ساتھی سرانجام دے جس کی پشت پناہی اس کی قوم کرے۔ اگر قریش کوئی گزند پہنچانا چاہیں تو اس کی قوم آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ روک سکے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جوش و جذبے سے جرأت مندانہ انداز میں کہا:

''آپ مجھے میری حالت پر چھوڑ دیں، یہ خدمت میں ہی سرانجام دوں گا، جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ یہ جان کس لیے ہے؟ اگر یہ اللہ کی راہ میں کام آ جائے تو اس سے بڑی اور کیا سعادت ہو سکتی ہے۔'' یہ دلبرانہ انداز اپناتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چاشت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت مقام ابراہیم کے پاس پہنچے، وہاں قریشی سرداروں کی مجلس تھی اور وہ بیٹھے باہم مشورہ کر رہے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کے پاس کھڑے ہو کر اونچی آواز سے سورۂ رحمٰن پڑھنا شروع کر دی۔ جب قریش نے سنا کہ عبداللہ بن مسعود کچھ پڑھ رہا ہے تو وہ غور کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں یہ کیا سنا رہا ہے؟ کبھی ایسا کلام ہم نے اس سے پہلے سنا نہیں، پھر کہنے لگے کہ کہیں یہ وہی کلام نہ ہو جو محمد پر نازل ہوا ہے اور جس کے بارے میں وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ آسمان سے مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے یہ اللہ کا کلام ہے۔ یہ خیال آتے ہی قریشی سردار تلملا اٹھے، وہ غضب ناک ہو کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف بڑھے، چہرے پر گھونسوں کی بوچھاڑ کر دی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مار کھاتے جا رہے تھے اور جوش و ولولے سے باآواز بلند قرآن مجید پڑھتے جا رہے تھے۔ جوں جوں وہ مارتے توں توں ان کی آواز بلند ہوتی جاتی۔ ان کا ولولہ انگیز انداز نہایت جرأت مندانہ، بہادرانہ اور دلبرانہ تھا۔ جب وہ اپنا فریضہ ادا کر کے اپنے ساتھیوں کی طرف واپس آئے تو ان کا چہرا زخمی تھا۔ ساتھیوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا: ہمیں اسی بات کا اندیشہ تھا، قریشی سردار اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ زخمی حالت میں مسکراتے ہوئے کہنے لگے: اس مار کے بعد میرا دل اور زیادہ دلیر ہو گیا ہے، اب قریشی مجھے برے لگتے ہیں۔ ان کا رعب و دبدبہ میرے دل سے ختم ہو گیا ہے۔ اگر تم چاہو تو کل میں پھر انہیں قرآن آج کی طرح سناؤں گا۔ ساتھیوں نے کہا: نہیں اب رہنے دیجیے، آپ جو کچھ ان کو سناتے ہیں وہ انہیں پسند نہیں۔ یہ کلام سن کر وہ تلملانے لگتے ہیں۔ (1)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اس دلبرانہ انداز کو ایک شاعر نے اس انداز سے بیان کیا ہے۔

یہ وجد آفریں اشعار آپ بھی پڑھیے:

۱۔ اَلْوَحْیُ عَادَ اِلَی النَّبِیِّ وَخَابَ ظَنُّ الْمُشْرِكِيْنَ
اِنَّ الشَّمَاتَةَ لَمْ تَطِلْ يَابِئْسَ قَوْمًا شَامِتِيْنَ

(1) السیرۃ النبویۃ (۱/ ۳۱۴۔۳۱۵) اسد الغابۃ (۳/ ۳۸۱۔۳۸۲) تاریخ دمشق (۳۳/ ۷۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ظَنُّوا بِاَنَّ الْوَحْیَ غَابَ وَلَنْ یَّعُوْدَ اِلَی الْاَمِیْنِ
لٰکِنَّہٗ قَدْ عَادَ بِالْقُرْآنِ وَ الرَّدِّ الْمَتِیْنِ
۳۔ فَاَجَابَ عَنْ کُلِّ الْمَسَائِلِ مُضَحِّمًا لِلسَّائِلِیْنَ
نَادَی الرَّسُوْلُ عَلٰی صَحَابَتِہٖ عَلٰی خِیَارِ الْعَالَمِیْنَ
۴۔ مُتَسَائِلًا مَنْ یَقْرَأُ الْقُرْآنَ عِنْدَ الْکَافِرِیْنَ
کَیْ یَسْمَعُوْہُ فَرُبَمَا اَنْ یَّھْتَدُوْا فِی الْمُھْتَدِیْنَ
۵ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَا یَا خَیْرَ کُلِّ الْمُرْسَلِیْنَ
قَالَ النَّبِیُّ لَہٗ فَسَوْفَ تَنَالُ بَطْشَ الْمُعْتَدِیْنَ
۶۔ فَاَجَابَہٗ اِنِّیْ سَأَتْلُوْ فِیْ سَمَاعِ الْکَارِھِیْنَ
اَنْ یَّبْطُشُوْا بِیْ فَھُوَ حَظِّیْ نِعْمَ حَظُّ الصَّابِرِیْنَ
۷۔ ھٰذَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ تَھَیَّأَ لِلتِّلَاوَۃِ فِیْ یَقِیْنٍ
فَتَلَا عَلٰی أَسْمَاعِھِمْ قَوْلًا مِنَ الذِّکْرِ الْمُبِیْنِ
۸۔ سَمِعُوا التِّلَاوَۃَ جَاءَ فَوْرًا اَبُوْ جَھْلٍ اللَّعِیْنُ
قَدْ صَکَّہٗ فِیْ اُذْنِہٖ خَرِقَتْ اِمَامَ النَّاظِرِیْنَ (1)

① وحی کا نبی کریم ﷺ پر نزول ہوا اور مشرکین کے تخمینے غارت ہوئے ان کی خوشی دیر پا نہ رہی، خوش ہونے والے بڑے برے لوگ تھے۔

② انھوں نے یہ خیال کیا کہ اب وحی غائب ہوگئی، اب وحی امین و صادق نبی پر کبھی نہیں اترے گی لیکن قرآن مجید متین و دلکش انداز میں وحی کی صورت میں نازل ہوا۔

③ قرآن نے تمام مسائل کا جواب دیا اور سوالات کا مسکت جواب دیا اور رسول معظم ﷺ نے دنیا میں سب سے بہترین اپنے صحابہ میں اعلان کیا۔

④ رسول اللہ ﷺ نے سوالیہ انداز میں اپنے جان نثار صحابہ سے پوچھا: جو ساری دنیا میں بہتر تھے کہ کافروں کے پاس جا کر تم میں سے کون قرآن کی تلاوت کرے گا؟ تاکہ وہ کافر اس کو سنیں شاید ان میں سے کوئی ہدایت حاصل کر لے۔

⑤ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ خدمت میں سرانجام دوں گا نبی

(1) تعزیدة السیرة النبویة (۱/ ۱۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے خطرہ ہے کہ ظالم تجھے پکڑ کر زدوکوب کریں گے۔

⑥ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کم بختوں کو سنا کر تلاوت کروں گا۔ اگر یہ میری پکڑ دھکڑ کریں گے تو یہ میرا نصیب ہوگا اور صبر کرنے والوں کا نصیب بہت اچھا ہوتا ہے۔

⑦ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تلاوت کے لیے یقین اور عزم کے ساتھ تیار ہوئے اور قرآن مجید کو باآواز بلند پڑھا تا کہ کافر اسے سنیں۔

⑧ انھوں نے تلاوت سنی تو ابوجہل ملعون جلدی سے آگے بڑھا اور اس نے زناٹے دار تھپڑ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کان پر مارا جس سے ان کا کان پھٹ گیا اور دیکھنے والوں نے یہ دلخراش منظر دیکھا۔

اللہ کی رضا چاہنے والے

جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی معرفت حاصل کر لی تو انہوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کا کھلے دل سے اعتراف کر لیا اور انہیں اس بات کا بھی ادراک حاصل ہو گیا کہ رب العالمین کے کلام کا کس طرح معاملہ کیا جائے اور کیا رویہ اختیار کیا جائے۔ انھوں نے صاف شفاف بصیرت کی آنکھ سے ان اہل ایمان کی جماعت کو دیکھا جنھوں نے اللہ ورسول کے احکامات کو قبول کیا تھا اور ان کے ایمان کی صداقت کا بچشم خود مشاہدہ کیا۔ انھوں نے اس حقیقت کو خوب اچھی طرح جان لیا کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام صرف اللہ کی رضا کے طلبگار ہیں اور کوئی دوسرا مقصد ان کے پیش نظر نہیں۔

یہ سہانا منظر دیکھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کے معلم صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ کے اور زیادہ قریب ہو گئے، انھوں نے اپنے مقدر کے مطابق قرآنی معرفت کے سر چشموں سے سیراب ہونا شروع کر دیا، جس سے قریش کے بڑے سیخ پا ہوئے وہ غصے سے بھرے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد! کیا تم اپنی قوم کے ان لوگوں کو پسند کرتے ہو؟

کیا یہی لوگ ہیں جن پر ہم سب کو نظر انداز کر کے اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے؟ آپ ان کو اپنے پاس سے چلتا کریں۔ ان سے یہ کہہ دیں کہ ہمارے سامنے اپنی جرأت کا اظہار نہ کیا کریں ورنہ ہم بری طرح پیش آئیں گے۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی اتباع کریں تو ہماری یہ شرط ہے کہ ان سب غریب غرباء کو اپنے پاس نہ آنے دیں: قریش کی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاندانہ گفتگو کے بعد اللہ تعالیٰ یہ آیات نازل کیں:

وَ لَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ؕ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّ مَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَ كَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ (الانعام: ۶/ ۵۲-۵۳) ①

''ان لوگوں کو آپ دور نہ کریں جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور وہ اس کی رضا چاہتے ہیں آپ کے ذمے ان کے حساب سے کچھ نہیں اور نہ ہی آپ کے حساب سے ان کے ذمے کچھ ہے کہ آپ ان کو دور کریں، ایسا کیا تو آپ ہو جائیں گے ظالموں میں سے اور ایسے ہی ان کے بعض کو بعض کے ذریعے سے فتنے میں ڈالا تا کہ وہ کہیں کہ کیا یہی ہم میں سے لوگ ہیں کہ ہمارے درمیان سے اللہ نے ان پر احسان کیا، کیا اللہ شکر کرنے والوں کو اچھی طرح نہیں جانتا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس حقیقت کو جان لیا کہ یہ اہل ایمان وہی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے کہ انہیں ایمان کی نعمت سے سرفراز کیا اور ان پر اپنے احسان کی برکھا برسائی اور انہیں توحید پر کاربند رہنے اور عبادت گزاری کے لیے مخصوص کر دیا۔ ان خوش نصیبوں کے حق میں قرآن نازل کیا جو صبح شام مساجد میں پڑھا جاتا ہے اور قیامت تک اسے پڑھا جائے گا۔ قرآن کریم کے معانی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل کی گہرائی میں اتر گئے اور ان کے دل کو اپنے قبضے میں لے لیا۔ پھر کیا تھا؟ والہانہ انداز میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کریم کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے حامل قرآن، قراء اور فقہاء کے قاری بن گئے۔ ہر لحظہ قرآن کریم ان کے راستے کو روشن کرنے لگا اور زندگی کے ہر موڑ پر قرآن مجید سے روشنی حاصل کرنے لگے۔

اپنے تمام معاملات کو نپٹانے کے لیے قرآن مجید کو اپنے لیے قندیل بنا لیا۔ اپنے سفر، حضر اور نظریات و ایمان میں قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کرنے لگے۔ ان تمام حقائق کی

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۴۷)

مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی فضل سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۱۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھلک آپ اگلے صفحات میں بچشم خود ملاحظہ کریں گے۔

مہاجرین کی صفوں میں:

سرزمین صدق و صفا کی طرف ہجرت کرنے والوں کی فہرست میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام بھی شامل ہے کہ جنھوں نے دینی لحاظ سے فتنے سے بچنے کے لیے ہجرت کا سفر اختیار کیا۔

سوانح حیات اور سیرت نگاری کی کتابوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ تحریر ہے:

((اَسْلَمَهُ قَدِيْمًا وَهَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ وَاِلَى اَرْضِ الْحَبْشَةِ))

''اس نے بہت پہلے اسلام قبول کیا اور دو ہجرتیں کیں اور سرزمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے سعادت حاصل کی۔'' ①

دلچسپی کی بات یہ ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان مہاجرین کی جماعت کے ساتھ تھے جنھوں نے دوسرے قافلے میں ہجرت کی۔ مہاجرین کی جماعت کا قافلہ ۸۰ افراد پر مشتمل تھا۔ سرزمین حبشہ کی جانب مکہ مکرمہ سے مہاجرین کی جو جماعت پہلی مرتبہ ہجرت کے سفر پر روانہ ہوئی اس وقت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مکہ معظمہ میں مقیم تھے۔ انھوں نے اسلامی سلطنت کے دوسرے خلیفہ فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بچشم خود دیکھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ ایسے دلربا انداز میں بیان کرتے ہیں کہ سننے والے کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ بیان ہر پہلو سے صداقت اور حقانیت پر مبنی ہے:

((اِنَّ اِسْلَامَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ كَانَ فَتْحًا وَاَنَّ هِجْرَتَهُ كَانَتْ نَصْرًا وَاَنَّ اَمَارَتَهُ كَانَتْ رَحْمَةً وَلَقَدْ كُنَّا مَا نُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتَّى اَسْلَمَ عُمَرُ فَلَمَّا اَسْلَمَ قَاتَلَ قُرَيْشًا حَتَّى صَلَّى عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ)) ②

''بلاشبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا فتح، اس کی ہجرت غلبہ اور اس کی امارت

---

① طبقات ابن سعد ۱/ ۲۰۴۔ الاستیعاب ۲/ ۳۱۰۔ مختصر تاریخ دمشق ۱۴/ ۵۵

② معجم کبیر طبرانی (۸۸۰۶) مختصر تاریخ دمشق (۴۴/ ۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت تھی، ہم کعبہ کے پاس نماز نہیں پڑھ سکتے تھے، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے۔ جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو وہ قریش سے لڑے اور کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی تو ہم نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔"

لوگوں کے مختلف طبقات کے نزدیک اور سیرت وسوانح کی کتابوں میں یہ بتایا گیا ہے کہ سرزمین حبشہ کی طرف پہلی مرتبہ مہاجرین کے سفر ہجرت اختیار کرنے کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے گھر اسلام قبول کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے مہاجرین کے قافلے میں شریک ہوئے، اس طرح انہیں اس سنہری ہار کا موتی بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ وہ حبشہ میں اہل ایمان کے ساتھ امن وامان اور سلامتی واطمینان کے ساتھ رہے، اہل ایمان بڑے اطمینان سے حبشہ کے حکمران نجاشی کی راجدھانی میں اللہ کی عبادت کرتے رہے۔ پھر وہاں سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ امیر الانبیاء، معلم الاصفیاء سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوس میں رہنے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے واپس آ گئے۔

درج ذیل حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حبشہ کی جانب ہجرت میں شمولیت پر دلالت کرتی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَرُدُّ عَلَيْنَا يَعْنِي فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا اَنْ جِئْنَا مِنْ أَرْضِ الْحَبْشَةِ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَاَخَذَنِي مَا بَعُدَ وَ مَا قَرُبَ فَجَلَسْتُ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ قُلْتُ لَهٗ اِنَّكَ كُنْتَ تَرُدُّ عَلَيْنَا، قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ مَا شَآءَ وَ قَدْ اَحْدَثَ فِي اَمْرِهٖ قَضَاءً أَنْ لَا تَتَكَلَّمُوْا فِي الصَّلَاةِ وَفِي رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ فِي الصَّلَاةِ لَشُغُلًا)) [1]

"ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں سلام کہتے اور آپ ہمیں سلام کا جواب دیا کرتے تھے، جب ہم سرزمین حبشہ سے واپس آئے تو میں نے آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے مجھے جواب نہ دیا، جس سے میں بڑا پریشان ہوا۔ میں وہاں بیٹھ گیا یہاں تک

[1] مسند احمد (۱/ ۳۷۶) بخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، باب ما ینھی من الکلام فی الصلاۃ، ح: ۱۱۹۹، ۱۲۰۶۔ مسلم، کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی الصلاۃ، ح: ۵۳۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ نبی کریم ﷺ نے نماز پوری کی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! پہلے آپ سلام کا جواب دیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے نیا حکم صادر کر دیتا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ نے نیا فیصلہ صادر فرمایا کہ تم نماز میں باتیں نہ کیا کرو۔

ایک روایت میں ہے: ''باتیں کرنا نماز میں خلل ڈالتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن حکیم میں مہارت:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان نابغۂ روزگار علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لڑی میں پروئے گئے جنھوں نے بہت سے واقعات، حالات اور بہت سے اہم ترین واقعات جو نزول قرآن سے تعلق رکھتے ہیں ہماری طرف منتقل کیے، بعض واقعات کے تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ چشم دید گواہ ہیں۔

ان سب خوبیوں سے بڑھ کر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ آپ صبح شام نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے، بلکہ انہیں یہ خصوصیت حاصل تھی کہ آپ خانۂ نبوت میں آ جا سکتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے گھر میں آنے جانے کی انہیں اجازت دے رکھی تھی۔ اس خصوصیت نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو علماء صحابہ میں بلند مقام پر فائز کر دیا اور انہیں خانۂ نبوت میں مقربین میں سے ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے رکھی تھی۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ساری زندگی قرآن کریم کے زیر سایہ بسر کرتے رہے، جب دنیا سو جاتی تو یہ نماز کے لیے کھڑے ہو جاتے، صبح تک پست آواز میں قرآن کریم کی تلاوت اس طرح کرتے سنائی دیتے جیسے شہد کی مکھیاں بھنبھناتی ہیں۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی خوش الحانی سے کیا کرتے تھے، قرآن کریم کے بارے میں ان کے جذبات واحساسات دلربا، دلآویز، دلنشین اور دلکش تھے جو اس صورت حال کی طرف اشارہ کرتے تھے کہ ان کی زندگی قرآن کریم کے زیر سایہ بسر ہو رہی ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کے نزول کے حوالے سے ایک دلچسپ

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۴۹) صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز جعل الاذن رفع الحجاب ح: ۲۱۶۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعہ بیان کرتے ہیں۔

یہ واقعہ دعوت محمدیہ کے بالکل ابتدائی دنوں کا ہے اور یہ اس وقت پیش آیا جبکہ وہ غلاف کعبہ میں چھپے ہوئے تھے۔ اس واقعہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا۔ اس دوران تین شخص آئے، ایک ثقفی تھا اور دو اس کے قریشی داماد تھے۔ پیٹ ان کے بڑھے ہوئے تھے۔ سمجھ بوجھ قدرے کم معلوم ہو رہی تھی۔ وہ آپس میں باتیں کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے کہا: تمھاری کیا رائے ہے، کیا جو کچھ ہم کہتے اللہ سنتا ہے؟

دوسرے نے کہا: جب ہم اونچی بولتے ہیں تو وہ سنتا ہے اور جب ہم آہستہ بولتے ہیں تو پھر نہیں سنتا۔ تیسرے نے کہا: اگر وہ سنتا ہے تو پھر سب کچھ سنتا ہے، خواہ آواز اونچی ہو یا آہستہ میں نے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۲۳﴾

(فصلت: ۴۱/ ۲۲-۲۳)[1]

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ثقفی اخنس بن شریق تھا۔ ایک قریشی داماد کا نام اسود بن عبد یغوث تھا، دوسرے شخص کا نام نہیں لیا۔

قرآن مجید کا ایک دل پذیر موقف ہمارے سامنے یہ آتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان افروز خوشخبری سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیتے ہوئے فرمایا: تم اہل ایمان میں سے ہو اور تمھارا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو نیک کام کرتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا (المائدہ: ۵/ ۹۳)

’’ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کیے کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا

---

[1] صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ حم السجدہ، ح: ۴۸۱۶۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب صفات المنافقین، ح: ۲۷۷۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چکے جبکہ وہ ڈر جائیں۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم ان میں سے ہو۔" ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ آپ قرآن مجید براہِ راست صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے، پھر اسے زبانی یاد کر کے رسول اللہ ﷺ کو سناتے تاکہ خوب اچھی طرح یاد ہو جائے۔

بخاری شریف میں مذکور ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے ﴿هل من مذكر﴾ پڑھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے ﴿فهل من مدكر﴾ پڑھو۔ ②

یعنی (ذ) کے بجائے (د) ہے۔

رسول مقدس ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے سحر انگیز کلمات شبنم کے سہانے قطروں کی مانند ذہین وفطین اور عالم و حافظ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل کو تر و تازہ کرنے لگے اور پھر وہ ان کلمات کو ان اپنے شاگردوں کی طرف منتقل کرنے لگے جو ان کے پاس اطراف و اکناف سے علمی پیاس بجھانے کے لیے آتے تھے، تاکہ وہ ان کلمات کو سن کر زبانی یاد کر لیں اور پھر ان کلمات کو دوسروں تک پہنچائیں۔

اسود بن یزید رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۱۷﴾ پڑھایا۔

ایک شخص نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا یہ مذکر ہے یا مدکر؟

انھوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مدکر پڑھایا تھا۔ ③

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اکثر اوقات نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے سے یہ فائدہ اٹھایا کہ قرآن مجید کو زبانی یاد کیا اور اس کے مفہوم کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کیا۔ اللہ سبحانہ

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ وامه، ح: ۲۴۵۹۔ سنن ترمذی ۳۰۶۵۔

② صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة القمر، ح: ۴۸۷۴۔

③ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورة القمر، ح: ۴۸۷۰، صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب ما یتعلق بالقراءات، ح: ۸۲۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وتعالیٰ نے قرآن مجید کو حفظ کرنے اور اسے سمجھنے کی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو توفیق ارزانی بطور انعام دی تھی۔ بلا شبہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں ہو سکتی۔

اس حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سن کر ستر (۷۰) سے زیادہ سورتیں یاد کیں۔

بخدا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا میرے بارے میں یہ کہنا تھا کہ میں ان سب سے بڑھ کر کتاب اللہ کو جانتا ہوں، حالانکہ میں ان سے بہتر نہیں ہوں۔ ①

ان پختہ علم اور جلیل القدر عالم کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے یہ مطالبہ کیا کرتے تھے کہ وہ قرآن مجید انہیں پڑھ کر سنائیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسرے سے قرآن مجید سننا پسند کرتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کو قرآن پڑھ کر سناؤں، حالانکہ قرآن مجید تو آپ پر نازل ہوا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری دلی خواہش ہے کہ میں قرآن مجید کسی دوسرے سے سنوں۔

تو میں نے سورۃ النساء پڑھنا شروع کر دی اور جب اس آیت پر پہنچا۔

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ شَهِيدًا ﴿٤١﴾

(النساء: ۴/ ۴۱)

''تو پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم لائیں گے اے رسول تجھے ان لوگوں پر گواہ۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رک جاؤ، ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔'' ②

---

① صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۵۰۰۰۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل عبداللہ بن مسعود وامہ رضی اللہ عنہما، ح: ۲۴۶۲۔

② بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقری للقاری، حسبک، ح: ۵۰۵۰۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضل استماع القرآن، ح: ۸۰۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معلم انسانیت سید المرسلین، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ مدرسہ نبویہ میں زیر تعلیم اپنے ہونہار تلامذہ سے نہایت محبت اور ہمدردی سے پیش آیا کرتے تھے اور ان کے دلوں میں شجاعت اور جرأت کے دیپ جلاتے تا کہ وہ علم و عرفان کے آسمان میں محو پرواز ہوسکیں اور ستاروں پہ کمندیں ڈال سکیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی عظمت کا پتا درج ذیل آیت سے بھی چلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالُوْا لِلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا (محمد: ۴۷/ ۱۶)

''کہا انھوں نے ان لوگوں سے جن کو علم دیا گیا کہ اس نے ابھی کیا کہا۔''

اس میں علماء صحابہ کی طرف اشارہ ہے جن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما شامل ہیں۔ ①

قرآن مجید سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کی جماعت کے ایمان کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (الاحقاف: ۴۶/ ۱۱)

''اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔''

یہاں کفار سے مراد قریش کے کفار ہیں اور مومنین سے مراد، صہیب رومی، عمار بن یاسر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ ②

ایک دوسری مرتبہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا کہ آپ اہل ایمان میں سے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (البقرۃ: ۲/ ۲۱۲)

''ان لوگوں سے جو ایمان لائے۔''

---

① غرر التبیان لابن جماعۃ (ص: ۴۷۹)؛ مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۰) تفسیر قرطبی (۱۶/ ۲۰۳)

② تفسیر قرطبی (۱۶/ ۱۶۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں اہل ایمان سے مراد عمار بن یاسر، بلال بن رباح اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم ہیں۔ ①

درج ذیل آیت کریم:

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ (النساء : ۴/ ۶۶)

''اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ تم اپنی جانوں کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکلو تو ان میں سے تھوڑے ہی یہ کام کرتے۔''

فرمایا گیا کہ اس میں عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما مراد لیے گئے ہیں۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ان خوش نصیبوں میں ہوں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات قبول کرنے میں جلدی کی۔

جب یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (آل عمران : ۳/ ۱۷۲)

''وہ لوگ جنھوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، ہم اٹھارہ افراد تھے جن کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا گیا۔ ③

ابراہیم بن میسرہ سے کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی کہ ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں کچھ لوگ کھیل کود میں مصروف تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں ٹھہرے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

((اِنْ اَصْبَحَ اَوْ اَمْسَى ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَكَرِيْمًا))

''صبح ہو یا شام البتہ عبداللہ بن مسعود معزز ہے۔''

پھر ابراہیم بن میسرہ نے یہ آیت پڑھی۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ (الفرقان : ۲۵/ ۷۲)

---

① تفسیر الخازن، تحت الآیۃ ۲۱۲ من البقرہ

② مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۴۷)

③ مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور وہ لوگ جو جھوٹ نہیں بولتے اور جب لغو کے پاس سے گزرتے ہیں تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہر لحظہ اور ہر گھڑی قرآن مجید کے ساتھ زندگی بسر کی۔ قرآن ان کے دل کی بہار روحانی غذا بنا رہا۔ قرآن کے معانی، مفہوم اور مقاصد کو انھوں نے خوب اچھی طرح سمجھا۔ وہ قرآنی داستانوں سے اچھی طرح روشناس ہوئے۔ وہ دوسروں کو وہی کچھ سکھلاتے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سیکھا تھا۔

اگر کوئی ان سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو اس کو عالمانہ فاضلانہ انداز میں جواب دیتے۔

آخر انھوں نے خانہ نبوت سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اسی وجہ سے ان میں یہ خوبیاں پیدا ہوئیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک نامور عالم تھے، علماء صحابہ میں انہیں ایک خاص ممتاز مقام حاصل تھا اور آپ فقہاء کی جماعت میں ایک چمکدار ستارہ معلوم ہوتے تھے، اور وہ ایسا سمندر تھے کہ جس کا پانی کبھی گدلا نہ ہوا۔

جن عالمانہ خوبیوں کا ہم نے تذکرہ کیا ہے، مشہور اور ثقہ تابعی امام شعبی رحمہ اللہ کا بیان اس کی تائید کرتا ہے۔

امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک سفر کے دوران مسافروں کے ایک قافلے سے ملے۔ اس قافلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ امیر المومنین نے ایک شخص سے کہا: ان سے پوچھو کہ کہاں سے آرہے ہو؟ جب ان سے پوچھا گیا کہ قوم کہاں سے آئی ہے۔ تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

((اَقْبَلْنَا مِنْ فَجٍّ عَمِيقٍ))

''ہم دور دراز سے آئے ہیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کہاں جا رہے ہو؟

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

((اِلَى بَيْتِ الْعَتِيقِ))

''ہم بیت اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ اس قافلے میں کوئی بڑا ماہر عالم

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۵۵) تفسیر طبری (۹/ ۴۲۰) واسنادہ ضعیف لارسالہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود ہے، کیونکہ عالمانہ انداز میں ہمارے سوالوں کا جواب مل رہا ہے۔ پھر آپ نے ایک شخص سے کہا کہ ان سے پوچھو کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ جب اس شخص نے یہ سوال کیا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت ﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ یعنی آیت الکرسی ہے۔ (البقرۃ:۲/۲۵۵)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے زیادہ محکم ہے؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ﴾ (النحل: ۱۶/ ۹۰)

''بے شک اللہ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان سے پوچھو کہ قرآن مجید کی سب سے جامع آیت کون سی ہے؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗؕ۝ وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ۝﴾ (الزلزال: ۹۹/ ۷-۸)

''جو رائی کے برابر نیکی کرتا ہے وہ اسے دیکھ لے گا اور جو رائی کے برابر برائی کرتا ہے وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے پوچھو کہ قرآن مجید کی کونسی آیت سب سے زیادہ خوف دلانے والی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

﴿لَیْسَ بِاَمَانِیِّكُمْ وَ لَاۤ اَمَانِیِّ اَهْلِ الْكِتٰبِؕ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ﴾ (النساء: ۴/ ۱۲۳)

''نہ ہی تمھاری خواہشات پر اور نہ اہل کتاب کی خواہشات پر، بلکہ جو کوئی برا عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائے گا۔''

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ

(الزمر: ۳۹/ ۵۳)

ان سوالات کے جوابات معلوم کرنے کے بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان سے پوچھو کہ کیا قافلے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ اہل قافلہ نے بتایا کہ ہاں! وہ موجود ہیں۔ (1)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ایسے نامور عالم تھے کہ جنھیں اللہ تعالیٰ نے معرفت سے سرفراز کیا ہوا تھا۔

آپ ان نامور مجاہدین میں سے تھے جنھوں نے میدان ہائے جہاد میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے اور بہادری کے دلکش نقوش سے تاریخ کے صفحات کو مزین کیا۔ انہیں مدرسہ محمدیہ کے شہسواروں میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ جیسا کہ درج ذیل واقعات سے آپ کو اس کا علم ہوگا۔

مجاہد غازی:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک نامور جلیل القدر عالم صحابی تھے اور یہ ان شہسواروں میں سے ایک بہادر اور نڈر شہسوار تھے جنھوں نے مدرسہ نبویہ محمدیہ سے امتیازی انداز میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ انھوں نے میدان ہائے جہاد میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے اور دشمن کے دلوں میں چرکے لگاتے ہوئے میدان کارزار میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔

جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے ساتھ مدینہ منورہ میں مستقل رہائش اختیار کی تو جہاد کی فرضیت کا اعلان ہوا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قائد المجاہدین سلطان عالم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ تمام جنگی معرکوں میں حصہ لیا اور اللہ کی راہ میں اپنی تمام تر توانائیاں صرف کر دیں تاکہ اللہ کی بات کو بلندی اور سرفرازی حاصل ہو اور کافروں کی بات خاک آلود ہو۔

جنگی سفر میں ہم شہسوار عالم صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں برسرپیکار مجاہدین کی اگلی صفوں میں دیکھتے ہیں۔ انھوں نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ خندق، صلح حدیبیہ، جنگ خیبر، فتح مکہ، جنگ حنین اور جنگ تبوک میں حصہ لیا۔ اس طرح انہیں علماء

(1) صفة الصفوة (۱/ ۴۰۰۔۴۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجاہد صحابہ کرام کی جماعت میں شامل ہونے کا اعزاز حاصل ہوا، انھوں نے سرکردہ مشرکین اور سرکش سرداروں کے پرخچے اڑانے میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا۔ اب ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عسکری صلاحیت کو جانچنے کے لیے چند جہادی کارروائیوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جن میں اس نابغہء روزگار شخصیت نے حصہ لے کر حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے۔

غزوۂ بدر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے شہسواروں کے سردار اور بہادروں کے قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے جنگ میں حصہ لیا۔

میدان بدر میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل قریب رہے تاکہ آپ کی عسکری قیادت کا بخوبی جائزہ لیا جا سکے اور آپ کی توجیہات وتجاویز کو قریب سے سنا جا سکے۔ سید المجاہدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کر رہے تھے اور انہیں بدکردار مشرکین سے نبرد آزما ہونے کی ترغیب دے رہے تھے۔

آپ اپنے ساتھیوں کو ان مقامات کی نشاندہی کر رہے تھے جہاں جہاں سرکش دشمن تہہ تیغ ہو کر گریں گے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے میدان بدر کی دلکش تصویر کا نقشہ اپنے الفاظ میں کچھ اس انداز سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان بدر میں چلتے ہوئے اپنے صحابہ کو وہ مقامات دکھا رہے تھے جہاں دشمن قوم کے سردار لڑائی کے دوران مجاہدین کی تلواروں کی زد میں آ کر گریں گے اور وہ جہنم کا ایندھن بنیں گے۔''

آپ ان مقامات کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے: اس جگہ فلاں کٹ کر گرے گا اور یہاں فلاں زمین بوس ہو گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے قسم ہے اس ذات کی! جس نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق بنا کر بھیجا، جن مقامات کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی کی تھی بالکل انھی مقامات پر اسلام کے دشمن تہہ تیغ ہو کر ڈھیر ہوئے۔

اور یہ منظر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ کوئی ایک جگہ بھی ایسی دکھائی نہ دی جہاں نشان زدہ کافر کی لاش نہ گری ہو۔ ①

---

① الفصول فی سیرۃ الرسول لابن کثیر (ص: ۱۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں لشکر آمنے سامنے صف آراء ہوئے، دونوں لشکروں نے ایک دوسرے پر نگاہ دوڑائی۔ مسلمانوں نے اپنے دلوں میں اللہ تعالیٰ سے لو لگائی اور انہیں مشرکین کا لشکر بہت تھوڑا دکھائی دیا۔ رہے مشرکین تو شیطان نے ان کے ساتھ اٹھکیلیاں کیں اور ان کی بداعمالیاں سمٹ کر ان کی آنکھوں کے سامنے آگئیں۔ شیطان نے ان کو تھپکی دی اور دلاسہ دیا انہیں تھپکی دیتے ہوئے کہنے لگا: کوئی بات نہیں، یہ جنگ تو تمہارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ یہ تھوڑے سے مسلمان تمھارا کیا بگاڑ لیں گے۔ میدان تمھی مارو گے، یہاں جھنڈا تمھارا ہی لہرائے گا۔ بس ذرا مقابلہ شروع ہونے کی دیر ہے۔ تمہارے بالمقابل آنے والوں کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے میدان بدر میں کھڑے ہمارے مد مقابل کافر ہمیں بہت تھوڑے دکھائی دے رہے تھے، میں نے یہ منظر دیکھ کر ایک شخص سے کہا: مجھے تو یوں دکھائی دے رہا ہے کہ ہمارے مقابلے میں آنے والوں کی تعداد ستر افراد پر مشتمل ہے۔ اس نے کہا: مجھے تو لگتا ہے ستر نہیں بلکہ وہ سو افراد ہیں۔ پھر ہم نے میدان میں ایک ایسے شخص کو پکڑا جو دشمن کے لشکر کا تھا، اس سے پوچھا: تمہارے لشکر میں کتنے افراد ہیں؟ اس نے کہا: ہمارا لشکر ایک ہزار افراد پر مشتمل ہے۔[1]

قرآن کریم میں میدان بدر میں ہونے والی معرکہ آرائی کی تصویر کشی اور مشرکین کی تعداد کی قلت کا تذکرہ کچھ اس اسلوب میں بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ (الانفال: ۸/ ۴۴)

''جب تم آپس میں نبرد آزما ہوئے تو اللہ تعالیٰ وہ کافر تمھیں تھوڑے دکھلاتا تھا اور تم کو ان کی آنکھوں میں تھوڑے دکھلاتا تھا، تاکہ اللہ اس کام کو پورا کر دے جس کو ہو کر رہنا تھا اور سارے کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔''

اہل ایمان مشرکین سے نبرد آزما ہوئے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کو غلبہ عطا کیا، جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور مدد کے لیے فریاد کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو شرف قبولیت سے ہمکنار کیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] البداية والنهاية (۳/ ۲۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَةِ مُرْدِفِیْنَ (الانفال: ۸/ ۹)

''میں تمھاری ایک ہزار ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے فرشتوں کے ساتھ مدد کروں گا۔''

جناب رسول اللہ ﷺ دعا میں اپنے رب سے گریہ زاری کرتے رہے۔ اس دلبرانہ اور ساحرانہ منظر کی تصویر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کچھ اس انداز سے دکھلاتے ہیں:

((مَا سَمِعْنَا مِنَّا شِدًّا یَنْشُدُ ضَالَّةً اَشَدُّ مِنَّا شِدَّةً مِنْ مُحَمَّدٍ لِرَبِّهِ یَوْمَ بَدْرٍ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ مَا وَعَدْتَنِیْ)) ①

''ہم نے کسی کو گم شدہ چیز کے بارے میں اس طرح اعلان کرتے نہیں سنا جس طرح سیدنا محمد ﷺ اپنے رب کے حضور دعا کر رہے تھے، انھوں نے یہ دعا کی: الٰہی میں تجھ سے اپنی گم شدہ وہ متاع مانگتا ہوں جس کا تو نے وعدہ کیا۔''

لڑائی شروع ہوئے ابھی چند گھڑیاں ہی بیتی تھیں کہ مشرکین دم دبا کر بھاگنے لگے، ان میں سے ایک فریق قتل کر دیا گیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے بڑے بڑے نامی گرامی مجرم اچھی خاصی تعداد میں موت کے گھاٹ اتارے گئے۔ ان میں ابوجہل عمرو بن ہشام بھی تھا۔ جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سرکش باغی کی لاش کو دیکھا کہ وہ اپنے بدتر انجام کو پہنچ چکا ہے تو انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی کہ ابوجہل مارا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے ابوجہل کی تلوار سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

آیئے! اب ہم چند لمحے اس عظیم خوشخبری سے لطف اندوز ہوں جس کو شہسوار عالم صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں جنگ بدر کے دن قتل ہونے والے دشمنوں کے لاشے بغور دیکھ رہا تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤں کہ میں نے فلاں فلاں شخص کی لاش کو دیکھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ کوئی دیکھے کہ آج ابوجہل کے ساتھ کیا ہوا؟

میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ زخمی حالت میں زمین پر گرا ہوا کراہ رہا ہے۔ اسے سیدہ عفراء بنت عبید الانصاریہ کے دو بیٹوں نے تلوار سے گھائل کیا تھا لیکن ابھی زندگی کی ڈور باقی تھی، سانس اکھڑا ہوا تھا، میں اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور میں نے اس کی داڑھی کو پکڑا۔ اس

① فتح الباری (۷/ ۲۸۹) معجم کبیر طبرانی (۱۰۲۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی آنکھیں کھولیں، اس نے مجھے غضب اور حسرت کے ملے جلے لہجے میں کہا: ارے بکریوں کے چرواہے! آج تو مجھ پر چڑھ بیٹھا ہے؟ میں نے مومن کا انداز اپناتے ہوئے اور پوری جرأت و شجاعت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے آج مجھے تجھ پر غالب کر دیا ہے۔ آج تم میرے قبضے میں ہو۔

ابوجہل نے حسرت بھرے انداز میں لمبا سانس لیتے ہوئے آخری بات یہ کہی:

اب انجام کس کے حق میں ہوگا؟ میں نے کہا: ارے اللہ کے دشمن! انجام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق میں ہوگا۔

ابوجہل نے کہا: اب تم میرے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا: اب میں تیرا سر تن سے جدا کروں گا۔

پھر میں نے اس کو اپنی تلوار ماری، اس نے اپنی تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی لیکن وہ اسے استعمال نہیں کر سکتا تھا۔

اللہ کے دشمن ابوجہل نے میری طرف تھوک کر اپنی نفرت کا اظہار کیا، پھر اس فرعون نے کہا: تیری تلوار کند ہے، یہ کچھ کاٹ نہیں سکتی، یہ میری تلوار لو اور اپنے ارمان پورے کر لو۔

لیکن میری خواہش ہے کہ میری گردن کندھوں کے برابر سے کاٹنا تاکہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ کسی سردار کی گردن ہے اور دوسری میری خواہش یہ ہے کہ جب تم محمد کے پاس جاؤ تو میرا یہ پیغام دینا کہ آج میری ناراضگی میں پہلے کی نسبت اضافہ ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے اسے قتل کر دیا اور اس کا سر تن سے جدا کر دیا اور اس کام کے لیے میں نے اسی کی تلوار استعمال کی۔ پھر میں ابوجہل کا سر پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر بآواز بلند اللہ اکبر کہا اور پھر فرمایا: ''یہ میری امت کا فرعون ہے، اس کا میرے خلاف اور میری امت کے خلاف شر پسندانہ رد یہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو موسیٰ علیہ السلام اور اس کی امت پر اس وقت کے فرعون نے اختیار کیا۔'' پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار مجھے سونپ دی۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی عسکری مہمات میں بدستور مصروف عمل رہے، وہ ایک

---

[1] اسیر الکبیر للشیبانی (۲/ ۶۰۰) البدایۃ والنہایۃ (۳/ ۲۸۷) واصلہ فی صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب قتل ابی جہل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنگ کے بعد دوسری جنگ میں حاضر ہوتے رہے اور ہر جنگ میں بڑے نمایاں کارنامے سر انجام دیے۔ جنگ حنین میں وہ ان جاں نثار صحابہ کرام میں شامل تھے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو فتح عطا کی اور اس نے اپنے رسول مقبول ﷺ اور اہل ایمان مجاہدین پر اپنے فضل وکرم سے سکینت، طمانیت اور رحمت نازل کی۔

غزوات نبویہ کی دنیا میں غزوۂ حنین کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جنگ حنین کے مبارک دن کی روداد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، جب گھمسان کا رن پڑا تو بہت سے لوگ پیچھے ہٹ گئے مگر مہاجرین وانصار کے اسی افراد میدان میں ڈٹے رہے۔

ہم پیٹھ پھیر کر بھاگے نہیں تھے، یہ وہ لوگ تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سکینت نازل کی اور انہیں ڈھارس بندھائی رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے، آپ کی خچر ایک طرف جھکی جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ زین سے ایک طرف جھک گئے۔ میں نے اسے کہا: اللہ تجھے بلند کرے سیدھی ہو جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے مٹی کی مٹھی پکڑاؤ۔ میں نے حکم کی تعمیل کی، رسول اللہ ﷺ نے مٹی کی مٹھی دشمن کے چہروں پر ماری اور مٹی اڑ کر ان کی آنکھوں میں داخل ہوگئی جس سے ان کی آنکھیں بھر گئیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مہاجرین وانصار کہاں ہیں؟'' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ سب وہاں کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کو آواز دو۔ میں نے ان کو آواز دی تو وہ اپنی تلواریں فضا میں لہراتے ہوئے جذبہ ایمانی سے سرشار بڑے جوش وولولے سے آگے بڑھے جنھیں دیکھتے ہی مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ ①

مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی اور مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ نبی کریم ﷺ نے کچھ لوگوں کو تالیف قلبی کے طور پر مال غنیمت عطا

① مسند احمد (۱/ ۴۵۳) مجمع الزوائد (۶/ ۱۸۰)

صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الطائف، ح: ۴۳۳۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ منافقین نے اعتراض کیا کہ مال غنیمت کو عادلانہ انداز میں تقسیم نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بات سن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہوئے اور آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو گیا۔

اس واقعے کی تفصیلات ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی سنتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے کچھ لوگوں کو ترجیح دی۔ اقرع بن حابس کو سو اونٹ عنایت فرمائے اور اسی طرح عیینہ کو بھی سو اونٹ عطا کیے اور کچھ عرب کے سرکردہ افراد کو اس دن مال غنیمت ترجیحی بنیاد پر دیا گیا۔

ایک شخص نے کہا: اللہ کی قسم! مال غنیمت کی تقسیم میں انصاف نہیں کیا گیا اور مال غنیمت کی تقسیم میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر نہیں رکھا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے پرجوش انداز میں کہا: میں اس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا اور جو کچھ اس شخص نے کہا تھا آپ کو کہہ سنایا۔

یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ کا چہرۂ مبارک غصے سے سرخ ہو گیا۔

آپ نے فرمایا: ''اگر اللہ اور اس کے رسول نے انصاف نہیں کیا تو اور کون انصاف کرے گا؟'' پھر آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں اس سے زیادہ تکلیف دی گئی لیکن انھوں نے صبر کیا۔'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ منظر دیکھ کر میں نے کہا: میں آئندہ اس قسم کی کوئی بات آپ کے سامنے نہیں کروں گا۔ (1)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے زمانے میں مسلسل جہاد میں حصہ لیتے رہے، آپ نے ان جنگوں میں بھی حصہ لیا جو مرتدین کے خلاف بپا ہوئی تھیں، پھر مشہور و معروف جنگ یرموک میں آپ شریک ہوئے۔ اس دن آپ کو مال غنیمت کی نگرانی کا کام سونپا گیا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری لمحے تک اللہ تعالیٰ کے کلمے کو سر بلند

(1) صحیح بخاری، کتاب فرض الخمس، باب ما کان النبی ﷺ یعطی، ح: ۳۱۵۰۔
صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب اعطاء المؤلفۃ قلوبھم، ح: ۱۰۶۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے لیے جہاد میں بھرپور حصہ لیتے رہے اور وہ جہادی سرگرمیاں سرانجام دیتے ہوئے اپنے خالق حقیقی اللہ رب العزت سے جا ملے۔

ان کی فقہ اور فتویٰ:

یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی اگر ہم یہ کہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیدار مغز اسلامی شخصیات میں سے تھے اور ان کا شمار اسلام کے ابتدائی دور کے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ مدرسہ نبویہ کے ہونہار طلبہ میں سے وہ عبادلہ نامی علماء صحابہ کے شیخ تھے۔ وہ درجہ اول کے مہاجرین کے فقیہ تھے۔ اور ان ماہر علماء میں سے ایک تھے جن سے معرفت حاصل کی جاتی۔ مکہ مکرمہ اور روئے زمین پر بسنے والے باشندوں میں ہدایت ربانی اور انوار محمدیہ کے سرچشمے کی طرف سبقت لے جانے والوں میں ان کا چھٹا نمبر تھا، انھوں نے حق بات کو رغبت سے قبول کیا اور یقین کی دعوت کو اپنے دل کی قندیل بنایا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مکہ مکرمہ میں انھوں نے سب سے پہلے اونچی آواز میں قرآن مجید کی تلاوت کی اور قرآن خوانی سے مشرکین کے کانوں پر دستک دے کر شرک کے اکھڑ پن اور طاقت کے گھمنڈ کو ہلا کر رکھ دیا۔ انہیں دو ہجرتیں کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور انہیں لسان رسالت سے باخبر لڑکے کا خطاب ملا۔

آپ عہد نبوی کی جنگوں میں ایک نامور شہسوار تھے۔ فاروق اعظم سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں اہل قادسیہ کی طرف معلم اور راہنما بنا کر بھیجا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کے زمانے میں سبقت حاصل کرنے والے عالم اور فقیہ صحابی تھے۔ قرآن فہمی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو سمجھنے کے لحاظ سے مشہور و معروف تھے۔ اس لیے جب ان سے کوئی دینی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ اپنی سوچ بچار کو بروئے کار لاتے، نہایت باوقار اور پرسکون انداز میں جواب دیتے: جس سے سوال کرنے والا مطمئن ہو جاتا اور ساتھ ہی وہ سوال کرنے والے کی بہترین وسائل کی طرف راہنمائی کرتے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وسعت علمی اور فقہی مسائل پر عبور کی شہادت سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دی۔ بلاشبہ وہ اکابر علماء صحابہ میں سے ایک تھے، وہ لوگوں کے سامنے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

((لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب تک یہ علم کا ماہر تم میں موجود ہے مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔"

تفصیل اس کہانی کی وہ واقعہ ہے، جو سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پیش آیا اور جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے ہذیل بن شرحبیل کے حوالے سے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں کہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوتی اور بیٹی کی وراثت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: بیٹی کے لیے نصف اور پوتی کے لیے نصف ہے، مزید عبداللہ بن مسعود کے پاس جائیں امید ہے وہ میری موافقت کریں گے۔ پھر یہی مسئلہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور انہیں یہ بھی بتا دیا گیا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا ہے آپ نے فرمایا: میں وہ فیصلہ دوں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ دیا: اگر میں ایسا نہ کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا اور ہدایت یافتہ لوگوں میں سے نہیں ہوں گا۔

بیٹی کو نصف ملے گا اور پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، جو باقی بچے گا وہ بہن کا ہو گا۔ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں بتایا کہ عبداللہ بن مسعود نے یہ کچھ کہا ہے تو انھوں نے فرمایا:

((لَا تَسْأَلُوْنِیْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ))

"جب تک تم میں یہ ماہر عالم موجود ہے تم مجھ سے کوئی مسئلہ نہ پوچھنا۔" [1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرجع تھے، فقہ، علم، فتویٰ اور اصول دین کے سلسلے میں اکابر صحابہ کرام بھی انھی کی طرف رجوع کرتے۔

علامہ ابن سعد اپنی کتاب "طبقات ابن سعد" میں بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صحابہ کرام قرآن مجید کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اٹھے اور باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد ابو مسعود نے کہا کہ یہ ہم سب میں قرآن مجید کے بارے میں زیادہ معلومات رکھنے والے ہیں۔ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی کھلی اجازت تھی جبکہ ہمیں بعض اوقات روک دیا جاتا تھا، یہی وجہ ہے کہ ان کے پاس دوسروں کی نسبت دینی معلومات زیادہ ہیں۔

---

[1] صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب میراث ابنة ابن مع ابنة، ح: ۶۷۳۶۔ مسند احمد (۱/ ۴۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مسائل میں بہت بڑا ماہر سمجھتے تھے اور انھوں نے ان کا نام "حبر" یعنی "علوم کے ماہر" رکھا ہوا تھا۔

طبقات ابن سعد میں ابو عطیہ الہمد انی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص آیا۔ اس نے آپ سے ایک مسئلہ پوچھا: آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ مسئلہ میرے علاوہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟

اس نے کہا: ہاں! میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ دریافت کیا اور انھوں نے یہ جواب دیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی مخالفت کی، پھر وہ وہاں سے اٹھ گیا اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو سارا واقعہ سنایا تو انھوں نے کہا:

((لَاتَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ وَ هٰذَا الْحِبْرُ بَیْنَ اَظْهُرِکُمْ))

(جامع الاصول فی احادیث الرسول ۱۱/ ۳۸۹)

"مجھ سے کسی مسئلہ کے بارے میں نہ پوچھو جب تک یہ ماہر عالم تم میں ہے۔"

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا جاتا تو وہ ارشاد فرماتے:

((کُنَیْفٌ مَلِیْئٌ عِلْمًا اٰثَرْتُ بِهٖ اَهْلَ الْقَادِسِیَّةِ))

"یہ ایک ڈھال ہیں، بھرپور عالم ہیں اسی لیے میں نے انھیں اہل قادسیہ کے پاس بھیجنے کو ترجیح دی۔" (الطبقات الکبریٰ: ۲/ ۳۴۴، سیر اعلام النبلا: ۱/ ۴۹۱)

جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو معلم اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو گورنر بنا کر کوفہ روانہ کیا تو فرمایا:

((اِنَّهُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ فَاقْتَدُوْا بِهِمَا))

(الاصابة: ۴/ ۲۳۵)

"بلاشبہ یہ دونوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مخلص شریف ہیں تم ان دونوں کی اقتداء کرو۔"

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَوْ کُنْتُ مُؤَمِّرًا اَحَدًا بِغَیْرِ مَشْوَرَةٍ لَاَمَّرْتُ ابْنَ اُمِّ عَبْدٍ))

(الاصابة: ۴/ ۲۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر مجھے بیر مشورہ کے نامزد کرنا ہوتا تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو امیر نامزد کرتا۔''

یاد رہے کہ ابن ام عبد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی دوسری کنیت ہے۔ اس نام سے بھی ان کو پکارا جاتا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ جلیل القدر صحابیہ تھیں۔

بخاری شریف میں مسروق سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا گیا تو انھوں نے فرمایا: ''جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درج ذیل فرمان سنا ہے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں:

((اِسْتَقْرَؤُا الْقُرْآنَ فِیْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَأَ بِهِ)) ①

''چار اشخاص سے قرآن پڑھو پہلے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام لیا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عالم، فقیہ، اور سنت مطہرہ کی اتباع کرنے والے تھے۔

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا تہبند ٹخنوں سے نیچے گھسٹ رہا تھا تو آپ نے اس شخص سے کہا کہ اپنا تہبند اوپر کرو۔ اس شخص نے کہا: جناب آپ بھی اپنا تہبند اونچا کریں۔ آپ نے فرمایا: میری پنڈلیاں پتلی ہیں، تہبند ٹکنا نہیں میری مجبوری ہے۔ میں تجھ جیسا نہیں، میں لوگوں کی امامت کراتا ہوں میں مجبور ہونے کی بنا پر اس حکم سے مستثنیٰ ہوں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فتوی دینے میں مہارت حاصل تھی۔ مسائل پر آپ کی بڑی کڑی نظر تھی۔ قرآن کریم کے احکام سے معانی، مفہوم اور معارف کے موتی نکالنا ان پر ختم تھا، انہیں استخراج مسائل میں بڑی مہارت حاصل تھی۔

قرآنی معارف کو وہ اچھی طرح جانتے تھے اور سنت نبویہ مطہرہ پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔

ابو عمرو الشیبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے چچا کی بیٹی میری کفالت میں ہے۔ میری بیوی کو اندیشہ لاحق ہوا تو اس نے میرے چچا کی بیٹی کو اپنا دودھ پلا دیا۔ کیا اب وہ میری محرم بن گئی ہے؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میرے علاوہ کسی اور سے یہ مسئلہ پوچھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ مسئلہ پوچھا ہے تو انھوں نے مجھے کہا کہ اب وہ تیرے لیے حرام ہو گئی ہے۔

① بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۴۹۹۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اس طرح نہیں کہنا چاہیے تھا کیونکہ وہ رضاعت محرم بناتی ہے جو رضاعت کی عمر میں ہو اور وہ رضاعت جسمانی گوشت اور خون کا حصہ بنے۔''

وہ شخص کہتا ہے کہ میں پھر ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں بتایا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ اس طرح بتایا ہے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ))

''جب تک یہ عالم تم میں موجود ہے تم مجھ سے کسی مسئلے کے بارے میں نہ پوچھا کرو۔''

اللہ کی قسم! میں نے دیکھا ہے کہ ان کا زیادہ وقت آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گزرا ہے۔ ①

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی گہرائی اور مہارت کے معترف تھے۔

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''عبداللہ بن مسعود کے ساتھ ایک مجلس، میں سال بھر علمی کاوشوں پر بھاری سمجھتا ہوں۔''

بلاشبہ علم زینت، عزت اور صاحب علم کا زیور ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا:

اَلْعِزُّ مَخْصُوْصٌ بِهِ الْعُلَمَاءُ
لِلْأَنَامِ سِوَاهُمْ مَا شَاءُوْا
اِنَّ الْاَكَابِرَ یَحْكُمُوْنَ عَلَى الْوَرٰى
وَ عَلَى الْاَكَابِرِ یَحْكُمُ الْعُلَمَآءُ

''عزت علماء کے ساتھ علم کی وجہ سے مخصوص ہے اور ان کے علاوہ لوگوں کو یہ میسر نہیں، بڑے لوگ خلقت پر حکومت کرتے ہیں جبکہ بڑے لوگوں پر علماء حکومت کرتے ہیں۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن فہمی:

یہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کبار علماء صحابہ میں سے تھا جو قرآن کریم کی تفسیر اور اس کے معانی و مطالب سے خوب اچھی طرح واقف تھے اور قرآنی اسرار و رموز پر انہیں عبور

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لغت کے ماہر عالم، کلام کے تمام پہلوؤں کی معرفت رکھنے والے، بات کی بلاغت اور فن خطابت کے ماہر تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دین اور وحی الٰہی کے چشمے سے علم کا پانی حاصل کرتے تھے، اس لیے وہ تفسیر کے ان نامور علماء میں سے تھے، جن سے قرآنی علوم حاصل کیے جاتے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے تفسیر کے سرچشموں اور اصول تفسیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ تفسیر قرآن کے عمدہ ترین سرچشمے یہ ہیں:

① قرآن کی قرآن سے تفسیر

② قرآن کی حدیث سے تفسیر

پھر انھوں نے نامور مفسرین اور علماء صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ان میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے نمایاں مقام پر دکھائی دیتے ہیں۔

مزید فرماتے ہیں کہ اگر ہم کسی آیت کی تفسیر قرآن مجید یا سنت مطہرہ میں نہ پائیں تو ہم اقوال صحابہ کی طرف رجوع کریں گے کیونکہ صحابہ کرام سب سے زیادہ قرآن مجید کے مفہوم و معانی سے واقف تھے۔ انھوں نے قرآنی آیات کو نازل ہوتے دیکھا، وہ حالات کے چشم دید گواہ ہیں۔ انہیں مکمل سمجھ بوجھ حاصل تھی اور وہ صحیح علم اور عمل سے آراستہ تھے۔ خاص طور پر کبار علماء صحابہ کو قرآن کے علم میں امتیاز حاصل تھا اور ان میں سے خلفائے راشدین اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے نامور صحابہ قرآنی علوم میں مہارت کے لحاظ سے ممتاز مقام پر فائز تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کبار مجتہد صحابہ کرام میں سے تھے، جنھوں نے قرآن مجید نازل ہوتے دیکھا، وہ قرآنی آیات کے اسباب نزول کو جانتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ کون سی آیت کہاں اور کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ اسی طرح صحابہ کرام ناسخ و منسوخ آیات کے بارے میں خوب اچھی طرح جانتے تھے، وہ قرآنی احکامات اور دینی معاملات کے بارے میں وافر معلومات رکھتے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نامور مفسر صحابہ کرام میں سے تھے، علم اور فہم و فراست کے اعتبار سے مفسرین میں انہیں امتیازی مقام حاصل تھا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نزول قرآن کی معرفت کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت اور فضل وکرم تھا کہ مجھے آیات کے اسباب نزول کے بارے میں سب سے زیادہ معلومات تھیں۔ فرماتے ہیں: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں! قرآن مجید کی ہر آیت کے بارے میں مجھے علم ہے کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ وہ کس کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر مجھے یہ پتہ چل جائے کہ کوئی کتاب اللہ کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے اور سواری وہاں تک جاسکتی ہے۔ تو میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر اس کے پاس ضرور پہنچوں۔ ①

اگر کوئی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیری آراء کو بنظر غور دیکھے تو اسے محسوس ہوگا کہ وہ قرآنی معارف حاصل کرنے کے لیے متعدد سرچشموں سے سیراب ہوئے ہیں۔ سب سے پہلی بات تو یہ کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بعض آیات کے معانی کی توضیح وتفسیر براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر اس کو زبانی یاد کر لیا۔ اس لیے وہ قرآنی آیات کے مفہوم سے خوب اچھی طرح واقف تھے اور قرآنی آیات کے اسباب نزول کو بھی جانتے تھے، پھر انہیں لغت اور بیان پر بھی عبور حاصل تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآنی علوم میں دسترس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ خانہ نبوی سے فیض یاب ہوتے تھے اور سفر وحضر میں صادق المصدوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی انہیں سعادت حاصل تھی۔

اگر ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفسیری نکات وارشادات کو اکٹھا کریں تو کتاب کی ایک بڑی جلد تیار ہو جائے۔ قرآن مجید کی کوئی سورت بھی جب ہم پڑھتے ہیں تو ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی حیرت ہوتی ہے کہ ہر سورت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیری عبقریت کو اجاگر کیا اور کتاب اللہ کے بارے میں اپنی فہم وفراست کی گہرائی اور نکتہ آفرینی کا اظہار کیا۔

اب ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے تفسیری نکات کی چند جھلکیاں پیش کرتے ہیں، تا کہ ان کی تفسیری آراء وتفسیری اقوال کا بخوبی علم ہو سکے۔

① صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ح: ۵۰۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۶۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہایت دلکش، دلفریب اور دلآویز انداز میں قرآنی آیت کی تفسیر قرآنی آیت سے کی، مثال ملاحظہ کیجیے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ (غافر: ۴۰/ ۱۱)

''انھوں نے کہا: اے ہمارے رب! تو نے ہمیں دو مرتبہ مارا اور دو مرتبہ زندہ کیا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت کریمہ سورۂ بقرہ کی درج ذیل آیت کے مطابق ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَكُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ (البقرة: ۲/ ۲۸)

''تم مردہ تھے تو ہم نے تم کو زندہ کیا، پھر وہ تمھیں مارے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کی تفسیر نہایت دلآویز انداز میں کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى فُرُشٍ بَطَآئِنُهَا مِنْ اِسْتَبْرَقٍ (الرحمٰن: ۵۵/ ۵۴)

''وہ ایسی مسندوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں جن کے استر دبیز ریشم کے ہیں۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِذَا کَانَتِ الْبَطَانَةُ الَّتِیْ تَلِی الْاَرْضَ هٰکَذَا فَمَا ظَنُّكَ بِالظَّهَارَةِ))

''جب کہ استر، جو زمین کے ساتھ ملا ہوتا ہے، اس طرح کا ہوگا تو اس کی پاکیزگی کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے کہ وہ کتنی زیادہ ہوگی۔''①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کے بارے میں کیا خوب وضاحت کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ (النجم: ۵۳/ ۱۱)

''دل نے جھوٹ نہ کہا جو اس نے دیکھا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام کو اس کی اصلی حالت میں دو مرتبہ دیکھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں معرفت سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی احادیث

---

① تفسیر قرطبی (۱۷/ ۱۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبویہ پر بڑی وسیع نظر تھی، جیسا کہ درج ذیل آیت کی تفسیر کے ضمن میں ان کی بیان کردہ تفصیل سے پتہ چلتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاْتِ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ﴿۳۰﴾ (ق: ۵۰/ ۳۰)

''جس دن ہم جہنم سے کہیں گے کیا تو بھر گئی تو وہ کہے گی کیا کچھ مزید ہے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جہنم میں ہر گھر، زنجیر، گرز اور تابوت پر اس شخص کا نام لکھا ہوگا جس کے حصے میں وہ آئے گا، جب سب جہنمی اپنے اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے تو جہنم کے داروغے کہیں گے بس بس اب سب پہنچ چکے، جنھوں نے یہاں آنا تھا اور اس کے بعد جہنم کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے درج ذیل آیت کی تفسیر اس اسلوب میں کی جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی احادیث نبویہ پر بڑی وسیع نظر تھی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجِايْٓءَ يَوْمَىِٕذٍۭ بِجَهَنَّمَ (الفجر: ۸۹/ ۲۳)

''اور جس دن جہنم کو لایا جائے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں کہتے ہیں کہ ''جہنم کو ستر ہزار لگاموں کے ساتھ کھینچا جائے گا اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوئے ہوں گے، جہنم چنگاڑ رہی ہوگی اور اس سے خوفناک آوازیں بلند ہو رہی ہوں گی یہاں تک کہ اسے عرش کی بائیں جانب ٹھہرا دیا جائے گا۔ ①

صحیح مسلم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت مذکور ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَّهَا سَبْعُوْنَ اَلْفِ زِمَامٌ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُوْنَ اَلْفِ مَلِكٍ يَجُرُّوْنَهَا)) ②

''جہنم کو اس دن لایا جائے گا اس کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی اور ہر لگام کو ستر ہزار فرشتوں نے پکڑ رکھا ہوگا۔ اور وہ اسے بیک زور کھینچیں گے۔''

---

① تفسیر قرطبی (۲۰/ ۵۵)

② صحیح مسلم، کتاب الجنة، باب جهنم اعاذنا الله منها، ح: ۲۸۴۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کریمہ کی تفسیر نہایت اختصار کے ساتھ کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ

(المجادلة : ۵۸/ ۱۱)

''اللہ ان لوگوں کے درجے بلند کرتا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور ان لوگوں کے جنھیں علم دیا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علماء کی تعریف کی ہے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید کی تفسیر بیان کرنے کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ بعض قرآنی آیات کا مفہوم ان حقائق کی روشنی میں بیان کرتے ہیں جن کا سامنا لوگوں کو روزمرہ زندگی میں ہوتا رہتا ہے۔ وہ ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ آیات کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ سننے والے سمجھتے ہیں کہ یہ تو ہماری آنکھوں کے سامنے دن رات ہوتا رہتا ہے، یہ تو ہمارے دل کی بات لگتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آیات کی تفسیر کرتے وقت ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو کہ سننے والے کے دل میں اتر جاتی ہیں اور وہ مثالیں ایسی اثر انگیز اور دل پذیر ہوتی ہیں کہ سننے والے کو سرور آجاتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ یہ اثر انگیز تعلیمی اسلوب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اس بنا پر میسر آیا کہ آپ قرآن مجید کے معانی پر مکمل عبور رکھتے تھے اور قرآنی احکامات کے ایک ایک جز پر عمل پیرا بھی تھے۔

اس نوعیت کی تفسیر کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ (الاعلیٰ : ۸۷/ ۱۶)

''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''کیا تم جانتے ہو کہ ہم دنیا کی زندگی کو آخرت پر کیوں ترجیح دیتے ہیں؟ اس کی

① تفسیر قرطبی (۲۰/ ۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل وجہ یہ ہے کہ دنیا اپنی تمام تر لذات اور آسائشوں کو جلد آنکھوں کے سامنے لے آتی ہے جبکہ آخرت کی لذات اور آسائشیں آنکھوں سے اوجھل ہیں اور ہم نے جلدی کو دیر پر ترجیح دے رکھی ہے۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کی تفسیر نہایت خوش اسلوب انداز میں بیان کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ ۝ (البلد: ۹۰/ ۱۰)

''اور ہم نے اس کو دو راستے بتلا دیے۔''

اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں:

''ایک خیر کا راستہ ہے اور دوسرا شر کا راستہ ہے۔'' ②

اسی نوعیت کی ایک دوسری آیت میں یوں فرمایا گیا:

اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا ۝ (الدھر: ۷۶/ ۳)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کی تفسیر مختصر اور جامع انداز میں بیان کرتے ہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (الانبیاء: ۱۷/ ۸۷)

''تو اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں تو پاک ہے، بلاشبہ میں ہی ظالموں میں سے ہوں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت میں ظلمات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اس سے مراد مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا، سمندر کا اندھیرا اور رات کا اندھیرا مراد ہے۔'' ③

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے انداز تفسیر کی چند ایسی مثالیں پیش خدمت ہیں کہ انھوں نے نہایت اختصار کے ساتھ آیات کے مفہوم ومعنی کو واضح کیا جیسا کہ وہ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ (آل عمران: ۱۴۶) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کثیر سے مراد ہزاروں ہے۔

① تفسیر قرطبی (۲۰/ ۲۳) ② تفسیر قرطبی (۲۰/ ۶۵)

③ تفسیر ابن کثیر تحت الآیۃ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور الصائمون کا معنی وہ روزے دار کرتے ہیں۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَىٰ (الاعلیٰ : ۸۷/ ۸) ''ہم تیرے لیے جنت آسان کردیں گے۔''

کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں للیسری سے مراد جنت ہے۔

اسی طرح ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ (التکاثر : ۱۰۲/ ۸)

''پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔''

نعیم کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد امن، صحت اور فراغت ہے اور یہ تینوں اللہ تعالیٰ بیش قیمت نعمتیں ہیں۔

متبحر عالم اور جلیل القدر صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علوم وفضائل قرآن کے حوالے سے بسر ہونے والی بہت عمدہ اور خوبصورت زندگی کا سفر اس لیے بھی نہایت دلفریب اور دلربا معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی علوم وفضائل کی بنا پر ان کے اقوال زریں اور دل پذیر آراء نہایت سحر انگیز تھے۔

ان کے اقوال زریں سے معارف کے سنگ ہائے میل کی وضاحت ہوتی ہے، جس سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شخصیت صحابہ کرام میں نادر اور ممتاز مقام پر دکھائی دیتی ہے، جیسا کہ درج ذیل واقعے سے ظاہر ہوتا ہے۔

سلیمان بن مہران نے یہ واقعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا۔ کہتے ہیں کہ ایک بدوی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا۔ آپ اس وقت قرآن کریم پڑھا رہے تھے اور کچھ لوگ ان سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔

اس بدوی نے کہا، یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تقسیم کر رہے ہیں۔ ①

قرآن کریم پڑھنے کی ترغیب دلانے کے حوالے سے ابوعبیدہ معمر بن مثنیٰ التیمی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ قرآن کریم پڑھ رہے تھے۔ جب آپ قرآن مجید کی ایک آیت پر پہنچے تو انھوں نے ایک شخص سے کہا: آیت پڑھ لو، اللہ کی قسم! یہ آیت روئے زمین پر پڑی دولت سے زیادہ بہتر ہے۔ ②

---

① مجمع الزوائد (۱/ ۱۲۳۔۱۲۷) تفسیر ابن عطیة (۱/ ۳۷)

② فضائل القرآن لابن الضریس (۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن مجید اور اسے پڑھنے والے کی فضیلت کے بارے میں ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تھے:

((لَایَسْأَلُ عَبْدٌ عَنْ نَفْسِهِ اِلَّا الْقُرْآنَ فَاِنْ کَانَ یُحِبُّ الْقُرْآنَ فَاِنَّهُ یُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ)) (مجمع الزوائد:۷/ ۱۶۵)

''جو بندہ قرآن کے سوا اپنی ذات کے لیے کچھ نہیں مانگتا اگر وہ قرآن سے محبت کرتا ہے تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔''

((تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَاتْلُوْهُ، فَاِنَّکُمْ تُوْجَرُوْنَ فِیْهِ بِکُلِّ حَرْفٍ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اَمَا اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ الٓمٓ وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ، لَامٌ وَمِیْمٌ))

''قرآن سیکھو اور اس کی تلاوت کرو تمھیں ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں بطور اجر دی جائیں گی۔ میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف، لام اور میم یہ تین حرف ہیں۔'' یعنی الم پڑھنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ ①

شفیق بن سلمہ الاسدی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ روزے بہت کم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: زیادہ رکھنے سے میرے جسم میں کمزوری آ جائے گی جس کی بنا پر میں قرآن کریم کی زیادہ تلاوت نہ کرسکوں گا اور مجھے قرآن مجید تلاوت زیادہ عزیز ہے۔ ②

قرآن کریم کی تعلیم اور اس کی سماعت کی فضیلت کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا دلچسپ دل پذیر اور دلآویز ارشاد ملاحظہ کریں:

((اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ اَوْعِیَةٌ فَاشْغَلُوْهَا بِالْقُرْآنِ وَلَاتَشْغَلُوْهَا بِغَیْرِهٖ)) ③

''یہ دل برتن ہیں، انہیں قرآن مجید سے مشغول کرو اور اس کے علاوہ کسی اور چیز سے مشغول نہ کرو۔''

ابوحصین عثمان بن عاصم الکوفی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کو

---

① سنن ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرأ حرفا من القرآن، ح: ۲۹۱۰۔ سنن الدارمی (۲/ ۴۲۹)

② فضائل القرآن لابن کثیر (۱۶۳)

③ مصنف ابن ابی شیبة (۶/ ۱۲۶) حلیة الاولیاء (۱/ ۱۳۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی تعلیم کی تلقین کیا کرتے تھے۔

ایک شخص عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور عرض کی، مجھے کچھ مفید جامع کلمات بتائیں، آپ نے فرمایا: ہاں سنو!

((تَعبُدُ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتَزُلُ مَعَ الْقُرْاٰنِ اَيْنَمَا زَالَ، وَ مَنْ جَاءَكَ بِصِدْقٍ مِنْ صَغِيرٍ اَوْ كَبِيرٍ وَ اِنْ كَانَ بَعِيدًا بَغِيْضًا فَاقْبَلْهُ، وَمَنْ جَاءَكَ بِكِذْبٍ وَ اِنْ كَانَ حَبِيبًا قَرِيبًا فَارْدُدْهُ عَلَيْهِ)) ①

''اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔ قرآن کریم کے ساتھ چل جہاں بھی چلے۔ جو کوئی تیرے پاس چھوٹا ہو یا بڑا سچائی لے کر آئے اگرچہ وہ اجنبی ہو اور غصیل بھی ہو تو اس کی بات کو مان لے اور اگر کوئی تیرے پاس جھوٹ لے کر آئے اگر وہ پیارا قریبی رشتہ دار بھی ہو تو اس کی بات مسترد کر دینا۔''

اس اہم ترین نصیحت کو سنئے جو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کی:

ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے نصیحت کیجیے! آپ نے اسے یہ ارشاد فرمایا: جب تم اللہ کا یہ فرمان سنو:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

تو اس کو پوری توجہ سے سنا کرو۔ کیونکہ ان الفاظ کے بعد اللہ تعالیٰ کسی خیر کا حکم دیتے ہیں یا کسی شر سے منع کرتے ہیں۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو قرآن کو ترجیح دو کیونکہ اس میں اگلے پچھلوں کی خبر دی گئی ہے۔ ③

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اکثر یہ فرمایا کرتے تھے:

((اَدِيْمُوا النَّظَرَ فِي الْمُصْحَفِ))

''ہمیشہ قرآن پہ نظر جمائے رکھو۔'' ④

---

① فضائل القرآن لابن سلام (۷۴)

② فضائل القرآن لابن سلام (۷۵)

③ مجمع الزوائد (۷/ ۱۶۵)

④ مجمع الزوائد (۷/ ۱۶۵) الاتقان للسيوطی (۱/ ۳۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ معمول تھا کہ جب آپ سے ملنے بھائی اور احباب آتے تو وہ قرآن کریم کھول لیتے، وہ قرآن پڑھتے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قرآن کی ان کے سامنے تفسیر بیان کرتے، اور انہیں وہ تعلیم دیتے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلا رکھی تھا، فرمایا کرتے:

((مَنْ خَتَمَ الْقُرْآنَ فَلَهُ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ))

''جس نے قرآن مجید ختم کیا اس کی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔''

وہ خود جب قرآن کریم ختم کرتے تو اپنے اہل خانہ کو اکٹھا کرتے، پھر آپ دعا مانگتے اور اہل خانہ آمین کہتے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قرآن کریم اور اس کی تفسیر کے ساتھ دلربا، دلکش زندگی گزارنے کے واقعات، خاص طور پر ان کی اس خوبی کو مدنظر رکھا جائے کہ وہ جب بھی قرآن کریم کسی دوسرے کی زبان سے سنتے تو قرآن کریم کی آیات پر غور وتدبر کرتے۔ انہیں از خود قرآن مجید پڑھنا بڑا محبوب تھا۔ وہ قرآن کریم گھر والوں کو سنایا کرتے تھے، ان کا معمول تھا کہ رمضان کے علاوہ وہ جمعہ سے دوسرے جمع تک قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔ ان کا یہ معمول حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں تھا۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو اکثر و بیشتر بعض سورتوں اور آیات کے فضائل بتایا کرتے تھے۔

شتیر بن شکل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ارض وسماء اور آگ اور پانی میں سورۂ بقرہ میں مذکور آیۃ الکرسی سے بڑی کوئی چیز نہیں۔ پھر انھوں نے پوری آیۃ الکرسی پڑھ کر سنائی۔ ③

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ قرآن مجید میں شفا ہے۔

آپ فرمایا کرتے تھے:

---

① مجمع الزوائد (۷/ ۱۷۲) تفسیر قرطبی (۱/ ۳۰۔۳۱)

② فضائل القرآن لابن سلام (۱۷۷)

③ فضائل القرآن (۲۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عَلَيْكُمْ بِالشِّفَاءَ يْنِ الْقُرْآنِ وَ الْعَسَلِ)) ①

''دو شفاؤں کو لازم پکڑو، قرآن اور شہد۔''

قرآن کریم کے بارے میں اگر میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمودات کو اکٹھا کرنے لگوں تو کتاب کی ایک بڑی جلد تیار ہو جائے۔ میں نے تو یہاں قرآن کریم کی طرف دلوں کو مائل کرنے اور ان دلوں میں قرآن کریم کی محبت جاگزیں کرنے کے لیے ان کے چند ایک اقوال زریں بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید کو ہمارے دلوں کی بہار بنائے۔ آمین!

خانۂ نبوت کے آنگن میں:

جس وقت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو عطائے الٰہی سے پروان چڑھنے والی زندگی کی نو بہار تھی۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم آپ پر پڑی اور اللہ نے آپ کے وقت، علم اور عمل میں برکت پیدا کر دی۔

وہ خانۂ محمدی میں داخل ہوئے تاکہ وہ معلم العلماء، صادق المصدوق رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے جڑے رہیں۔ پھر رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔

''یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔''

اس طرح آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا اور انوار رسالت کی کرنوں کو اپنے سینے میں جذب کیا اور گلشن رسالت سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ان اوصاف حمیدہ سے اپنے آپ کو آراستہ کیا کہ جن اوصاف کی روشنی سے ساری دنیا جگمگا اٹھی تھی اور جس نے لوگوں کے دلوں کو روشن کر دیا تھا۔

ان اوصاف سے ایمان کی عطر بیز ہوائیں پورے ماحول میں پھیل گئی تھیں اور پورا ماحول خوشبودار ہو گیا تھا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پاک صاف خانہ نبوی کے آنگن میں داخل ہوئے۔ وہ خوش قسمتی سے خانہ نبوی کے چشمہ علم تک پہنچے اور وہاں سے علم کے عمدہ، نفیس اور دیدہ زیب موتی چنے اور علم کا دودھ پی کر خوب اچھی طرح سیراب ہوئے۔

خانۂ نبوی میں رہائش نے ان کے دل کو خوب اچھی طرح پاک صاف کر دیا۔ سیدنا

① سنن ابن ماجه، كتاب الطب، باب العسل، ح: ٣٤٥٢

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نصیب میں وہ امتیازی خصوصیات آئیں جنھوں نے آپ کو ان صحابہ کرام میں شامل کر دیا جو محمدی اوصاف کے بارے میں وہ کچھ جانتے تھے جس کا علم صحابہ کرام کے علاوہ کسی اور کو نہ تھا، انھوں نے لوگوں کو ان اعلیٰ وارفع اوصاف و اخلاقیات سے روشناس کرایا اور انہیں علم و عرفان کے سرچشموں سے خوب سیراب کیا۔

آپ نے دنیا کو مفید ترین علوم کا جام پلایا اور نوع انسانیت کو ایسی نامور شخصیات مہیا کیں کہ جن کی زمانے میں مثال نہیں ملتی۔ وہ تابعین کا سنہرا دور تھا جن کے معارف نے دنیا کو روشن کر دیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ علم، فہم و فراست اور اخلاص کے ذریعے سے دنیا و جہاں میں فتح و نصرت کے جھنڈے گاڑ رکھے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خانۂ نبوی میں داخل ہونے کی عام اجازت تھی اور یہ اجازت ان کے لیے بہت بڑی نعمت اور احسان عظیم تھا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس عظیم انعام اور قدر افزائی کا مسرت بھرے انداز میں یوں تذکرہ کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

((اُذُنُكَ عَلَی اَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ وَاَنْ تَسْمَعَ سِوَادِی حَتّٰی اَنْهَاكَ))

''آپ کو میرے ہاں آنے کی اجازت ہے۔ آپ کے آنے پر پردہ دیا جائے۔ آپ میری گفتگو سنیں۔ میری راز کی باتوں سے اپنا دامن علم آراستہ کریں اور اس وقت تک میرے پاس بیٹھیں جب تک کہ میں آپ کو منع نہ کر دوں۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس اعتبار سے بڑے خوش نصیب تھے کہ جو کچھ خانۂ نبوت سے علم و عرفان کی دولت میسر آتی اپنے گھر آ کر اپنی والدہ ماجدہ کو بتا دیا کرتے تھے، اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

((کَانَتْ اُمِّی تَکُوْنُ مَعَ نِسَاءِ النَّبِیِّ بِاللَّیْلِ وَکُنْتُ اَلْزَمُهُ بِالنَّهَارِ))

''میری والدہ رات کے وقت ازواج مطہرات کی مجلس میں بیٹھتی اور دن کے وقت میں ان کی خدمت میں موجود رہتا۔'' ②

① صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز جعل الاذن رفع حجاب، ح: ۲۱۶۹۔ سنن ابن ماجه (۱۳۹)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۴۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خانہ نبوی میں والہانہ عقیدت سے خدمات سرانجام دینے کے عمل نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بڑے بلند مقام پر فائز کر دیا تھا بلکہ ایک دفعہ ان کی خوش نصیبی کو یوں چار چاند لگے کہ انہیں جنت کے بہرہ مندوں کو بشارت دینے کی ذمے داری سونپی گئی۔ اس واقعے کی تفصیل وہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

ایک دن نبی کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے۔ ان کے پیچھے میں بھی پانی کا برتن لے کر باغ میں داخل ہوگیا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: ''تجھے یہاں آنے کا کس نے حکم دیا تھا؟''

میں نے عرض کیا: کسی نے بھی نہیں۔ پھر آپ نے یہ فرمایا: ''آپ آگئے تو اچھا کیا۔ اب یوں کرو کہ باغ میں دوسرے، تیسرے اور چوتھے داخل ہونے والے ساتھیوں کو یہ بشارت سنانا کہ تم جنتی ہو۔''

میرے بعد دوسرے آنے والے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، تیسرے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور چوتھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے میں نے ان کو جنت کی بشارت دی۔ اس طرح ہم چار افراد کو لسان رسالت سے جنت کی بشارت ملی۔ ①

جاننے والے اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ دونوں خانہ نبوی میں مقربین میں سے تھے۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے گھر کے دو فرد ہوں۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کا بھائی جب یمن سے آ کر مکہ معظمہ میں رہائش پذیر ہوئے تو وہ ایک عرصہ تک یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ اہل بیت کے دو فرد ہیں، کیونکہ ان دونوں کی خانہ نبوی میں کثرت سے آمد و رفت تھی۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ خانہ نبوی میں آپ کو مشورے میں بھی شامل کیا جاتا اور بہت سے معاملات کو نمٹانے کے لیے شریک کیا جاتا، انہیں یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ تہجد کی نماز میں وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ شامل ہوتے اور آپ کی اقتدا میں نماز تہجد ادا کرتے۔ ایک رات کا واقعہ اپنے الفاظ میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں:

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۵۰)

② صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ، ح: ۳۷۶۳۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۶۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ۔ فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتَّى هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوْءٍ۔ قُلْنَا وَمَا هَمَمْتَ بِهِ؟ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَ اَدْعُهُ)) ①

''میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہجد کی نماز ادا کی، آپ مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے نامناسب کام کا ارادہ کرلیا۔ ہم نے پوچھا: آپ نے کیا ارادہ کرلیا تھا؟ فرمایا کہ میں نے بیٹھ جانے کا ارادہ کرلیا تھا اور پھر اسے چھوڑ دیا اور اپنے ارادے کو بروئے کار نہ لایا۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یوں تو طاقتور تھے اور نبی کریم ﷺ کی اقتدا کا خاص خیال رکھنے والے تھے، لیکن وہ زیادہ دیر قیام کے عادی نہیں تھے، اس لیے وہ طویل قیام میں تھک گئے اور ان کے دل میں بیٹھ جانے کا خیال آیا جسے انہوں اپنے لیے ایک ''امر سوء'' یعنی نامناسب عمل قرار دیا اور اسے بروئے کار لانے سے باز رہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل تھی کہ آپ نبی کریم ﷺ کے لیے غسل کا انتظام کرتے اور نبی کریم ﷺ کو نیند سے بیدار کرنے کی خدمت سرانجام دیتے۔ طبقات ابن سعد میں روایت منقول ہے:

((وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يَسْتُرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِذَا اغْتَسَلَ وَ يُوْقِظُهُ اِذْ اَنَامَ وَ يَمْشِيْ فِي الْاَرْضِ وَحْشًا)) ②

''جب رسول اللہ ﷺ غسل کرتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پردے کا اہتمام کرتے جب رسول اللہ ﷺ سوتے تو آپ کو نیند سے بیدار کرتے اور آپ جب اکیلے سفر کرتے تو آپ کے ہمراہ ہوتے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو خانہ نبوی میں یہ خصوصیت بھی حاصل تھی کہ نبی کریم ﷺ جب سوتے تو آپ پہرہ دیتے، جب نبی کریم ﷺ کے جسم پر چٹائی کا کوئی نشان لگتا تو آپ

① صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب طول القيام فی صلاة الليل، ح: ۱۱۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب استحباب تطويل القراءة فی صلاة الليل، ح: ۷۷۳۔ مسند احمد (۱/ ۳۸۵)

② طبقات ابن سعد (۳/ ۱۵۳) صفة الصفوة (۱/ ۳۹۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے ہاتھ سے اس نشان کو صاف کرتے۔ اس خصوصیت کا تذکرہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے الفاظ میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر دراز ہوئے، آپ کے جسم مبارک کے ایک پہلو پر چٹائی کا نشان لگ گیا، میں نے اسے اپنے ہاتھ سے صاف کیا، پھر میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں اجازت دیں کہ چٹائی پر بستر بچھا دیا کریں تاکہ چٹائی کا نشان آپ کے جسم مبارک نہ لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''مجھے دنیا سے کیا لینا دینا، میری مثال تو اس مسافر کی سی ہے جو راہ چلتے کسی درخت کے سائے تلے تھوڑی دیر کے لیے ستانے کے لیے بیٹھتا ہے اور پھر وہاں سے آگے روانہ ہو جاتا ہے۔''①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ بھی سعادت حاصل تھی کہ آپ نہ صرف قیام اور خانہ نبوی میں ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے بلکہ سفر میں بھی آپ کے ہمراہ ہوتے اور دوران سفر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم، معرفت اور دلربا باتیں سننے کی سعادت حاصل کرتے۔

علامہ ابن سعد اپنی کتاب طبقات میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں:

((كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ صَاحِبَ سَوَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوَسَادِهِ، وَسِوَاكِهِ، وَنَعْلَيْهِ وَطُهُوْرِهِ، وَهٰذَا يَكُوْنُ فِي السَّفَرِ)) ②

''سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدان تھے، آپ کے تکیے، مسواک، جوتوں اور غسل کا انتظام کرتے اور یہ خدمات سفر کے دوران سرانجام دیتے۔''

طبقات ابن سعد میں یہ بھی مذکور ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتے پہناتے اور لاٹھی لے کر آپ کے آگے آگے چلتے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں پہنچ جاتے تو آپ آگے بڑھ کر اپنے ہاتھوں سے جوتے اتارتے اور اپنی تحویل میں رکھتے۔

بوقت ضرورت آپ کو پیش کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھتے تو آگے بڑھ کر آپ کو جوتے پہناتے اور پھر لاٹھی پکڑ کر آپ کے آگے چلتے اور حجرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

---

① مسند احمد (۱/ ۳۹۰) سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب (۴۴) ح: ۲۳۷۷۔ سنن ابن ماجه، کتاب الزهد، باب مثل الدنیا ح: ۴۱۰۹۔

② طبقات ابن سعد (۳/ ۱۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلے داخل ہوتے۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معلم العلماء رحمۃ اللعالمین حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے ایک سفر کی روداد بیان کرتے ہوئے نہایت مفید معارف کچھ یوں پیش کرتے ہیں، جسے مسند امام احمد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوران سفر روزہ رکھ بھی لیتے تھے اور چھوڑ بھی دیا کرتے تھے اور دوران سفر نماز قصر پڑھتے تھے۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اس سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کے ایک چرواہے کو جنتی ہونے کی بشارت دی۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ہم نے سنا کہ کوئی بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ رہا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فطرت کے مطابق یہ سچ کہہ رہا ہے، پھر اس کی آواز آئی:

أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
أَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ جہنم سے بچ گیا۔ ہم نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔ نماز کا وقت ہو گیا تھا اور اس نے نماز کے لیے اذان دی تھی۔ ③

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی سعادت میسر آئی، یہاں تک کہ آپ کی وفات حسرت آیات کے وقت بھی آپ کے پاس تھے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

---

① طبقات ابن سعد (۳/ ۱۵۳) صفۃ الصفوۃ (۱/ ۳۹۷)

② مسند احمد (۱/ ۴۰۲۔۴۰۷)

③ مسند احمد (۱/ ۴۰۶۔۴۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ سخت بخار میں مبتلا تھے، میں نے آپ کو ہاتھ لگایا تو آپ کا مبارک جسم تپ رہا تھا میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو شدید بخار ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں! مجھے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔''

میں نے عرض کی: اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اجر بھی دہرا ملتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بات کچھ ایسے ہی ہے، تم ٹھیک کہتے ہو۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا))

''کسی مسلمان کو کوئی بیماری یا کوئی اور تکلیف پہنچتی ہے تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ جھاڑ دیتا ہے جس طرح کہ درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔''①

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیائے فانی سے کوچ کر کے اپنے رفیق اعلیٰ اور خالق حقیقی سے جا ملے اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خانہ نبوی میں آنا جانا بند ہو گیا۔

لیکن آپ نے جو کچھ ہادی برحق، معلم انسانیت، رسول مقدس سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و عرفان کی بیش قیمت دولت حاصل کی تھی اس کو محفوظ کر لیا، زندگی کے ان سہانے لمحات کی سب یادیں آپ کے تر و تازہ اور زرخیز ذہن میں نقش تھیں۔ ان کے ذہن میں ان دلربا یادوں کے قافلے رواں دواں رہتے۔ پھر یہ علم و عرفان کے موتی لوگوں میں تقسیم کرنے لگے۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشہ چینی کی تھی اسے لوگوں میں پوری فیاضی کے ساتھ بانٹنے لگے۔

لوگوں میں آسانیاں بانٹنا ان کا مقدر ٹھہرا۔ علوم القرآن اور معارف الحدیث کے وہ لطائف جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے تھے ان سے معاشرے کے عقل مندوں کو محظوظ کرنے لگے۔

ان گوناگوں خوبیوں کی بنا پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار سردار علماء صحابہ کرام میں ہونے لگا اور آپ قاری، عالم، فقیہ اور ذہین معلم کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوئے، جس نے

① صحیح بخاری، کتاب المرضی، باب شدة المرض، ح: ۵۶۴۷، ۵۶۶۰۔
مسلم، کتاب البر والصلة، باب ثواب المومن فیما یصیبه من مرض، ح: ۲۵۷۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدرسہ نبوی سے درجہ امتیاز کے ساتھ تعلیم حاصل کی تھی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی احادیث پر گہری نظر اور مہارت تامہ کے حوالے سے چند جھلکیاں پیش خدمت ہیں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حفاظ حدیث میں سے

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان ثقہ و نامور حفاظ حدیث راویوں میں سے تھے جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث نقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کرنے میں بڑی احتیاط، باریک بینی اور ذمے داری کا رویہ اختیار کرتے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو فرمان بھی نقل کرتے اس میں بڑی احتیاط سے کام لیتے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ خوبی اس طرح بیان کرتے ہیں:

((كَانَ مَنْ يَتَحَرَّى فِي الْأَدَاءِ وَيُشَدِّدُ فِي الرِّوَايَةِ، وَيَزْجُرُ تَلَامِذَتَهُ عَنِ التَّهَاوُنِ فِي ضَبْطِ الْأَلْفَاظِ)) ①

''وہ ادائیگی میں محتاط رویہ اختیار کرتے، حدیث کو پورے شد و مد سے بیان کرتے اور اپنے شاگردوں کو الفاظ یاد کرنے میں سستی برتنے پر ڈانٹ پلاتے تھے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حدیث روایت کرنے کے حوالے سے ایک بہترین نمونہ تھے۔

عمر بن میمون رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہتے تھے۔ وہ حدیث روایت کرنے کے حوالے سے آپ کے انتہائی محتاط رویے کا تذکرہ اپنے مشاہدے کے مطابق کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ پورا سال گزر جاتا اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان نہیں کرتے تھے۔ ایک دن انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی تو خوف کے اثرات تھے، بڑے گھبرائے ہوئے دکھائی دیتے تھے، پیشانی پسینے سے شرابور تھی۔ حدیث بیان کرنے کے بعد انہوں نے یہ الفاظ کہے: نَحْوُ هٰذَا أَوْ قَرِيبًا مِنْ هٰذَا یعنی اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یا اس کے قریب فرمایا! یہ ان کی طرف سے محتاط رویے کا اظہار تھا۔ ②

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے رسول

---

① تذكرة الحفاظ (۱/ ۱۳۔۱۴)

② مستدرك حاكم (۳/ ۳۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ کی سینکڑوں احادیث کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ان سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد آتا ہے جنھوں نے سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ انہیں محدثین کی اصطلاح میں ((مکثرین)) کہا جاتا ہے۔ مکثر یعنی کثیر الروایہ محدثین کی اصطلاح میں ہر اس صحابی کو کہا جاتا ہے جس نے ایک ہزار سے زیادہ احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور اس کا اطلاق درج ذیل سات صحابہ پر ہوتا ہے ان کا ذکر پہلے بھی آ چکا ہے، لیکن قند مکرر کے طور پر یہاں بھی ان کی تفصیل پیش خدمت ہے:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	احادیث: ۵۳۷۴
② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	احادیث: ۲۶۳۰
③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	احادیث: ۲۲۸۶
④ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	احادیث: ۲۲۱۰
⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	احادیث: ۱۶۶۰
⑥ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما	احادیث: ۱۵۴۰
⑦ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	احادیث: ۱۱۷۰

حدیث کی کتابوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ۸۴۸ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((لَهُ ثَمَانُ مِائَةٍ وَثَمَان وَّاَرْبَعُوْنَ حَدِيْثاً اِتَّفَقَ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعَةٍ وَّسِتِّيْنِ))

"ان سے ۸۴۸ احادیث مروی ہیں جن میں سے (۶۴) احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔"①

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مسند میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث ۹۰۰ جمع کی ہیں، مگر ان میں بعض احادیث مکرر ہیں۔

ابویعلیٰ الموصلی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث ۴۴۸ جمع کی ہیں۔

---

① تہذیب الاسماء (۱/ ۲۸۸) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے درج ذیل اکابر علماء صحابہ نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا:

① سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
④ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
⑤ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما
⑥ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
⑦ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
⑧ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
⑨ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
⑩ سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ
⑪ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ
⑫ سیدنا ابوالطفیل رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جن نامور علماء تابعین نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد ۱۵۰ ہے اور وہ ان شہروں میں جہاں رہائش پذیر تھے، علم کے روشن چراغ تصور کیے جاتے تھے انھوں نے اپنے استاذ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بردباری، علم اور اخلاق محمدیہ کو اپنانے کی تربیت حاصل کی تھی، کیونکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو دوسروں سے بڑھ کر اپنانے والے تھے۔

جن نامور علماء تابعین نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا اور آپ سے احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① علقمہ بن قیس رحمہ اللہ
② اسود بن یزید رحمہ اللہ
③ عبیدہ بن عمرو السلمانی رحمہ اللہ
④ مسروق بن الاجدع رحمہ اللہ
⑤ قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ
⑥ الربیع بن خثیم الثوری رحمہ اللہ
⑦ ابوعبدالرحمان السلمی رحمہ اللہ
⑧ عبید بن نضلہ رحمہ اللہ

اور دیگر بہت سے تابعین شامل ہیں۔

رشک کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث درج ذیل ہے:

((لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ الْمَالَ فَسَلَّطَهُ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ، وَ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ وَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَ يُعَلِّمُهَا)) ①

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"حسد (رشک) جائز نہیں، مگر دو باتوں میں اس کا جواز ہے۔ ایک ایسا آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مال دے رکھا ہے اور پھر اسے حق کی راہ میں خرچ کرنے کا حوصلہ بھی دیا ہے اور دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم و حکمت سے نوازا ہے اور وہ اس کی روشنی میں فیصلے کرتا اور اس کی لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔"

اخلاق، اصلاح، صداقت اور جھوٹ کے انجام کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جو کہ لوگوں میں بڑی مشہور اور متعارف ہے:

((قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا، وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَاللّٰهِ كَذَّابًا)) ②

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ سچائی نیکی کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کا راہ دکھاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم کی راہ دکھلاتی ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔"

فضائل اعمال کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: ابوعمرو شیبانی فرماتے ہیں کہ اس صاحب خانہ نے مجھے حدیث بیان کی اور انھوں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف اشارہ کی اور ان کا نام نہیں لیا:

---

① تهذیب الاسماء (۱/ ۲۸۸-۲۸۹) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۶۱، ۴۶۲) تهذیب التهذیب (۶/ ۲۷)

صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب انفاق المال فی حقه، ح: ۱۴۰۹۔

مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلمه، ح: ۸۱۵۔

② صحیح بخاریٰ، کتاب الاد، باب قول الله تعالیٰ ﴿یا ایها امنوا اتقوا الله﴾ ح: ۶۰۹۴۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب قبح الکذب و حسن الصدق، ح: ۲۶۰۷۔ مسند احمد (۱/ ۳۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قَالَ: قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟
قَالَ: الصَّلَاۃُ عَلٰی مَوَاقِیْتِھَا۔
قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟
قَالَ: بِرُّ الْوَالِدَیْنِ
قَالَ: قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟
قَالَ: الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔ ①

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: بروقت نماز پڑھنا، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟
آپ نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری کرنا۔
کہتے ہیں، میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟
آپ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

خدمت حدیث کی اہمیت کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مسند امام احمد میں مذکور ہے:

((عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ: نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِیْثًا فَحفِظَہُ حَتّٰی یُبَلِّغَہُ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَحْفَظُ لَہُ مِنْ سَامِعٍ)) ②

''نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوشحال کرے جس نے ہماری حدیث کو سنا پھر اسے زبانی یاد کیا اور پھر اسے لوگوں تک پہنچایا، بسا اوقات بات کو سننے والا حدیث کو سننے والے سے زیادہ یاد کرنے والا ثابت ہوتا ہے۔''

علامہ الزاہر مزی نے ''نَضَّرَ اللّٰہُ'' کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ اَوْصَلَہُ اللّٰہُ اِلَی نَضْرَۃِ

① صحیح بخاری، کتاب المواقیت، باب فضل الصلاۃ لوقتھا، ح: ۵۲۷۔
صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ افضل الاعمال، ح: ۸۵۔

② مسند احمد (۱/۴۳۶، ۴۳۷) سنن ترمذی، کتاب العلم، باب فی الحث علی تبلیغ السماع، ح: ۲۶۵۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةِ" یعنی اللہ تعالیٰ اسے جنت کی تروتازگی میں پہنچا دیتا ہے۔

غرضیکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کتب احادیث میں کثرت سے بکھری ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کی معلومات کا تذکرہ کتب احادیث میں جا بجا ملتا ہے جو علم کے متوالوں کے دلوں کو روشنی بہم پہنچاتی ہیں اور جب تک اللہ چاہے گا یہ معلومات دلوں کو منور کرتی رہیں گی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں معارف کے گلشن میں مہکتی ہوئی کلیاں دکھائی دیتے ہیں۔

انھوں نے ایسے میٹھے بول بولے جو دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں اور ان کے اقوال زریں علام الغیوب کی کتاب قرآن کریم کی تعلیمات دکھائی دیتے ہیں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی ایسی کتاب ہے جو ہر طرف سے محفوظ ہے، باطل کا گزرنا اس کے آگے سے ہوسکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں کا دوسرا سرچشمہ حدیث رسول ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ان کے اقوال زریں سلسبیل کے ٹھنڈے اور شیریں پانی سے بھی زیادہ نشاط انگیز اور وجد آفریں ہیں۔

ان کے سنہری اقوال سے قرآن و حدیث کی خوشبو سننے والے کی طبیعت میں خوشی کی لہر دوڑا دیتی ہے۔ ان اقوال سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو قرآن و حدیث کے معانی و مطالب پر عبور حاصل تھا، بلکہ وہ اقوال یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے زمین پر موتی بکھر رہے ہیں یا فضا میں علم و معرفت کی کرنیں ضوفشانی کر رہی ہیں۔

قرآن کریم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ ہمدرد اور غمگسار ساتھی رہا جس کے ساتھ وہ اپنی زندگی کے قیمتی لمحات گزارتے رہے۔ قرآن کریم ان کا وہ ہم نشیں تھا جو تنہائی میں ان کا ساتھی رہا۔ آپ زندگی بھر قرآنی احکامات پر عمل پیرا رہے اور قرآن کریم کو اپنے دل کے وسیع و عریض آنگن میں اتار لیا۔ ایسا بھلا کیونکر نہ ہوتا انھوں نے ستر سورتیں براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن کر زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی ہوئی تھی۔

جلیل القدر نامور عالم صحابی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((قَرَأَ الْقُرْآنَ ثُمَّ وَقَفَ عِنْدَهُ وَكَفَى بِهِ))

''اس نے قرآن پڑھا پھر اس کے پاس ٹھہر گئے، یعنی اس پر غور کیا اور اس کے ہو کر رہ گئے، یعنی قرآن کریم پر غور وخوض کیا اور اس پر عمل پیرا ہوئے۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((عَلَّمَ الْقُرْآنَ وَ السُّنَّةَ ثُمَّ انْتَهَى وَ كَفَى بِذَالِكَ عِلْمًا))

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن وسنت کا علم حاصل کیا، پھر علم میں دسترس حاصل کی اور علم کے اعلیٰ وارفع مقام پر فائز ہوئے۔'' ①

اب ہم سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں کے گلشن سے تروتازہ پھولوں کا ایک گلدستہ بنائیں جسے محبت بھرے ان دلوں میں آویزاں کریں گے جن دلوں کو ایسی عمدہ حکمت و دانائی سے لبریز باتیں اپنے اندر جذب کرنے کا شوق ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایمان سے معمور اپنی مجلسوں میں اکثر و بیشتر اقوال زریں کے پھول برساتے رہتے تھے۔

آپ فرماتے ہیں:

((مَجَالِسُ الذِّكْرِ مَحْيَاةٌ لِلْعِلْمِ، وَ تَحْدُثُ لِلْقَلْبِ خُشُوعًا)) ②

''ذکر کی محفلیں علم کے لیے حیات بخش اور دل میں خشوع پیدا کرنے کا باعث ہوتی ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں اور مواعظ حسنہ حاملین قرآن اور حفاظ قرآن کے لیے بیش قیمت خزانہ ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((يَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ أَنْ يَعْرِفَ بِلَيْلِهِ إِذَا النَّاسُ نَائِمُونَ))

''حامل قرآن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ رات کے وقت جب لوگ نیند کی آغوش میں ہوں وہ علم وعرفان سے لو لگائے۔''

① حلية الاولياء (۱/ ۱۲۹)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَ بِنَهَارِهِ إِذَ النَّاسُ يُفْطِرُوْنَ))

''اور اپنے دن میں معرفت حاصل کرے جبکہ لوگ خورد ونوش میں مصروف ہوتے ہیں۔''

((وَبِحُزْنِهِ إِذَ النَّاسُ يَفْرَحُوْنَ))

''جب لوگ خوش ہو رہے ہوں تو وہ غم کا مظاہرہ کرے۔''

((وَ بِبُكَائِهِ إِذَ النَّاسُ يَضْحَكُوْنَ))

''جب لوگ ہنس رہے ہوں تو وہ آنسو بہائے''

((وَبِصُمْتِهِ إِذَ النَّاسُ يَخْلِطُوْنَ))

''جب لوگ گھل مل رہے ہوں تو خاموشی کا مظاہرہ کرے۔''

((وَ بِخُشُوْعِهِ إِذَ النَّاسُ يَخْتَالُوْنَ))

''جب لوگ اکڑفوں کر رہے ہوں تو انکساری کا اظہار کرے۔''

((وَ يَنْبَغِىْ لِحَامِلِ الْقُرْآنِ اَنْ يَكُوْنَ بَاكِيًا مَحْزُوْنًا، حَكِيْمًا، حَلِيْمًا، عَلِيْمًا، سَكِيْنًا))

''حامل قرآن کو چاہیے کہ وہ رونے والا، غمگین، دانشمند، بردبار، باخبر اور مطمئن رہے۔''

((وَلَا يَنْبَغِىْ لِحَامِلِ الْقُرْآنِ أَنْ يَكُوْنَ جَافِيًا وَلَا غَافِلًا وَلَا صَخَّابًا وَلَا صَيَّاحًا وَلَا حَدِيْدًا))

''حامل قرآن کو سخت دل، غفلت کا شکار، بیہودہ گو، چیخ چنگاڑ کرنے والا اور سخت گیر نہیں ہونا چاہیے۔''[1]

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دستر خوان ہے، یہ علوم کا خزانہ ہے اور اس میں ہر چیز ہے۔

اس حقیقت کو اجاگر کرنے کے لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہایت اختصار کے

---

[1] حلیۃ الاولیاء (۱/ ۱۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ ارشاد فرمایا:

((اِذَا اَرَدْتُّمُ الْعِلْمَ فَانْشُرُوْا الْقُرْآنَ فَاِنَّ فِيْهِ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ))

''جب تم علم حاصل کرنا چاہو تو قرآن کریم کو کھول لیا کرو، اس میں اگلے پچھلے لوگوں کا علم موجود ہے۔'' ①

بلاشبہ مومن ذکر الٰہی میں مشغول ہو کر خوش رہتے ہیں، ان کے دل کتاب الٰہی سے آباد رہتے ہیں، قرآن کریم ان کے دلوں کی بہار بن جاتا ہے۔ قرآن کریم میں دلچسپی لینے کی ترغیب دیتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((وَاِنَّمَا هٰذِهِ الْقُلُوْبُ اَوْعِيَةٌ فَاشْغَلُوْهَا بِالْقُرْآنِ وَلَا تَشْغَلُوْهَا بِغَيْرِهِ)) ②

''بلاشبہ یہ دل برتن ہیں، انہیں قرآن کے ساتھ مشغول رکھو اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ مشغول نہ کرنا۔''

میں یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہوں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی گفتگو ان کی علمی گہرائی اور ثقاہت پر دلالت کرتی ہے اور ان کی عالمانہ باتیں سن کر محسوس ہوتا ہے کہ انہیں قرآن فہمی میں عبور حاصل تھا۔

قرآنی فوائد سے ارباب معارف استفادہ کرتے ہیں، اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک شخص کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

((زُلْ مَعَ الْقُرْآنِ حَيْثُ زَالَ فَاِنْ كَانَ يُحِبُّ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُحِبُّ اللّٰهَ وَاِنْ كَانَ يُبْغِضُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يُبْغِضُ اللّٰهَ)) ③

''قرآن کریم جس طرف چلے تم اس کے ساتھ چلو، اگر کوئی قرآن کریم کے ساتھ محبت کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کرتا ہے اور جو قرآن کریم کے ساتھ بغض رکھتا ہے، گویا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔''

---

① تذكرة الحفاظ (١/ ١٦)

② حلية الاولياء (١/ ١٣١)

③ شذرات الذهب (١/ ١٩٦)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی فضیلت کے حوالے سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ مشہور و معروف قول بیان کرتے ہیں:

((مَثَلُ الَّذِی یَقْرَءُ الْقُرْآنَ وَ لَا یَعْمَلُ بِهِ كَمَثَلِ الرَّیْحَانَةِ رِیْحُهَا طَیِّبٌ وَ لَا طَعْمَ لَهَا، وَمَثَلُ الَّذِی یَعْمَلُ بِهِ وَلَا یَقْرَءُهُ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَلَا رِیْحَ لَهَا، وَ مَثَلُ الَّذِی یَعْمَلُ بِهِ وَ یَقْرَءُهُ كَمَثَلِ الْاَتْرَجَة طَعْمُهَا طَیِّبٌ وَ رِیْحُهَا طَیِّبٌ، وَمَثَلُ الَّذِی لَا یَعْمَلُ بِهِ وَلَا یَقْرَؤُهُ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ رِیْحُهَا خَبِیْثٌ وَ طَعْمُهَا خَبِیْثٌ)) ①

''جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کی مثال کلی جیسی ہے جس کی خوشبو تو ہوتی ہے لیکن اس کا کوئی ذائقہ نہیں ہوتا۔ اور جو شخص قرآن پر عمل کرتا ہے اور اسے پڑھتا نہیں اس کی مثال کھجور جیسی ہے جس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں ہوتی، اور جو شخص قرآن پر عمل بھی کرتا ہے اور اسے پڑھتا بھی ہے اس کی مثال (اترجہ) جیسی ہوتی ہے، جس کا ذائقہ بھی اچھا ہوتا ہے اور اس کی خوشبو بھی اچھی ہوتی ہے۔ اور جو شخص قرآن پر عمل نہیں کرتا اور نہ ہی اس کو پڑھتا ہے اس کی مثال تمے جیسے ہوتی ہے کہ اس کی بو بھی گندی ہے اور اس کا ذائقہ بھی گندا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں یوں محسوس ہوتے ہیں جیسے موتیوں کی لڑی پروئی ہوئی ہوتی ہے۔ اس حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک جامع مانع سنہری قول ملاحظہ کریں، فرماتے ہیں:

((اَلْمُتَّقُوْنَ سَادَةٌ، وَالْفُقَهَاءُ قَادَةٌ، وَمَجَالِسُهُمْ زِیَادَةٌ)) ②

''پرہیزگار سردار ہیں، فقہاء قیادت کرنے والے ہیں، اور ان کی مجلسیں علم و عرفان میں اضافے کا باعث بنتی ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دانائی کی بات نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ یہ بیان کی، جو ان کی علمی ثقاہت پر دلالت کرتی ہے۔

---

① فضائل القرآن لابن سلام (۳۸۷، ۳۸۸)

② حلیة الاولیاء (۱/ ۱۳۴) صفة الصفوة (۱/ ۴۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں:

((اِنَّکُمْ لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَادَامَ الْعِلْمُ فِیْ کُبَّارِکُمْ فَاِذَا کَانَ الْعِلْمُ فِیْ صِغَارِکُمْ سَفِهَ الصَّغِیْرُ الْکَبِیْرَ))

"تم اس وقت تک خیر و بھلائی پر رہو گے جب تک علم تمہارے بڑوں میں رہے گا، جب علم تمہارے چھوٹے لوگوں میں آ جائے گا تو چھوٹا بڑے کو احمق قرار دے گا۔"[1]

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حصول علم کے اسلوب اور اس کے طریق کار کو نہایت ہی عمدہ انداز میں بیان کرتے ہیں، تاکہ دل معرفت کی سوغات سے آباد ہو جائیں اور ایسی درست طریقے پر تربیت ہو کہ کبار اہل علم کی دلوں میں محبت پیدا ہو جائے۔ جب لوگ اس قاعدے کلیے اور دستور کی مخالفت کرنے لگتے ہیں تو تباہی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ اس حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا درج ذیل بیان چشم کشا ہے، فرماتے ہیں:

((لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا اَخَذُوا الْعِلْمَ عَنْ اَکَابِرِهِمْ فَاِذَا اَخَذُوْا مِنْ اَصْغَرِهِمْ هَلَکُوْا))

"لوگ اس وقت تک خیر و بھلائی پر رہیں گے جب تک وہ اپنے بڑوں سے علم حاصل کریں گے اور جب وہ علم اپنے چھوٹوں سے حاصل کرنے لگیں گے تو برباد ہو جائیں گے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اہل علم کی راہنمائی اور تربیت کا ایک عمدہ طریقہ واضح کرتے ہیں تاکہ وہ علم کی حفاظت کر سکیں اور اس علم کو تھوڑی قیمت پر فروخت نہ کریں تاکہ وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں اس سلسلے میں ان کا ارشاد گرامی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں:

((لَوْ اَنَّ اَهْلَ الْعِلْمِ۔ صَانُوا الْعِلْمَ وَوَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِهٖ لَسَادُوْا اَهْلَ زَمَانِهِمْ وَلٰکِنَّهُمْ وَضَعُوْهُ عِنْدَ اَهْلِ الدُّنْیَا لِیَنَالُوْا مِنْ دُنْیَاهُمْ فَهَانُوْا عَلَیْهِمْ سَمِعْتُ نَبِیَّکُمْ یَقُوْلُ مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ هَمًّا وَاحِدًا هَمَّهُ الْمَعَادِ کَفَاهُ اللّٰهُ سَائِرَ هُمُوْمِهٖ، وَمَنْ شَعَبَتْهُ الْهُمُوْمُ فِیْ اَحْوَالِ الدُّنْیَا فَلَمْ یُبَالِ اللّٰهِ فِیْ اَیِّ اَوْدِیَتِهَا هَلَكَ))[2]

---

[1] حیاۃ الصحابۃ (۳/ ۲۰۳)

[2] مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اگر اہل علم علم کی حفاظت کریں اور یہ اس علم سے ان کو آراستہ کریں جو اس کے حاصل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں، تو اپنے زمانے کے لوگوں کے سردار بن جائیں، لیکن انھوں نے علم کو دنیا والوں کے پاس رکھا تاکہ ان سے دنیاوی فائدہ حاصل کریں تو وہ دنیا والوں کے سامنے ذلیل ہوگئے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے: جس نے آخرت کے غم کو تمام غموں پر حاوی کرلیا اللہ اس کے تمام غموں میں اس کے لیے کافی ہو جائے گا اور جس کو دنیاوی حالات کے غموں نے گھیر لیا اللہ کو اس کی کوئی پروا نہ ہوگی کہ وہ کس وادی میں گر کر تباہ و برباد ہوا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایسے علم سے ڈرتے تھے جو حق کی علمبرداری کے کام نہ آسکے اور اسی طرح وہ علماء اور متعلمین کے اضطراب سے ڈرا کرتے تھے، انہیں اس بات کی بھی فکر رہتی تھی کہ علماء کے دل کہیں دائیں بائیں نہ ہونے لگیں۔ ان کے پیش نظر ہمیشہ یہ ہدف رہتا کہ اہل علم سے لوگوں کی محبت میں اضافہ ہو۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((سَيَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَمْلَحُ فِيهِ عُذُوبَةُ الْقُلُوبِ، فَلَا يُنْتَفَعُ بِالْعِلْمِ يَوْمَئِذٍ عَالِمُهُ وَلَا مُعَلِّمُهُ فَيَكُونُ قُلُوبُ عُلَمَائِهِمْ مِثْلَ السِّبَاخِ مِنْ ذَوَاتِ الْمِلْحِ، يَنْزِلُ عَلَيْهَا قَطْرُ السَّمَاءِ فَلَا يُوجَدُ لَهَا عُذُوبَةٌ وَ ذَالِكَ إِذَا مَالَتْ قُلُوبُ الْعُلَمَاءِ إِلَى حُبِّ الدُّنْيَا وَ إِيثَارِ هَا عَلَى الْآخِرَةِ فَعِنْدَ ذَالِكَ يَسْلُبُهَا اللّٰهُ يَنَابِيعَ الْحِكْمَةِ وَيُطْفِئُ وَ مَصَابِيحَ الْهُدَى مِنْ قُلُوبِهِمْ فَيُخْبِرُكَ عَالِمُهُمْ حِينَ تَلْقَاهُ إِنَّهُ يَخْشَى اللّٰهَ بِلِسَانِهِ وَالْفُجُورُ ظَاهِرٌ فِي عَمَلِهِ فَمَا أَخْصَبُ اللِّسَانِ يَوْمَئِذٍ وَ مَا أَجْدَبُ الْقُلُوبِ فَوَ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مَا ذَالِكَ إِلَّا لِأَنَّ الْمُعَلِّمِينَ عَلَّمُوا لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ وَ الْمُتَعَلِّمِينَ تَعَلَّمُوا لِغَيْرِ اللّٰهِ تَعَالَىٰ)) [1]

''لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں دلوں کی مٹھاس نمکین ہو جائے گی۔ اس وقت عالم اور متعلم علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکیں گے۔ علماء کے دل نمک کی ایسی سرزمین کی طرح ہو جائیں گے جس پر آسمان سے بارش نازل ہوتی ہو اس میں

[1] اتحاف السادۃ المتقین (۱/ ۶۱۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹھاس کا نام ونشان نہیں ہوگا۔
یہ اس وقت ہوگا جب علماء کے دل دنیا کی محبت کی طرف مائل ہو جائیں گے اور وہ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے لگیں گے۔ تب حکمت کے سرچشموں کو اللہ سلب کر لے گا اور ان کے دلوں سے ہدایت کے چراغوں کو بجھا دے گا۔ جب تم ان کے عالم کو ملو گے تو وہ تجھے زبان حال سے بتائے گا کہ وہ اللہ سے زبانی کلامی ڈرتا ہے اور اس کے عمل سے نافرمانی ظاہر ہو رہی ہو گی۔ اس وقت زبانیں کس قدر زرخیز ہوں گی اور دل بنجر ہوں گے۔
قسم ہے اس ذات کی! جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، اس دور میں معلمین نے غیر اللہ کی خاطر تعلیم دی اور متعلمین نے غیر اللہ کی خاطر علم حاصل کیا۔''

اچھے عمل کی ترغیب کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((قُوْلُوْا خَيْرًا تُعْرَفُوْا بِهِ ، اِعْمَلُوْا بِهِ تَكُوْنُوْا مِنْ أَهْلِهِ)) ①

''اچھی بات کہو تم اس کے ذریعے پہچانے جاؤ گے اور اس اچھی بات پر عمل کرو تو تم اچھے بن جاؤ گے۔''

مومن اور فاجر کی تعریف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مومن کو مستریح اور فاجر کو مستراح منہ قرار دیا۔ اس ضمن میں وہ ارشاد فرماتے ہیں:

((مُسْتَرِيْحٌ وَ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ فَاَمَّا الْمُسْتَرِيْحُ فَالْمُؤْمِنُ اسْتَرَاحَ مِنْ هَمِّ الدُّنْيَا وَاَمَّا الْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ فَالْفَاجِرُ)) ②

''مستریح اور مستراح منہ مستریح مومن ہوتا ہے، اس لیے کہ وہ دنیا کے غم سے آرام میں ہوتا ہے مستراح منہ فاجر، یعنی اللہ تعالیٰ کے نافرمان کو کہتے ہیں۔''

بردباری اور بردبار لوگوں کے بارے میں اسی طرح امانت اور امین لوگوں کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نہایت لطیف اور شستہ نقطۂ نگاہ ہے، وہ فرماتے ہیں:

((اُنْظُرُوْا اِلٰى حِلْمِ الْمَرْءِ عِنْدَ غَضَبِهِ وَاِلٰى اَمَانَتِهِ عِنْدَ طَمَعِهِ وَ مَا عِلْمُكَ بِحِلْمِهِ اِذَا لَمْ يَغْضِبْ وَ مَا عِلْمُكَ بِاَمَانَتِهِ اِذَا لَمْ يَطْمَعْ وَلَا

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۸)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُعْجِبَنَّكُمْ صَاحِبُكُمْ حَتَّى تَنْظُرُوا عَلَى أَيِّ شِقَّيْهِ يَقَعُ))

"انسان کی بردباری کا اس کے غصے کی حالت میں جائزہ لو اور اس کی امانت داری کا جائزہ اس کے لالچ کے وقت لو۔ آپ کو اس کی بردباری کا پتہ کیسے چلے گا اگر وہ غضب ناک نہ ہوا اور اس کی دیانتداری کا پتہ کیسے چلے گا اگر اسے لالچ پیدا نہ ہوا۔ تم اس وقت تک اپنے ساتھی پہ پسندیدگی کا اظہار نہ کرو یہاں تک کہ تم دیکھ لو کہ وہ اپنے کس پہلو پہ گرتا ہے۔"

لوگوں کی معاشرت کو سمجھنے اور ان کے ساتھ خوش اسلوبی سے معاملہ طے کرنے کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لَا تُعَجِّلُوا بِحَمْدِ النَّاسِ وَلَا بِذَمِّهِمْ كَأَنَّكَ لَعَلَّكَ تَرَى مِنْ أَخِيكَ الْيَوْمَ شَيْئًا يَسُرُّكَ وَ لَعَلَّكَ يَسُوؤُكَ مِنْهُ غَدًا وَ النَّاسُ يُغَيِّرُونَ، وَإِنَّمَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ اللّٰهُ۔ وَاللّٰهُ أَرْحَمُ بِالنَّاسِ مِنْ أُمٍّ وَاحِدٍ فَرَشَتْ لَهُ بِأَرْضٍ فِيءٍ ثُمَّ لَمَسَتْ فَإِنْ كَانَتْ لَدْغَةٌ كَانَتْ بِهَا قَبْلَهُ وَ إِنْ كَانَتْ شَوْكَةٌ كَانَتْ بِهَا قَبْلَهُ)) ①

"لوگوں کی تعریف اور مذمت میں جلدی نہ کیا کرو، شاید کہ تو اپنے بھائی کی جانب سے کوئی ایسی چیز دیکھ لے جو تجھے خوش کر دے۔ شاید کہ آئندہ کل وہ تجھے ناگوار گزرے، لوگ بدلتے رہتے ہیں، بلاشبہ اللہ لوگوں کو بخشتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں پر اس ماں سے زیادہ رحم کھانے والا ہے جو زمین پر بچھونا بچھاتی ہے، پھر اسے ہاتھ لگا کر دیکھتی ہے۔ اگر کوئی ڈنک مارنے والا کیڑا ہے تو اس کی گزند پہلے اسے پہنچے اگر وہاں کوئی کانٹا ہے تو اس کی تکلیف پہلے اس کو پہنچے۔"

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عامل مومن کی حقیقی راحت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ رَاحَةٌ دُونَ لِقَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ كَانَتْ رَاحَتُهُ فِي لِقَاءِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَكَانَ قَدْ)) ②

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۸-۶۹)

② مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۶۸-۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مومن کے لیے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے علاوہ کسی اور چیز میں راحت اور اطمینان نہیں ملتا۔ جسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے راحت میسر آئے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے۔''

حق و باطل کے سلسلے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْحَقُّ ثَقِیلٌ مَرِیٌّ وَ الْبَاطِلُ خَفِیفٌ وَبِیءٌ وَرُبَّ شَهْوَةٍ تُوْرِثُ حَزَنًا طَوِیْلًا)) ①

''حق بھاری اور کڑوا ہوتا ہے جبکہ باطل ہلکا اور خوشگوار ہوتا ہے، بسا اوقات شہوت طویل غم کا وارث بنا دیتی ہے۔''

ذکر الٰہی کے فوائد بیان کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((اَلذِّكْرُ يُنْبِتُ الْإِيمَانَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ وَ الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ)) ②

''ذکر الٰہی دل میں ایمان کو اس طرح اگاتا ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے اور گانا دل میں نفاق کو اس طرح اگاتا ہے ہے جس طرح پانی سبزی کو اگاتا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ منافقین کی جماعت کے بارے میں ایک عمدہ رائے اور درست بات کہتے ہیں، فرماتے ہیں:

((جَاهِدُوا الْمُنَافِقِينَ بِاَيْدِيكُمْ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيعُوا فَبِاَلْسِنَتِكُمْ فَاِنْ تَسْتَطِيعُوا فَبِاَلْسِنَتِكُمْ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِيعُوا اِلَّا اَنْ تُكْفَهِرُوْا فِي وُجُوهِهِمْ فَافْعَلُوْا)) ③

''منافقین کے خلاف اپنے ہاتھوں سے جہاد کرو، اگر تم طاقت نہ رکھو تو اپنی زبانوں سے ان کے خلاف جہاد کرو اور اگر تم ان کے روبرو تیوری چڑھانے کے علاوہ کچھ نہ کر سکو تو یوں ہی کرو۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک دلکش، دلربا اور دلآویز قول، جو انسان کو جنت کے

---

① صفة الصفوة (١/ ۴١٩۔۴٢٠)

② شذرات الذهب (١/ ١٩٦)

③ سير اعلام النبلاء (١/ ۴٩٧)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قریب کر دیتا ہے اور اسے غنی، متقی اور عابد بنا دیتا ہے، یہ ہے، فرماتے ہیں:

((ارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ مُنْذُ اَغْنَى النَّاسِ وَ اجْتَنِبِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ مِنْ اَوْرَعِ النَّاسِ وَ اَدِّ مَا افْتَرَضَ عَلَيْكَ تَكُنْ مِنْ اَعْبُدِ النَّاسِ)) ①

''جو اللہ نے تیری قسمت میں رکھا اس پر راضی ہو جاؤ، تم سب لوگوں سے غنی ہو جاؤ گے۔ حرام چیزوں سے اجتناب کرو تو تم سب لوگوں سے بڑھ کر متقی بن جاؤ گے اور جو تجھ پر فرض عائد ہوتا ہے اسے ادا کرو تو تم سب لوگوں سے بڑھ کر عابد بن جاؤ گے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے درد بھرے انداز میں یہ دعا کیا کرتے تھے:

((خَائِفٌ، مُسْتَجِيرٌ، تَائِبٌ، مُسْتَغْفِرٌ، رَاغِبٌ، رَاهِبٌ)) ②

''ڈرنے والا، پناہ مانگنے والا، توبہ کرنے والا، بخشش مانگنے والا، رغبت کرنے والا، ڈرنے والا۔''

اللہ تعالیٰ کے حضور قیام کے آداب بیان کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مَا دُمْتَ فِي صَلَاةٍ فَاَنْتَ تَقْرَعُ بَابَ الْمَلِكِ وَ مَنْ يَّقْرَعْ بَابَ الْمَلِكِ يُفْتَحْ لَهُ)) ③

''جب تک تو نماز میں ہے تو تو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور جو بادشاہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔''

زبان کے آداب بیان کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خاموشی کی اہمیت کو کچھ اس طرح اجاگر کرتے ہیں:

((وَاللّٰهِ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ مَا عَلَى وَجْهِ الْاَرْضِ شَيْءٌ اَحْوَجَ اِلَى طُوْلِ سِجْنٍ مِنْ لِسَانٍ))

① صفة الصفوة (۱/ ۴۱۹۔۴۲۰)

② شذرات الذهب (۱/ ۱۹۶)

③ سير اعلام النبلاء (۱/ ۴۹۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، روئے زمین پر زبان سے بڑھ کر کوئی چیز طویل قید میں رکھنے کی محتاج نہیں۔''

اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کثیر تعداد میں اقوال زریں ''امہات الکتاب'' میں مذکور ہیں۔ یہاں اتنی گنجائش نہیں کہ ان اقوال کا تفصیل سے تذکرہ کیا جائے، جو احباب ان اقوال کو دیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں وہ مصادر و مراجع میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام علماء صحابہ کی فہرست میں چمکا اور آپ اہل فضل و شرف میں اعلیٰ، ارفع اور عمدہ مقام پر فائز ہوئے۔ آپ لوگوں میں بزرگی کے اعتبار سے افضل، کمالات میں سب سے زیادہ ترجیح حاصل کرنے والے، بلندیوں کے گوشے میں بڑی شان و شوکت والے اور علم کے میدان میں ہار میں پروئے ہوئے موتی تھے۔

کتاب الٰہی قرآن کریم کے علوم میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بڑی مہارت حاصل تھی۔ ان کی یہ خوبی پوری وضاحت کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے اور ان میں ایمان، احسان، اخلاص، ہدایت عبادت گزاری جیسی اعلیٰ و ارفع خوبیاں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے وہ قدر و منزلت کے لحاظ سے آسمان کی بلندیوں کو چھوتے تھے۔

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عقل مند، ادیب اور شریف الطبع شاگرد کو خاص طور پر عزت و تکریم سے نوازا، جس کے وہ واقعی مستحق تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دے رکھا تھا کہ چار صحابہ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرو۔

ان میں سے ایک بلکہ پہلے نمبر پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنَ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ، فَبَدَأَ بِهِ، وَمَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَ اُبَيِّ ابْنِ كَعْبٍ وَ سَالِمٍ مَوْلَى اَبِي حُذَيْفَةَ)) ①

---

① صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ، ح: ۳۷۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۶۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''قرآن کی تعلیم چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے حاصل کرو۔ ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور ابو حذیفہ کے غلام سالم رضی اللہ عنہم سے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل کا تذکرہ کیا جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَمَسَّكُوا بِعَهْدِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ)) ①

''ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عہد کو مضبوطی سے تھام لو۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَضِيتُ لِأُمَّتِي مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ)) ②

''میں نے اپنی امت کے لیے وہی کچھ پسند کیا جو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پسند کیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُودٍ فَصَدِّقُوا))

''عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جو حدیث تمھیں بتائیں تم اس کی تصدیق کرو۔'' ③

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بلند مقام و مرتبے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔

آپ ابرار اور متقین کی دنیا میں علمی اعتبار سے بلند مقام پر فائز دکھائی دیتے ہیں۔ زر بن حبیش سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ بن کی مسواک چن رہے تھے۔ ان کی دونوں پنڈلیاں پتلی تھیں:

((فَجَعَلَتِ الرِّيحُ تَكْفُؤُهُ))

''ہوا نے آپ کی پنڈلیاں ننگی کر دیں۔''

---

① سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۳۸۱۰۔ مسند احمد (۵/ ۳۸۵)

② مستدرک حاکم (۳/ ۳۱۷) مجمع الزوائد (۹/ ۲۹۰)

③ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۳۸۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ یہ منظر دیکھ کر ہنس پڑے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم ہنستے کیوں ہو؟

انھوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ان کی پتلی ٹانگیں دیکھ کر ہنسے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اس کی دونوں ٹانگیں قیامت کے دن ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوں گی۔

ایک روایت سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے پوچھا: کیوں ہنستے ہو؟ انھوں نے ہنسنے کی وجہ بتائی تو آپ نے فرمایا: عبداللہ کی ٹانگ قیامت کے دن ترازو میں احد پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوگی۔ ①

ایک دفعہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عبادت اور اللہ تعالیٰ کی تسبیحات میں ہمہ تن مصروف تھے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک عظیم خوشخبری سے نوازا۔ اس واقعہ کو زر بن حبیش کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تشریف لائے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ نساء شروع کر رکھی تھی۔ وہ اپنی لگن میں دنیا و مافیھا سے بے خبر پڑھتے جا رہے تھے یہاں تک پوری سورہ نساء ختم کر ڈالی۔

نبی کریم ﷺ نے اس موقعے پر ارشاد فرمایا: ''جو یہ پسند کرتا ہے کہ قرآن کریم اس طرح پڑھے جس طرح نازل کیا گیا ہے تو وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرز پر پڑھے۔'' پھر انھوں نے آگے بڑھ کر سوال کیا تو نبی کریم ﷺ بار بار یہ فرمانے لگے:

((سَلْ تُعْطَ ، سَلْ تُعْطَ)) ''سوال کرو جو بھی مانگو گے تجھے دیا جائے گا۔''

تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دعا مانگی۔

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا لَا یَرْتَدُّ وَ نَعِیْمًا لَا یَنْفَدُ، وَ مُرَافِقَةَ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ فِی اَعْلٰی جَنَّةِ الْخُلْدِ))

''الٰہی میں تجھ سے ایسے ایمان کا سوال کرتا ہوں جس میں ارتداد نہ ہو اور ایسی نعمت کا طلبگار ہوں جو ختم نہ ہو اور جنت الفردوس میں تیرے نبی ﷺ کا ساتھ مانگتا ہوں۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور خوشخبری دینے لگے تو انھوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وہاں موجود پایا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہاں پہلے سے موجود ہیں تو

① مسند احمد (۱/ ۴۲۰) طبقات ابن سعد (۱۵۵۳) مجمع الزوائد (۹/ ۲۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل ٹھیک ہے، آپ ہر نیکی کے کام میں سبقت لے جانے والے ہیں۔ ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خلفائے رسول کے نزدیک بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ آپ کا بڑا احترام کیا کرتے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو آپ پر فخر تھا۔ جب انھوں نے آپ کو کوفے کے بیت المال کا نگران بنا کر بھیجا تو کوفے کے لوگوں کو تلقین کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے ہی سعادت مند ہیں، میں نے اپنی ذات پر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تمہارے لیے ترجیح دی ہے، تم سب ان کی اقتدا کرنا۔

اور آپ نے ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا:

((هُوَ وِعَاءٌ مَلِئٌ عِلْمًا وَفِقْهًا)) ②

''وہ ایک ایسا برتن ہے جو علم اور فقہ سے بھرا ہوا ہے۔''

سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہما عظیم المرتبت صحابہ میں سے تھے۔ وہ اپنے احباب پر زور دیا کرتے تھے کہ تم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے علم حاصل کیا کرو۔ عبدالرحمان بن یزید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے عرض کی:

((حَدِّثْنَا بِأَقْرَبِ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدْيًا، وَ سَمْتًا وَ دَلًّا نَأْخُذُ عَنْهُ وَ نَسْمَعُ مِنْهُ قَالَ كَانَ أَقْرَبُ النَّاسِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ هَدْيًا وَ سَمْتًا وَ دَلًّا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَتّٰى يَتَوَارٰى عَنَّا فِيْ بَيْتِهِ وَ لَقَدْ عَلِمَ الْمَحْفُوْظُوْنَ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ إِنَّهُ مِنْ أَقْرَبِهِمْ إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى)) ③

''اے حذیفہ! ہمیں اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو نبی ﷺ سے سب سے زیادہ ہدایت، رویے اور راہنمائی کے اعتبار سے قریب ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ہدایت، رویے اور راہنمائی کے اعتبار سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے۔ کیونکہ وہ آپ کے گھر میں بھی چلے جاتے تھے۔ سیدنا

---

① مسند احمد (۱/ ۳۸۶۔ ۴۰۰) مجمع الزوائد (۹/ ۲۸۸)

② تاریخ الاسلام للذهبی (عهد الخلفاء: ۳۸۵)

③ صحيح بخاری، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب عبدالله بن مسعود رضی اللہ عنہ، ح: ۳۷۶۲ مختصراً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم یہ جانتے تھے کہ وہ یعنی عبداللہ بن مسعود ان سب کی نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہیں۔“

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی فقاہت اور رسوخ کا اظہار اس وقت کیا جب ان سے وراثت کے بارے میں کسی نے فتویٰ پوچھا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس فتوے کی مخالفت کی تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا:

((لَا تَسْأَلُوْنِی عَنْ شَیْءٍ مَّادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ بَیْنَ اَظْهُرِكُمْ)) ①

”جب تک یہ ماہر عالم تم میں موجود ہو مجھ سے کوئی مسئلہ مت پوچھنا۔“

سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے دو صحابہ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت کا تذکرہ کیا ان میں سے ایک سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، وہ فرماتے ہیں:

((اَشْهَدُ اَنَّ عَلٰی رَجُلَیْنِ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَهُوَ یُحِبُّهُمَا عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ))

”میں دو اشخاص کے بارے میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی تو آپ ان دونوں سے محبت کرتے تھے، ان میں سے ایک عبداللہ بن مسعود اور دوسرے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما ہیں۔“ ②

اکابر علماء صحابہ میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، ابودرداء، معاذ بن جبل اور ابومسعود البدری وغیرہ رضی اللہ عنہم نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ مقام و مرتبہ کی گواہی دی۔ اللہ ہم سب کو میدان حشر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور اکابر علماء تابعین نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے علمی مرتبے کا اعتراف کیا، ان کبار علماء تابعین میں سے ایک سیدنا مسروق بن الاجدع رحمہ اللہ ہیں۔ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام و مرتبے اور علم کو خوب اچھی طرح پہچانا۔ وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام میں دو ایسے نامور عالم ہوئے جن پر علم ختم ہے۔ ان میں سے ایک علی بن ابی طالب اور دوسرے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما ہیں۔ ③

---

① طبقات ابن سعد (۲/ ۳۴۳)

② طبقات ابن سعد (۳/ ۲۶۳) مسند احمد (۴/ ۱۹۹)

③ طبقات ابن سعد (۲/ ۳۵۱) المعرفة والتاريخ (۱/ ۴۴۴۔۴۴۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر تابعی عامر بن شرحبیل جو امام شعبی کے نام سے مشہور و معروف تھے، فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی فقہ کے مطابق کسی اور کی فقہ نہیں تھی، وہ فرمایا کرتے تھے:

((مَا دَخَلَ الْكُوفَةَ اَحَدٌ مِّنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم اَنْفَعُ عِلْماً وَلاَ اَفْقَهُ صَاحِبًا مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ))

''اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی صحابی سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر علم و فقہ کے لحاظ سے زیادہ نافع کوفہ میں داخل نہیں ہوا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ يُشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ هَدْيِهِ وَدَلِّهِ وَ سَمْتِهِ))

''ہدایت، راہنمائی اور روپے میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔''①

نعیم الضبی الکوفی جو ۱۰۰ ہجری میں فوت ہوئے، فرماتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَزْهَدُ فِي الدُّنْيَا وَلَا اَرْغَبُ فِي الْآخِرَةِ وَ لَا اَحَبُّ اَنْ اَكُوْنَ فِيْ مِسْلاَخِهِ مِنْكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ)) ②

''اے عبداللہ بن مسعود! میں نے کسی کو دنیا سے زیادہ بے رغبتی کرنے والا اور آخرت میں رغبت رکھنے والا تجھ سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ اس کے طرز عمل کو اپنایا جائے۔''

علماء مصنفین کی مستند اور تحقیق پر مبنی کتابوں میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی علمی فوقیت، فضل و شرف اور برتری کا برملا اعتراف کیا گیا ہے۔ ابونعیم الاصفہانی اپنی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ترنم ریز، دلکش و دلآویز انداز میں کرتے ہیں:

((وَمِنْ طَبَقَةِ السَّابِقِيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، اَلْمَعْرُوْفِيْنَ بِالنُّسُكِ مِنَ الْمُعَمَّرِيْنَ، اَلْقَارِئُ الْمُلَقِّنُ وَالْغُلَامُ الْمُعَلَّمُ، وَ الْفَقِيْهُ الْمُفْهِمُ، صَاحِبُ سَوْدَا وَالسِّرَارِ، وَالسَّبَّاقُ وَالْبِدَارُ اَقْرَبُهُمْ وَسِيْلَةً

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۴/ ۵۵)

② صفۃ الصفوۃ (۱/ ۴۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَرْجَحُهُمْ فَضِيلَةً كَانَ مِنَ الرُّفَقَاءِ وَ الْوُزَرَاءِ وَ الرُّقَبَاءِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْعُودِ اَلْكَلُفُ بِالْمَعْبُودِ وَالشَّاهِدُ لِلْمَشْهُودِ وَ الْحَافِظُ لِلْعُهُودِ، وَالسَّائِلُ الَّذِي لَيْسَ بِمَرْدُودِ)) ①

''مہاجرین کے سبقت لے جانے والے طبقے میں سے مشہور و معروف، عمر رسیدہ عبادت گزاروں میں سے جید قاری، سدھائے ہوئے لڑکے کا لقب پانے والے، سمجھ دار فقیہ، رازدان، سبقت لے جانے والے، پہل کرنے والے، تعلق کے اعتبار سے سب سے زیادہ قریب اور فضل و شرف کے اعتبار سے سب سے زیادہ بالا تر تھے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رفقاء، شرفاء، وزراء اور نگرانوں میں سے تھے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ معبود حقیقی سے والہانہ محبت کرنے والے باقاعدگی سے حج کے لیے حاضری دینے والے، وعدوں کی حفاظت کرنے والے اور ایسے سوالی تھے کہ جس کے سوال کو مسترد نہیں کیا جاتا۔''

ابو نعیم الاصفہانی رحمہ اللہ ایک دوسری جگہ پر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

((كَانَ لِفُضُولِ الدُّنْيَا مِنْ اَهْلٍ وَوَلَدٍ شَانِيًا، وَ عَلَى نَفْسِهِ وَاَحْوَالِهِ وَأَوْرَادِهِ زَارِيًا، وَلِمَامَنَحَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ مِنْ تَوحِيدِهِ رَاجِيًا)) ②

ابن العماد اپنی کتاب ''شذرات الذہب'' میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف میں فصاحت و بلاغت کے موتی یوں پروتے ہیں:

((وَهُوَ اَحَدُ الْقُرَّاءِ الْأَرْبعَةِ، وَمِنْ اَهْلِ السَّوَابِقِ فِي الْاِسْلَامِ، وَ مِنْ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ رضی اللہ عنہم هَاجَرَ الْهِجْرَتَيْنِ، وَصَلَّى اِلَى الْقِبْلَتَيْنِ وَشَهِدَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْجَنَّةِ)) ③

''اور وہ چار قاریوں میں سے ایک تھے اور اسلام پہلے مرحلے میں قبول کرنے والوں اور علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے انھوں نے دو ہجرتیں کیں، دو قبلوں کی طرف نماز

---

① حلية الاولياء (۱/ ۱۲۴)

② حلية الاولياء (۱/ ۱۳۱)

③ شذرات الذهب (۱/ ۱۹۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی اور آپ کے حق میں رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی۔"

امام نووی رحمہ اللہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف ان الفاظ میں کی:

((هُوَ صَحَابِیٌّ ابْنُ صَحَابِیَةٍ وَ كَانَ مِنْ كِبَارِ الصَّحَابَةِ، وَسَادَاتِهِمْ وَ فُقَهَائِهِمْ، وَمُقَدِّمِیهِمْ فِی الْقُرْآنِ وَ الْفِقْهِ وَالْفَتْوَی وَاَصْحَابُ الْخُلُقِ وَ اَصْحَابُ الْاَتْبَاعِ فِی الْعِلْمِ)) ①

"وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی کا صحابیہ کے بیٹے اور وہ نامور صحابہ میں سے تھے اور سردار اور فقہاء صحابہ میں سے تھے۔ وہ قرآن، فقہ اور فتویٰ دینے میں سرفہرست صحابہ میں سے تھے اور علمی میدان میں بااخلاق اور متبعین سنت صحابہ میں سے تھے۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

((اَلْإِمَامُ، اَلْحِبْرُ، فَقِیهُ الْاُمَّةِ مِنَ السَّابِقِینَ الْأَوَّلِینَ، وَمِنَ النُّجَبَاءِ الْعَالَمِینَ، وَ مَنَاقِبُهُ غَزِیرَةٌ، رَوَی عِلْمًا كَثِیرًا وَكَانَ مَعْدُودًا مِنْ اَذْكِیَاءِ الْعُلَمَاءِ)) ②

"امام، ماہر، عالم اور امت کا فقیہ پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے اور نجیب علماء میں سے تھے۔ آپ کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں اور انھوں نے علم کا وافر حصہ بیان کیا ہے اور آپ ذہین وفطین علماء میں شمار کیے جاتے تھے۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کچھ اس طرح بیان فرماتے ہیں:

((اَبُو عَبْدِالرَّحْمَانِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُمِّ عَبْدٍ الْهُذَلِیِّ، صَاحِبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ خَادِمُهُ، وَاحِدُ السَّابِقِینَ الْاَوَّلِینَ وَ مِنْ كِبَارِ الْبَدْرِیِّینَ وَ مِنْ نُبَلَاءِ الْفُقَهَاءِ وَ الْمُقْرِئِینَ كَانَ مِمَّنْ یَتَحَرَّی فِی الْاَدَاءِ وَ یَتَشَدَّدُ

① تہذیب الاسماء (۱/ ۳۸۹)   ② سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی الرِّوَایَۃِ وَیَزْجُرُ تَلَامِذَتَہُ عَنِ التَّھَاوُنِ فِی ضَبْطِ الْاَلْفَاظِ)) ①

"ابوعبدالرحمان عبداللہ بن ام عبدالہذلی یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور آپ کے خادم تھے۔ وہ پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والوں میں سے اور وہ سرکردہ بدری صحابہ میں سے تھے۔ آپ ماہر فقہاء اور علماء میں سے تھے۔ الفاظ کی ادائیگی میں بڑے محتاط اور حدیث کی روایت میں بڑے متشدد تھے اور اپنے شاگردوں کو الفاظ کو اچھی طرح یاد کرنے میں سستی برتنے کی بنا پر ڈانٹ ڈپٹ کر دیا کرتے تھے۔"

اس میں کوئی عجب نہیں کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان اعلیٰ ترین خوبیوں سے آراستہ تھے۔ آپ اللہ والے عبادت گزار تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حد درجہ اتباع کرنے والے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ اطاعت گزار تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے آپ کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد ذرا برابر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے، آپ سنت کے پابند اور اس پر کاربند تھے۔ وہ باجماعت نماز ادا کرنے کے دلدادہ تھے اور کثرت سے نفلی نماز ادا کیا کرتے تھے۔ وہ تہجد کی نماز کثرت کے ساتھ بڑے اہتمام سے پڑھتے اور راتیں رکوع اور سجدوں میں گزارتے۔ سوموار اور جمعرات کا روزہ باقاعدگی سے رکھتے۔ جب حج کے لیے تشریف لے جاتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار اور نقوش کو تلاش کرتے۔ آپ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کیا کرتے تھے۔

قرآن مجید پر ہمیشہ نظر دوڑاتے رہتے۔ قرأت کے ساتھ ان کو لگن تھی، قرآن کے معانی سے حد درجہ متاثر ہوئے۔ بلکہ ان کی زبان ذکر الٰہی سے تر رہا کرتی تھی اور آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر کے علاوہ بات نہ کرتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ کثرت سے استغفار کرتے اور اپنی زبان کے ساتھ اللہ سے گریہ زاری کرتے ہوئے دعا کرتے۔ وہ نیکی کا بہت زیادہ حکم دینے والے، اللہ کے حکم اور مشیت پر راضی رہنے والے اور زاہد، متقی، منکسر المزاج نیز مختلف لغویات سے دور رہنے والے اور شریف الطبع انسان تھے۔

ان صفات، فضائل و مناقب اور اعلیٰ عادات و اطوار نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فضل و شرف کے لحاظ سے منفرد مقام پر فائز کر دیا تھا۔ آپ علم کے منبر پر براجمان ہوئے اور

① تذکرۃ الحفاظ (۱/ ۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم کی خوبی سے آپ نے عزت پائی۔

صاحب اقتدار اور مالک حقیقی اللہ کے حوالے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ زندگی بھر لوگوں کو فائدہ بہم پہنچاتے رہے۔ آپ مسلسل پوری وفاداری کے ساتھ وہ عہد نبھاتے رہے، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا تھا۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب محسوس کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچنے کا اشتیاق دل میں پیدا ہوا۔ اسی نوعیت کے خواب بھی ان کو دکھائے گئے۔

ان میں سے ایک خواب کا تذکرہ علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ نے کچھ اس انداز سے کیا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملا اس نے کہا:

((لَا تَعْدِمُ حَالِمًا مُذَكِّرًا))

''کسی خواب دیکھنے والے اور نصیحت کرنے والے کو نہ روکنا۔''

میں نے گزشتہ رات تجھے خواب میں دیکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر پر تشریف فرما ہیں اور تم ان سے فاصلے پر ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''اے ابن مسعود! میرے قریب آؤ، میرے اور تیرے ساتھ جفا کی گئی۔'' عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ! کیا تم نے واقعی یہ منظر خواب میں دیکھا؟ اس نے کہا: ہاں! تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ میرا دلی ارادہ ہے کہ تم مدینہ منورہ سے باہر نہ جانا، یہاں تک کہ تم میری نماز جنازہ پڑھ لو گے، اس کے دن بعد سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ①

جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو انھوں نے مدرسۂ نبویہ کے ایک شہسوار اور حواری رسول سیدنا زبیر بن العوام اور ان کے بیٹے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے نام وصیت نامہ لکھا، جس میں تحریر تھا:

((اِنَّ وَصِيَّتِيْ اِلَى اللّٰهِ وَ اِلَى الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَامِ وَاِلَى ابْنِهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَ اِنَّهُمَا فِيْ حِلٍّ وَ بِلٍّ مِمَّا قَضَيَا فِيْ تَرِكَتِيْ وَاِنَّهُ لَا تُزَوَّجُ اِمْرَأَةٌ مِنْ نِسَائِيْ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا)) ②

---

① اسد الغابة (۱/ ۲۸۵) ② مختصر تاريخ دمشق (۱۴/ ۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میری وصیت اللہ کے نام پر زبیر بن العوام اور ان کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے لیے یہ ہے کہ وہ دونوں میری وراثت کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کریں۔ ان دونوں کو اس کا پورا اختیار ہے اور میری بیویوں میں سے کسی کی ان دونوں کی اجازت کے بغیر کسی سے شادی نہ کی جائے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ بھی وصیت کی کہ مجھے وہ کفن پہنایا جائے جو میرے لیے دو سو درہم کا خریدا گیا ہے اور مجھے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کے نزدیک دفن کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی وصیت کی:

''اے میرے بیٹے! میں تجھے اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، تیرا گھر تیرے لیے فراخ ہو اور تو اپنی خطاؤں پر رویا کر۔''

مصادر و مراجع میں منقول ہے کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ان کے پاس تشریف لائے اور ان کی تیمارداری کرتے ہوئے فرمایا:

((مَاتَشْتَكِي؟)) ''تجھے کس چیز کی شکایت ہے؟''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

((ذُنُوبِي)) ''مجھے اپنے گناہوں کی شکایت ہے۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

((فَمَا تَشْتَهِي؟)) ''تجھے کس چیز کی خواہش ہے؟''

انھوں نے کہا:

((رَحْمَةَ رَبِّي)) ''میں اپنے رب کی رحمت چاہتا ہوں''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

کیا میں آپ کے لیے کسی طبیب کو نہ بلاؤں؟

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب میں کہا:

''طبیب نے تو مجھے بیمار کیا ہے، یعنی میرا طبیب اللہ ہے، وہی بیمار کرتا اور وہی شفا دیتا ہے۔''

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں آپ کے لیے کچھ مال کا حکم نہ دے دوں؟ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے مال کی کوئی ضرورت نہیں۔ سیدنا عثمان بن عفان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی بیٹیوں کے کام آ جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ میری بیٹیوں کے بارے میں خوف زدہ ہیں کہ وہ محتاج ہو جائیں گی؟ میں نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ فرماتے ہیں:

((مَنْ قَرَأَ الْوَاقِعَةَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ أَبَدًا))

''جس نے ہر رات سورۂ واقعہ پڑھی اسے کبھی فاقہ لاحق نہیں ہوگا۔'' ①

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ۳۲ ہجری میں وفات پائی اور ان کی روح قفس عنصری سے اپنے خالق حقیقی کی طرف راضی خوشی پرواز کر گئی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ ساری عمر انھوں نے علم اور اس پر عمل کرنے میں بسر کی۔

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ②

جب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچی تو انھوں نے فرمایا:

((مَا تَرَكَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ)) ''اس نے اپنے پیچھے اپنے جیسا کوئی نہ چھوڑا۔'' ③

اللہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پہ راضی ہوا۔ آپ واقعی حاملین قرآن کریم کے سفراء میں سے تھے۔ وہ بلاشبہ علماء اور فقہاء صحابہ میں سے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی سیرت نگاری کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں میدان محشر میں ان اہل فضل و شرف صحابہ کرام کا ساتھ نصیب کرے جو اسلام کی اعلیٰ و ارفع اخلاقیات کے آنگن میں داخل ہوئے۔ آیئے! ہم اس مناسبت سے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیں:

وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ۝۱۰ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ ۝۱۱ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝۱۲

(الواقعہ: ۵۶/ ۱۰-۱۲)

''اور سبقت لے جانے والے تو سبقت لے جانے والے ہیں، یہی لوگ مقرب ہیں نعمت والے باغات میں۔''

① اسد الغابۃ (۳/ ۳۸۶) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۹۸)

② مستدرك حاکم (۳/ ۲۸۶) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۴۹۸)

③ اسد الغابۃ (۳/ ۲۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 6

علمائے صحابہ

سیدنا ابوہریرہ

رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (1)

- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ حفاظ حدیث کے سردار اور اس میدان کے روز روشن کی طرح نمایاں عالم تھے۔
- وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دلی محبت کرنے والے، آپ کے نقش قدم کی پیروی کرنے والے اور آپ کی عظمت اور لطافت بھری عادات کو اپنانے والے تھے۔
- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک عقل مند، مجتہد، مفسر، مفتی، فقیہ اور ادیب راوی حدیث تھے۔
- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۷۴ احادیث کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا، ان سے مروی احادیث تمام حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔
- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔
- سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۷ یا ۵۹ ہجری میں وفات پائی اور بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ

(1) ان کے حالات کے لیے دیکھئے: حلیة الاولیاء (۱/ ۳۷۶-۳۸۵) مستدرك حاكم (۳/ ۵۷۸-۵۸۸) الاصابة (۴/ ۲۰۰-۲۰۸) مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۱۷۹-۲۰۷) اسد الغابة (۵/ ۳۲۰ و ما بعده) سير اعلام النبلاء (۲/ ۵۷۸-۵۸۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ

سو میں سے ننانوے اشخاص ہمارے ممدوح، بلند مرتبہ اور شان وشوکت والے ممدوح کو پہچانتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل وشرف ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

ہمارے ممدوح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے علم حاصل کرنے کے لیے صبح وشام لگاتار محنت کی یہاں تک کہ متقی علماء کے سردار بن گئے۔ یہ اللہ کا فضل وشرف ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نصیب میں سید الانبیاء علیہ السلام کی بابرکت دعا آئی جس کی وجہ سے انھیں ''سید الحفاظ'' ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ اللہ کا فضل وشرف ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

اگر کسی گمراہ حاسد نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی بات کہی تو حاسدین کی بات فضا میں تحلیل ہوگئی اور یہ نامور عالم قطب ستارے سے بھی زیادہ مشہور ہوا۔

یہ اللہ کا فضل وشرف ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

کیا کسی نے خوب کہا:

((مَا ضَرَّ شَمسَ الضُّحٰی وَ الشَّمسُ طَالِعَةٌ اَلاَ یَرٰی ضَوءَ هَا من لَیسَ ذَا بَصَرِ))

''روشن سورج جب طلوع ہو تو اسے کوئی چیز گزند نہیں پہنچا سکتی البتہ اس کی روشنی نابینا کو دکھائی نہیں دیتی۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک نامور حافظ حدیث اور زمانے بھر کے ائمہ میں سے ایک بلند پایہ کے عالم فاضل تھے۔ حفظ حدیث کے حوالے سے انھیں بڑی شہرت حاصل تھی۔ فن تفسیر میں اور زہد وتقویٰ کے اعتبار سے یہ امامت کے درجے پر فائز تھے۔

آپ ایک منفرد اور نابغہء روزگار شخصیت کے حامل تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

((اَحْفَظُ مَنْ رَوَی الْحَدِیْثَ فِیْ دَهْرِهٖ))

"جس نے بھی اپنے دور میں حدیث کو روایت کیا یہ اس سے بڑھ کر حدیث کے حافظ تھے۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا تعارف ان الفاظ میں کراتے ہیں:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ الدوسی الیمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ صحابی تھے جنھیں بیک وقت امام، فقیہ، مجتہد اور ثقہ حافظ حدیث ہونے کا شرف حاصل تھا۔ آپ کا نام عبدالرحمان بن صخر تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوہریرہ رکھی تھی۔ آپ کی والدہ کا نام امیمہ بنت صبیح تھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر مقدار میں علم حاصل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کے علمی مقام و مرتبے تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے معاصرین اور ان سے محبت رکھنے والوں نے اس شخصیت کا خاکہ کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا رنگ گندمی، سینہ چوڑا، اگلے دانتوں میں خلا، ڈاڑھی کا رنگ سرخ، آپ بالوں کو سرخ رنگ کا خضاب لگاتے اور کتان کے کپڑے پہنتے تھے، ان کی بیوی کا نام بسرہ بنت غزوان رضی اللہ عنہا تھا۔

ان کے تین بیٹے بلال، عبدالرحمان اور محرر تھے، تینوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی بھی تھی جس کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے متعدد پوتوں کو عالم ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

بابرکت ہم نشینی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قبیلہ دوس میں ایک مقیم کی صورت میں پرورش پائی۔ یہ قبیلہ بت پرست تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس قبیلے کو اسلام کی راہ سجھا دی، اس طرح یہ قبیلہ ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گیا جنھیں پاکیزہ بات کی طرف اور عزیز و حمید اللہ سبحانہ تعالیٰ کے راستے کی طرف راہنمائی کی گئی۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۷۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور اور راجح روایت کے مطابق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۷ ہجری کو، جس سال خیبر فتح ہوا تھا، ماہ محرم میں عین جوانی کے عالم میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان کی ہجرت کی داستان بھی بڑی دل آویز ہے، جسے انھوں نے دلچسپ انداز میں بیان کیا۔

کہتے ہیں:

جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آیا تو میں نے راستے میں کہا:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَ عَنَائِهَا
عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ

''اے رات اپنی طوالت اور دشواری کے باوجود خانہ کفر سے نجات پا گئی۔''

کہتے ہیں کہ راستے میں میرا غلام بھاگ گیا۔ جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کی بیعت کی، تو ابھی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا کہ میرا غلام آدھمکا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اشارہ کر کے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! تیرا غلام ہے؟'' تو میں نے اسے دیکھتے ہی کہا: یہ اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہے اور میں نے اسے آزاد کر دیا۔[1]

اس طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر خوش نصیب ہونے کا شرف حاصل کیا۔

اس طرح آپ سخاوت، خوش نصیبی، آزادی اور سر بلندی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جس طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا ان کے لیے بابرکت ثابت ہوا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی بھی ان کے لیے باعث برکت بنی۔

آپ چار سال سے کچھ زیادہ عرصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر و حضر میں رہے

---

① صحيح بخاري، كتاب العتق، باب اذا قال لعبده هو لله ونوى العتق، ح: ۲۵۳۱۔ حلية الاولياء (۱/ ۳۷۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بابرکت ماحول میں آپ کی خوشہ چینی کی اور آپ کے طرز عمل کو اپنانے کی سعادت حاصل کی۔ جس کی وجہ سے آپ کو سادات علماء کی صف میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر پوری طرح مشفقانہ توجہ دی اور آپ کو اصحاب صفہ کا سردار قرار دیا۔ اس حوالے سے آپ کی طرف تعاون کا ہاتھ بڑھایا اور ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ واقعی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس کے مستحق تھے۔

اس طرح وہ مدرسۂ نبویہ کے معزز فقہاء میں شمار ہوئے اور انھیں مقرب علماء اور مخلص صحابہ کی صف میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ایک بڑا انعام اور فضل وکرم یہ ہے کہ انھیں نبی کریم ﷺ کی صحبت اس دور میں میسر آئی، جب کہ اسلامی قوانین کے نفاذ کا خوشگوار ماحول تھا اور مدینہ منورہ میں اسلام کی پہلی ریاست کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ آپ پوری رغبت کے ساتھ علم حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور بازاروں میں آمد و رفت کو چھوڑ دیا۔ بس ایک اللہ خالق کے ہو کر رہ گئے۔ انھوں نے دنیا کی زیب و زینت سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے احکام الٰہیہ پر عمل پیرا ہوئے۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کرنے کے لیے ہر طرح کی مصروفیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی، اس طرح وہ شرفاء کی صف میں شامل ہو گئے۔

صبح و شام باقاعدگی کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونے لگے اور بادیہ پیمائی کو انھوں نے فراموش کر دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی ہم نشینی سے جو سرفرازی میسر آئی اور جو خوشگوار اعزاز حاصل ہوا وہ یہ تھا کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کیا اور آپ سے حج کے طریقے سیکھے۔ آپ کے اعمال کو بچشم خود دیکھا اور آپ کے فرامین کو زبانی یاد کیا اور پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اقوال و اعمال کو ہمارے سامنے بالکل واضح طور پر بیان کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کا بہت ہی زیادہ قرب حاصل تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے وضو اور دیگر ضروریات کے وقت استعمال کرنے کے لیے پانی کا برتن اٹھا کر لاتا۔ ①

---

① صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ذکر الجن، ح: ۳۸۶۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ کے قرب کی بنا پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی عادات و اطوار اور حال احوال کا زیادہ علم تھا۔

صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے۔ صحابہ کرام کے پاس واپس آنے میں آپ نے دیر کر دی تو وہ گھبرا گئے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان سب سے زیادہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ گھبراہٹ میں مبتلا ہوئے اور آپ کو تلاش کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔

آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ''ابو ہریرہ آئے ہیں؟''

آپ نے کہا: ہاں، یا رسول اللہ! میں ابو ہریرہ ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''تیرا کیا حال ہے؟'' آپ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ تھے، پھر آپ اٹھ کر چل دیے اور دیر تک ہمارے پاس تشریف نہ لائے تو ہم گھبرا گئے، سب سے پہلے میں گھبراہٹ میں مبتلا ہوا۔ میں اس باغ میں آیا ہوں اور دوسرے لوگ میرے پیچھے ہیں، وہ بھی میری طرح گھبرائے ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! یہ دونوں جوتے لے جاؤ اور باغ کی دیوار کے باہر جس بھی شخص سے ملو، جو گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور اس نظریے پر اس کا دلی یقین ہو، اسے جنت کی خوش خبری دے دینا۔'' ①

نبی کریم ﷺ کے سفروں اور غزوات کے دوران سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کے قریب رہتے اور آپ کی اونٹنی کی لگام تھامے رکھتے تاکہ رسول اللہ ﷺ اونٹنی پر سوار ہوں۔ ایک غزوے کے دوران ہم اس خوبصورت منظر کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اونٹنی پیش کرتے ہیں تاکہ آپ اس پر سوار ہوں۔ اس موقعے پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی ایک دعا نقل کرتے ہیں۔

مستدرک حاکم میں ابوزرعہ کے حوالے سے روایت منقول ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اونٹنی کی لگام تھامے ہوئے تھا تاکہ اسے بٹھاؤں اور رسول اللہ ﷺ اس پر سوار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ جب اونٹنی پر بیٹھ گئے تو آپ نے یہ دعا پڑھی:

((اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ۔ اَللّٰھُمَّ اَصْحِبْنَا لِصُحْبَةٍ وَ اَقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰھُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ، وَ ھَوِّنْ

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من مات الی التوحید، ح:۳۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلَيْنَا السَّفَرَ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَ كَآبَةِ الْمُنْقَلِبِ)) ①

''الٰہی! تو ہی سفر میں ساتھی اور گھر والوں میں نائب ہے، الٰہی! ہمیں اپنا ساتھ نصیب کرنا اور اپنی حفاظت میں ہمیں واپس لوٹا۔ الٰہی! ہمیں زمین کا سکڑاؤ عطا کرنا اور ہم پر سفر کو آسان کر دینا۔ الٰہی! ہم سفر کی دشواری اور لوٹنے کے غم سے تیرے حضور پناہ مانگتے ہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت سے ہمیں بہت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے ان کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گہری محبت آشکار ہوتی ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ صادق المصدوق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے ابو ہریرہ! کیا میں تجھے عرش کے نیچے جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ بتاؤں؟'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ زہے قسمت بھلا مجھے اور کیا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: ''تم ((لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)) کہا کرو، یعنی ان کلمات کا ورد کیا کرو۔ ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ طاقت تو صرف اللہ کی ہے۔ ②

دلکش تربیتی واقعات میں سے ایک یہ بھی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو پانچ مفید عادات کی تعلیم دی کہ وہ ان پر عمل پیرا ہوں اور ان کی دوسروں کو تعلیم دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور پانچ عادات کو شمار کرتے ہوئے فرمایا:

۱۔ حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کر، تو لوگوں میں سب سے بڑھ کر عبادت گزار بن جائے گا۔

۲۔ جو اللہ نے تیری قسمت میں لکھ دیا اس پر راضی ہو جا، تو سب لوگوں سے بڑھ کر غنی ہو جائے گا۔

۳۔ تو اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ، تو مومن بن جائے گا۔

---

① مستدرك حاكم (۲/ ۹۹) سنن ترمذی، كتاب الدعوات، ح: ۳۴۳۴۔ سنن ابی داود (۲۵۹۸)

② مسند احمد (۲/ ۲۳۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ تو لوگوں کے لیے وہی چیز پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو مسلم بن جائے گا۔
۵۔ زیادہ ہنسا نہ کر، اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات مدینہ منورہ کے باغات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے۔ اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں کہ میں بعض اہل مدینہ کے کھجوروں کے باغ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کیا کرتا تھا۔ ②

ایک دن صادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور آپ کو تسبیح اور ذکر کی تعلیم دی۔ یہ حدیث ابن ماجہ نے عثمان بن ابی سودہ کے حوالے سے روایت کی ہے۔ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے آپ پودا لگا رہے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''ابو ہریرہ زمین میں کیا لگا رہے ہو؟''

میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں پودا لگا رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا: ''کیا میں تجھے اس پودا لگانے سے بہتر عمل بتاؤں؟''

انھوں نے کہا: ''کیوں نہیں، یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔''

آپ نے فرمایا: ''تم سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو۔ ہر کلمے کے بدلے میں تیرے لیے جنت میں ایک درخت لگایا جائے گا۔'' ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے درخشاں اور روشن حالات میں سے ایک یہ ہے کہ حبیب کبریاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں امین لوگوں میں شمار کرتے تھے اور رمضان کی زکاۃ کا مال ان کے سپرد کیا کرتے تھے، پھر انھیں مفید کلمات سکھلاتے اور ان کلمات کو تین دفعہ دہراتے تاکہ اچھی طرح سیکھ لیں اور پھر دوسروں کو سکھلائیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا درج ذیل فرمان ملاحظہ کریں، وہ فرماتے ہیں:

---

① مسند احمد (۳/ ۱۸۲) سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الورع والتقوى، ح: ۴۲۱۷۔

② مسند احمد (۳/ ۱۸۰)

③ سنن ابن ماجه، كتاب الادب، باب فضل التسبيح، ح: ۳۸۰۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَ کَلَّنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِحِفْظِ زَکٰوۃِ رَمَضَانَ)) ①

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان کی زکاۃ کی حفاظت کی ذمے داری سونپی۔''

جب نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آپ کی تیمار داری کے لیے آپ کے ہاں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ اتنے قریب ہوئے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی انگلیاں نبی کریم ﷺ کی انگلیوں سے چھونے لگیں۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی ٹانگیں بچھائی ہوئی تھیں۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ! بیٹھ جاؤ، تو وہ بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا کپڑا میرے قریب کرو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنا کپڑا آگے بڑھایا۔ نبی کریم ﷺ نے کپڑے کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا: اے ابوہریرہ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تین عادتیں اپنائے رکھنا اور زندگی بھر انھیں نہ چھوڑنا:

① جمعہ کے دن غسل کرنا اور جمعہ کی ادائیگی کے لیے جلدی مسجد پہنچنا۔

② ہر ماہ تین روزے رکھنا۔

③ نماز فجر کی حفاظت کرنا۔

اور ان عادات کی لوگوں کو بھی تعلیم دیتے رہنا۔ ②

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نزدیک سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ ان کی تیمار داری کے لیے ان کے ہاں تشریف لائے، انھیں دم کیا اور چند باتوں کی تعلیم دینے لگے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ معزز اور مفلس اصحاب صفہ میں سے تھے۔ آپ شریف اور بہترین مسلمانوں میں سے تھے نیز وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے ساتھ نبی کریم ﷺ ہم نشینی رکھتے تھے اور نبی کریم ﷺ بڑے نرم دل شفیق تھے۔ آپ ہر طیب چیز کو پسند کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ اپنے ان صحابہ کو دم کیا کرتے تھے جن کے ساتھ آپ کو پیار تھا اور ان کے ساتھ آپ شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے۔ یہ بات ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور آپ نے انھیں دم کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ میری تیمار داری کرنے کے

---

① صحیح بخاری، کتاب الوکالۃ، باب اذا وکل رجلا فترك الوکیل شیئا، ح: ۲۳۱۱۔

② مختصر تاریخ دمشق (۲۳/ ۱۸۹۔۱۹۰) الاصابة (۴/ ۲۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے میرے پاس تشریف لائے اور آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تجھے وہ دم نہ کروں جو جبرائیل علیہ السلام میرے پاس لائے؟

میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور کیجیے۔

زہے قسمت، میری یہ خوش نصیبی؟ مجھے بھلا اور کیا چاہیے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل کلمات کا تین مرتبہ دم کیا:

((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ، وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ، مِنْ كُلِّ دَاءٍ فِيْكَ، مِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ، وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ))

"اللہ کے نام سے میں تجھے دم کرتا ہوں اللہ تجھے تیری ہر بیماری سے شفا دے گا۔ گانٹھوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے شر سے بچائے اور ہر حسد کرنے والے کے حسد سے بچائے۔"

المحب الادیب

ہمارے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفی ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر خوب رو اور حسن اخلاق سے آراستہ تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے سب سے بڑھ کر حسین و جمیل اور خلق عظیم کے پیکر تھے۔ آپ خوبیوں کے سرچشمے اور اعلیٰ اخلاقیات سے متصف تھے اس لیے دنیا اور اس کی زیب و زینت سے بالاتر تھے، ان کے قلب و نظر میں صرف اللہ ہی کی دھن سمائی ہوئی تھی۔

نبی کریم ﷺ نرم خو، عمدہ اخلاق، دلآویز حسن سلوک اور کشادہ دل تھے، آپ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ انتہائی عمدہ انداز میں حسن سلوک سے پیش آتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے ایک خوش نصیب صحابی تھے، جن کے دل اور روح میں نبی کریم ﷺ کی محبت رچی بسی ہوئی تھی۔ انھیں نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور آپ کے قرب اور علمی تجربے کی بنا پر آپ کی عطر بیز سیرت پر ان کی بڑی گہری نظر تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو محمدی آداب، عادات و اطوار سے آراستہ ہونے کا شرف حاصل تھا۔

انھوں نے نبی کریم ﷺ کے طرز عمل کو اپنانے کی سعادت حاصل کر رکھی تھی، حبیب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصطفیٰ ﷺ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روح کے امیر اور دل کی زندگی بن گئے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی محبت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روح میں رچ بس گئی تھی اور حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کا مقام و مرتبہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنی جان اور تمام لوگوں سے بڑھ تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ظاہری کیفیت اور وارفتگی کا عالم دیکھ کر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کا ہمہ جہتی خیال رکھنے والے بن گئے تھے اور آپ کی احادیث سے بہت بڑے حافظ تھے۔

اسد الغابہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا درج ذیل فرمان ہمارے موقف کی تائید کرتا ہے۔ انھوں نے ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

أَنْتَ كُنْتَ أَلْزَمَنَا لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَ أَحْفَظَنَا لِحَدِيثِهِ

''آپ ہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ ہم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے حافظ بنے۔''①

ہم میں سے ہر ایک اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار علماء صحابہ کرام میں ہوتا ہے۔

یہ ان کا بہت بڑا فضل و شرف تھا۔

علامہ ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فتح خیبر کے سال اسلام قبول کیا اور فتح خیبر میں بھی شریک ہوئے، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سائے کی طرح رہے تا کہ آپ کی صحبت میں رہتے ہوئے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کیا جائے۔ ان کی تمام تر دلچسپیوں کا محور رسول اللہ ﷺ سے براہ راست علم حاصل کرنا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا بھی فرمائی تھی۔②

مسلسل ساتھ رہنے کی بنا پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت جاگزیں ہو چکی تھی۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی صورت ہمیشہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کے سامنے رہتی۔

---

① اسد الغابة (۵/ ۳۲۰)

② اسد الغابة (۵/ ۳۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا حال بالکل اس طرح ہو چکا تھا، جیسا قولِ شاعر کہتا ہے:

لَقَدْ نَبَتَتْ بِالْقَلْبِ مِنْكَ مَحَبَّةٌ
كَمَا نَبَتَتْ فِي الرَّاحَتَيْنِ الْاَصَابِعُ

''دل میں تیری محبت ایسے اگ آئی ہے جیسے دونوں ہتھیلیوں میں انگلیاں اگ آئی ہیں۔''

یہ بات پورے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پورا دن یا دن کا کچھ حصہ الگ نہ ہوئے، صرف ایک دن یہ ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین بھیجا اور سیدنا علاء رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ سیدنا علاء رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابوہریرہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آپ کے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کی ہے۔ آپ اپنے لیے کیا پسند کرتے ہیں؟ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مجھے یہ فریضہ سونپ دیں کہ میں آپ کے لیے اذان کہوں اور دوسری میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھ سے پہلے آمین نہ کہیں بلکہ میرے بعد آمین کہا کریں۔ اس سفر میں یونہی ہوا۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حد درجہ ادب کیا کرتے تھے، وہ معاشرتی آداب کو خوب جانتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیا کرتے تھے۔ آپ ذرا غور سے دیکھئے کہ وہ سیدنا وحبیبنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا کس حسن ادب اور دلفریب ولطیفانہ انداز میں تذکرہ کرتے ہیں۔ انھوں نے ایسا ادبی اسلوب اختیار کیا جس کے اثرات دل کی گہرائی تک پہنچتے اور عقل محو حیرت رہ جاتی ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کا تذکرہ کچھ اس انداز میں بیان کرتے ہیں:

((مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِيْ وَجْهِهِ وَ مَا رَأَيْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِيْ مَشْيَتِهِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَأَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰى لَهُ ، إِنَّا لَنُجْهِدُ اَنْفُسَنَا وَ إِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ)) ②

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین چہرہ نہیں دیکھا، یوں محسوس ہوتا

---

① مختصر تاريخ دمشق (٢٩/ ١٨٧)

② شمائل ترمذی (٩٥، ٩٦) وسنن ترمذی كتاب المناقب، ح: ٣٦٤٨۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے آپ کے چہرہ مبارک میں سورج رواں دواں ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو تیز چلتے نہیں دیکھا، یوں دکھائی دیتا کہ زمین آپ کے لیے لپٹی جا رہی ہے۔ ہم چلتے ہوئے بے حال ہو جاتے لیکن آپ بڑی آسانی سے قدم پہ قدم اٹھائے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے آپ کو طبیعت پر کوئی بار محسوس نہ ہوتا۔“

حقیقت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر نبی کریم ﷺ کی محبت نے عجب رنگ اختیار کر لیا تھا، رسول اللہ ﷺ کی والہانہ نسبت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

تَمَلَّكَ بَعْضُ حُبِّكَ كُلَّ قَلْبِي
فَإِنْ تُرِدِ الزِّيَادَةَ هَاتِ قَلْبًا

”تیری ذرا سی محبت نے میرے سارے دل پر قبضہ جما رکھا ہے۔ اگر تم زیادہ محبت چاہتے ہو تو ایک دل اور لا دو۔“

سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے دیدار سے دلی سرور اور انس محسوس ہوتا۔ ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے محبت بھرے ادب واحترام کے لہجے میں یہ عرض کی:

((يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَأَيْتُكَ طَابَتْ نَفْسِي، وَقَرَّتْ عَيْنِي))

”یا رسول اللہ! جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو میرا دل خوش ہو جاتا ہے اور میری آنکھ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔“ ①

ایسا کیوں نہ ہو دیدار مصطفےٰ ﷺ تو دلوں کی غذا ہے اور اس سے روحیں منور ہو جاتی ہے۔

جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے بارے میں گفتگو کرنے کا ارادہ کرتے تو بڑے ادب واحترام سے ماہر ترین علماء کا طرز کلام اختیار کرتے۔

اپنی گفتگو میں ایسے الفاظ منتخب کرتے جن کا دلوں پر گہرا اثر ہوتا۔ الفاظ کی سرسراہٹ جب دلوں کے تاروں کو چھوتی تو روشنی کے فوارے پھوٹنے لگتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے رو برو آپ کا اسم مبارک ادب واحترام ملحوظ

① مستدرك حاكم (۴/ ۱۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاطر رکھتے ہوئے نہایت ہی محبت بھرے انداز میں لیتے اور الفاظ کا چناؤ ایسا ہوتا کہ ہر ایک لفظ سے محبت کے پھول برستے دکھائی دیتے۔ یوں محسوس ہوتا کہ یہ الفاظ نہیں بلکہ زبان سے چاشنی ہرسو بکھر رہی ہیں یا بہاریں پھول برسا رہی ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کا انداز کچھ اس طرح ہوتا:

((حَدَّثَنِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ))

''میرے خلیل، اللہ کے نبی ابوالقاسم ﷺ نے مجھے بتایا۔''

جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سے رسول اللہ ﷺ کا والہانہ انداز میں تذکرہ کرتے، تو ان کی طبیعت وفورِ محبت سے بے قابو ہو جاتی، چہرہ شعلہ جوالہ بن جاتا اور بسا اوقات شدت جذبات سے زار و قطار رونے لگتے، اور روتے روتے ایسی ہچکی بندھ جاتی کہ زبان سے کوئی بات نہ کر سکتے، محبت ہو تو ایسی ہو۔ ①

بسا اوقات ہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ انتہائی والہانہ انداز سے کرتے ہیں، جیسا کہ مسند امام احمد میں ان کے طرزِ کلام کا نمونہ کچھ اس انداز سے مذکور ہے، فرماتے ہیں:

((سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ أَبَا الْقَاسِمِ صَاحِبَ الْحُجْرَةِ))

''میں نے صادق المصدوق حجرے میں رہائش پذیر سیدنا ابوالقاسم ﷺ سے سنا۔'' ②

کیا آپ نے کبھی ایسا دلآویز، دلنشین اور دلفریب انداز گفتگو دیکھا کہ جس میں حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے لیے مخلصانہ محبت کے دیپ جگمگاتے دکھائی دیں؟

موسیٰ بن مسلم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث کو کچھ اس والہانہ محبت کے انداز میں بیان کیا:

((حَدَّثَنِيهِ أَهْدَبُ الشَّفْرَيْنِ، أَبْيَضُ الْكَشْحَيْنِ، إِذَا أَقْبَلَ أَقْبَلَ جَمِيعًا وَ إِذَا أَدْبَرَ أَدْبَرَ جَمِيعًا لَمْ تَرَ عَيْنِي مِثْلَهُ وَ لَنْ تَرَاهُ)) ③

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۱۱)

② مسند احمد (۲/ ۱۶۴)

③ طبقات ابن سعد (۱/ ۴۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی محبت کا اظہار یوں کرتے:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ))

''یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔'' ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ الصادق المصدوق، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ صدق دل سے محبت کرنے والے ایک مخلص اور وفادار عالم فاضل صحابی تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ اس دنیائے فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی رفیق اعلیٰ سے جا ملے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول بن گیا کہ جن سے رسول اللہ ﷺ کو محبت تھی، ان کے ساتھ انتہائی محبت بھرے انداز میں ملتے اور انکی دلی قدر کرتے۔ ان کی طرف پوری طرح توجہ دیتے اور ان کے ساتھ انتہائی مخلصانہ، ہمدردانہ، اور مشفقانہ سلوک کرتے۔ ان کے ساتھ اسی طرح کا برتاؤ کرتے جس طرح نبی کریم ﷺ اپنے احباب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے۔

سعید مقبری فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے کہ اتنے میں حسن بن علی رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور انھوں نے اہل مجلس کو سلام کہا۔ سب لوگوں نے سلام کا جواب دیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو ان کی آمد کے بارے میں پتہ نہ چلا۔ آپ کو بتایا گیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سلام کہہ رہے ہیں تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس گئے اور کہا: میرے سردار! وعلیکم السلام۔ انھوں نے کہا: آپ مجھے اپنا سردار قرار دے رہے ہیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! اس لیے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا تھا:

((اِنَّہٗ سَیِّدٌ)) ②

''یہ سردار ہے۔''

سبحان اللہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے دلی پیار تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو شہزادہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ لاڈ پیار سے پیش آتے بچشم خود دیکھا تھا۔

---

① مسند احمد (۳/ ۵۵۲) ② مجمع الزوائد: ۹/ ۱۷۸

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس محبت بھرے انداز کی جھلک درج ذیل واقعے میں دکھائی دیتی ہے:

عمیر بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ مدینہ منورہ کی ایک گلی میں چل رہا تھا، ہمیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ملے۔ انھوں نے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے کہا: میں قربان جاؤں اپنی قمیض پیٹ سے اٹھاؤ میں بوسہ ثبت کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ نے تمہارے پیٹ کا بوسہ لیا تھا۔ انھوں نے قمیض اٹھائی تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پیٹ کا بوسہ لیا۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ ساری زندگی والہانہ محبت، ہمدردی اور شفقت برقرار رکھی۔

بنی سعد بن بکر کے غلام مساور بیان کرتے ہیں کہ جس دن سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما فوت ہوئے میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں کھڑے آنسو بہاتے دیکھا اور ساتھ ہی انھوں نے بلند آواز سے کہا:

لوگو! آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب شہزادہ فوت ہوگیا ہے، تم بھی آنسو بہاؤ۔" ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جس طرح سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے لاڈ پیار، محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے اسی طرح انھیں ان کے بھائی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی دلی محبت تھی۔ تاریخ میں بہت سے ایسے آثار ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دونوں شہزادوں کے ساتھ محبت اور شفقت کا رویہ رکھتے تھے۔ اس حوالہ سے ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے درج ذیل فرمان پر اکتفا کرتے ہیں، ان کا ارشاد ہے:

((مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم)) ③

"جس نے ان دونوں کے ساتھ محبت کی اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کی۔"

بخدا ہم ان دونوں شہزادوں سے دلی محبت کرتے ہیں اور ہم ہر اس شخص سے محبت کرتے ہیں جو ان دونوں سے دلی محبت رکھتا ہے۔ اللہ ان دونوں سے راضی ہوا۔

---

① مسند احمد (۲/ ۲۵۵) صحیح ابن حبان (۶۹۶۵)

② تهذيب الكمال (۶/ ۵۵) تاريخ دمشق مختصر (۱۳/ ۲۹۵)

③ مسند احمد (۲/ ۲۸۸) مصنف عبدالرزاق (۶۳۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں ان دونوں کا ساتھ نصیب فرمائے۔ آمین!

سعادت مند مجتہد

جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا وہ اس وقت بھر پور جوان رعنا تھے۔ بڑے چست اور پھرتیلے تھے۔ ذہانت و فطانت ان کے چہرے سے نمایاں تھی۔ آپ نے اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دل کی گہرائی سے محبت کی اور آپ کی صحبت کا شرف حاصل کیا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔

یہ محبت میں سرشار ہو کر صرف آپ ہی کے ہو کر رہ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر پورے اہتمام سے عمل پیرا ہوئے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حصولِ علم میں گہری دلچسپی رکھتے تھے، ان کی توجہ علم پر مرکوز رہتی۔ وہ ہر وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے۔ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے وہاں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہوتے۔ جہاں جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا وہاں وہاں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ہمراہ ہوتے۔ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے اسے زبانی یاد کر لیتے اور ماحول پر گہری نظر رکھتے۔ انھوں نے دنیا کی زیب و زینت کو یکسر چھوڑ رکھا تھا اور بقدر کفایت اشیاء کو اپنے استعمال میں لاتے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ صحبت کو دنیا کی ہر چیز پر ترجیح دیتے تھے۔

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس ہونہار اور والہانہ محبت کرنے والے شاگرد کو جس نے آپ کی وجہ سے ہر چیز کو چھوڑ رکھا تھا۔ محبت، پیار ہمدردی اور شفقت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے ان کے حق میں دعا بھی فرمائی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اسے دین کی سمجھ عطا کرے اور قوی حافظہ عنایت فرمائے۔

آئندہ سطور میں ہم پڑھیں گے کہ واقعی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بڑے ذہین وفطین تھے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایسے ساتھی منتخب کیے تھے جو تمام لوگوں سے بہتر تھے، ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق عطا کر رکھی تھی کہ علم کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حصول علم کے حوالے سے عالی ہمت بنایا تھا اور علم کی محبت ان کے رگ و ریشے میں رچ بس چکی تھی۔ وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ایسے سوال کرتے جو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصول علم اور طلب حدیث کے انتہائی شوق پر دلالت کرتے۔ ان سوالات سے پتہ چلتا تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حصول علم میں خاص دلچسپی ہے۔

جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن شفاعت کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سے پہلے مجھ سے کسی نے یہ سوال نہیں کیا تھا۔ یہ واقعہ حدیث میں کچھ اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! قیامت کے دن لوگوں میں وہ کون خوش نصیب ہوگا جسے آپ کی شفاعت حاصل کرنے کی سعادت ملے گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! میرے خیال میں تم سے پہلے یہ سوال مجھ سے کسی نے نہیں کیا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کو میری باتوں کے ساتھ خاص طور پر دلچسپی ہے، تو سنو:

((اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِی یَوْمَ الْقِیَامَةِ مَنْ قَالَ لاَ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ))

''جس نے خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کہا وہ قیامت کے دن تمام لوگوں سے بڑھ کر میری شفاعت کی سعادت حاصل کرنے والا ہوگا۔'' ①

مسند امام احمد کی ایک دوسری روایت کچھ اس طرح ہے:

((لَقَدْ ظَنَنْتُ لَتَكُونَنَّ اَوَّلَ مَنْ سَأَلَنِی مِمَّا رَأَیْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَی الْعِلْمِ شَفَاعَتِی لِمَنْ یَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا یُصَدِّقُ قَلْبُهُ لِسَانَهُ وَ لِسَانُهُ قَلْبَهُ)) ②

''مجھے یقین تھا کہ تو ہی وہ شخص ہوگا جو سب سے پہلے مجھ سے سوال کرے گا، اس لیے کہ میں نے تجھے دیکھا ہے کہ تم حدیث میں بڑی دلچسپی رکھتے ہو، میری شفاعت اسے حاصل ہوگی جو اخلاص کے ساتھ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰه کی گواہی دیتا ہو بایں طور کہ اس کا دل اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہو اور اس کی زبان اس کے دل کی تصدیق کرتی ہو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ہر دم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں اس لیے رہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرسکوں۔ مہاجرین وانصار اپنی زمینوں میں کھیتی باڑی اور

---

① بخاری، کتاب العلم، باب الحرص علی الحدیث: ۹۹۔ مسند احمد (۲/ ۳۰۸)

② مسند احمد (۲/ ۴۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بازاروں میں تجارتی کاروبار میں مصروف رہتے اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیشتر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے۔ وہ فرماتے ہیں:

''جتنا ہوسکتا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتا، جب دیگر صحابہ غیر حاضر ہوتے تو میں آپ کے پاس حاضر ہوتا، جب دیگر صحابہ کسی حدیث کو بھول جاتے تو مجھے وہ یاد ہوتی۔'' ①

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جتنا ہوسکتا رہتے، وہ اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے جبکہ دیگر صحابہ وہاں حاضر نہ ہوتے، یہ فرامین رسول آپ کو یاد ہوتے جبکہ دیگر صحابہ کو یاد نہ ہوتے۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اپنی ایک خوشگوار اور لطافت بھری ملاقات کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کرتے ہیں:

((يَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمَانِ مَا كَانَ يَشْغَلُنِي عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلصَّفْقُ فِي الْاَسْوَاقِ مَا كَانَ يَهِمُّنِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَّا حِكْمَةً يُعَلِّمُنِيْهَا اَمْ لُقْمَةً يُلْقِمُنِيْهَا)) ③

''اے ابوعبدالرحمان! بازاروں میں خرید و فروخت کی مصروفیت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغول نہ کرتی۔ مجھے ہر دم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی بات کی تعلیم حاصل کرنے یا ایک لقمہ حاصل کرنے کی فکر دامن گیر رہتی۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل ان کی محنت اور حصول علم کے اشتیاق پر دلالت کرتا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرنے کے لیے مناسب موقعے کی تلاش میں رہتے۔ جونہی انھیں موقع ملتا وہ اسے اپنے لیے غنیمت جانتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی مسئلہ دریافت کر لیتے تا کہ اپنی معلومات میں اضافہ کر سکیں۔ کبھی انھیں فرصت کے بوقت نماز میسر آتے جونہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے سلام پھیرتے تو یہ حوصلہ کرتے ہوئے کوئی نہ کوئی

① صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما جاء فی قول اللہ عزوجل ﴿فاذا قضیت الصلاۃ﴾ ح: ۲۰۴۷۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۹۲۔

② صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، ح: ۱۱۸۔

③ مسند احمد (۲/ ۳۸۷) طبقات ابن سعد (۴/ ۳۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کر دیتے۔

صحیحین اور دیگر معتبر کتب احادیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہتے تو قراءت شروع کرنے سے پہلے آپ کچھ دیر خاموش رہتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ قربان ہوں! تکبیر تحریمہ کے بعد آپ کچھ دیر کے لیے خاموش رہتے ہیں، اس دوران آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں اس دوران یہ دعا پڑھتا ہوں:

((اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ اَللّٰھُمَّ نَقِّنِیْ مِنْ خَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالثَّلْجِ وَ الْمَاءِ وَ الْبَرَدِ)) ①

"الٰہی! میرے اور میری خطاؤں کے درمیان اتنی دوری ڈال دے جتنی تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان دوری ڈالی ہے۔ الٰہی! مجھے خطاؤں سے پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک صاف کیا جاتا ہے۔ الٰہی! میری خطاؤں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو ڈال۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ظاہری و باطنی حالات سے واقف رہتے ہوئے آپ کی ہر سنت پر عمل پیرا ہوئے اور آپ کی حرکات و سکنات کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے انھیں اپنے عمل کا حصہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے سے اپنے دین کی حفاظت کا کام لیا۔ ②

اس میں کوئی شک نہیں، یہ واقعی ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جن کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کیا۔

اس میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ آپ بیشتر اوقات نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہتے ہیں اور وہ اس حقیقت سے بھی آگاہ تھے

---

① صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب ما یقول بعد التکبیر، ح: ۷۴۴
صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب ما یقال بین تکبیرۃ الاحرام، ح: ۵۹۸۔

② فتح الباری (۲/ ۲۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ احادیث کے عالم اور حافظ تھے۔

اس حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کیا کرتے تھے۔

اس میدان میں ان کے فضل وشرف کے معترف تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بھی اعتراف کرتے تھے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کرنے میں ہم سے بڑھ کر حوصلے کا مظاہرہ کرتے تھے۔

لوگوں کو مسائل کے بابت آگاہی فراہم کرنے کے حوالے سے بھی ان کا پلہ بھاری تھا۔ علماء صحابہ کے سرخیل سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو گفتگو کرتے ہوئے سنتے تو فرمایا کرتے:

((اِنَّا نَعْرِفُ مَا یَقُوْلُ اَبُوْ هُرَیْرَةَ وَ لٰكِنَّا نُجْبِنُ وَ یَجْتَرِیْ)) ①

"جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ ہم جانتے ہیں لیکن ہم بزدل ہیں اور وہ جراءت مند ہے۔"

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((وَلٰكِنَّهُ اِجْتَرَأَ وجَبُنَّا))

"لیکن اس نے جراءت کی اور ہم نے بزدلی۔"

ایک دوسرے نامور صحابی اور علماء صحابہ کے سردار سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حصول علم کے میدان میں بڑی جرأت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے، وہ فرماتے ہیں:

((كَانَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ جَرِیْئًا عَلَى النَّبِیِّ یَسْأَلُهُ عَنْ اَشْیَاءَ لَا نَسْأَلُهُ عَنْهَا)) ②

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف مسائل کے بارے میں جرأت اور حوصلے سے سوال کرتے رہتے اور ہم ان امور کے بارے میں دریافت کرنے کا حوصلہ نہ پاتے۔"

علماء صحابہ میں سے سیدنا ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

① مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۷) الاصابة (۹/ ۲۰۶)

② صحيح ابن حبان (۷۱۵۵) مسند احمد (۵/ ۱۳۹) مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَدْ سَمِعَ مَا لَمْ نَسْمَعْ)) ①

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہم نہ سن سکے۔"

مستدرک حاکم میں سیدنا طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں حصول علم میں جدو جہد کے حوالے سے گواہی دیتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا دیگر صحابہ وہ کچھ نہ سن سکے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ علم حاصل کیا وہ دیگر صحابہ علم حاصل نہ کر سکے، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو مشاہدہ کیا وہ دیگر صحابہ مشاہدہ نہ کر سکے۔ وہ فرماتے ہیں:

((وَاللّٰهِ مَا نَشُكُّ اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا لَمْ نَسْمَعْ ، وَ عَلِمَ مَا لَمْ نَعْلَمْ ، اِنَّا كُنَّا قَوْمًا اَغْنِيَاءَ ، لَنَا بَيْتٌ وَ اَهْلُوْنَ ، كُنَّا نَأْتِي نَبِيَّ اللّٰهِ طَرَفَيِ النَّهَارِ ثُمَّ نَرْجِعُ وَ كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مِسْكِيْنًا لَا مَالَ لَهُ وَلَا اَهْلَ وَلَا وَلَدَ اِنَّمَا كَانَتْ يَدُهُ مَعَ يَدِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ كَانَ يَدُوْرُ مَعَهُ حَيْثُ مَا دَارَ ، وَ لَا نَشُكُّ اَنَّهُ قَدْ عَلِمَ مَالَمْ نَعْلَمْ ، وَ سَمِعَ مَا لَمْ نَسْمَعْ ، وَلَمْ يَتَّهِمْهُ اَحَدٌ مِنَّا اَنَّهُ يَقُوْلُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَا لَمْ يَقُلْ)) ②

"بخدا ہمیں ذرا برابر بھی اس بات میں شک نہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جو ہم نہ سن سکے۔ انھوں نے وہ کچھ جان لیا جو ہم نہ جان سکے۔ ہم مالدار لوگ تھے، ہمارے گھر اور اہل و عیال تھے، ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صبح و شام آیا کرتے تھے، پھر واپس اپنے گھروں میں پلٹ آتے، جبکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مفلس و نادار تھے، اس کے پاس نہ مال تھا نہ گھر اور نہ ہی اولاد ان کا ہاتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھا، جہاں آپ تشریف لے جاتے یہ بھی آپ کے ساتھ چلے جاتے۔ ہمیں اس بات میں بھی ذرا برابر شک نہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو علم حاصل کیا ہم وہ علم نہ حاصل کر سکے، انھوں نے جو کچھ آپ سے سنا ہم نہ سن سکے اور ہم میں سے کوئی بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام نہیں لگاتا

① البداية والنهاية (۸/ ۱۰۹)

② مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۵) سنن ترمذی ، كتاب المناقب ، ح: ۳۸۳۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی جانب سے کوئی ایسی بات کہی ہو جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔''

حصول علم کے حوالے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انتہائی محنتی اور حد درجے کا اشتیاق رکھتے تھے، علم کے ساتھ ان کے دلی لگاؤ کا یہ حال تھا کہ انھوں نے بہت سے ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث کو روایت کیا جنھوں نے آپ سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث روایت کیں جو آپ سے علم میں کم تھے۔ اس سلسلے میں ابوبکر بن خزیمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((فَمِنْ حِرْصِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَلَى الْعِلْمِ رِوَايَتُهُ عَمَّنْ كَانَ أَقَلَّ رِوَايَةٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْهُ حِرْصًا عَلَى الْعِلْمِ، فَقَدْ رَوَى عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ)) ①

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کو ایسے صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کیا جو علم میں آپ سے کم تھے۔ یہ ان کے حصول علم میں حریص ہونے کی علامت ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سہل بن سعد ساعدی سے بھی اس حدیث کو روایت کیا۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصول علم کے اشتیاق پر ان کا یہ طرز عمل بھی دلالت کرتا ہے کہ آپ ہر اس صحابی سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث سننے کا انتہائی شوق رکھتے جو آپ نے نہ سنی ہوں۔ ②

نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظ حدیث ہونا

آیئے! اب ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کے دلکش، دلنشیں، دلفریب اور دلربا جذبات سے سنتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ۷ ہجری کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میری عمر تیس سال سے کچھ زیادہ تھی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کی وفات حسرت آیات تک رہا۔ مجھے یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر جاتا اور آپ کی خدمت بجا لاتا۔ آپ کے پیچھے نماز پڑھتا اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتا۔

① مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۶)

② مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخدا میں سب لوگوں سے بڑھ کر حدیث رسول کا عالم تھا۔ بخدا مدینہ منورہ میں جو کچھ بھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ مجھ سے مخفی نہیں۔ مجھے آپ کی ایک ایک بات ذہن نشین ہے۔ جو چاہے مجھ سے پوچھ سکتا ہے۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کی ہر ایک بات کا تفصیلی علم ہے۔ (1)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچے تو وہ نوجوان تھے، عالی ہمت، فراخ ذہن اور پاکیزہ روح سے آراستہ تھے۔ ان خوبیوں کی بنا پر انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جڑے رہنے کا فیصلہ کیا تاکہ آپ کے اقوال زریں اور اعمال حمیدہ کو اپنے قلب ونظر میں محفوظ کر سکیں۔ آپ اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو ازبر رکھنے کا عادی بنا رہے تھے۔ ان کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ نبی کریم ﷺ کی ہر بات ان کے ذہن میں نقش رہے، وہ اپنے حافظے اور ذہانت پر اعتماد رکھتے تھے۔ جو عرصہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ گزارا انھوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ اس دوران رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا اسے فراموش نہ ہونے دیا جائے اور آپ کی ہر ایک بات کو ذہن نشین رکھا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ باوجودیکہ وہ بڑے ذہین وفطین تھے، انھیں پھر بھی یہ خدشہ رہتا تھا کہ کہیں کوئی یاد کیا ہوا فرمان رسول بھول نہ جائے۔ ان کے دل میں اس بات نے انگڑائی لی کہ نبی کریم ﷺ سے دعا کرائی جائے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انھیں ایسا حافظہ عطا کر دے کہ کوئی یاد کی ہوئی چیز بھولنے نہ پائے، وہی ہوا جس کا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا تھا۔ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے خاص طور پر آپ کے حق میں دعا کی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اس حوالے سے منفرد دکھائی دیتے ہیں، انھیں رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے ایسا حافظہ ملا کہ جو کچھ بھی یاد کرتے کبھی نہ بھولتا۔ ہر یاد کی ہوئی بات ان کے ذہن میں ہمیشہ کے لیے نقش ہو جاتی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے ابوہریرہ! کیا تم ان غنیمتوں کا مجھ سے سوال نہیں کرو گے جن کا تیرے ساتھی مجھ سے سوال کرتے ہیں؟'' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا آپ سے صرف یہ سوال ہے کہ آپ مجھے وہ

(1) البداية والنهاية (٨/ ١٠٨)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علم سکھلا دیں جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔
سُبْحَانَ اللّٰهِ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ

طلب ہو تو ایسی ہو!

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حصول علم کے شوق کے کیا کہنے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دھاری دار چادر پکڑی جو میں نے اپنے اوپر لپیٹ رکھی تھی اور اسے اپنے اور میرے درمیان بچھا دیا، پھر آپ نے ایک حدیث بیان کی، میں نے غور سے وہ حدیث سنی جب میں نے پوری حدیث کو سن لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ چادر اٹھا کر اپنے اوپر لپیٹ لو۔'' میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چادر اوڑھ لی۔ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ جو کچھ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس میں سے ایک حرف بھی نہ بھولا۔ آپ کے فرامین مقدسہ کا ایک ایک حرف میرے ذہن میں نقش ہو جاتا۔ ①

ایک صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ سے اکثر اوقات حدیث سنتا ہوں تو بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''اپنی چادر زمین پر بچھاؤ۔'' میں نے اسے بچھا دیا، آپ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھا کر دعا کی، پھر فرمایا: ''یہ چادر اپنے اوپر لپیٹ لو۔'' میں نے اسے لپیٹ لیا۔ اس کے بعد مجھے کوئی بات بھی نہ بھولی۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ حَتّٰى اَقْضِي مَقَالَتِي ثُمَّ قَبَضَهُ اِلَيْهِ ، لَمْ يَنْسَ شَيْئًا سَمِعَ مِنِّي اَبَدًا))

''جو شخص تب تک اپنا کپڑا بچھائے جب تک کہ میں اپنی بات پوری کر لوں، پھر وہ اسے اپنے اوپر لپیٹ لے گا تو جو کچھ اس نے مجھ سے سنا ہو گا اسے کبھی نہ بھولے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا کپڑا بچھا دیا، قسم ہے اس ذات کی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق دے کر بھیجا ہے! اس کے بعد مجھے کوئی بات نہ بھولی جو میں نے

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۸۱) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۶۴)

② صحیح بخاری، کتاب العلم، باب حفظ العلم، ح: ۱۱۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ سے سنی تھی۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حافظ الحدیث تھے۔ حفظ کے حوالے سے انھیں امتیاز حاصل تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی کہ انھیں کوئی بات بھولتی نہ تھی، آپ کی دعا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایک معجزہ ثابت ہوئی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نہ بھولنے کی حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہ نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دور میں حدیث کے تمام راویوں سے زیادہ حافظہ والے تھے، جتنی احادیث سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیں کسی اور صحابی نے اتنی احادیث روایت نہیں کیں، اس حوالے سے یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں منفرد اور ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ ②

ایک طویل حدیث میں ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حضور دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا لَا یُنْسٰی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم آمِیْن))

''الٰہی! میں تجھ سے ایسے علم کا سوالی ہوں جو بھول نہ پائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہا۔''

سبحان اللہ دعا ہو تو ایسی، آمین ہو تو اس نوعیت کی!! ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

((لَا اَعْرِفُ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَحْفَظَ لِحَدِیْثِهٖ مِنِّیْ)) ④

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے میں کسی کو نہیں جانتا جو مجھ سے بڑھ

---

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب الحجة علی من قال ان احکام النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۷۳۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی هریرة رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۹۲۔

② تهذیب التهذیب (۱۲/ ۲۹۰)

③ مستدرك حاکم (۳/ ۵۸۲) سنن کبریٰ نسائی (۵۸۷۰)

④ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۵۹) سنن الدارمی (۲۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر آپ کی حدیث کا حافظ ہو۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے عدل و انصاف سے کام لیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

((اِحْتَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ قَدِيْمًا وَ حَدِيْثًا بِحَدِيْثِهِ، لِحِفْظِهِ وَ جَلَالَتِهِ اِتْقَانِهِ وَ فِقْهِهِ وَ نَاهِيْكَ اَنَّ مِثْلَ ابْنِ عَبَّاسٍ يَتَأَدَّبُ مَعَهُ وَ يَقُوْلُ اَفْتِ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ)) ①

''قدیم و جدید زمانے میں مسلمان سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کو صحیح قرار دیتے آئے ہیں، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز ان کے حفظ، عظمت، اعتماد، یقین اور سمجھ کی بنا پر حاصل تھا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے ان کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ اے ابو ہریرہ! فتویٰ دو۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَيْنَ مِثْلُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِيْ حِفْظِهِ وَسَعَةِ عِلْمِهِ))

''حافظے اور وسعت علم کے اعتبار سے ابو ہریرہ جیسا کہاں کوئی ہوگا۔''

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں:

((وَكَانَ حِفْظُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْخَارِقَ مِنْ مُعْجِزَاتِ النُّبُوَّةِ))

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا خرق عادت حافظہ نبوت کے معجزات میں سے ہے۔'' ②

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں:

((وَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِلَيْهِ الْمُنْتَهٰى فِيْ حِفْظِ مَا سَمِعَهُ مِنَ الرَّسُوْلِ صلی اللہ علیہ وسلم وَ آدَائِهِ بِحُرُوْفِهِ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسے حرف بحرف اسی طرح دوسروں تک پہنچا دیا، آپ کا حافظہ انتہائی کمال درجے کا تھا۔'' ③

علامہ ذہبی رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں:

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۵۹)

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۹)

③ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((وَ قَدْ کَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَثِيْقَ الْحِفْظِ ، مَا عَلِمْنَا اَنَّهُ أَخْطَأَ فِي حَدِيْثٍ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ بڑا مضبوط تھا، ہمیں معلوم نہیں کہ انھوں نے کسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے کوئی غلطی کی ہو۔'' ①

ابوصالح سمان رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((اَبُوْ هُرَيْرَةَ لَمْ يَكُنْ بِأَفْضَلِهِمْ اَيِ الصَّحَابَةِ وَ لٰكِنَّهُ كَانَ رَجُلًا حَافِظًا))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل نہیں تھے، البتہ حافظے کے لحاظ سے ممتاز شخص تھے۔'' ②

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے تو سب لوگوں سے بڑھ کر شستہ گفتگو فرماتے۔

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ حُفَّاظِ الصَّحَابَةِ)) ③

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔''

صحابہ کرام میں سے پہلے حافظ حدیث

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور و معروف علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ایک نامور عالم صحابی تھے اور حدیث نبوی کی روایت اور اسے حفظ کرنے کے حوالے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا شمار کبار ائمہ صحابہ میں ہوتا ہے۔

آپ اس میدان میں تمام صحابہ کے سرخیل دکھائی دیتے ہیں اور آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پہلے محدث صحابی مشہور و معروف ہوئے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے علم میں برکت عطا کی اور انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائی برکت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ایسا علم عطا کیا جو کبھی نہ بھولا، آپ بڑے ثقہ

① سیر اعلام النبلاء (۱/ ۶۲۱)

② العلل و معرفة الرجال للامام احمد (۳/ ۲۳۲)۔ مختصر تاریخ دمشق (۶/ ۳۴۹)

③ البدایة والنهایة (۸/ ۱۰۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ تھے، آپ حدیث بیان کرتے ہوئے کبھی کوئی غلطی نہ کی۔ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تھا اور یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ کا معجزہ تھا۔ معتبر کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیث کا علم حاصل کیا۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَبُوْ هُرَيْرَةَ الدَّوْسِيُّ الْيَمَانِيُّ سَيِّدُ الْحُفَّاظِ الْاَثْبَاتِ۔ حَمَلَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عِلْمًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ، لَمْ يُلْحَقْ فِيْ كَثْرَتِهِ، وَرَوَى عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ، وَ عُمَرَ، وَاُبَيٍّ وَ اُسَامَةَ وَ عَائِشَةَ وَ غَيْرِهِمْ مِنْ جُلَّةِ عُلَمَاءِ الصَّحَابَةِ وَ اَكَابِرِهِمْ)) ①

''ابو ہریرہ دوسی یمانی ثقہ حفاظ کے سردار تھے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے مبارک اور طیب علم وافر مقدار میں حاصل کیا۔ ان کے علمی مرتبے کو کوئی نہ پہنچ سکا اور انھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا ابی بن کعب، سیدنا اسامہ بن زید اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَرَوَى عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَكْثَرُ مِنْ ثَمَانِ مِائَةِ رَجُلٍ مِنْ صَاحِبٍ وَ تَابِعٍ))

''ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے آٹھ سو سے زیادہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔'' ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جن علماء اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث روایت کیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
② سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
④ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہما
⑤ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

یہ تمام صحابہ انصاری تھے۔

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۷۵، ۵۷۹)

② اسد الغابۃ (۵/ ۳۲۱) الاستیعاب (۱/ ۵۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جن عبادلہ علماء نے احادیث روایت کیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
③ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ

اور عالم و فاضل خواتین میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی احادیث روایت کیں، ان میں سے بعض کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ ② سیدنا ابوامامہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ
③ سیدنا مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بے شمار علماء تابعین نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی، ان میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

① سیدنا سعید بن ابی سعید مقبری رحمہ اللہ ② سیدنا شعبی رحمہ اللہ
③ سیدنا سلیمان بن یسار رحمہ اللہ ④ سیدنا طاؤس رحمہ اللہ
⑤ سیدنا عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ⑥ سیدنا مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ
⑦ سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ

اور عالمہ فاضلہ خواتین میں سے سیدہ کریمہ بنت الحسحاس رحمہا اللہ اور ام الدرداء صغریٰ رحمہا اللہ ہیں۔①

ہمیں یہ معلوم ہو گیا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں، اس لیے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کثرت کے ساتھ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قدیم و جدید زمانے میں مسلمانوں کی نگاہوں کے مرکز رہے اور تمام مسلمان ان کو احترام و اکرام کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ انھوں نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

① سیر اعلام النبلاء ۲/ ۵۷۹۔ اسد الغابہ ۵/ ۳۲۱۔ تاریخ اسلام ذہبی ۳۴۸۔ البدایہ والنہایہ ۸/ ۱۰۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار تین سو چھہتر احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اہل علم کہتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث پر مشتمل ہے۔

ان میں سے دو سو چھتیس متفق علیہ احادیث ہیں۔ ۹۳ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور ۱۹۰ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔

صحیحین میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد کل ۶۰۹ ہے۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کو نامور حفاظ ائمہ حدیث نے نقل کیا ہے۔ ان کی احادیث کو شیخین بخاری مسلم، اصحاب سنن، موطا امام مالک، اصحاب المسانید، اصحاب المعاجم بلکہ حدیث کی ہر معتبر کتاب میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کا تذکرہ ملتا ہے۔ ②

یہ بات نظر کو خیرہ کرنے والی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات فقہ اور علم کے بیشتر ابواب کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات، عقائد، عبادات، معاملات، جہاد، سیر، مناقب، تفسیر، ذکر الٰہی اور تسبیح کے مضامین پر مشتمل دکھائی دیتی ہیں۔

صرف صحیح بخاری پر نظر دوڑائیں تو آپ کو ہماری اس بات کی تصدیق ملے گی جس کا ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے۔ اس سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی میدانِ حدیث میں علمی فوقیت کا پتا چلتا ہے۔

بخاری شریف میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث درج ذیل ابواب میں مذکور ہیں۔

اَلرِّقَاق، اَلْمزَارِعَة، اَلْإِيْمَان، اَلشَّهَادَاتِ، اَلْوَصَايَا، اَلْاَدَب، اَلْإِسْتِئْذَان، اَلنَّفَقَات، اَلْعِلْم، اَلْمَنَاقِب، اَلْوُضُوْء اَلْمحَارِبِيْن، اَلْاَحْكَام، اَلتَّفْسِيْر، اَلطَّلَاق، اَلْمَغَازِي، اَلصَّوْم، اَلْاَنْبِيَاء، اَلْحُدُوْد، اَلْاَشْرِبَة، اَللِّبَاس، اَلْجِهَادُ وَالسِّيَر، مَوَاقِيْتُ الصَّلَاةِ، اَلْبُيُوْع، اَلطِّب، اَلْجِزْيَة وَالْمُوَادَعَة، اَلْقَدر، اَلتَّوْحِيْد، اَلسَّهو،

① سیر اعلام النبلاء (۲۰/ ۶۲۳، ۶۲۴)

② سیرۃ ابی ھریرۃ (ص: ۱۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْعِتق، اَلْاَطْعِمة، اَلْعمل فِی الصَّلاۃِ، بَدْءُ الْخلْقِ، اَلتَّعبیر، اَلْجُمُعَة، صِفَةُ الصَّلاۃِ، تَقْصِیرُ الصَّلاة، الدَّعوَات، النِّکاح، الْحِیَل، اَلْاَذَان، اَلْاِیمان وَالنُّذُور، الْخُمُس، فَضَائِلُ الْمَدِینَةِ، الْحجّ، الْخصُومَاتِ، الْجنائِز، اَخبارُ الْاَحَادِ، اَلْهِبَة، الدِّیَات، اَلْغُسل، اَللُّقطَة، اَلْوَکَالَة، اَلْاِعْتِصام، اَلْاِسْتِسْقَاء، اَلْاِکْراه، اَلْفَرائِض، اَلشُّرُوط، اَلْکَفَالَة، کَفَّارَاتُ الْاَیمان، اَلْعُمْرَة، اَلرَّهن، اَلْفِتَنُ، سُجُودُ الْقُرآن، اَلْمَرْضٰی وَالطِّب، وَالْعِدَّة، اَلْاِجارَة وَالذَّبائِح وَالصَّید، فَضْل لَیْلَةِ الْقَدْرِ، صَلاۃ التَّراوِیح، فَضَائِل الْقُرْآن اور اِسْتِتَابَة الْمُرتَدِّین۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ صحیح ترین سلسلہ سند یہ ہے:

((عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ))

اسی طرح یہ سلسلہ سند بھی صحیح ترین ہے:

((عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ))

اور یہ سلسلہ سند بھی صحیح ترین ہے:

((عَنِ ابْنِ عَوْنٍ وَ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ))

یہ سلسلہ ہائے سند بیان کرنے کے بعد علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((اَیْنَ مِثْلُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْ حِفْظِهٖ وَسَعَةِ عِلْمِهٖ))

''حفظ اور وسعت علم کے لحاظ سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسا کہاں سے لاؤ گے۔''[1]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے الصادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث کو اچھی طرح یاد کیا۔ ان کا احادیث کو ذہن نشین کرنے کا انداز نہایت صحیح، سلیم اور نرالا تھا۔ جو حدیث ایک دفعہ سن لیتے وہ ان کے ذہن میں نقش ہو جاتی تھی۔

بہت سے علماء فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس خوبی کا کھلے دل سے

---

[1] سیر اعلام النبلاء (۲/ ۲۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراف کیا ہے، وہ فرماتے ہیں:

((اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ صَاحِبِ الْحِجْرَةِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوقِ مَا لَمْ يَسْمَعُوْا، وَوَعٰى مَا لَمْ يَعُوْا، وَ حَفِظَ مَا لَمْ يَحْفَظُوْا))

"اس نے حجرہ مقدس کے مقیم الصادق المصدوق ﷺ سے وہ کچھ سنا جو دیگر صحابہ نہ سن سکے۔ وہ باتیں ذہن نشین کیں جو دوسروں نے نہ کیں اور وہ باتیں یاد کیں جو دوسرے یاد نہ کر سکے۔"

بعض احباب نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے کثرت سے احادیث روایت کرنے پر اعتراض بھی کیا۔ لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں بتایا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے، کیا میرا یہ جرم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد رکھا جبکہ بیشتر لوگ ان احادیث کو بھول گئے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض کرنے والے احباب کو ان وجوہات سے بھی آگاہ کیا جن کی بنا پر انھیں کثیر تعداد میں احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ان وجوہات کی ایک جھلک کا آپ پہلے مشاہدہ کر چکے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن ابی ذئب اور انھوں نے سعید المقبری کے حوالے سے روایت نقل کی کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بعض لوگ یہ باتیں کرتے ہیں کہ ابوہریرہ نے کثیر تعداد میں احادیث کو روایت کیا۔

میں ایک شخص سے ملا، اس سے میں نے پوچھا کہ گزشتہ رات عشاء کی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے کون سی سورت پڑھی تھی؟

اس نے کہا: مجھے معلوم نہیں، میں نے اس سے دریافت کیا: تم نماز میں حاضر نہیں تھے؟ اس نے کہا: حاضر تو تھا لیکن مجھے یاد نہیں کہ آپ نے کون سی سورت پڑھی۔

میں نے اسے بتایا کہ میں جانتا ہوں آپ نے پہلی رکعت میں یہ سورت پڑھی تھی اور دوسری میں یہ۔" ①

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ يَقُوْلُ النَّاسُ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ حدیث پر تبصرہ کرتے

① صحیح بخاری، کتاب العمل فی الصلاۃ، ح: ۱۲۲۳۔ طبقات ابن سعد (۲/ ۳۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ وہ کثیر الروایہ تھے۔ ان کے کثیر الروایہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ مہاجرین اور انصار معاش کے سلسلے میں مصروف رہتے تھے، انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا موقع کم ملتا تھا، جبکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیشتر اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے، آپ سے جو کچھ سنتے اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے۔ اور آپ اپنی اس مصروفیت کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمت قرار دیتے۔ ①

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرکات وسکنات اتنی ذمے داری سے ذہن نشین کر لیا کرتے تھے کہ انھیں یہ بھی معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گزشتہ دن ادا کی گئی جہری نماز میں کون سی سورت پڑھی تھی۔

یہ بات بلاشبہ ان کے مضبوط حافظے کی علامت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور ومعروف کتاب ''الاصابہ'' میں رقمطراز ہیں کہ تمام محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت کثیر الروایہ تھے۔

ابومحمد بن حزم بیان کرتے ہیں کہ مسند ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ ۵۳۷۴ احادیث پر مشتمل ہے۔ ②

مستدرک حاکم میں ابوبکر بن محمد بن اسحاق سے مروی ہے، انھوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے والا قرار دیا ہے۔ ③

میں اس بات کا تذکرہ کرنا بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کے بعض نمونے تو بیان کیے ہیں لیکن اس کتاب میں تمام مرویات کا تذکرہ نہیں کیا، کیونکہ میرے پیش نظر ان کی روایت کردہ احادیث کا احصاء نہیں، بلکہ میں تو صرف یہ تاثر دینا چاہتا ہوں کہ انھیں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں یہ انفرادیت حاصل تھی کہ انھوں نے سب سے زیادہ احادیث رسول روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور یہ ان کی عظیم شخصیت کا امتیاز ہے۔

ہم اس بات پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو احادیث نبویہ کا انسائیکلوپیڈیا

---

① فتح الباری (۳/ ۱۱۰)

② الاصابة (۴/ ۲۰۲)

③ مستدرك حاكم (۳/ ۵۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کا درجہ حاصل تھا۔

یہ بلاشبہ علم کے بحر بے کنار تھے، ثقہ حافظ الحدیث تھے، انھیں فقیہ، مفتی ہونے کا مقام حاصل تھا، کہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے سچے اور مخلص محب تھے، ان تمام خوبیوں کے لحاظ سے وہ بڑے کریم اور عظیم تھے، اللہ ان پہ راضی اور وہ اللہ پہ راضی۔

اللہ ہمیں روز قیامت ان کا ساتھ نصیب کرے اور ہمیں میدان محشر میں ان کے ساتھ اٹھائے۔ آمین!

صحابہ کرام اور تابعین عظام کے معلم

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، ہر کوئی ان کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے علم میں برکت ڈالی۔ آپ زندگی بھر دینی علم کی نشر و اشاعت میں مصروف رہے، دین اسلام کے بارے میں جو معلومات انھیں حاصل تھیں وہ لوگوں سے چھپاتے نہیں تھے۔ آپ مسجد نبوی میں لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کے لیے بیٹھا کرتے تھے، وہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے منبر پر بیٹھ کر دین اسلام کے بارے میں لوگوں سے خطاب کیا کرتے اور مشہور و معروف علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمہ تن گوش ہو کر آپ کا خطاب سنا کرتے تھے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو حدیث بیان کرتے یا فتویٰ صادر کرتے تو تمام صحابہ کرام اس کے صحیح ہونے پر متفق ہوا کرتے تھے۔

علماء اور فقہاء تابعین کا بھی یہی طرز عمل ہوا کرتا تھا، جب سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تعلیمی مصروفیات سے فارغ ہوتے تو اپنے گھر میں بیٹھ کر لوگوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کرنے کا فریضہ سرانجام دیتے۔ دور دراز سے جو لوگ علم حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر تشریف لاتے، اور حصول علم سے فیض یاب ہوتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گھر علم کا مرکز بن چکا تھا، ان کا گھر ایک ایسے عظیم مدرسے کی شکل اختیار کر گیا تھا جہاں سے اکابر علماء فیض یاب ہو کر مشہور فقہاء اور نامور محدثین اکناف عالم میں علم کی روشنی بانٹنے کے لیے پھیل گئے۔ جنھوں نے ہر سو علم کے راستوں کو جگمگا دیا۔ اس طرح علماء تابعین کی ایک کہکشاں معرض وجود میں آئی جن پر روئے زمین پر بسنے والی تمام اقوام کو فخر ہے کیوں کہ انھوں نے لوگوں کے لیے گراں قدر علوم اور دلآویز معارف کے خزانے جمع کیے۔ جن سے آئندہ آنے والی نسلیں مستفیض ہوتی رہیں گی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے دینی علوم کی نشر و اشاعت کے لیے صرف مسجد نبوی اور اپنے گھر کو ہی مرکز و محور نہیں بنائے رکھا بلکہ آپ لوگوں کی مجالس اور محفلوں میں تشریف لے جاتے اور انھیں احادیث رسول سے آگاہ کرتے۔

جہاں لوگ جمع ہوتے وہاں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پہنچ جاتے اور انھیں دینی مسائل سے آگاہ کرتے، بلکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ حج کے موسم میں بیت اللہ کے طواف کے وقت وہاں تشریف لے جاتے، اور لوگوں کو دینی مسائل سے آگاہ کرتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر یوں بھی کرتے کہ موقع ملتے ہی بقیع الغرقد کے قبرستان میں تشریف لے جاتے، وہاں موجود لوگوں کو احادیث سے روشناس کرتے، انھیں تعلیم دیتے، ان کی راہنمائی کرتے، ان کی تربیت و اصلاح کرتے، انھیں فقہی سوالات کا جواب دیتے اور ان میں سے ہر خاص و عام کو خوب اچھی طرح سمجھاتے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ایک بہت بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے بحرین اور عراق میں علم حدیث کی نشر و اشاعت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان مقامات پر علمی مجالس میں علم حدیث کا شوق رکھنے والے جوق در جوق شریک ہوکر اپنی علمی پیاس بجھاتے، ان مجالس میں حکمران، دولت منداور مختلف شعبوں کی نامور شخصیات بھی حاضر ہوتیں۔ مختلف شہروں کے باشندوں نے نصف صدی تک سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے استفادہ کیا، وہ اس سرچشمے سے سیراب ہوتے رہے جس نے بحر نبوت نے سیرابی حاصل کی تھی، جس نے لوگوں کے دلوں کو شاداب کیا اور کانوں میں معرفت کے رسیلے احساسات سے آشنا کیا اور مجالس کو علمی بحوث سے معطر کیا تھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی دینی علم کی نشر و اشاعت کا ارادہ کرتے تو دینی مسائل پر گفتگو شروع کرنے سے پہلے یہ ارشاد فرماتے:

((مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهُ أُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِنْ نَارٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

''جس کسی سے دینی علم کے بارے میں سوال کیا گیا اور اس نے اس مسئلہ کو چھپایا تو اسے قیامت کے دن آگ کی لگام دی جائے گی۔''

---

[1] مسند احمد (۲/ ۲۶۳)۔ سنن ابی داود، کتاب العلم، باب کراهية منع العلم، ح: ۳۶۵۸۔ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی کتمان العلم، ح: ۲۶۴۹۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب من سئل عن علم فكتمه، ح: ۲۶۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ سے بڑھ کر حافظ حدیث تھے، سب سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے، اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے واقعات اور اقوال یاد تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی ان کا گزر بازار سے ہوتا، تو بآواز بلند یہ ارشاد فرماتے:

((اَیُّهَا النَّاسُ مَنْ عَرَفَنِیْ فَقَدْ عَرَفَنِیْ وَ مَنْ لَّمْ یَعْرِفْنِیْ فَاَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ)) ①

''لوگو! جس نے مجھے پہچان لیا تو اس نے پہچان لیا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا تو میں ابوہریرہ ہوں۔ لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔''

امام احمد نے عاصم بن کلیب جرمی سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سنا کہ وہ اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے ''الصادق المصدوق ابوالقاسم رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ))

''جس کسی نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' ②

ہم دیکھتے ہیں کہ خلافت راشدہ میں علماء صحابہ اور علماء تابعین سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے حافظ حدیث ہونے کے فضل وشرف کا دلی اعتراف کرتے تھے اور وہ ان کی اس خوبی کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم حدیث میں کمال درجے پر فائز کیا ہے۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ عاصم بن محمد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ جمعہ کے دن اپنے گھر سے نکلتے اور منبر پر کھڑے ہوکر یوں فرماتے ہیں کہ ہمیں سیدنا ابوالقاسم الصادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے یہ

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۱۸۰، ۱۹۳) مسند الشامیین للطبرانی (۱۲۷۷)

② مسند احمد (۲/ ۴۱۳) سنن الدارمی (۵۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشادات فرمائے، آپ مسلسل احادیث بیان کرتے رہتے اور جب امام کے نماز پڑھانے کی خاطر باب مقصورہ کے کھلنے کی آواز کو سنتے تو بیٹھ جاتے۔ ①

مسند امام احمد میں ہمام بن منبہ کے حوالے سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں:

''میں ایک دفعہ مدینہ منورہ آیا تو میں نے نبی کریم ﷺ کے منبر کے پاس لوگوں کا حلقہ دیکھا، میں نے پوچھا: یہاں لوگ کیوں حلقہ بنائے بیٹھے ہیں؟ مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی باتیں سن رہے ہیں! میں نے آگے بڑھ کر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سلام عرض کیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا: آپ کہاں سے آئے ہیں؟ میں نے بتایا کہ میں یمن سے آیا ہوں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یمن کا نام سن کر فرمایا: میں نے اپنے محبوب پیغمبر سیدنا ابوالقاسم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

((اَلْإِيْمَانُ يَمَانٌ ، اَلْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَهُمْ أَرَقُّ قُلُوْبًا))

''ایمان یمنیوں کا، حکمت و دانائی یمنیوں کی اور وہ بڑے نرم دل ہیں۔''

اور ساتھ ہی مشرق کی طرف اشارہ کر کے ارشاد فرمایا:

((اَلْجَفَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ اَصْحَابُ الْوَبَرِ))

''زیادہ تعداد میں اونٹ رکھنے والے اور انھیں چرانے والے اکثر و بیشتر سخت دل ہوتے ہیں۔'' ②

اس روایت کو اکابر علماء تابعین نے بیان کیا ہے۔

اکابر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا کرتے تھے، آپ ان لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی ان احادیث کی تعلیم دینے کا بہت شوق رکھتے تھے جو ان لوگوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ سے نہیں سنی تھیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے میزبان رسول ﷺ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کیں حالانکہ وہ خود بڑے جلیل القدر اور دانشور صحابی تھے اور ہجرت کے بعد نبی کریم ﷺ انھی کے ہاں مہمان ٹھہرے تھے، یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

اشعث بن ابی شعثاء سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا، وہ

① مستدرك حاكم (۳/ ۵۸٦)

② مسند احمد (۲/ ۲۵۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے دیکھا کہ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث روایت کرتے ہیں، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آپ کا ایک بلند مقام و مرتبہ ہے، آپ کو ان کی میزبانی کا شرف حاصل رہا ہے؟ انھوں نے صاف الفاظ میں کہا: مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کروں۔ ①

علم کے سمندر سیدنا ابوزبیر مکی علماء صحابہ میں سے تھے اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے انھیں تعلیم دی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات سے آگاہ کیا تھا کہ جن پر ہر روز عمل پیرا ہونا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ ابوزبیر مکی فرماتے ہیں کہ مجھے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بتایا، انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا:

((اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِنْ مَنَامِهٖ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، قَبْلَ اَنْ يُدْخِلَهُمَا فِي الْاِنَاءِ فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِيْ فِيْمَ بَاتَتْ يَدُهٗ))

''تم میں سے جب کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو وہ کسی برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انھیں تین مرتبہ دھو لے، وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔'' ②

ایک شخص صحابہ میں علم وراثت کے ماہر سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا تو انھوں نے برملا کہا کہ ''عَلَيْكَ بِاَبِيْ هُرَيْرَةَ'' کہ تم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کرو۔ ③

سبحان اللہ یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی علمی عظمت کا اعتراف ہے۔

رأس المفسرین، علم کے بحر بے کنار سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ جو لوگ علم حدیث کا بے پناہ شوق اپنے دلوں میں

① مستدرك حاكم (٣/ ٥٨٦)۔ مجمع الزوائد (٩/ ٣٦٢)

② مسند احمد (٢/ ٤٠٣) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب كراهة غمس المتوضى وغيره...... ح: ٨٨/ ٢٧٨)

③ مستدرك حاكم (٣/ ٥٨٢) سير اعلام النبلاء (٢/ ٦٠٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لے کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے تو آپ انھیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث رسول سے آگاہ کرتے اور فرماتے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا علم حدیث میں حوالہ میرے نزدیک بڑا معتبر ہے۔ اس کی ایک بہترین مثال صحیح بخاری کی درج ذیل روایت ہے جس کا سلسلۂ سند کچھ اس طرح ہے:

((عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَاؤُوسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ: اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ: اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنٰى اَدْرَكَ ذٰلِكَ لاَ مَحَالَةَ فَزِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَى اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ أَوْ يُكَذِّبُهُ)) ①

’’معمر عبداللہ بن طاؤس سے، وہ اپنے باپ سے اور وہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ابن آدم کا زنا سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے وہ اپنا حصہ ضرور پا لے گا۔ آنکھ کا زنا غیر محرم کی طرف دیکھنا ہے۔ زبان کا زنا غیر محرم سے باتیں کرنا ہے۔ دل تمنا اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔‘‘

جلیل القدر صحابی، نبی کریم ﷺ کے خادم خاص، عالم، حافظ کثیر الروایہ صحابی، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو علماء صحابہ میں سے ایک نامور صحابی تھے اور جن کا تعلق انصار سے تھا، وہ بھی سید الحفاظ ثقہ صحابی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہماری معلومات کے مطابق امام، مفتی، عابد، محدث اسلامی احکامات کے راوی، الصادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے خادم اور خاص آپ کے فرمانبردار شاگرد تھے۔ خانۂ نبوت میں چھوٹی عمر سے خادم ہونے کی حیثیت سے ان کی آمد و رفت رہتی تھی۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخر میں انھوں نے وفات پائی۔

یہ حضر اور سفر میں سب لوگوں سے زیادہ اچھی نماز ادا کرتے تھے۔ ان تمام فضائل و مناقب کے باوجود وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علمی حلقے میں ان سے احادیث کی سماعت کرنے کے لیے بڑے اشتیاق سے بیٹھتے، تاکہ ذکر الٰہی، دعا اور تقرب الی اللہ کے حوالے سے سیدنا

① صحیح بخاری، کتاب الاستیذان باب زنا الجوارح دون الفرج، ح: ٦٢٤٣۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کی سماعت کریں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے روحانی دستر خوان سے مزیدار روحانی غذا میسر آتی جس سے دلوں کو تقویت ملتی۔

سلیمان بن تیمی انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((اِذَا تَقَرَّبَ عَبْدِی مِنِّی شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ مِنِّی ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا اَوْ بَوْعًا اِذَا اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُهُ هَرْوَلَةً))

''میرا بندہ ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، جب وہ ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے تو ایک گز اس کے قریب ہو جاتا ہوں، جب وہ میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں۔''①

الباع یا البوع ایک گز پیمائش کو کہتے ہیں۔

سیدنا عمر بن خطاب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی علمی ثقاہت اور ذہانت و فطانت کی بنا پر ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔

مسند امام احمد میں یزید الاصم کی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت مذکور ہے:

((قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم تَظْهَرُ الْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ وَيُرْفَعُ الْعِلْمُ))

''سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنے ظاہر ہوں گے، قتل عام ہوگا اور علم کو اٹھا لیا جائے گا۔''

جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ''يُرْفَعُ الْعِلْمُ'' سنا تو ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب ہے کہ علم کو علماء کے سینوں سے کھینچا نہیں جائے گا بلکہ علماء ختم ہو جائیں گے۔②

ایک مرتبہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جو اپنے چہرے کو گودنے سے مزین کرتی تھی۔ آپ نے فرمایا: میں اللہ کی قسم دے کر تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا تم میں کوئی

---

① بخاری، کتاب التوحید، باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و روایته عن ربه، ح: ۷۵۳۷۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب الحث علی ذکر الله تعالیٰ، ح: ۲۶۷۵۔

② مسند احمد (۲/ ۳۸۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہے جس نے نبی کریم ﷺ سے گودنے کے بارے میں کچھ سنا ہو؟

تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ نے فرمایا:

((لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ))

''عورتیں نہ اپنے چہرے یا جسم پر سرمہ وغیرہ گودنے کا نشان لگائیں اور نہ ہی کسی سے اس کے لگانے کا مطالبہ کریں۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جہاں بھی فروکش ہوئے وہاں حدیث بیان کرتے۔ مختلف شہروں کے علماء ان کے اردگرد حلقہ بنا کر ادب سے بیٹھ جاتے علماء کا اژدہام دیکھنے میں آتا کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ ان کو ایک ایسی نابغہ روزگار شخصیت سے علم نافع اور یقینی خبر حاصل کرنے کا موقع مل رہا ہے جس نے انوار محمدیہ کا بچشم خود مشاہدہ کیا ہے اور جسے نبی کریم ﷺ کی بابرکت دعا نصیب ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حق میں ان کے جید عالم ہونے کی دعا کی تھی۔

جلیل القدر تابعی سیدنا محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو حاضرین مجلس کے سامنے کھڑے ہو کر حدیث بیان کیا کرتے تھے۔②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ انصار کی مساجد میں اپنی علمی مجالس قائم کیا کرتے تھے، ان کے شاگرد سعید بن سمعان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس مسجد بنی زریق میں تشریف لائے اور انھوں نے احادیث بیان کیں۔③

مکحول بیان کرتے ہیں کہ ایک رات لوگوں نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک خیمے میں علمی مجلس کا اہتمام کیا۔ اس میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حاضرین مجلس کے سامنے ساری رات احادیث بیان کیں اور ان کا بیان صبح تک جاری رہا۔④

---

① صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمة، ح: ۵۹۴۶۔

② ابو ہریرۃ رواۃ الاسلام (ص: ۱۳۹)

③ مسند احمد (۲/ ۴۳۴) سنن نسائی، کتاب الافتتاح، باب رفع الیدین مداً، ح: ۸۸۴۔

④ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۵۹۹) حلیۃ الاولیاء (۸/ ۲۷۶) مسند الشامیین (۳۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا انداز یہ تھا کہ علماء تابعین میں کسی کے گھر کو حدیث رسول کا علم پھیلانے کے لیے مخصوص کر لیتے۔ اس گھر میں علم کے شائقین وقت مقررہ پر جمع ہو جاتے جنھیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث کے علم سے روشناس کرتے۔ انھوں نے مشہور و معروف تابعیہ سیدہ ام الدرداء رحمہا اللہ کے گھر کو حدیث کی تدریس و تعلیم کے لیے مخصوص کیا ہوا تھا اور اس گھر میں وقت مقررہ پر حاضر ہو کر احادیث بیان کرتے۔

اسماعیل بن عبید اللہ، کریمہ بنت حسحاس کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام الدرداء کے گھر یہ حدیث قدسی بیان کی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

((اَنَا مَعَ عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَ تَحَرَّكَتْ بِي شَفَتَاهُ))

''جب میرا بندہ مجھے یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جہاں بھی فروکش ہوتے، علم کے متلاشی جوق در جوق ان کی مجلس میں پہنچ جاتے۔ ان سے سوالات کرتے اور فتوے پوچھتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حاضر ہونے والوں کو تعلیم دیتے اور ان کی دنیاوی اور اخروی امور میں راہنمائی کرتے۔

جو کچھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا تھا، اسے ان کی طرف منتقل کرتے۔ علماء نے جس قدر ان سے سوالات کیے ان کے تذکرے سے کتابیں بھری ہوئی ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دیہاتی، امراء، اعیان حکومت، عورتیں اور مرد علم حاصل کرتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ ان کی تربیت بھی کرتے۔ لوگوں میں سے اگر کوئی غلطی کرتا تو اس کی اصلاح کرتے۔ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اچھی طرح وضو نہیں کر رہا تو اسے بتایا کہ اپنے اعضاء خوب اچھی طرح دھوئے۔ اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو جہری اور سری نمازوں کا طریقہ بتاتے۔ اسی طرح جب کوئی اذان دیتا تو اسے اذان کے آداب بتاتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت میں اس نوعیت کے اکثر و بیشتر واقعات مذکور ہیں۔ قدیم اور جدید سوانح نگاروں نے ان واقعات کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

① مسند احمد (۲/ ۵۴۰) سنن ابن ماجه، کتاب الادب، باب فضل الذکر، ح: ۳۷۹۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تعلیم دینے میں عمدہ اسلوب اپنایا تھا۔ آپ علماء کو اس بات کی اجازت دے دیا کرتے تھے کہ جو کچھ ان سے سنیں اسے لکھ لیا کریں اور وہ جو کچھ لکھیں اس کی صحت کو پرکھ کر دوسرے لوگوں کو اس کی تعلیم بھی دیا کریں۔

جن علماء نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث کو لکھا ان میں سب سے مشہور ہمام بن منبہ ہیں۔ انھوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات پر مشتمل جو صحیفہ لکھا اس کا نام "الصحيفة الصَّحِيْحَة" رکھا۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس صحیفے کو اپنی مسند میں نقل کیا۔①

اس میں سے بعض احادیث کو کبار محدثین، مثلاً امام بخاری، امام مسلم، ابن حبان، امام بغوی اور امام بیہقی نے روایت کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دینی علوم کے ماہر تھے، انھوں نے لوگوں کو اس کی تعلیم دی، ان کا علم ہر جگہ اور ہر زمانے میں پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے اور اس علم کو ہر کسی نے قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے علمی سفر میں احیائے سنت کے لیے بھرپور جدوجہد کی، انھوں نے اپنی طویل زندگی عالم، معلم اور متعلم کی حیثیت میں گزاری۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

فتوے اور فقہ میں ان کا حصہ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جس طرح حفظ اور ضبط کے اعتبار سے درجہ کمال پر فائز تھے، اسی طرح انھیں فتوے اور فقہ میں کمال درجہ کی عمدہ اور نادر صلاحیت میسر تھی۔ ان دونوں میدانوں میں ان کا شمار نمایاں اور نامور شخصیات میں ہوتا تھا۔

میرا اس بات پر پختہ یقین ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سب سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی حالات سے واقف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ احکامات کو تمام صحابہ کرام سے زیادہ جانتے تھے۔ انھوں نے جو مشاہدہ کیا وہ کوئی اور نہ کر سکا، جتنا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو علم تھا وہ کسی دوسرے بڑے نامور عالم کو بھی میسر نہ آ سکا۔ جن مسائل پر ان کی گہری نگاہ تھی اتنی کسی دوسرے فقیہ کو میسر نہ آ سکی۔

① مسند امام احمد ۳/ ۱۸۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَفِیْ ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ (المطففین: ۸۳/ ۲۶)

عہد نبوت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ صحبت کی جو نعمت میسر آئی اس کی وجہ سے انھیں شرعی اور فقہی مسائل میں مہارت حاصل ہوئی۔ اس طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فتویٰ دینے میں درجہ کمال پر فائز ہوئے اور ان کا کبار علماء صحابہ میں شمار ہونے لگا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں تقریباً ربع صدی تک فتویٰ دینے کا شرف حاصل کیا۔ ان کے تمام فتوے نبی کریم ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں ہوتے تھے اور کوئی فتویٰ بھی احکام نبوی سے ذرا برابر ادھر ادھر نہیں ہوتا تھا۔

جس دور میں مدینہ منورہ علماء وفقہاء کے جگر گوشوں کا مرکز تھا، درج ذیل پانچ نامور علماء صحابہ کرام مسند افتاء پر جلوہ افروز تھے، زیاد بن میتا کا بیان ہے کہ وہ پانچ فقہی صحابہ رضی اللہ عنہم یہ تھے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
③ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ
④ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما

یہ پانچوں مدینہ منورہ میں مسند افتاء پر جلوہ افروز تھے۔

آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک رسول اللہ ﷺ کی احادیث بیان کرتے رہے، اس دور میں ہر قسم کے فتوے کے لیے انھیں پانچ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ①

ابن حزم رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو فتویٰ دینے کے حوالے سے متوسط صحابہ کرام میں شمار کیا ہے لیکن ہمیں ان کے اس موقف سے اتفاق نہیں ہے کیونکہ ان کی سیرت پر جب ہم نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ فتوے کے حوالے سے مرجع الخلائق دکھائی دیتے ہیں۔ تمام شرعی مسائل پر ان کی گہری نظر تھی اور شرعی مسائل کو جاننے کے حوالے سے تمام صحابہ کرام میں سے ممتاز درجے پر فائز تھے۔

ان کا حافظہ بے مثال تھا۔ دینی علم میں مہارت کے حوالے سے انھیں رسول اللہ ﷺ کی دعا نصیب ہوئی۔

---

① طبقات ابن سعد (۲/ ۳۷۲) سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۶، ۶۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو متوسط درجے کا مفتی کیسے مان لیں وہ تو بلاشبہ اعلیٰ درجے کے مفتی صحابی تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ كِبَارَ آئِمَّةِ الْفَتْوَى)) ①

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نامور ائمہ فتویٰ میں سے تھے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ذہبی رحمہ اللہ یہ بھی فرماتے ہیں:

((وَ كَذٰلِكَ اَفْتَى اَبُوْهُرَيْرَةَ فِيْ دَقَائِقِ الْمَسَائِلِ مَعَ مِثْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما))

''اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مشکل ترین مسائل میں فتویٰ دیا، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فتوے دینے کے حوالے سے یہ مقام حاصل ہوا۔'' ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اعلیٰ وارفع علمی مقام کے پیش نظر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر مقرر کر دیا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اِسْتَعْمَلَنِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ عَلَى الْبَحْرَيْنِ)) ③

''مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بحرین کا گورنر مقرر کر دیا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بحرین کے باشندوں کو بھی فتویٰ دیتے اور انھیں دینی تعلیم سے آراستہ کرتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب بحرین کے گورنر تھے تو ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ اگر ایک عورت کو اس کا خاوند ایک طلاق دے دے اور اس کے ساتھ دوسرا کوئی شخص شادی کر لے، پھر وہ اس عورت کو خلوت کے بعد طلاق دے دے اور پھر پہلا خاوند اس سے شادی کر لے تو کیا وہ عورت دو طلاقوں کی بنیاد پر پہلے خاوند کی زوجیت میں رہے گی؟ جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا موقف ہے۔

احرام باندھے ہوئے احباب نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ دریافت کیا کہ ہمیں ایسے

① تذكرة الحفاظ (۱/ ۳۳)

② سير اعلام النبلاء (۲/ ۶۲۰)

③ فتوح البلدان للبلاذری (۱۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احباب نے شکار کا گوشت بھیجا ہے جو محرم نہیں تھے، یعنی وہ احرام کی حالت میں نہیں تھے، کیا ہم یہ گوشت کھا سکتے ہیں؟ تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے خیال میں محرم یہ گوشت کھا سکتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی اور انھیں اپنے اس فتوے کے بارے میں بتایا تو انھوں نے اس فتوے کو پسند کیا اور ساتھ ہی اپنی جلالی طبیعت کا اظہار ان الفاظ سے کیا:

((لَوْ اَفْتَیْتَهُمْ بِغَیْرِ هَذَا لَاَوْجَعْتُكَ))

''اگر تم انھیں اس کے علاوہ کوئی اور فتویٰ دیتے تو میں تجھے سزا دیتا۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ مل کر بڑے دقیق اور مشکل مسائل میں فتوے صادر کیے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی:

((لَا تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ عَلَى عَمَّتِهَا وَ لَا خَالَتِهَا))

''کسی عورت کا اس شخص کے ساتھ نکاح نہیں ہوگا جس کے نکاح میں پہلے اس عورت کی پھوپھی یا خالہ ہو۔''

یعنی پھوپھی اور بھتیجی، خالہ اور بھانجی ایک شخص کے نکاح میں اکٹھی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ أَكَلَ نَاسِیًا فَلْیُتِمَّ صَوْمَهُ))

''جس نے بھول کر کھانا کھا لیا وہ اپنا روزہ پورا کرے۔''

یعنی بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔③

اس فتوے پر امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہ اللہ نے عمل کیا۔

---

① سیر اعلام النبلا (۲/ ۶۲۳) مسند الشامیین للطبرانی (۳۱۷۷)

② صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب لا تنکح المراہ علی عمتها، ح: ۵۱۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع بین المرأة و عمتها، ح: ۱۴۰۸۔

③ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب اذا حنث نا سیا فی الایمان، ح: ۶۶۶۹۔ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب اکل الناس و شربه، ح: ۱۱۵۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس تھا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے لیکن انھوں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سن کر اپنے قیاس کو چھوڑ دیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر کتا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اس برتن کو سات مرتبہ دھویا جائے۔'' لیکن امام مالک کا قیاس ہے کہ اگر برتن صاف ہے تو اسے دھونے کی ضرورت نہیں، لیکن جب امام مالک رحمہ اللہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ دیکھا تو انھوں نے اپنے قیاس کو چھوڑ دیا اور ان کے فتوے پر عمل کیا۔ ①

امام مالک رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام نافع کہتے ہیں کہ میں نے عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ادا کی، انھوں نے پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیرات اور دوسری رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیرات کہیں۔ ②

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں مردوں اور عورتوں کی نماز جنازہ پڑھایا کرتے تھے:

((فَيَجْعَلُوْنَ الرِّجَالَ مِمَّا يَلِى الْإِمَامَ وَالنِّسَاءَ مِمَّا يَلِى الْقِبْلَةَ)) ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وسیع دینی معلومات اور احادیث نبوی پر گہری نظر رکھنے کی بنا پر ان کا ہر فتویٰ حدیث رسول کی روشنی میں ہوتا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس خوبی کی بنا پر مختلف طبقات اور شہروں کے علماء دینی مسائل دریافت کرنے کے لیے ان کی طرف رجوع کرتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے جو دینی علم عطا کیا تھا وہ ان علماء کو سکھلاتے۔ اور اس دور کے اور بعد میں آنے والے علماء کوئی فتویٰ صادر کرنے سے پہلے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صادر کردہ فتووں سے راہنمائی حاصل کرتے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ صادر کیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اگر اس کا خاوند فوت ہو گیا اور اسے ابھی غسل نہیں دیا گیا اور عورت نے بچے کو جنم دے دیا تو اس کی عدت پوری ہو گئی۔

---

① موطا امام مالك (۱/ ۳۴) صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، ح ۹۰/ ۲۷۹۔ سير اعلام النبلاء (۲/ ۶۲۱)

② موطا امام مالك (۱/ ۱۸۰) ③ موطا امام مالك (۱/ ۲۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی فتوے پر علمائے سلف نے اتفاق کیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس کی عدت وضع حمل ہے۔ اگر وہ حاملہ نہیں تو چار ماہ دس دن عدت پوری کرے گی اور یہ عدت گزرنے کے بعد وہ شادی کر سکتی ہے۔ ①

صحیح بخاری میں مذکور ہے کہ جلیل القدر تابعی ابوسلمہ عبدالرحمٰن اور عظیم المرتبت صحابی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھے ہوئے اور اس مسئلہ کا تذکرہ کیا کہ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی وفات کے چند دن بعد بچے کو جنم دے دے تو اس کی عدت کیا ہو گی؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس عورت کی عدت آخر الاجلین ہو گی۔

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: جب وہ عورت بچے کو جنم دے گی اس وقت وہ حلال ہو جائے گی، یعنی اس کی عدت ختم ہو جائے گی اور وہ نکاح کرنے کی مجاز ہو گی۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اپنے اپنے موقف پر قائم رہتے ہوئے مباحثہ کرنے لگے، ان دونوں کے موقف کو سن کر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس مسئلے میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کے ساتھ ہوں، میرے خیال میں ان کا موقف درست ہے۔ پھر انھوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام کریب کو ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا تو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سبیعہ اسلمیہ کا خاوند فوت ہو گیا تھا اس کی وفات کے چند روز بعد اس نے بچے کو جنم دیا۔ اس نے اس صورت حال کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: ''تیری وضع حمل سے عدت پوری ہو گئی اب تم شادی کر سکتی ہو۔'' ②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا خاوند فوت ہو جائے، سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی عدت آخر الاجلین ہے لیکن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کی عدت وضع حمل ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق ہے، لہٰذا اسی پر عمل کیا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی فقہی سوچ اور فتویٰ دینے کے لطیف انداز کا مشاہدہ کیجیے:

---

① المنهاج (ص: ۱۱۳۵)

② بخاري، كتاب التفسير، سورة الطلاق، ح: ۴۹۰۹، ۵۳۱۸۔ صحیح مسلم، كتاب الطلاق، باب انقضاء عدة المتوفى عنها وغيرها، ح: ۱۴۸۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاویہ بن ابی عیاس انصاری بیان کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے تھے۔ وہاں محمد بن ایاس بن بکیر تشریف لائے۔ انھوں نے یہ مسئلہ پوچھا کہ اگر ایک شخص ہمبستری سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا ہے تو کیا اس سے قطعی طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے اسے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس یہ مسئلہ پوچھنے کے لیے بھیجا۔ وہ دونوں اس وقت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خالہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اس نے وہاں پہنچ کر ان سے مسئلہ دریافت کیا۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ ایک مشکل سوال آیا ہے، فتویٰ دیجیے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ صادر کیا:

((اَلْوَاحِدُ تُبِيْنُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا)) ①

''ایک اس کے لیے بائنہ ہے اور تین طلاقیں اسے خاوند پر حرام کر دیتی ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اتفاق کیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں تشریف فرما تھے، ان کے ذہن میں احادیث رسول کے قافلے رواں دواں تھے اور تسلسل کے ساتھ احادیث رسول بیان کرتے جا رہے تھے۔ احادیث بیان کرتے ہوئے وہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت بھی کرتے، اماں جان! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کہیں غلط تو نہیں؟ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نفلی نماز مکمل کر کے ارشاد فرمایا: آپ احادیث تو ٹھیک بیان کر رہے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں کیا کرتے تھے جس طرح تم تیزی سے احادیث بیان کر رہے ہو۔ میرے خیال میں احادیث بھی ٹھہر ٹھہر کر، یعنی ترتیل کے ساتھ بیان کرنی چاہئیں۔ ②

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۷) موطا امام مالک (۲/ ۵۷۱) کتاب الطلاق مسند الشافعی (۱۲۹۹)

② صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۳۵۶۸۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی هريرة، ح: ۲۴۹۳۔ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ کثیر الروایہ تھے اور انھیں قدرت کی طرف سے مضبوط حافظہ ودیعت کیا گیا تھا۔ اس لیے تیز انداز میں احادیث بیان کیا کرتے تھے، انھیں اپنے حافظے پر اعتماد تھا کہ میں جو بھی بیان کر رہا ہوں، رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کر رہا ہوں۔ چونکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بڑے پایہ کے ادیب، متبحر عالم اور حافظ حدیث تھے، اس لیے گفتگو شروع کرتے ہی احادیث کا ذخیرہ ان کے ذہن میں آ جاتا اور وہ جلدی جلدی احادیث کو بیان کیے جاتے۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حفاظ حدیث کے سردار سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ کسی حدیث کا انکار تو نہیں کیا، البتہ انھوں نے یہ فرمایا:

((لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْرِدُ الْحَدِيْثَ سَرْدَكُمْ)) ①

''رسول اللہ ﷺ تمھاری طرح جلدی جلدی حدیث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کا نمایاں پہلو ہمارے سامنے آتا ہے کہ آپ مسجد نبوی سے حد درجہ مانوس تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے حجرہ شریف کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ آپ اس بات کے معترف تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ذریعے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم اور توفیق سے کفر کی تاریکیوں سے اسلام کے نور کی طرف آیا ہوں۔ علماء، فقہاء اور مفتیان عظام کا دلی شوق ہوتا کہ وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی محفل میں بیٹھیں اور ان سے علم کے موتی اپنے دامن میں سمیٹیں کیونکہ وہ یہ جانتے تھے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس علم کی فراوانی ہے، وہ فہم وفراست کے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں اور انھیں قدرت کی طرف سے مضبوط حافظہ میسر آیا ہے۔

جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے کوئی بات کہتے تو مجلس کے حاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے فرماتے:

((هٰذِهِ مِنْ كِيْسِيْ)) ②

''یہ میرے ترکش کا تیر ہے۔''

یعنی یہ میرا اپنا خیال ہے اور جب وہ الصادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا کوئی فرمان سناتے تو اہل مجلس سے فرماتے:

---

① سیر اعلام النبلاء ۲/ ۶۰۷

② مسند احمد (۲/ ۲۵۲) سنن کبریٰ نسائی (۹۲۰۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَشْهَدُ عَلَى ذَالِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَ دَمُهُ)) ①

''اس پر ابو ہریرہ کا گوشت اور خون بھی گواہ ہے۔''

چونکہ انھیں اپنے کہے پر پورا اعتماد اور یقین ہوتا اور وہ فتویٰ رسول اللہ ﷺ کے فرامین کی روشنی میں صادر کرتے۔

کیونکہ ان کی آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ فرماتے دیکھا ہوتا، ان کے کانوں نے رسول اللہ ﷺ سے الفاظ سنے ہوتے، اور ان کے دل نے آپ کے الفاظ اپنے اندر سمو لیے ہوتے۔

بعض علماء محبت بھرے لہجے میں پوچھتے: سیدنا ابو ہریرہ! کیا آپ نے خود رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا تھا؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پورے اعتماد اور یقین سے کہتے: ہاں ہاں۔ میں نے آج تک جو بھی فتویٰ دیا ہے یا کوئی مسئلہ بیان کیا ہے تو وہ اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ وہ میں نے سیدی و مرشدی رسول اللہ ﷺ سے سنا ہوتا تھا۔

مسند امام احمد میں عبد اللہ بن عمرو قاری سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے بیت اللہ کے رب کی قسم! درج ذیل بات میں نے اپنی طرف سے نہیں کہی:

((مَنْ اَصْبَحَ جُنُبًا فَلَا يَصُومُ))

''جو جنبی ہو جائے وہ روزہ نہ رکھے۔''

بخدا یہ بات رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائی تھی۔

اسی طرح صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے میں نے منع نہیں کیا بلکہ مجھے رب کعبہ کی قسم! یہ سیدنا محمد ﷺ نے منع کیا تھا۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل سیدنا محمد ﷺ نے درج ذیل تین وصیتیں فرمائیں کہ میں انھیں کبھی نہ چھوڑوں:

---

① مسلم، كتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى يحسر الفرات، ح: ۲۸۹۶۔

② مسند احمد (۲/ ۲۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں۔
② ہر مہینے تین روزے رکھا کروں۔
③ جمعہ کے دن غسل کیا کروں۔ [1]

ابوعثمان نہدی نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ روزے کیسے رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں ہر ماہ کے شروع میں تین روزے رکھتا ہوں؟ [2]

نیز سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتا ہوں۔

کبھی وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ روزہ رکھتے اور پھر مسجد نبوی میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہتے کہ ہم اپنے روزوں کو پاکیزہ کرتے ہیں۔ [3]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بلند پایہ فقیہ، عمدہ رائے رکھنے والے اور لوگوں کو علم اور فقہ کی طرف مائل کرنے میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کی طرف مائل کرنے کے لیے لطافت بھرے حکیمانہ انداز میں دعوت دیا کرتے تھے، ان کی گفتگو میں فقہاء کے ادب اور علماء کے جلال کا امتزاج ہوا کرتا تھا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مٹھاس بھرے دعوتی اسلوب کو ہر شخص بخوشی قبول کر لیتا، ان کی گفتگو سے دل اس طرح مطمئن ہو جاتے جس طرح اکلوتا بیٹا اپنی شفیق ماں کی گود میں آ کر مطمئن ہو جاتا ہے۔

اس حکیمانہ ولطیفانہ اسلوب کی ایک مثال پیش خدمت ہے:

ایک دفعہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بازار میں گئے۔ لوگوں کو کاروبار میں مصروف دیکھا تو آپ نے فرمایا: لوگو! میری نظر میں تم بڑے نقصان میں ہو۔ لوگوں نے پوچھا: وہ کیسے؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت تقسیم ہو رہی ہے اور تم

---

① صحیح بخاری، کتاب التهجد، باب صلاة الضحى فى الحضر، ح: ۱۱۷۸۔
صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب استحباب صلاة الضحى، ح: ۷۲۱
مسند احمد (۲/ ۲۲۹، ۲۳۲)
② مسند احمد (۲/ ۳۵۳)
③ حلية الاولياء (۱/ ۳۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ہو، تم وہاں جا کر اپنا حصہ کیوں نہیں لیتے؟

لوگوں نے پوچھا: کہاں؟

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ مسجد نبوی میں۔

لوگ جلدی سے وہاں پہنچے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بازار میں ہی کھڑے رہے یہاں تک کہ لوگ مسجد سے واپس آ گئے، جب لوگ واپس بازار میں پہنچے تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تمہیں کیا ہوا؟

لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! ہم مسجد گئے، وہاں تو کوئی چیز بھی تقسیم نہیں ہو رہی تھی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے پوچھا: کیا تم نے مسجد میں کسی شخص کو نہیں دیکھا؟

لوگوں نے کہا: کیوں نہیں۔ وہاں مسجد میں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کچھ لوگ قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے اور کچھ لوگ حرام و حلال کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کے بندو! یہی تو سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ہے۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے چند اقوال زریں پیش خدمت ہیں جو علم اور فقہ پر مشتمل دکھائی دیتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

۱۔ مَنْ اَدْرَكَ الرَّكْعَةَ فَقَدْ اَدْرَكَ السَّجْدَةَ وَمَنْ فَاتَتْهُ قِرَاءَةُ اُمِّ الْقُرْآنِ فَقَدْ فَاتَهُ خَيْرٌ كَثِيْرٌ۔ ②

۲۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ كَغُسْلِ الْجَنَابَةِ)) ③

"جمعہ کے دن غسل ہر مسلمان پر جنابت کے غسل کی طرح واجب ہے۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ امام کی اقتدا میں مسجد کی چھت پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے، جبکہ امام مسجد کے اندر جماعت کرا رہا ہوتا، اسی طرح وہ جہری نمازوں میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" بآواز بلند کہنے کے قائل تھے۔ ④

---

① معجم اوسط طبرانی (۱۴۲۹) مجمع الزوائد (۱/ ۱۲۳، ۱۲۴)

② موطا امام مالک (۱/ ۱۱)

③ موطا امام مالک (۱/ ۱۰۱)

④ المعرفة والتاريخ للنووى (۱/ ۵٦۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ اگر کوئی شخص گھٹنوں کے بل بیٹھا سو جائے، یا وہ کھڑا ہوا سو جائے، یا وہ سجدے کی حالت میں سو جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر وہ لیٹ جائے اور اسے نیند آ جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ ①

اب ہم اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے حوالے سے کیا نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ کیا وہ قرآن مجید کے بھی اسی طرح حافظ تھے جس طرح انھیں حافظ حدیث ہونے کا شرف حاصل تھا؟ آیئے اب ہم ان کی قرآن خدمات کی ایک جھلک کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور قرآن کریم

اب ہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا قرآن کریم کی مختلف پہلوؤں سے خدمات کے حوالے سے جائزہ پیش کریں گے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قراء صحابہ کرام میں سے ایک نامور صحابی تھے، حالانکہ انھوں نے ۷ ہجری میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

آپ قرآنی خدمات کے لحاظ سے بھی ممتاز مقام پر دکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ قرآنی خدمات سرانجام دیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری میں ابوعبید کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:
سیدنا ابوعبید مہاجر قراء صحابہ کرام کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ مہاجرین قراء صحابہ کرام درج ذیل ہیں:

① خلفائے راشدین
② سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ
③ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ
④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا سالم رضی اللہ عنہ
⑦ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
⑧ سیدنا عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ
⑨ سادات عبادلہ رضی اللہ عنہم
⑩ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
⑪ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
⑫ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا ②

---

① سیر اعلام النبلاء (۲/ ٦١٨) تاریخ الاسلام (ص: ۳۵۵)

② فتح الباری (۸/ ٦۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ ابو خالد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رات کے وقت کبھی قرآن مجید کی تلاوت باآواز بلند اور کبھی آواز پست میں کرتے اور انھوں نے یہ بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی انداز میں قرآن کریم پڑھا کرتے تھے۔ ①

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قرآن کے حفظ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قراء صحابہ کے طبقے میں شمار کیا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کی قراءت کی تعلیم سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے حاصل کی اور پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے الاعرج، ابو جعفر اور دیگر بہت سے قراء نے تعلیم حاصل کی میں نے ان سب کا تذکرہ اپنی کتاب ''تذکرۃ الحفاظ'' میں کیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قرآنی علوم کے ماہر، علم حدیث کے سرخیل اور علم فقہ کے جید عالم تھے۔ ②

ابو عمرو دانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے قرآن کریم کا علم سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سیکھا۔

یاد رہے کہ ابو عمرو دانی اندلس کے بڑے مشہور ماہر حافظ اور قاری عالم دین تھے، ان کا اصل نام ابو عمرو عثمان بن سعید اموی اندلسی قرطبی ثم دانی تھا۔ وہ ۳۷۱ ہجری میں پیدا ہوئے، حج کرنے کے بعد واپس آکر دانیہ بستی میں رہائش پذیر ہوئے اور وہیں ۴۴۴ ہجری میں وفات پائی۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امام، مفتی، فقیہ، صالح، بلند اخلاق، منکسر المزاج، امت کے محبوب نظر اور نامور صحابی تھے اور وہ کثرت سے عبادت اور ذکر الٰہی میں مصروف رہتے۔ ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر کے آگے دوسروں کو قرآن کریم کی تعلیم دینے کا فریضہ سرانجام دینا شروع کر دیا۔ جن علماء نے

---

① تاریخ الاسلام للذہبی (ص:۵۵)

② سیر اعلام النبلاء (۲/ ۱۲۷)

③ معرفۃ قراء ۃ للبکار (۱/ ۴۳، ۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابوجعفر المدنی رحمہ اللہ، یہ بڑے مشہور ومعروف قاری تھے۔

② سیدنا نافع بن عبدالرحمٰن علی الاعرج رحمہ اللہ، سیدنا نافع اہل مدینہ میں بڑے مشہور و معروف قاری تھے، وہ قراءت کے حوالے سے غیر متنازع شخصیت تھے، یہ سات مشہور قراء میں سے ایک نامور قاری تھے۔

علامہ ابن جزری کہتے ہیں کہ نافع اور ابوجعفر نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے قراءت کا علم حاصل کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآنی آداب اور اس کی قراءت کے فن کی توجیہات سے بھی بخوبی واقف تھے۔

مسند امام احمد میں قرآنی توجیہات کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا گیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی سورۃ ﴿والمرسلات﴾ پڑھتا ہوا اس آیت پر پہنچے فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ تو یہ کہے آمَنَّا بِاللّٰہِ۔

اور جو شخص وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ پڑھے تو وہ سورہ کے اختتام پر بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِیۡنَ کہے۔

اور جو شخص اَلَیۡسَ ذَالِكَ بِقَادِرٍ عَلٰی اَنۡ یُّحۡیِیَ الۡمَوۡتٰی پڑھے تو وہ یہ کہے: بَلٰی ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سجدہ تلاوت کے مقامات سے بھی بخوبی واقف تھے۔ ابورافع بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز ادا کی، آپ نے نماز میں سورت اِذَا السَّمَآءُ انۡشَقَّتۡ پڑھی اور اس میں سجدہ کیا۔ میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا جناب یہ سجدہ کیا ہے؟ تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تھی اور انھوں نے اس مقام پر سجدہ کیا تھا اور میں پوری زندگی اس پر عمل پیرا رہوں گا۔ ②

① مسند احمد (۲/ ۲۴۹) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب مقدار الرکوع و السجود، ح: ۸۸۷۔ واسنادہ ضعیف لجهالة الراوی.

② بخاری: کتاب سجود القرآن، باب سجدة ﴿اذا السماء انشقت﴾، ح: ۱۰۷۴۔ مسلم، کتاب المساجد، باب سجود التلاوة، ح: ۵۷۸۔ مسند احمد (۳/ ۲۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دل و جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت میں زندگی بسر کرتے اور آپ کی حرف بحرف اتباع کرتے تھے۔

عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں:

ایک دفعہ مروان بن حکم نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مکہ روانہ ہو گیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن ہمیں نماز پڑھائی اور اس میں سورۂ جمعہ تلاوت کی اور دوسری رکعت میں "اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ" پڑھی۔

عبید اللہ بن ابی رافع کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا: آپ نے وہ دو سورتیں پڑھی ہیں جو سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کوفہ میں پڑھایا کرتے تھے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورتیں پڑھتے خود سنا ہے، اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ہے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قرآنی آیات کے سائے میں زندگی بسر کرتے رہے۔ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو سورتیں جس انداز میں نماز میں پڑھتے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کی اقتدا کرتے ہوئے وہی سورتیں پڑھتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے بعض حیرت انگیز واقعات بھی بیان کرتے ہیں جو سرکش اور فاجر و فاسق کفار کے ساتھ پیش آئے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ابو جہل نے کہا: کیا تم دیکھتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنی پیشانی زمین پر رکھتے ہیں؟ وہاں موجود لوگوں نے کہا: ہاں! ہم یہ منظر تو روزانہ دیکھتے ہیں۔ ابو جہل نے کہا: مجھے لات وعزّیٰ کی قسم! اگر میں نے انھیں اس حالت میں دیکھا تو میں اس کی گردن کو روند ڈالوں گا اور اس کے چہرے کو خاک آلود کروں گا۔

- سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نماز پڑھنے لگے، جب آپ سجدے میں گئے تو ابو جہل آپ کی گردن پر پاؤں رکھنے کے لیے آگے بڑھا، اس نے قدم آگے بڑھایا ہی تھا کہ بڑبڑاتا ہوا اور دیوانوں کی طرح ہاتھ مارتا ہوا یک دم پیچھے مڑا۔

لوگوں نے پوچھا: ارے تمہیں کیا ہو گیا؟ تم کانپ کیوں رہے ہو؟ کون سی آفت نے تجھے پیچھے دھکیل دیا ہے؟

---

① صحيح مسلم، كتاب الجمعة، باب ما يقرأ في صلاة الجمعة، ح: ۸۷۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوجہل نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے کہا: کچھ نہ پوچھو، میرے تو یہ منظر دیکھ کر اوسان خطا ہو گئے، میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک خندق ہے جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور کچھ ایسے لوگ کھڑے ہیں جن کے پر ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ابوجہل میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے پرخچے اڑا دیتے۔ اس کی منظر کشی قرآن مجید میں کچھ اس انداز میں کی گئی ہے:

كَلَّآ إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰٓ ۝٦ أَن رَّءَاهُ اسْتَغْنَىٰٓ ۝٧ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَىٰٓ ۝٨ أَرَءَيْتَ الَّذِى يَنْهَىٰ ۝٩ عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰٓ ۝١٠ أَرَءَيْتَ إِن كَانَ عَلَى الْهُدَىٰٓ ۝١١ أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰٓ ۝١٢ أَرَءَيْتَ إِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰٓ ۝١٣ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَىٰ ۝١٤ كَلَّا لَئِن لَّمْ يَنتَهِ لَنَسْفَعًۢا بِالنَّاصِيَةِ ۝١٥ نَاصِيَةٍ كَـٰذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝١٦ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُۥ ۝١٧ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝١٨ كَلَّا لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِب ۝١٩ ① (العلق: ۹۶/ ۶-۱۹)

"ہرگز نہیں انسان سرکشی کرتا ہے، اس بنا پر کہ وہ اپنے آپ کو بے نیاز دیکھتا ہے، حالانکہ پلٹنا یقیناً تیرے رب کی طرف ہے۔ تم نے دیکھا اس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو، تمہارا کیا خیال ہے اگر وہ بندہ راہ راست پر ہو یا پرہیزگاری کی تلقین کرتا ہو، تمہارا کیا خیال ہے اگر یہ منع کرنے والا شخص حق کو جھٹلاتا اور منہ موڑتا ہو، کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔ ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچیں گے۔ اس پیشانی کو جو جھوٹی اور سخت خطا کار ہے، وہ بلالے اپنے حامیوں کی ٹولی کو، ہم بھی عذاب کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہرگز نہیں! اس کی بات نہ مانو اور سجدہ کرو اور اپنے رب کا قرب حاصل کرو۔"

اس سورت میں جس کو سخت ڈانٹ پلائی گئی وہ ابوجہل تھا جو سجدے کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی گردن پر پاؤں رکھنے کے ارادے سے آگے بڑھا تھا۔ اسے اپنے سامنے آگ کا الاؤ اور فرشتوں کا پہرہ نظر آیا تو وہ خوف زدہ ہو کر ہذیانی کیفیت میں بڑبڑاتا ہوا پیچھے مڑا۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری طرف قدم بڑھاتا تو فرشتے اس کی تکا بوٹی کر دیتے۔

---

① صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب قوله ﴿ان الانسان لیطغی﴾، ح: ۲۷۹۷۔ مسند احمد (۲/ ۳۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح بعض دیگر فاسق و فاجر مشرکین کے گھناؤنے کردار کی قرآن کریم نے نشان دہی کی ہے اور دردناک عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

صحیح مسلم میں محمد بن عباد بن جعفر مخزومی کے حوالے سے روایت مذکور ہے، وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قریشی مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور تقدیر کے بارے میں بحث کرنے لگے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝ (القمر: ۵۴/ ۴۸-۴۹)

''جس روز یہ منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے اس روز ان سے کہا جائے گا۔ کہ اب جہنم کی لپٹ کا مزا چکھو، ہم نے ہر ایک چیز ایک تقدیر کے ساتھ پیدا کی ہے۔''①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن و آیات کا مفہوم حدیث کی روشنی میں واضح کیا کرتے تھے اس کی مثال یہ ہے کہ جب درج ذیل آیت نازل ہوئی

ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ ۝ (التکاثر: ۱۰۲/ ۸)

''پھر تم سے اس دن نعمت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: یا رسول اللہ! ہم سے کون سی نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ ہمارے پاس کھجوریں ہیں یا پانی، مقابلے میں دشمن ہے اور ہمارے کندھوں پر تلواریں رہتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن نعمتوں کے بارے میں انسانوں سے سوال ضرور ہوگا۔''②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی تفسیر درج ذیل حوالوں سے کیا کرتے تھے:

① قرآن کریم ② نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ

③ اجتہاد اور قوت استنباط کے ذریعے۔

④ بعض واقعات میں آپ رضی اللہ عنہ اہل کتاب پر بھی اعتماد کر لیا کرتے تھے۔

---

① صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کل شیء بقدر، ح: ۲۶۵۶۔

② سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الهاکم التکاثر، ح: ۳۳۵۷۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام علمی اعتبار سے مختلف مراتب پر فائز تھے۔ سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علم ایک جیسا نہ تھا۔ قرآنی آیات کی فہم کے لحاظ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آراء میں تھوڑا بہت اختلاف بھی ہوتا تھا۔ یہ صورت حال علمی اعتبار سے کوئی نقصان دہ نہیں ہے۔

تفسیر کے میدان میں بہت سے صحابہ کرام نے شہرت پائی۔ علامہ سیوطی نے مفسر صحابہ کرام کا تذکرہ اپنی مشہور و معروف کتاب ''الاتقان'' میں کچھ اس طرح کیا ہے:

مفسرین صحابہ رضی اللہ عنہم

① سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
② سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ
④ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
⑦ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
⑧ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
⑨ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
⑩ سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما
⑪ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
⑫ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
⑬ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
⑭ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما
⑮ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما
⑯ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
⑰ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بہت سے اقوال تفسیر کی کتابوں میں جا بجا ملتے ہیں، ان کے سینکڑوں اقوال مشہور و معروف تفسیر کی کتابوں میں درج ہیں۔ مثال کے طور پر تفسیر قرطبی، تفسیر طبری، تفسیر ابن عطیہ، تفسیر رازی، البحر المحیط اور ان کے علاوہ تفسیر کی معروف کتابوں میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقوال آیات کی تفسیر کے ضمن میں ملتے ہیں۔ اگر کوئی سکالر تفسیر کی کتابوں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تفسیر کے حوالے سے اقوال کو جمع کرے تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آسکتی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ تفسیر کے ایک ماہر عالم صحابی تھے۔ تفسیر کے میدان میں فضل و شرف کے بلند مقام پر فائز تھے۔

میں نے تفسیر قرطبی اور تفسیر البحر المحیط میں قرآنی آیات کی تفسیر کے حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقوال دیکھے، اگر انھیں ایک جگہ جمع کر لیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے۔ ان کے علاوہ دیگر تفسیر کی کتابوں میں جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں مذکور ہیں وہ اگر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمع کیے جائیں تو اندازہ لگائیں کتنی جلدیں معرض وجود میں آ جائیں گی؟ دیگر تفسیر کی کتابوں کے نام کچھ اس طرح ہیں:

① زاد المسیر ② تفسیر ابن کثیر
③ تفسیر خازن ④ تفسیر بغوی
⑤ تفسیر الدر المنثور للسیوطی ⑥ المحرر الوجیز لابن عطیہ
⑦ تفسیر طبری ⑧ تفسیر شوکانی
⑨ تفسیر الالوسی ⑩ تفسیر القاسمی وغیرہ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن عظیم کی تفسیر کے علم میں بڑے پختہ تھے۔ انھوں نے قرآن عظیم کے تمام علوم قراءت، مفردات کی تفسیر، آیات کے اسباب نزول اور صحابہ کی آرا میں اپنی مہارت کا کھل کر اظہار کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تفسیر کے ضمن میں کیے گئے سوالات کا مدلل اور مفصل جواب دیا کرتے تھے۔ آئندہ سطور میں ہم سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے انھی حالات پر روشنی ڈالیں گے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کتاب اللہ کی تلاوت کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے، چونکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن رکھا تھا:

((زَيِّنُوا اَصْوَاتَكُمْ بِالْقُرْآنِ)) ①

''قرآن کو اپنی آوازوں سے مزین کرو، یعنی قرآن عظیم کی تلاوت خوش الحانی سے کیا کرو۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن عظیم کی تلاوت حسن صوت، خشوع، نرم دلی اور حزن و ملال میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کیا کرتے تھے۔ آواز میں نہ تو ترنم ہوتا اور نہ ہی کوئی غلطی ہوتی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سورہ فاتحہ کے شروع میں ''بسم الله الرحمن الرحيم'' پڑھا کرتے تھے، جس طرح کہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔

امام قرطبی نے اپنی تفسیر میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

① تفسیر قرطبی (۱/ ۱۰) سنن ابی داود، کتاب الوتر، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءة، ح: ۱۴۶۸۔ عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اِذَا قَرَأْتُمُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاقْرَؤُوْا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، اِنَّهَا اُمُّ الْقُرْآنِ وَ اُمُّ الْكِتَابِ وَ سَبْعُ الْمَثَانِي وَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَحَدُ آيَاتِهَا)) ①

''جب تم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ پڑھو تو اس کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھا کرو، کیونکہ یہ سورہ ام القرآن، ام الکتاب بار بار پڑھی جانے والی سات آیات پر مشتمل ہے اور بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اس سورہ کی ایک آیت ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی بیشتر آیات کی تفسیر حدیث نبوی کی روشنی میں کرتے جس طرح کہ وہ درج ذیل آیت کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ (الانعام: ۶/ ۳۱)

''اور وہ اپنے گناہ اور خطائیں اپنی پیٹھوں پر اٹھائے ہوں گے۔''

اس آیت میں ''اوزار'' سے مراد گناہ اور خطائیں ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہاں اوزار کا مجازی معنی لیا گیا ہے، کیونکہ انسان کا برا عمل قیامت کے دن بدصورت انسان کی شکل اختیار کرے گا۔ اس سے بدبو آ رہی ہوگی اور وہ اس پر سوار ہوگا، انسان تعجب سے پوچھے گا، بھئی تم کون ہو؟ وہ کہے گا: میں تیرا عمل ہوں، تو دنیا میں مجھ پر سوار رہا، لہٰذا آج میں تجھ پر سوار ہوں گا، اس طرح وہ اس پر سوار ہو جائے گا اور اسے لے کر لوگوں کی گردنوں کو لتاڑتا ہوا آگے بڑھتا جائے گا، یہاں تک کہ اسے جہنم میں لے جائے گا۔ ②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ (الانعام: ۶/ ۳۸)

''پھر وہ اپنے رب کی طرف اکٹھے کیے جائے گے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر اس طرح کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت

---

① تفسیر قرطبی (۱/ ۱۹۳)

② تفسیر البحر المحیط (۴/ ۱۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دن ساری مخلوق کو اٹھائے گا، سب چوپائے، جانور اور پرندے غرضیکہ ہر چیز اٹھا دی جائے گی جس کسی نے دوسرے پر ظلم کیا ہوگا، اس کا بدلہ دلایا جائے گا۔ کسی جانور سے اگر کسی دوسرے جانور کو دنیا میں سینگ مارا ہوگا تو قیامت کے دن اس کا بدلہ دلایا جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم سب مٹی بن جاؤ۔

قرآن عظیم میں بھی آتا ہے:

وَيَقُولُ الْكَافِرُ يَا لَيْتَنِي كُنتُ تُرَابًا (النباء: ۷۸/ ۴۰)

''اور کافر کہے گا کاش میں مٹی ہوتا۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ (الانعام: ۶/ ۱۱۹)

''آخر کیا وجہ ہے کہ تم وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو؟ حالانکہ جن چیزوں کا استعمال حالت اضطرار کے سوا دوسری تمام حالتوں میں اللہ نے حرام کر دیا ہے ان کی تفصیل وہ تمھیں بتا چکا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جو شخص جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا یا اس نے عمداً نام نہیں لیا اس کا گوشت کھانا جائز ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

((يَحِلُّ أَكْلُ مَتْرُوكِ التَّسْمِيَةِ عَمْدًا كَانَ التَّرْكُ أَوْ نِسْيَانًا)) ①

''متروک التسمیہ کا کھانا جائز ہے، خواہ تسمیہ عمداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔''

بعض دیگر مفسرین کا یہ موقف ہے کہ اگر عمداً بسم اللہ چھوڑی ہو تو ایسے جانور کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔ ②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ (الانعام: ۶/ ۱۵۸)

''جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی۔''

---

① تفسیر البحر المحیط (۴/ ۱۲۵)

② تفسیر البحر المحیط (۴/ ۱۲۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہاں آیات سے مراد سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، دجال کی آمد، دابہ کا خروج اور یاجوج ماجوج کا پھیلاؤ ہے۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ (الاعراف: ۷/ ۵۴)

''بلاشبہ تمہارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مٹی بروز ہفتہ پیدا کی، پہاڑ اتوار کے دن بنائے، درخت سوموار کو پیدا کیے، اندھیرا منگل کو پیدا کیا، روشنی بدھ کو پیدا کی، چوپائے جمعرات کو پیدا کیے، ان ساری مخلوقات کو پیدا کرنے کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا کیا۔ آدم علیہ السلام کی تخلیق بروز جمعہ عصر اور مغرب کے درمیان ہوئی۔'' ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تفسیر کے میدان میں ماہر عالم صحابی تھے۔ وہ پورے قرآن کریم کے حافظ تھے اور ان کی احادیث نبویہ پر بھی بڑی گہری نظر تھی۔ قرآن و حدیث کی معلومات میں وہ بڑے ممتاز مقام پر فائز تھے اور تفسیر کے حوالے سے انھیں صحابہ کرام کی آراء کا بھی علم تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کی تفسیر کچھ اس طرح کرتے ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كَذَٰلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ (الاعراف: ۷/ ۵۷)

''اس طرح ہم مردوں کو حالت موت سے نکالتے ہیں شاید کہ تم اس مشاہدے سے سبق لو۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ جب پہلی دفعہ

---

① تفسیر البحر المحیط (۴/ ۱۲۵)۔ تفسیر ابن عطیة (۶۲۸۔۶۲۹)

② البحر المحیط (۴/ ۳۰۹)۔ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین، باب ابتداء الخلق و خلق آدم علیہ السلام، ح: ۲۷۸۹ بدون ذکر الآیة

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صور پھونکنے کے وقت لوگ موت کے منہ میں چلے جائیں گے، تو ان پر عرش کے نیچے سے مسلسل چالیس سال بارش ہوگی جس کے پانی کو آب حیات کہا جائے گا۔ اس پانی کے اثر سے لوگ فصل کی طرح زمین سے اگنے لگیں گے اور جب لوگوں کے جسم مکمل ہو جائیں گے تو پھر ان میں روح پھونکی جائے گی، پھر وہ نیند کی آغوش میں چلے جائیں گے اور جب دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا، تو وہ لوگ نیند سے بیدار ہوں گے اور کہیں گے:

يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا (یسین: ۳۶/ ۵۲)

''ارے یہ کس نے ہمیں ہماری خواب گاہ سے اٹھا کھڑا کیا؟''

تو منادی ان میں یہ آواز لگائے گا:

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَ صَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ (یسین: ۳۶/ ۵۲)

''یہ وہی ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں کی بات سچی تھی۔''①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

(الاعراف: ۷/ ۲۰۴)

''اور جب قرآن پڑھا جائے تو تم اسے غور سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ مشرکین کا طرز عمل یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگتے تو مشرکین یہ کہتے:

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ (فصلت: ۴۱/ ۲۶)

''اس قرآن کو مت سنو اور تم اس میں شور ڈالو۔''

تو ان مشرکین کے جواب میں یہ آیت نازل کی گئی۔ ②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ (محمد: ۴۷/ ۳۸)

① تفسیر البحر المحیط (۴/ ۳۲۱) تفسیر ابن عطیہ (۷۱۴)

② تفسیر البحر المحیط (۴/ ۳۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''وہ تمھیں بدل کر کوئی اور قوم لے آئے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس وقت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے ان کی ران پر ہاتھ رکھتے ہوئے فرمایا: اس سے یہ قوم مراد ہے، اگر دین ثریا میں بھی ہوا تو اہل فارس اسے حاصل کریں گے۔ ایک دوسری روایت میں کچھ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا میں، ہوا تو فارس کے لوگ اسے حاصل کریں گے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض قرآنی الفاظ کے معانی نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیے، اس کی چند ایک مثالیں ملاحظہ کریں، انھوں نے سورۂ فتح کی آیت نمبر ۲۶ میں مذکور ''کَلِمَةُ التَّقْوَی'' کی تفسیر کے ضمن میں کہا ہے کہ کَلِمَةُ التَّقْوَی سے مراد لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ ②

سورۂ ق کی آیت نمبر ۵ میں مذکور '' مریج ''کا مفہوم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فاسد بیان کیا ہے۔ مَرِجَتْ اَمَانَاتُ النَّاسِ کا مطلب ہے کہ لوگوں کی امانتیں خراب ہوگئیں۔ اسی طرح مرج الدین کا مطلب ہے کہ دین خلط ملط ہوگیا۔ ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورۂ ق کی آیت نمبر ۲۱ میں ''سائق و شھید'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سائق سے مراد فرشتہ اور شہید سے مراد عمل ہے۔ ④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورۂ ق کی آیت نمبر ۴۰ میں مذکور ''وادبار السجود'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نماز مغرب کے بعد کی دو رکعتیں ہیں۔ ⑤

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورۂ النجم کی آیت نمبر ۳۲ میں مذکور لفظ ''اللمم'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا مطلب ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی حد مقرر نہ کی ہو اور نہ اس کے لیے کوئی وعید سنائی ہو اس کو اللمم کہتے ہیں یعنی صغیرہ گناہ۔ ⑥

---

① تفسیر ابن عطیة (۱۷۲۷)

② تفسیر البحر المحیط (۸/ ۹۹) تفسیر ابن عطیة (۱۷۳۷)

③ تفسیر البحر المحیط (۸/ ۱۲۱) ④ تفسیر ابن عطیة (۱۷۵۳)

⑤ تفسیر ابن عطیة (۱۷۵۸) ⑥ تفسیر البحر المحیط (۸/ ۱۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۴ میں مذکور "واولات الاحمال" (حمل والی عورتیں) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے مراد مطلقہ اور وہ عورتیں جن کے خاوند فوت ہو جائیں دونوں قسم کی عورتیں ہیں۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورہ الانشقاق کی آیت نمبر ۱۶ میں مذکور "الشفق" کا مفہوم نہایت ادیبانہ اسلوب میں کچھ یوں بیان کرتے ہیں کہ "شفق" غروب آفتاب کے بعد اس چمک کو کہتے ہیں جس میں سرخی کی آمیزش ہو۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورۂ بروج کی آیت نمبر ۳ میں مذکور "وشاھد و مشھود" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مشھود سے مراد قیامت کا دن ہے، اسی طرح انھوں نے فرمایا: الشاھد سے جمعہ کا دن اور مشھود سے عرفہ کا دن مراد ہے۔ ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ النباء کی آیت نمبر ۳۴ میں مذکور لفظ "دھاقا" کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اس کا مطلب لبالب بھرا ہوا ہے کاسا دھاقا یعنی بھرا ہوا پیالہ۔ ④

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سورہ المطففین کی آیت نمبر ۷ میں مذکور لفظ "سجین" کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس لفظ کا اطلاق جہنم کے گہرے گڑھے پر ہوتا ہے۔ ⑤

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورہ بروج کی آیت نمبر ۲ میں مذکور "والیوم الموعود" کا ترجمہ قیامت کا دن کیا ہے۔ ⑥

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورہ بلد کی آیت نمبر ۱۰ میں مذکور لفظ "النجدین" کا ترجمہ خیر کا راستہ اور شر کا راستہ کیا ہے اور انھوں نے حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی بطور دلیل پیش کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا یَکُوْنُ نَجْدُ الشَّرِّ اَحَبَّ اِلَی اَحَدِکُمْ مِنْ نَجْدِ الْخَیْرِ))

---

① تفسیر البحر المحیط (۸/ ۲۸۰)

② تفسیر البحر المحیط (۸/ ۴۳۸)۔ تفسیر ابن عطیة (۱۹۶۲)

③ تفیر البحر المحیط (۸/ ۴۴۳) تفسیر ابن عطیة (۱۹۶۳)

④ تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۱۹)

⑤ تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۷۴)

⑥ تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۱۰۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''شر کا راستہ تمھیں خیر کے راستے سے زیادہ پسند نہیں ہے۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سورۃ الاخلاص کی آیت نمبر ۲ میں مذکور لفظ "الصمد" کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ ''صمد'' اسے کہتے ہیں جو ہر کسی سے بے نیاز ہو۔②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض قرآنی آیات کی تفسیر متوسط انداز میں بیان کی ہے نہ زیادہ اختصار سے کام لیا اور نہ ہی تفصیل سے۔ آپ نے سورۂ فجر کی آیت نمبر ۱۰ میں مذکور "و فرعون ذی الاوتاد" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ فرعون نے اپنی بیوی کے ہاتھوں میں میخیں ٹھونکیں اور اس کے سینے پر چکی رکھ دی اور سورج کی طرف اس کا منہ کر دیا۔ اس پر سیّدہ آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر کہا: میرے پروردگار! جنت میں میرا گھر بنا دے اللہ تعالیٰ نے پردہ ہٹا دیا اور اس نے جنت میں گھر دیکھ لیا۔③

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ (النصر: ۱۱۰/ ۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی متوسط انداز میں تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''الناس'' سے مراد اہل یمن ہیں اور ساتھ یہ فرمایا کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ اکبر، اللہ کی مدد اور فتح آ گئی۔ اہل یمن کے دل نرم ہیں اور یمنی ایمان دار و دانش مند ہیں ساتھ ہی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اَجِدُ نَفَسَ رَبِّكُمْ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ))

''مجھے یمن کی جانب سے تمہارے رب کی خوشبو دار ہوا آ رہی ہے۔''④

قرآن عظیم کی تفسیر کے حوالے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ درخشندہ و تابندہ انداز تھا کہ وہ ان واقعات کے بارے میں جن کا قرآن حکیم میں اجمال کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اہل کتاب سے سوال نہیں کرتے تھے اور ان کا طرز عمل یہ تھا کہ اہل کتاب جو کچھ بیان کرتے اس کی نہ تصدیق کرتے اور نہ ہی تکذیب۔ اس سلسلے میں فرمایا کرتے، کہ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

---

① تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۱۶۶) ② تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۱۶۷)

③ تفسیر کبیر رازی (۳۱/ ۱۵۳) ④ تفسیر کبیر رازی (۳۲/ ۱۵۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ))

''اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ہی تکذیب۔''

بلکہ وہ جو کچھ بیان کریں تم اس کے جواب میں یوں کہہ دیا کرو:

وَقُولُوٓا ءَامَنَّا بِٱلَّذِىٓ أُنزِلَ إِلَيْنَا وَأُنزِلَ إِلَيْكُمْ (العنکبوت: ۲۹/ ۴۶)

''تم کہو کہ ہم اس پر ایمان لائے جو ہماری طرف اتارا گیا اور جو کچھ تمہاری طرف اتارا گیا۔''①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام عقیدے اور شرعی احکام کے بارے میں اہل کتاب سے سوال نہیں کیا کرتے تھے، کیونکہ جب اہل کتاب سے کوئی سوال کیا جاتا تو وہ غلط سلط جواب دیتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جو کچھ الصادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام الٰہی معلوم ہو جاتے۔ تو ان پر پکے ہو جاتے۔

اگر کوئی غلط بات انھیں بتاتا تو اس کی اصلاح کرتے، اسے صحیح شرعی احکام سے آگاہ کرتے اور اس کی دلیل بھی دیتے تاکہ سننے والا کسی وہم کا شکار نہ ہو۔ اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے جو صحیح بخاری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا تذکرہ کیا اور ساتھ یہ فرمایا:

((فِيهِ سَاعَةٌ لَا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُسْلِمٌ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي يَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالَىٰ شَيْئًا إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَأَشَارَ بِيَدِهِ يُقَلِّلُهَا))②

''جمعہ میں ایک گھڑی ایسی آتی ہے کہ اس میں نماز پڑھنے کے دوران نمازی جو کچھ مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گھڑی کا دورانیہ بہت کم ہوتا ہے۔''

سلف صالحین نے اس مقبول گھڑی کی تعیین میں اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ مقبول گھڑی باقی رہتی ہے یا اسے اٹھا لیا جاتا ہے؟ وہ سال میں صرف ایک جمعہ میں آتی ہے یا

① صحیح بخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "لا تسالوا اهل الكتاب......" ح: ۷۳۶۲۔

② صحیح بخاری، کتاب الجمعة، باب الساعة التی فی یوم الجمعة، ح: ۹۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب فی الساعة التی فی یوم الجمعة، ح: ۸۵۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر جمعے میں اس کا ورود ہوتا ہے؟

ہم مسئلے کے حوالے سے دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار سے اس مقبول گھڑی کے بارے میں سوال کیا تو کعب نے جواب دیا کہ سال کے دوران صرف ایک جمعے میں آتی ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کعب کے اس موقف کی تردید کرتے ہوئے کہا: یہ گھڑی ہر جمعہ میں آتی ہے۔ کعب نے تورات کی طرف رجوع کیا تو اسے معلوم ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ٹھیک کہتے ہیں۔ ①

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ اس مقبول گھڑی کا وقت کون سا ہے اور مجھے یہ بات بتانے میں بخل سے کام بھی نہ لیں؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جمعہ کے دن آخری لمحات میں یہ مقبول گھڑی آتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ جمعہ کی نماز کے دوران جو نمازی اس گھڑی میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کر دیتے ہیں، جمعہ کے دن آخری لمحات میں تو کوئی نماز نہیں ہوتی؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تو ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے وہ نماز ہی میں شمار ہوتا ہے۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کعب احبار اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو تبادلہ خیال ہوا اس سے پتا چلتا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر وہ بات قبول نہیں کر لیا کرتے تھے جو انھیں بتائی جاتی تھی، بلکہ وہ حتی الامکان درست بات کی جستجو کرتے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگر بنی اسرائیل سے بیان کردہ کوئی بات بیان کرنا ہوتی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین وارشادات کے دائرے میں آتی ہوتی تو اسے تسلیم کرنے میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قرآن حکیم کی تفسیر میں رسوخ حاصل تھا۔ اصول تفسیر پر ان کی

① فتح الباری (۲/ ۴۸۳، ۴۸۴)

② فتح الباری (۲/ ۴۸۷، ۴۸۹) سنن ترمذی، کتاب الجمعة، باب ما جاء فی الساعة التی فی یوم الجمعة، ح: ۴۹۱۔ سنن ابن ماجه، کتاب اقامة الصلوات، باب ما جاء فی الساعة التی ترجی فی الجمعة، ح: ۱۱۳۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گہری نظر تھی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ تفسیری نکات کو اگر کوئی محقق جمع کرے تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ تمام لوگ اس بات کے معترف ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو قرآنی علوم اور اس کی تفسیر میں بڑی مہارت حاصل تھی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میدان جہاد میں

اب تک تو ہمارے علم میں یہی تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک عالم، حافظ، مفتی، کثیر الروایہ محدث، فقیہ اور مفسر تھے۔ قرآن و حدیث کے حافظ ہونے کے حوالے سے تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شہرت پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی، ان کی مندرجہ بالا خوبیوں کو ہر کوئی جانتا تھا۔ علماء اور حفاظ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دانش و حکمت سے مستفیض ہوتے تھے، لیکن ان خوبیوں کے ساتھ ساتھ وہ مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ شہسوار اور مجاہد بھی تھے۔

درج ذیل سطور میں ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جہادی سرگرمیوں کا جائزہ پیش کریں کرتے ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عہد مدنی کے آخری ثلث میں مدینہ منورہ پہنچ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ ۷ ہجری کو غزوۂ خیبر وقوع پذیر ہوا، غزوۂ خیبر کے آخری وقت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات یعنی ۱۱ ہجری کے اوائل تک سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ بھرپور ساتھ رہا۔ یہ عرصہ اگرچہ بہت تھوڑا ہے، لیکن اس کم مدت میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وافر مقدار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کیا۔ اس دوران ان کو نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر، عمرۃ القضا، ذات الرقاع اور غزوۂ تبوک میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس لشکر میں بھی شامل تھے جو جنگ موتہ کے موقع پر روانہ ہوا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک میں بھی شریک ہوئے۔ پھر آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستے کے ساتھ بھی بھیجا جسے مشرکین قریش کے دو آدمیوں کو قتل کرنے کی ذمہ واری سونپی تھی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا جہادی سفر خلفائے راشدین کے مبارک دور میں بھی جاری رہا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرتدین کے ساتھ بھی نبرد آزما ہوئے، اور ان کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا۔ اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنگ یرموک، آرمینیہ اور جرجان کی فتوحات میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ لیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ غزوۂ ہند میں حصہ لیں اور وہاں شہادت پا کر بہترین شہداء کی فہرست میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں اور اگر وہاں سے صحیح سالم لوٹ آئیں تو جہنم سے آزادی کا تمغہ حاصل کر سکیں

۸ ہجری کے آخر میں حبیب کبریاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو علا بن حضرمی کے ہمراہ بحرین بھیجا، تاکہ وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اس وقت بحرین کا حکمران المنذر بن ساوی تھا۔ بحرین روانگی کے دن سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ کی جدائی پر میں دل گرفتہ ہوں، لیکن میں حکم کی تعمیل اپنے اوپر فرض سمجھتا ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی افسردگی دیکھ کر رحمدلی اور شفقت بھرے انداز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَسْتَوْدِعُكَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُهُ))

''میں تجھے اللہ تعالیٰ کی سپرد کرتا ہوں جس کی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔''(1)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعوت سے بحرین کا حکمران منذر بن ساوی مسلمان ہو گیا اور اس کو دیکھ کر بحرین کے بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابان بن سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کو بحرین کا گورنر نامزد کر کے وہاں بھیج دیا اور اسے پیغام دیا کہ علاء بن حضرمی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کو واپس مدینہ منورہ بھیج دیں۔ قرآن و حدیث کے حافظ اور مجاہد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۹ ہجری میں چھ ماہ کے بعد واپس مدینہ منورہ آئے اور اصحاب صفہ کے نگران کی حیثیت سے خدمات سرانجام دینے لگے۔

شیخ الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مبارک دور خلافت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو سیدنا علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین بھیجا تاکہ وہاں کے باشندوں کو دین الٰہی کی تعلیم دیں اور انھیں شرعی مسائل سمجھائیں۔

فاروق اسلام سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو

---

(1) سنن ابن ماجه، کتاب الجهاد، باب تشييع الغزاة و وادعهم، ح: ۲۸۲۵ مختصراً
سنن کبریٰ نسائی (۱۰۳۴۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحرین کا گورنر نامزد کیا۔ کچھ عرصہ بعد سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انھیں معزول کر دیا، لیکن تھوڑی ہی دیر بعد انھوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو دوبارہ گورنر کی حیثیت سے بحرین بھیجنے کا ارادہ ظاہر کیا، لیکن سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے زاہدوں جیسا رویہ اختیار کرتے ہوئے معذرت کر دی اور مدینہ منورہ میں مستقل رہائش پذیر ہونے کو ترجیح دی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا زندگی بھر یہ معمول رہا کہ جب بھی جہاد یا کسی اور وجہ سے مدینہ منورہ کو چھوڑ کر کہیں گئے تو اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو کر فوراً مدینہ منورہ واپس پہنچ گئے۔ اس حوالے سے ان کا حال اس بچے کی طرح تھا جو اپنی شفیق ماں سے بچھڑ جانے کے بعد اپنی ماں کی گود میں پناہ لینے کے لیے بے چین ہوتا ہے اور اسے اپنی ماں کی گود میں پہنچ کر ہی قلبی اطمینان اور سکون محسوس ہوتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کر کے دلی اطمینان محسوس کرتے تھے۔

درج ذیل سطور میں ہم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے ان سہانے لمحات پر روشنی ڈالیں گے جو انھوں نے امام المجاہدین سید المرسلین حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت میں میدان ہائے جہاد میں گزارے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں آمد کی روداد کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

میں اپنے قبیلے دوس کے اسی گھروں کے افراد کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سباع بن عرفطہ غفاری کو مدینہ منورہ کا گورنر نامزد کیا ہوا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو کسی نے بآواز بلند کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں ہیں اور اب ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری عادت یہ تھی کہ جب میں کسی سے سن لیتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ پہ ہیں تو میں فوری طور پر وہاں پہنچ جاتا۔

مدینہ منورہ کے گورنر سباع بن عرفطہ نے ہمیں زاد راہ مہیا کیا اور ہم خیبر کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب ہم خیبر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے مشہور قلعے نطاۃ کو فتح کر لیا تھا اور دشمن کے دوسرے لشکر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ ہم نے بھی مجاہدین کے ساتھ وہاں پڑاؤ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا اور شریک جہاد ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں فتح سے ہم کنار کر دیا۔ ①

خیبر مدینہ منورہ سے تین دن کی مسافت پر ملک شام کی بائیں جانب واقع ہے۔

یہودیوں کی زبان میں خیبر قلعوں والی سرزمین کو کہتے ہیں۔ وہاں چونکہ بہت سے قلعے تھے اس لیے اس کا نام خیبر مشہور ہو گیا اور اسے خیابہ بھی کہتے ہیں، وہاں کثرت سے کھجور کے درخت تھے اور کھیتی باڑی بھی خوب ہوتی تھی۔ صحیح بخاری میں مذکور ہے، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب خیبر فتح ہو گیا تو میں نے کہا:

((اَلآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمرِ)) ②

''اب ہم سیر ہو کر کھجوریں کھائیں گے۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا شَبِعْنَا مِنَ التَّمرِ حَتَّى فُتِحَتْ خَيْبَرُ)) ③

''ہم کھجوروں سے سیر نہیں ہوتے تھے یہاں تک کہ خیبر فتح ہو گیا۔''

یعنی فتح خیبر کے بعد ہمیں جی بھر کے کھجوریں کھانے کو ملیں۔

اس واقعہ سے ہمیں یہ پتا چلتا ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہونے سے پہلے وہاں حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے تھے اور فتح خیبر کے معرکے میں اپنے خاندان کے افراد کے ساتھ شریک ہوئے۔

صحیح مسلم میں روایت ہے جس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خیبر میں اپنی شمولیت کی وضاحت کچھ اس انداز سے کی ہے فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَى خَيْبَرَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا، فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَ لَا وَرَقًا غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ))

''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ خیبر کی طرف روانہ ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح نصیب کی۔ ہم نے سونے اور چاندی غنیمت میں نہیں لی بلکہ سامان کھانا اور کپڑے ہمیں غنیمت میں ملے۔

---

① طبقات ابن سعد (۴/ ۳۲۵) دلائل النبوۃ، (۴/ ۱۹۸) المعرفۃ والتاریخ (۲/ ۴۳۹)

② صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ح: ۴۲۴۳۔

③ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ح: ۴۲۴۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شخص کا قصہ بیان کیا جس نے خودکشی کر لی تھی۔ ①

جس کی تفصیل اگلی سطور میں آپ ملاحظہ کریں گے۔

یہ حدیث جو صحیح بخاری، صحیح مسلم اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ہے اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ آخری وقت میں غزوۂ خیبر سے حاصل ہونے والے میں شریک ہوئے اور اس کے نتائج کے بارے میں وضاحت کی اور غزوۂ خیبر مال غنیمت کی تفصیلات بیان کیں اور حدیث کے آخر میں اس شخص کا قصہ بیان کیا کہ جس نے غزوۂ خیبر میں دشمن کے خلاف خوب لڑائی کی، لیکن آخر میں اس نے خودکشی کر لی اور اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالیا۔ اس شخص کا قصہ حدیث کی بیشتر کتابوں میں مذکور ہے اور حدیث کے آخر میں یہ الفاظ آتے ہیں:

((اِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ)) ②

''اللہ تعالیٰ دین کی تائید فاجر شخص کے ذریعے سے کرالیتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرۃ القضاء میں شریک ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور ناجیہ بن جندب اسلمی کی نگرانی میں روانہ کر دیے، ان کے ساتھ بنو اسلم قبیلے کے چار نوجوان اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ ذات الرقاع اور جنگ موتہ میں بھی شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ④

فتح مکہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور انھوں نے فتح مکہ کے واقعات نہایت عمدہ انداز میں بیان کیے۔ ⑤

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ح: ۴۲۳۴۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم الغلول، ح: ۱۱۵۔ موطا امام مالک (۲/ ۴۵۹)

② صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ خیبر، ح: ۴۲۰۴۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب غلظ تحریم قتل الانسان نفسه، ح: ۱۱۱۔

③ سبل الھدی والرشاد (۵/ ۲۸۹) المغازی (۲/ ۷۳۳)

④ مسند احمد (۲/ ۳۲۰) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب من قال یکبرونی جمیعاً، ح: ۱۲۴۱۔ البدایة والنھایة، (۶/ ۲۴۴) المغازی (۲/ ۷۶۰)

⑤ صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب فتح مکة، ح: ۱۷۸۰۔ مسند احمد (۲/ ۵۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔

اور غزوۂ حنین کے بعد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محاصرے میں حصہ لیا۔ ①

پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔ آپ اس غزوہ میں شرکت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں شریک ہونے کے لیے روانہ ہوئے اور ہم نے وداع کی گھاٹیوں میں پڑاؤ کیا۔ ②

نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی جہادی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ آپ معرکہ یرموک میں اپنی تلوار لے کر شریک ہوئے اور رومیوں کے خلاف بہادری کے جوہر دکھائے۔

جنگ یرموک ۱۲ رجب ۱۳ ہجری کو سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی جس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

بسام العسلی اپنی کتاب ''فن الحرب الاسلامی'' میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جنگ یرموک میں بہادری کا تذکرہ کچھ اس طرح کرتے ہیں:

اصحاب رسول میں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں دشمن کے خلاف بڑی بہادری سے لڑے۔ ان کے ساتھ ازد قبیلے کے چند افراد تھے۔ بہادری و جوانمردی کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے انھوں نے رومی فوج کے لڑاکوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

اور حیرت انگیز بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے دشمن پر تابڑ توڑ حملے کیے۔

جنگ کے دوران جوش و جذبے کا حال یہ تھا کہ دائیں دستے کے جنگجو، لشکر کے مرکزی حصے کے بہادروں کے ساتھ مل جل گئے۔ ③

جنگ یرموک میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے حوصلے کی تلقین کی اور مجاہدین کے دلوں میں اپنے ولولہ انگیز خطاب میں غیرت، جرأت اور پیش قدمی کا حوصلہ پیدا کیا۔

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی ﷺ الرایۃ، یوم الفتح، ح: ۴۲۸۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب نزول المحصب، ح: ۱۳۱۴۔

② مسند ابی یعلی (۶۶۲۵)

③ الحرب الاسلامی (۱/ ۱۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنگ کے دوران جہاں اپنی بہادری کے جوہر دکھلائے وہاں اپنی زبان سے مجاہدین کو شجاعت اور بہادری کی تلقین کی، انھوں نے مدرسہ محمدیہ کے شہسواروں کی زبان میں مجاہدین کے دلوں کو گرمایا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جنگجو بہادروں کو حوصلے سے کام لینے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

((سَارِعُوا اِلَی الْحُورِ الْعِینِ، وَ جِوَارِ رَبِّکُمْ عَزَّ وَجَلَّ فِی جَنَّاتِ النَّعِیمِ، مَا اَنْتُمْ اِلَی رَبِّکُمْ فِی مَوْطِنٍ بِاَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْکُمْ فِی مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلاَّ وَاِنَّ لِلصَّابِرِینَ فَضْلَهُمْ)) ①

''نعمتوں بھری جنتوں میں اپنے رب کے پڑوس میں جانے اور حوروں کی نعمت سے مستفیض ہونے کے لیے جلدی آگے بڑھو۔ تمھیں اپنے رب کے پاس پہنچنے کے لیے اس سے بہتر موقع پھر نہیں ملے گا۔ یاد رکھو! صبر کرنے والوں کو فضل وشرف سے نوازا جاتا ہے۔''

۳۲ ہجری میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سرزمین خزر کے شہر بلنجر کو فتح کرنے میں حصہ لیا۔ لشکر اسلام کی قیادت عبدالرحمن ابی ربیعہ کے ہاتھ میں تھی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس لشکر میں ایک مجاہد کی حیثیت سے شریک تھے۔ بلنجر شہر کے محاصرہ کے دوران لشکر اسلام کے سالار عبدالرحمن بن ابی ربیعہ شہید ہو گئے، جس کی وجہ سے لشکر اسلام پیش قدمی کرنے سے رک گیا اور لشکر اسلام کی قیادت سلیمان بن ابی ربیعہ نے سنبھال لی۔ انھوں نے لشکر اسلام کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، اس کا ایک حصہ بحر قزوین کی مشرقی جانب آگے بڑھا اور اس کے ساتھ سرزمین شام کا لشکر اور کوفہ کا لشکر آ ملا، ان مجاہدین میں سیدنا سلمان فارسی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی تھے۔ ②

لشکر اسلام کا دوسرا حصہ بحر قزدین کی مغربی جانب آگے بڑھا، اس لشکر میں سلیمان بن ابی ربیعہ اور عبدالرحمن بن ابی ربیعہ کے دونوں لشکر شامل تھے۔ ③

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تاریخ کے اوراق میں ہمیں ایک پیش

---

① البدایة والنهایة (۷/ ۹)

② الحرب الاسلامی (۱/ ۴۱۵)

③ الحرب الاسلامی (۱/ ۴۱۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدمی کرنے والے شہسوار، بہادر جنگجو، واعظ اور محدث کے روپ میں دکھائی دیتے ہیں۔ انھوں نے ہر پہلو سے ایک بھرپور زندگی بسر کی۔ اور ہر شعبہ زندگی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ ہر جگہ لوگوں کو تعلیم سے آراستہ کیا، اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہو گئے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ادبی اور شعری ذوق

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ و ارفع ادبی ذوق رکھتے تھے۔ ان کے اقوال زریں ادب کے حسن و جمال اور خوشبو سے آراستہ ہوتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ خوبصورت ادبی ذوق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی اور تعلیم و تربیت سے حاصل ہوا تھا۔ نبی رحمت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا سے بڑھ کر فصیح و بلیغ تھے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عمدہ اشعار کو ردی قسم کے اشعار سے الگ کر دیا کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے سنے ہوئے کسی شعر کو ازبر کر لیا کرتے تھے۔

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے مشہور شاعر لبید نے کس قدر عمدہ سچی بات کہی ہے، وہ کہتا ہے:

((اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ)) ①

''خبردار اللہ کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کبھی کبھار خود بھی شعر گنگنانے لگتے اور اس کے مفہوم سے لطف اندوز ہوتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے کے لیے گھر سے روانہ ہوا تو راستے میں میں نے یہ شعر پڑھا:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُوْلِهَا وَ عَنَائِهَا
عَلٰى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتْ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا خبیب بن عدی انصاری کو تختہ دار پر لٹکانے کی داستان اس خوش اسلوبی سے بیان کی کہ اس کے انداز بیان سے ادبی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔

① صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاهلیة، ح: ۳۸۴۲۔ مسلم، کتاب الشعر، باب فی انشاء الاشعار، ح: ۲۲۵۶۔ مسند احمد (۲/ ۲۴۸)

② صحیح بخاری، کتاب العتق، باب اذا قال لعبده هو الله.... ح: ۲۵۳۱۔ مسند احمد (۲/ ۲۸۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا یہ کہ جلیل القدر صحابی سیدنا خبیب بن عدی بن عامر انصاری کو نبی کریم ﷺ نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک اہم مشن پر روانہ کیا اور عاصم بن ثابت انصاری کو ان کا امیر مقرر کیا۔ جب یہ قافلہ الرجیع مقام پر پہنچا تو بنولحیان نے ان پر اچانک حملہ کر دیا، انھوں نے سیدنا خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ کو گرفتار کر لیا اور باقی تمام کو قتل کر دیا۔

ان دونوں کو مکہ لے جا کر بیچ دیا۔ اہل مکہ نے دونوں کو تنعیم مقام پر پھانسی دے دی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو قیدی بنا کر حارث بن عامر کی ایک بیٹی کے گھر لوہے کے پنجرے میں بند کر رکھا تھا۔

یاد رہے کہ حارث بن عامر کو سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں قتل کر دیا تھا، اب سیدنا خبیب اس کی بیٹی کے گھر میں گرفتار تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس مقام پر سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حارث کی بیٹی سے استرا طلب کیا، اس نے استرا مہیا کر دیا اور وہ اپنے گھریلو کام میں مصروف ہوگئی۔ اس کا چھوٹا بیٹا کھیلتا ہوا اس پنجرے میں داخل ہوگیا اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے بچے کو اٹھا کر اپنی گود میں بٹھا لیا۔

حارث بن عامر کی بیٹی نے جب یہ منظر دیکھا کہ اس کا لاڈلا بیٹا پنجرے کے اندر سیدنا خبیب کی گود میں بیٹھا ہے اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں استرا ہے تو وہ خوف کے مارے کانپنے لگی۔ اس نے محسوس کیا کہ اب میرے بیٹے کی خیر نہیں۔ جب سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے عورت کو گھبراہٹ کی حالت میں دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا تمھارا خیال ہے کہ میں تیرے بیٹے کو قتل کر دوں گا؟ میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا، میں رحمۃ اللعالمین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کا غلام ہوں، انھوں نے ہمیں اس طرح کے ظلم سے منع کیا ہے۔ آپ مطمئن رہیں آپ کا بیٹا محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

وہ عورت کہتی ہے کہ بخدا میں نے خبیب سے بڑھ کر کوئی بہتر اور ہمدرد قیدی آج تک نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! میں نے یہ حیرت انگیز منظر بھی دیکھا کہ خبیب بن عدی کے ہاتھ میں انگوروں کا خوشہ تھا اور وہ انگور کھا رہے تھے، حالانکہ وہ پنجرے میں بند تھے اور مکہ معظمہ میں ان دنوں یہ پھل بھی موجود نہیں تھا۔ وہ کہتی ہیں کہ یقیناً یہ پھل اللہ تعالیٰ نے خبیب کے پاس بھیجا تھا۔ جب مشرکین مکہ سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ سے مقام تنعیم کی طرف لے جا رہے تھے تو سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ نے انھیں کہا: اگر ہو سکے تو تم مجھے دو رکعت پڑھ لینے دو انھوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز پڑھنے کی اجازت دے دی۔ انھوں نے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کی، وہ دو رکعتیں ایسی حسین اور ایسی کامل تھیں کہ کیا کہنے، سلام پھیرنے کے بعد انھوں نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر مجھے اندیشہ نہ ہوتا کہ تمہارے دل میں یہ خیال آئے گا کہ میں موت کے ڈر کی وجہ سے لمبی نماز پڑھ رہا ہوں تو مجھے نماز میں اس قدر لطف آ رہا تھا کہ جی چاہتا تھا کہ زیادہ سے زیادہ لمبی نماز پڑھوں اور ساتھ ہی انھوں نے یہ کہا: الٰہی! ان لوگوں کو شمار کر لے، ان کو تباہ و برباد کر دے اور ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔

پھر سیدنا خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ نے یہ اشعار پڑھے:

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِیْ
وَ ذَالِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاءُ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شَلْوٍ مُمَزَّعٖ

''جب مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جائے گا۔ تو مجھے کوئی پروا نہیں کہ میں کس پہلو کے بل گرتا ہوں، میرا گرنا اللہ کے لیے ہوگا۔''

''میرا یہ انجام معبود حقیقی کی ذات کے لیے ہے، اگر وہ چاہے تو جسم کے بکھرے ہوئے ٹکڑوں میں برکت ڈال دے۔''

پھر ابو سرعہ عقبہ بن حارث نے آگے بڑھ کر سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

اس طرح سیدنا خبیب نے ہر اس شخص کے لیے نماز پڑھنے کا عندیہ دیا جسے باندھ کر قتل کیا جائے۔①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جھیش بن اویس نخعی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا قصہ نہایت ہی عمدہ اور ادیبانہ انداز میں بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جھیش بن اویس نخعی مسلمان ہو کر الصادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی غرض سے مدینہ منورہ آئے اور آپ کے پاس پہنچ کر یہ اشعار پڑھے:

---

① صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب هل یستأسر الرجل..... ح: ۳۰۴۵۔ مسند احمد (۲/ ۲۹۴۔۳۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ اَلَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّكَ صَادِقٌ
فَبُوْرِكْتَ مَهْدِيًا وَبُوْرِكْتَ هَادِيًا
۲۔ شَرَعْتَ لَنَا دِيْنَ الْحَنِفِيَّةِ بَعْدَمَا
عَبَدْنَا كَاَمْثَالِ الْحَمِيْرِ طَوَاغِيًا
۳۔ فَيَاخَيْرَ مَدْعُوْ اَوْ يَا خَيْرَ مُرْسَلٍ
مِنَ الْاِنْسِ بَلْ وَالْجَانْ لَبَّيْكَ دَاعِيًا
۴۔ اَتَيْتَ بِبُرْهَانٍ مِنَ الْاَمْرِ وَاضِحٍ
فَاَصْبَحْتَ فِيْنَا صَادِقَ الْوَعْدِ زَاكِيًا ①

۱۔ یا رسول اللہ! آپ سچے ہیں، آپ بحیثیت ہدایت یافتہ اور ہادی ہونے کے بابرکت ہیں۔

۲۔ آپ نے ہمارے دین حنیف کو مشروع کیا، جبکہ ہم پہلے گدھوں کی مانند طاغوت کے پجاری تھے۔

۳۔ اے تمام انسانوں اور جنات میں سب سے بڑھ کر بہتر رسول مقبول! ہم آپ کی دعوت پر لبیک کہتے ہیں۔

۴۔ آپ واضح برہان لے کر آئے، آپ ہم میں سے وعدے کے سچے اور پاکیزہ ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''اصابہ'' میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہیش بن اویس نخعی اور اس کی قوم کے حق میں یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِي النَّخْعِ)) ②

''الٰہی! نخع قوم کے لیے برکت عطا کر۔''

آپ ﷺ کبھی کبھار ترنم سے اشعار پڑھ لیا کرتے تھے، عمرو بن صہبا بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا، آپ زمین پر لیٹے ہوئے تھے، ایک کپڑا سر کے نیچے رکھا ہوا تھا اور ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا تھا اور یہ اشعار ترنم سے پڑھ رہے تھے:

---

① منح المدح لابن سید الناس (ص:۶۸) اسد الغابة (۱/ ۱۹۷)

② الاصابة (۱/ ۲۵۶۔۲۵۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كَمَا رَأَيْتُكَ لِي مُحِبًّا
وَإِلَيَّ حِينَ أَغِيبُ صَبًّا
أَعْرَضْتُ لَا لِمَلَامَةٍ
حَدَّثْتَ وَلَا اسْتَحْدَثْتَ ذَنْبًا
إِلَّا لِقَوْلِ نَبِيِّنَا
زُورُوا عَنِ الْأَيَّامِ غِبًّا
وَلِقَوْلِهِ مَنْ زَارَ غِبًّا
مِنْكُمْ يَزْدَادُ حُبًّا ①

صحیح مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ مسجد میں اشعار پڑھ رہے تھے تو انھوں نے ان کی طرف غور سے دیکھا تو حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

((أَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ))

”میری طرف سے جواب دو، الٰہی! اس کی روح القدس، یعنی جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ مدد فرما۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں نے یہ سنا ہے۔ ②

سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ انصار میں سے ایک بلند پایہ شاعر صحابی تھے۔ انھوں نے ۱۲۰ سال کی عمر پائی۔ آپ کے والد، دادا اور پردادا میں سے ہر ایک کی عمر ۱۲۰ سال ہوئی۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے، انھوں نے سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اپنے بارے میں گواہی لیتے ہوئے سنا، وہ انھیں کہہ رہے تھے کہ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے بارے میں فرماتے ہوئے

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۴)

② صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ، ح: ۳۲۱۲۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۸۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنا ہے کہ اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جواب دو اور ساتھ ہی آپ نے میرے حق میں یہ دعا بھی کی تھی:

((اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ))

''الٰہی اس کی روح قدس یعنی جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تائید فرما۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں! میں نے یہ سنا ہے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نامور شعراء کے ساتھ بھی ادیبانہ انداز میں نصیحت آموز گفتگو کی جس کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے اور جو ادب سے دلچسپی رکھنے والے طلباء کو محظوظ کرتا ہے۔ ایک دفعہ مشہور و معروف شاعر عجاج سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا، اس کا اصل نام عبداللہ بن رؤبہ اور اس کی کنیت ابوشعثاء تھی۔ شعثاء اس کی بیٹی کا نام تھا۔ یہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا اور اس نے آپ سے احادیث بھی سنیں۔ ②

عجاج کہتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو؟

میں نے کہا کہ میں عراق کا باشندہ ہوں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے نصیحت آموز انداز میں فرمایا کہ عنقریب تیرے پاس شام کے رہنے والے کچھ ایسے لوگ آئیں گے جن کا رنگ ڈب کھڑبہ ہوگا۔ وہ تجھ سے صدقہ و خیرات لیں گے، جب وہ تجھ سے مطالبہ کریں تو تم ان کا مطالبہ پورا کر دینا اور انھیں برا بھلا نہ کہنا، اگر تو نے انھیں گالی دی تو تیرا اجر و ثواب جاتا رہے گا، صدقے کا مال وہ لے جائیں گے۔ اگر تو نے اس موقع پر صبر کا مظاہرہ کیا تو قیامت کے دن تیرے اعمال کی میزان میں تیرا یہ نیک عمل بھی ہوگا۔ ③

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عمدہ اشعار کو پسند کرتے اور عمدہ اشعار کبھی کبھار خود بھی گنگناتے۔ عجاج جب مسجد میں اشعار کہتے تو غور سے سنتے، اگر کوئی شعر غیر مناسب ہوتا تو اس کی اصلاح فرما دیتے اور اگر اشعار اچھے مفہوم پر مشتمل ہوتے تو خوشی کا اظہار کرتے اور ان کی حوصلہ

---

① صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب الشعر في المسجد، ح: ۴۵۳۔ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب فضائل حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ، ح: ۱۵۲/ ۲۴۸۵

② الشعر والشعراء لابن قتيبة (۲/ ۵۹۱۔۵۹۳)

③ الشعر والشعراء (۲/ ۵۹۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افزائی کرتے۔

کبھی عجاج اشعار کہنے سے پہلے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو سناتے، اگر آپ انھیں درست قرار دیتے تو پھر باآواز بلند مسجد میں لوگوں کو سناتے۔ ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی آپ بیتی کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان کرتے، ان کے بیان کرنے کا انداز نہایت پرلطف ہوتا اور ادب کی چاشنی سے لبریز ہوتا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے دیکھا سخاوت کے دھنی سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جا رہے ہیں، میں بھی ان کے پیچھے ہو لیا، جب وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچے تو انھوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور مجھے دیکھ خوش ہوئے، اندر آنے کا کہا تو میں گھر میں داخل ہوا۔ گھر میں ایک برتن چھت کے ساتھ لٹکتی ہوئی رسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا جو گھی کے لیے مخصوص تھا، اسے اتارا اور میرے سامنے رکھ دیا۔ گھی صرف اس کے کناروں میں لگا ہوا تھا۔ سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے برتن کو میرے سامنے رکھ کر توڑ دیا تاکہ میں اس سے آسانی کے ساتھ گھی لے سکوں اور کچھ اپنی بھوک کا مداویٰ کر سکوں۔ میں تو برتن کے کناروں کے ساتھ لگے ہوئے گھی سے لطف اندوز ہونے لگا لیکن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ یہ شعر پڑھنے لگے:

مَا كَلَّفَ اللّٰهُ نَفْسًا فَوْقَ طَاقَتِهَا
وَ لَا تَجُوْدُ يَدٌ إِلَّا بِمَا تَجِدُ

''اللہ تعالیٰ نے کسی بھی شخص کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں ٹھہرایا، ہاتھ اسی چیز کی سخاوت کرتا ہے جو اسے میسر ہوتی ہے۔'' ②

ادیب، دانشور

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت علم سے مالا مال تھی۔ معرفت اور فہم وفراست سے آپ خوب آراستہ تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انھیں فضل وشرف، فہم وفراست اور علم وادب میں مہارت سے آراستہ کیا تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب گفتگو فرماتے تو ان کی گفتگو ادب اور حکمت ودانائی سے آراستہ

① العقد الفرید (۵/ ۲۸۸)

② العقد الفرید (۱/ ۲۳۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کوئی قصہ بیان کرتے تو وہ نہایت نصیحت آموز اور بامقصد ہوتا تھا۔

جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کوئی سوال کیا جاتا تو سوال کا جواب ایک ادیب اور دانشور کی طرح دیتے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی کوئی بات کرتے وہ بات ادب، لطافت، حکمت اور دانائی کا گلدستہ ہوتی۔

آپ اپنی ناصحانہ اور ادیبانہ گفتگو میں ان عمدہ اور شائستہ خیالات کا اظہار کرتے جو آپ نے مدرسہ نبویہ سے حاصل کیے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حکمت ودانائی کی جو باتیں کبار اور نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنتے انھیں اپنے ذہن میں محفوظ کر لیتے اور ضرورت کے وقت ان حکمت ودانائی سے آراستہ باتوں کا اظہار کرتے۔ ابوحیان توحیدی، ایک ادب پارہ بیان کرتے ہیں جسے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے زرخیز ذہن نے محفوظ کر رکھا تھا۔ وہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو منبر پر چڑھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرنے کے بعد کہا:

لوگو! میں نے ایمان کی طرف نگاہ دوڑائی تو مجھے محسوس ہوا کہ مجھ پر چار کاموں کو سرانجام دینا فرض ہے۔ یہ سنتے ہی سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما نے کھڑے ہو کر کہا: اے امیر المومنین! وہ چار کام کون سے ہیں؟

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

① پہلا کام میرے ذمے یہ ہے کہ میں مال جمع کرنے کے حوالے سے اللہ کا تقویٰ اختیار کروں اور حلال ذرائع سے مال اکٹھا کروں۔ جب میں حلال ذرائع کو اختیار کروں گا تو پاکدامن رہوں گا۔ میری پاکدامنی کی علامت یہ ہوگی کہ میں اپنا مال اصل جگہ پر خرچ کروں، یہاں تک کہ میرے پاس اور میرے اہل وعیال کے پاس کوئی درہم ودینار باقی نہ رہے۔

② دوسرا کام میرے ذمے یہ ہے کہ میں مہاجرین کے حقوق کو پہچانوں اور انھیں ان کے گھروں میں آباد کروں۔

③ تیسرا کام میرے ذمے یہ ہے کہ جن انصار نے مہاجرین کی مدد کی اور ان کو جگہ دی، میں ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کو یاد کروں۔ ان میں سے جو اچھے ہیں انھیں خوش آمدید کہوں اور جو بھلے نہیں ہیں ان سے درگزر کروں اور جب تک وہ اپنے گھروں میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروکش نہ ہو جائیں میں ان کی کفالت اپنے ذمے لوں۔

④ چوتھا کام میرے ذمے یہ ہے کہ میں ذمیوں کے ساتھ کیا گیا وعدہ پورا کروں اور انھیں ان کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہ دوں نیز ان کا دفاع کروں۔

اگر میں یہ فرائض سرانجام دے سکوں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں سرخرو ہو سکتا ہوں۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایک ایسا واقعہ بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رحمت پر دلالت کرتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناصحانہ گفتگو کی جسے سن کر گھر میں موجود سب لوگ رونے لگے لیکن گھر کے ایک کونے میں ایک شخص کی آنکھوں سے آنسو اس کے دونوں رخساروں پر بہہ رہے تھے۔ بظاہر منہ سے رونے کی آواز نہیں آ رہی تھی۔

اس دوران جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے کہا: یا محمد! اس رونے والے نے اپنے آنسوؤں سے جہنم کے شعلوں کو بجھا دیا ہے۔ ②

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں اور لطافت بھری عطر بیز حکمت و دانائی کی باتیں یوں محسوس ہوتیں جیسے موتی جھڑ رہے ہیں۔ آپ قاضی کی صفات کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں۔

((لَا يَنْبَغِيْ لِلْقَاضِيْ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ عَالِمًا فَهِيْمًا صَارِمًا)) ③

"قاضی کے لیے ضروری ہے کہ وہ عالم، سمجھدار اور دوٹوک انداز میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت سے آراستہ ہو۔"

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی رائے تھی کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قاضی کی تمام شروط اور اوصاف سے آراستہ ہیں، لہٰذا ان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ))

"اہل مدینہ میں سب سے بڑھ کر فیصلہ دینے والے سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔" ④

---

① البصائر والذخائر (۶/ ۱۳۹۔۱۴۰)

② البصائر و الذخائر (۳/ ۲۰) کتب حدیث میں مجھے یہ روایت نہیں ملی۔ واللہ اعلم (کاشف)

③ اخبار القضاۃ (۱/ ۷۹)

④ اخبار القضاۃ (۱/ ۹۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ حکمران کی اطاعت اور اس کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنا چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ (النساء: ۴/ ۵۹)

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرو۔''

اس حوالے سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اُمِرْنَا بِطَاعَةِ الائِمَّةِ وَ طَاعَتُهُمْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَعِصْیَانُهُمْ مِنْ عِصْیَانِ اللّٰهِ)) ①

''ہمیں حکمرانوں کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے ضمن میں ہے اور ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی کے ضمن میں ہے۔''

ایک جگہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والیوں، قاضیوں اور حکمرانوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ اِمْرِیءٍ یُؤَمَّرُ عَلَی عَشْرَةٍ اِلَّا جِیْءَ بِهٖ مَغْلُوْلًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَنْجَاهُ عَمَلُهُ اَوْ اَهْلَكَهُ)) ②

''جس شخص کو بھی دس آدمیوں پر امیر مقرر کیا گیا اسے قیامت کے دن اس حالت میں لایا جائے گا کہ اس کے گلے میں طوق ہو گا اس کا عمل اسے نجات دلائے گا یا اسے ہلاک کرے گا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی تربیت کے حوالے سے آراء انتہائی اعلیٰ وارفع اور عمدہ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل تھا کہ وہ شیوخ، بوڑھوں، جوانوں اور نوخیز کو سلام کہا کرتے تھے۔ قرآن وحدیث کا علم سیکھتے جہاں سے بھی ملتا، یہ ان کی تربیت کا حصہ تھا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بعض اقوال زریں ایسے بھی ارشاد فرمائے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی جغرافیے کے علم پر بھی نظر تھی۔ بعض ادبی کتابوں میں ان کا یہ فرمان منقول ہے:

① العقد الفرید (۱/ ۹)

② سراج الملوک طرطوسی (۱۳۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((مُثِّلَتِ الدُّنْیَا عَلٰی طَائِرٍ فَالْبَصْرَۃُ وَ مِصْرُ الْجَنَاحَانِ، وَالشَّامُ وَالْجَزِیْرَۃُ الْجُؤْجُؤُ، اَلصَّدْرُ، وَالْیَمَنُ الذَّنَبُ)) ①

''دنیا پرندے کی شکل میں بنائی گئی ہے، بصرہ اور مصر دو پر ہیں شام اور جزیرہ نمائے عرب سینہ ہے اور یمن دم ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بعض اقوال زریں نہایت ہی مختصر انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔

ان سے ایک دفعہ مروت کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب میں ارشاد فرمایا:

((اَلْمَرُوْءَۃُ تَقْوَی اللّٰہِ وَ تَفَقُّدُ الضَّیْعَۃِ)) ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فضول گفتگو کی مذمت نہایت ہی عمدہ انداز میں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((لَا خَیْرَ فِیْ فُضُوْلِ الْکَلَامِ)) ③

''فضول گفتگو میں کوئی بہتری نہیں۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ یہ طرز عمل رہا ہے کہ وہ فضول گفتگو سے اجتناب کرتے اور فرماتے: فضول کلام کو چھوڑنا عقل مندی کی علامت ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ طلب رزق کے بارہ میں نہایت خوبصورت بات کہتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: جب کوئی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے رزق کا مطالبہ کرے تو اس کی نظر اس بات پر ہونی چاہیے کہ وہ کس قسم کا رزق مانگتا ہے۔ حلال وحرام کی تمیز اس کے پیش نظر رہنی چاہیے، وہ جب اللہ تعالیٰ سے رزق کی التجا کرے تو اس طرح دعا مانگے:

((اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَ لَا یَضُرُّنِیْ)) ④

''الٰہی مجھے ایسا رزق دے جو مجھے فائدہ دے اور وہ مجھے نقصان نہ دے۔''

محبت اور نفرت کے حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ایسی حکمت بھری بات ارشاد فرماتے

---

① البصائر و الذخائر (۳/ ۱۴۵)

② العقد الفرید (۲/ ۲۹۴)

③ بهجة المجالس (۱/ ۶۰)

④ بهجة المجالس (۱/ ۱۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے اپنی زندگی زاہدانہ انداز میں بسر کی، وہ فرماتے ہیں:

((كَرِهَ النَّاسُ ثَلَاثًا وَاَحْبَبْتُهُنَّ كَرِهُوا الْمَرَضَ وَاَحْبَبْتُهُ وَكَرِهُوا الْفَقْرَ وَاَحْبَبْتُهُ وَ كَرِهُوا الْمَوْتَ وَاَحْبَبْتُهُ)) ①

''لوگوں نے تین چیزوں کو ناپسند کیا اور میں نے انھیں پسند کیا، لوگوں نے بیماری کو پسند کیا اور میں نے اسے پسند کیا، لوگوں نے مفلسی کو ناپسند کیا اور میں نے اسے پسند کیا، لوگوں نے موت کو ناپسند کیا میں نے اسے پسند کیا۔''

تربیت کے حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسی حکمت بھری بات کی جو نوجوانوں اور نوخیز بچوں کی تربیت کے لیے نہایت مفید ہے۔ وہ اس طرح کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک آدمی کے پیچھے باادب انداز میں چل رہا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کون ہے جس کے پیچھے تم باادب انداز میں چل رہے ہو! اس نے بتایا: یہ میرے والد محترم ہیں۔ اس موقع پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَدْعُهُ بِاسْمِهٖ وَلَا تَجْلِسْ قَبْلَهُ وَلَا تَمْشِ اَمَامَهُ)) ②

''اس کو اس کا نام لے کر نہ بلانا، کبھی اس سے پہلے نہ بیٹھنا اور نہ اس کے آگے چلنا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حمام کو ناپسند کرتے تھے، جبکہ بعض سلف حمام میں جانے میں کوئی مضائقہ خیال نہیں کرتے تھے، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

((بِئْسَ الْبَيْتُ الْحَمَّامُ، يُكْشَفُ الْعَوْرَةُ وَيَذْهَبُ الْحَيَاءُ)) ③

''حمام ایک بری جگہ ہے، جہاں پردہ منکشف ہوتا ہے اور حیا کا خاتمہ ہوتا ہے۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اکہرے جسم کے تھے اور موٹاپے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ جب کبھی ان کی نظر موٹے شخص پر پڑتی تو اس کے حق میں دعا کرتے، ایسے موقع پر ان کی دعا یہ ہوتی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَ لَهُ وَ اَرِحْنَا مِنْهُ))

---

① العقد الفرید (۳/ ۱۹۶)

② بهجة المجالس (۲/ ۷۶۲)

③ بهجة المجالس (۳/ ۹۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''الٰہی ہمیں اور اسے بخش دے اور اس سے ہمیں آرام دینا۔'' ①

ان کا انداز گفتگو نہایت شگفتہ ہوتا، اس کی مثال کچھ اس طرح ہے۔ سعید مقبری سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا تھا، میں اپنے والد کے پاس آیا اور ان کے پاس روٹی اور گوشت کو دیکھا تو میں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا، میں بھول گیا تھا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے اسے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ نے تجھے کھلایا ہے بھول کر کھا لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ اس نے کہا اس کے بعد میں اپنے ایک دوست کے ہاں گیا اس کے پاس ایک دودھ دینے والی بکری تھی، میں نے اس کا دودھ خوب سیر ہو کر پیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ تو اللہ تعالیٰ نے تجھے پلایا ہے بھول کر کچھ پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ وہ کہنے لگا کہ اس کے بعد میں اپنے گھر گیا اور وہاں جا کر سو گیا۔ جب میں نیند سے بیدار ہوا تو میں نے پانی طلب کیا خوب سیر ہو کر پیا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر مسکراتے ہوئے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ تم روزہ رکھنے کے عادی نہیں ہو، اسی لیے اس قدر بھولتے ہو۔ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک دن اپنے ساتھیوں سے تفنن طبع کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: کیا میں تمہیں ٹھنڈی غنیمت کے بارے میں نہ بتاؤں؟

ساتھیوں نے کہا: اے ابوہریرہ! وہ ٹھنڈی غنیمت کیا ہے؟

انھوں نے فرمایا: موسم سرما میں روزہ رکھنا ٹھنڈی غنیمت ہے۔ ③

اپنے نفس کا مراقبہ کرنے اور دوسروں کے عیوب نظر انداز کرنے کے حوالے سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نہایت دلچسپ ارشاد فرماتے ہیں:

((يُبْصِرُ أَحَدُكُمُ الْقُذَاةَ فِي عَيْنِ أَخِيهِ وَيَنْسَى الْجِذْعَ أَصْلَ الشَّجَرَةِ فِي عَيْنِ نَفْسِهِ)) ④

''تم میں سے ہر ایک کو اپنے بھائی کی آنکھ کا تنکا تو دکھائی دیتا ہے، لیکن اپنی آنکھ کا

---

① بهجة المجالس (۲/ ۷۳۴)۔ العقد الفريد (۲/ ۲۹۶)

② مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۲۰۲) البدايه والنهايه (۸/ ۱۱۳)۔الاصابه (۴/ ۲۰۷)

③ حلية الاولياء (۱/ ۳۸۱)

④ الادب المفرد (۵۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔"

فاجر و فاسق جو مال و دولت میں زندگی بسر کرتا ہے اس پر رشک نہ کرو کیونکہ اس کا انجام بہت برا اور عبرتناک ہوتا ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس حوالے سے نہایت حکمت و دانائی کی بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَا تَغْبِطَنَّ فَاجِرًا بِنِعْمَتِهِ فَإِنَّ مِنْ وَّرَائِهِ طَالِبًا حَثِيثًا يَطْلُبُهُ))

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش نظر رہنا چاہیے۔

﴿كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا﴾ (الاسراء: ۱۷/ ۹۷) ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ علم کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

انھوں نے حصول علم کے سلسلے میں حکمت بھری بات کہی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں علم کے ساتھ بہت گہرا لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ ابوسلمہ کہتے کہ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

((بَابٌ مِنَ الْعِلْمِ نَتَعَلَّمُ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ اَلْفِ رَكْعَةِ تَطَوُّعًا۔ وَ بَابٌ مِنَ الْعِلْمِ نُعَلِّمُهُ عَمِلْنَا بِهِ اَوْ لَمْ نَعْمَلْ بِهِ اَحَبُّ اِلَيْنَا مِنْ مِائَةِ رَكْعَةِ تَطَوُّعًا۔ وَ قَالَا سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ اِذَا جَآءَ طَالِبَ الْعِلْمِ الْمَوْتُ وَ هُوَ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالِ مَاتَ وَ هُوَ شَهِيْدٌ)) ②

"علم کا باب جسے ہم سیکھتے ہیں ہمیں ہزار رکعت نوافل سے زیادہ محبوب ہے اور علم کا ایک باب جس کی ہم تعلیم دیتے ہیں، اس پر عمل کریں یا نہ کریں ہمیں ایک سو رکعت نوافل سے زیادہ محبوب ہے۔ دونوں صحابہ نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے ہیں جب کسی طالب علم کو اس وقت موت آ جائے جب وہ علم حاصل کرتا ہے تو وہ شہید ہے۔"

سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((كَانَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ مِنْ اَحْسَنِ الْقَوْمِ كَلَامًا))

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۰)

② المعرفہ و التاریخ (۳/ ۳۹۰) ۔تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سیدنا ابوہریرہ ؓ سب لوگوں سے بڑھ کر عمدہ گفتگو کرنے والے تھے۔" ①

سیدنا ابوہریرہ ؓ شیرینی اور لطافت سے آراستہ حکمت و دانائی کی بات بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ اَحَدٍ مِنَ النَّاسِ یُھْدِیْ اِلَیَّ بِھَدِیَّۃٍ اِلَّا قَبِلْتُھَا فَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ فَاِنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَسْاَلُ)) ②

"لوگوں میں سے کوئی ایک مجھے تحفہ دے تو میں اسے قبول کر لیتا ہوں، البتہ میں کسی سے کچھ مانگتا نہیں۔"

سیدنا ابوہریرہ ؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک درہم جو پسینہ بہا کر کمایا جاتا ہے، اس درہم کا اللہ کی راہ میں خرچ کرنا مجھے اس ایک لاکھ درہم سے زیادہ محبوب لگتا ہے جو بغیر پسینہ بہائے دستیاب ہوتا ہے۔ ③

سیدنا ابوہریرہ ؓ مسواک کی افادیت کو اجاگر کرنے کے لیے فرماتے ہیں:

((اَلسِّوَاكُ بَعْدَ الطَّعَامِ یُزِیْلُ وَقَرَ الطَّعَامِ)) ④

"کھانے کے بعد مسواک بسیار خوری کے مضر اثرات کو زائل کر دیتی ہے۔"

لوگوں کے درمیان محبت اور یگانگت کی فضا پیدا کرنے کے لیے سیدنا ابوہریرہ ؓ تعلیم و تربیت دینے اور نصیحت کرنے کی غرض سے فرماتے ہیں:

((مَنْ لَقِیَ اَخَاہُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ وَ اِنْ حَالَتْ بَیْنَھُمَا شَجَرَۃٌ اَوْ حَائِطٌ ثُمَّ لَقِیَهُ فَلْیُسَلِّمْ عَلَیْهِ)) ⑤

"جو اپنے بھائی سے ملے تو وہ اسے سلام کہے، اگر درخت یا دیوار حائل ہو جائے اور پھر اس سے ملے تو اسے سلام کہے۔"

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۲)

② مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۱)

③ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۱۵)

④ التذکرۃ الحمدونیه (۹/ ۸۵) الکامل لابن عدی (۳/ ۱۸۱)

⑤ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الرجل یفارق الرجل ثم یلقاہ، ح: ۵۲۰۰۔ الادب المفرد (۱۰۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جو سلام لینے میں بخل کرتا ہے وہ سب لوگوں سے بڑھ کر بخیل ہے اور جو دعا کرنے سے عاجز ہے، وہ سب لوگوں سے بڑھ کر عاجز ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ادبی ذخیرے میں سے ایک فرمان یہ بھی ہے، فرماتے ہیں:

''اگر تم چھ چیزوں کو دیکھ لو اور وہ تمھارے بس میں ہوں تو انھیں چھوڑ دو۔ میری حالت تو یہ ہے کہ اگر میں ان چیزوں کو دیکھوں تو ان کو حاصل کرنے کے بجائے موت کی تمنا کروں۔

① احمقوں کا حکمران بن جانا۔ ② حکمت و دانش کی باتوں کو بیچنا۔

③ خون کا رائیگاں بہنا۔ ④ قطع رحمی۔

⑤ کثرۃ الجلاوزہ۔ ⑥ قرآن عظیم کو موسیقی کے آلات کے ساتھ پڑھنا۔[1]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اگر کسی جنازے کو دیکھتے تو میت کے حق میں دعا کرتے۔ ایک دفعہ انھوں نے ایک معمار کو دیکھا کہ وہ کوئی عمارت بنا رہا ہے تو اسے کہا:

((تَبْنُوْنَ شَدِيْدًا وَ تَأْمَلُوْنَ بَعِيْدًا وَالْاَجَلُ قَرِيْبٌ)) [2]

''تم پختہ عمارت بناتے ہو اور دور تک امید رکھتے ہو، البتہ موت بڑی قریب ہے۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اقوال زریں نصیحت، حکمت، وصیت اور تلقین کے شہہ پارے ہیں جن سے کتابیں مزین نظر آتی ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اپنے رب سے راضی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چند واقعات اور اوصاف

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واقعات اپنے حسن و جمال سے ہر سننے والے کو ان کی شخصیت کا گرویدہ بنا دیتے ہیں اور ان واقعات کی شیرینی اور لطافت ہر ایک کے ذائقے کو مٹھاس سے لطف اندوز کر دیتی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہونے کی سعادت حاصل کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرپور استفادہ کیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے بھی فائدہ حاصل کیا۔ اسی سبب سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ نے اسلام قبول کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ صورت حال یہ تھی کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا کرتے تھے

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۵) حلیۃ الاولیاء (۱/ ۳۸۴)

② مختصر تاریخ دمشق ۲۹/ ۲۰۴

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ صاف لفظوں میں اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیتی تھیں۔ ساتھ ہی کچھ ایسی باتیں بھی کرتی جو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ناگوار گزرتیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس صورت حال سے بہت پریشان تھے، انھوں نے صادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکوہ کیا تو آپ نے اس موقع پر دعا فرمائی:

((اَللّٰھُمَّ اھْدِ اُمَّ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ))

''الٰہی! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا کر دے۔''

اس دعا کے بعد جب سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر آئے تو والدہ نے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جب یہ منظر دیکھا تو اپنی والدہ کے مسلمان ہونے کی خوشی میں بے تحاشا آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ ساتھ ہی انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی کہ یا رسول اللہ! آپ ہمارے حق میں دعا کیجیے کہ وہ اپنے مومن بندوں میں محبوب نظر بنا دیے اور تمام مومنوں کو ہم محبت کی نگاہ سے دیکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ عُبَیْدَكَ ھٰذَا وَ اُمَّه اِلَی عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ حَبِّبْ اِلَیْھِمُ الْمُؤْمِنِیْنَ))

''الٰہی اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں میں محبوب نظر بنا دے اور ان کے دلوں میں تمام مومنوں کی محبت ڈال دے۔''[1]

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ جو مومن بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتا یا ان کا نام سنتا، اس کے دل میں ان کی محبت جاگزیں ہو جاتی اور وہ بڑی چاہت سے ان کا نام لیتا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کے فرمانبردار بیٹے اور بڑے ہی کریم الطبع تھے۔ حمید بن مالک بن خثیم بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عقیق میں واقع زمین پہ ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ لوگ آئے اور ان کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حمید

---

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی ھریرۃ الدوسی وامہ رضی اللہ عنہما، ح: ۲۴۹۱۔ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۱۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کہا کہ میری امی جان کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا کہ آپ کا بیٹا سلام کہتا ہے اور یہ پیغام دیتا ہے کہ ہمیں کھانے کی کوئی چیز عنایت کر دیں تو مہربانی ہوگی۔

حمید کہتے ہیں کہ امی جان نے تین روٹیاں پلیٹ میں رکھیں اور ساتھ تھوڑا سا زیتون اور نمک میرے سر پر رکھ دیا، میں نے وہ لاکر ان کے سامنے پیش کر دیا، کھانا کھانے کے بعد سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند اللہ اکبر کہا اور ساتھ ہی یہ دعا پڑھی:

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَشْبَعَنَا مِنَ الْخُبْزِ بَعْدَ اَنْ لَّمْ یَکُنْ طَعَامُنَا اِلَّا الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرُ وَالْمَاءُ)) ①

''سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے ہمیں پیٹ بھر کر روٹی کھلائی جبکہ پہلے ہمارے پاس کھانے کے لیے صرف کھجور اور پانی ہوا کرتا تھا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک سخی اور مہمان نواز شخص تھے، ان سے بڑھ کر اور کسی شخص کو مہمان نوازی کرتے نہیں دیکھا گیا۔ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کا حد درجہ احترام و اکرام کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ انتہائی حسن سلوک سے پیش آتے۔ ان کا معمول یہ تھا کہ صبح کے وقت صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور نہایت ادب سے سلام پیش کرتے ہوئے کہتے: ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اُمَّتَاهُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهُ۔''

''آپ نے بچپن میں میری نہایت ہمدردی کے ساتھ تربیت کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔''

والدہ بھی محبت اور شفقت بھرے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہتیں: بیٹا تو نے بھی تو میرے ساتھ حسن سلوک میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی جزائے خیر سے نوازے، سدا خوش رہو۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی اپنی والدہ کے پاس آتے اسی طرح ان کی خدمت میں سلام پیش کرتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کی وفات کے بعد حج کیا اور کبھی ان کی زندگی میں انھیں اکیلا چھوڑ کر حج پر نہیں گئے۔ ③ سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ

---

① موطا امام مالك (۲/ ۹۳۳) الادب المفرد (۵۷۲) سير اعلام النبلاء (۲/ ۶۱۰)

② سير اعلام النبلاء (۲/ ۵۹۳-۵۹۴) ③ مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۲۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شادی سیدہ بسرہ بنت غزوان کے ساتھ ہوئی۔ اس پر وہ اکثر و بیشتر اپنی زبان سے اللہ اکبر کہتے سنائی دیتے اور اس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کرتے دکھائی دیتے۔

مضارب بن حزن کہتے ہیں:

ایک دفعہ رات کے وقت میں قافلے کے ساتھ اونٹ پر محو سفر تھا۔ میں نے سنا کہ قافلے کا ایک مسافر بار بار اللہ اکبر کہہ رہا ہے، میں نے اپنا اونٹ اس کے قریب لا کر پوچھا: بھئی تم کون ہو؟ اس نے کہا میں ابو ہریرہ ہوں۔

میں نے کہا: آپ بار بار اللہ اکبر کیوں کہہ رہے ہیں؟

انھوں نے جواب دیا کہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔

میں نے پوچھا: کیوں اور کس لیے؟ اس نے بتایا کہ میں بسرہ کے ہاں مزدور تھا۔ مجھے مزدوری کی اجرت میں صرف کھانا ملتا، جب اس کے خاندان کے افراد اونٹوں پر سوار ہو کر کہیں جاتے تو میں اونٹوں کو ہانکتا اور جہاں وہ پڑاؤ کرتے تو میں افراد قافلہ کی خدمت کرتا، ان لوگوں نے میری خدمات سے خوش ہو کر اپنی بیٹی بسرہ کی شادی میرے ساتھ کر دی۔ اس کا خیال میرے اللہ نے ان کے دل میں ڈالا۔ اب وہ میری بیوی ہے تو میں اس پر اپنے اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ مجھ پر میرے اللہ کی بے شمار نعمتوں میں سے ایک یہ بھی نعمت ہے، تو میں اپنے اللہ کا شکر ادا کیوں نہ کروں۔ ①

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((كُنْتُ اَحْطِبُ لَهُمْ اِذَا نَزَلُوْا وَ اَحْدُوْا بِهِمْ اِذَا سَارُوْا فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الدِّیْنَ قِوَامًا وَ اَبَا هُرَیْرَةَ اِمَامًا)) ②

''جب وہ پڑاؤ کرتے تو میں لکڑیاں جمع کرتا اور جب رات ہوتی تو ان کی خدمت بجا لاتا، تو اس اللہ کا شکر ہے جس نے دین کے رشتے کو مضبوط اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو امام بنایا۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنی بیٹی کے ساتھ ایک دفعہ دلچسپ انداز میں تبادلہ خیال ہوا۔ بیٹی

---

① حلية الاولياء (۱/ ۳۸۰) مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۳۰۰) سير اعلام النبلاء (۲/ ۶۱۳)

② مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۲۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان سے کہا: میری سہیلیاں مجھے طعنہ دیتی ہیں کہ تیرا والد تجھے پہننے کے لیے سونے کا زیور لے کر نہیں دیتا، تو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی لاڈلی بیٹی سے کہا کہ تم اپنی سہیلیوں کو یہ جواب دو کہ میرا باپ مجھے پہننے کے لیے سونے کا زیور اس لیے نہیں دیتا کہ اسے جہنم کے شعلوں کی تپش سے ڈر لگتا ہے۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی اس کا نام ہمیں معلوم نہیں ہو سکا، لیکن ہماری معلومات کے مطابق وہ سید التابعین سیدنا سعید بن میسب رحمہ اللہ کی بیوی تھی اور سعید بن میسب رحمہ اللہ کو سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرویات کا سب لوگوں سے بڑھ کر علم تھا۔ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی عبادت گزاری، زہد و تقویٰ اور نیکی کے کاموں میں تسلسل حیرت انگیز تھا، ان کی یہ خوبیاں دیکھنے والے حیران رہ جاتے۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ابوعثمان نہدی بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاں سات دن مہمان ٹھہرا، میں ان کے معمولات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ گھر کے تین افراد تھے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان کی بیوی اور خادم۔ رات کے وقت تینوں کا معمول دیکھ کر میں بہت متاثر ہوا، انھوں نے رات کو عبادت کے لیے تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ رات کے پہلے تہائی حصے میں ایک عبادت میں مصروف رہتا ہے، پھر وہ دوسرے کو بیدار کر دیتا ہے اور وہ رات کے دوسرے تہائی حصے میں مصروف عبادت رہتا، پھر وہ تیسرے کو بیدار کر دیتا اور رات کے تیسرے حصے میں وہ عبادت میں مصروف ہو جاتا ہے اس طرح رات بھر گھر میں عبادت ہوتی رہی۔

میں نے پوچھا: اے ابوہریرہ! آپ روزہ کب رکھتے ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میں ہر مہینے کے پہلے تین دن روزہ رکھتا ہوں۔ ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بارہ ہزار کی تعداد میں روزانہ تسبیح کہتے، آپ فرمایا کرتے تھے:

((أُسَبِّحُ بِقَدْرِ دِيَتِي)) ④

''میں اپنی دیت کی مقدار میں تسبیح کہتا ہوں۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۳۰۰) ② البدایہ و النہایہ (۹/ ۹۹)

③ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۹)

④ سیر اعلام النبلاء (۲/ ۶۰۹) مختصر تاریخ دمشق (۶۷/ ۳۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((بِقَدْرِ ذَنْبِي))

کہ میں اپنے گناہوں کی مقدار کے مطابق تسبیح کرتا ہوں۔ ①

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ باقاعدگی سے جمعرات اور سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے، جب ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ میں ان دو دنوں میں روزہ اس لیے رکھتا ہوں کہ ان دو دنوں میں اعمال آسمانوں کی طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ ②

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دن میں دو دفعہ لمبی آہ بھرتے، ایک دفعہ جب صبح ہوتی تو وہ آہ بھرتے ہوئے کہتے: رات گئی اور دن آ گیا، آل فرعون کو جہنم پر پیش کر دیا گیا۔ جب شام ہوتی تو آہ بھرتے ہوئے کہتے، دن گیا رات آ گئی اور آل فرعون کو جہنم پر پیش کر دیا گیا۔ جو بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی دردبھری آہ کو سنتا تو جہنم سے پناہ مانگتا۔ ③

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ عبادت گزاری اور ذکر الٰہی کرنے کے حوالے سے سب سے زیادہ نمایاں تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں رات کو تین حصوں میں تقسیم کر لیتا ہوں۔ رات کا ایک حصہ قرآن مجید کے لیے، دوسرا حصہ سونے کے لیے اور تیسرا حصہ احادیث رسول کو یاد کرنے میں صرف کرتا ہوں۔

ان کا یہ بھی معمول تھا کہ رات کے ایک تہائی حصے میں نماز پڑھتے، دوسرے تہائی میں آپ کی بیوی نماز پڑھتی اور رات کے تیسرے تہائی حصہ میں آپ کی بیٹی نماز پڑھتی۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پوری زندگی عابد، صابر، ذاکر، شاکر، نمازی، خشیت الٰہی کے خوگر اور اپنی ذات کا محاسب ہونے کی صورت میں گزاری اور ان تمام خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ اپنے رب سے جا ملے۔

آئندہ سطور میں ہم غم ناک لمحات کا تذکرہ کریں گے۔

الوداع! سید الحفاظ الوداع

نامور و شرفا اہل تقویٰ کے حالات زندگی دلوں کی خوشگوار مہک بن جاتے ہیں، ان کے حالات زندگی دوسروں کے لیے روحانی مسرت بنتے اور اپنے بعد آنے والوں کے دلوں کے آنگن میں سعادت کی بہاروں کے پھول برسانے لگتے ہیں۔ یہ اہل تقویٰ ہر اس نفس کے لیے

① تاريخ الاسلام للذهبي (۳۵۵) ② مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۲۰۰)

③ مختصر تاريخ دمشق (۲۹/ ۲۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمونہ ہیں جوان کی اقتدا کرنے کا خواہاں اور دونوں جہانوں میں سعادت اور راحت کے خزانے لوٹنے کی دلی تمنا رکھتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نامور علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بڑے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔ آپ حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی بڑے بلند درجہ پر فائز تھے۔ اسی طرح آپ علماء صحابہ اور علماء تابعین کے نزدیک بھی جلیل القدر اور بڑے بلند مرتبہ اور نامور عالم صحابی تھے۔ اسی طرح دنیا بھر کے ان علماء، ادیبوں اور عالم لوگوں کی آنکھوں کا تارا تھے جو سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سے دلی محبت رکھتے تھے۔

ہم نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی سیرت کے ضمن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان کے حق میں بکھرنے والی کلیوں کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ اسی طرح اکابر صحابہ کرام اور سادات علماء اور آئمہ نے جو عقیدت کے پھول ان کی خدمت میں پیش کیے ان کا بھی ہم نے تذکرہ کیا۔ ہم دل کی گہرائیوں سے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ان کی والدہ کے حق میں یہ دعا کی تھی: ''الٰہی اپنے بندے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور اس کی والدہ کو اہل ایمان کا محبوب نظر بنا دے اور سب مومنوں کو ان دونوں کا محبوب نظر بنا دے۔''

سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا اور سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی سچ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے سے لے کر قیامت تک ہر مومن جو بھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام سنتا ہے، اس کے دل میں ان کی محبت جاگزیں ہو جاتی ہے، وہ نہایت محبت اور عقیدت سے ان کا نام لیتا ہے۔ ان کی تعریف کرتا اور بے ساختہ اپنی زبان سے رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے درحقیقت دنیا کو علم سے بھر دیا اور علماء کو احادیث میں مشغول کر دیا۔ ہر عالم سے اکثر و بیشتر یہی سنائی دیتا ہے کہ یہ حدیث رسول سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دراصل یہی حقیقی اور ہمیشہ کی زندگی ہے۔ انسان کے تذکرے کا باقی رہ جانا یہ دراصل اس کی دوسری زندگی ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

فَارْفَعْ لِنَفْسِكَ قَبْلَ مَوْتِكَ ذِكْرَهَا ۔۔۔ فَالذِّكْرُ لِلْاِنْسَانِ عُمْرٌ ثَانٍ

''اپنی ذات کے ذکر کو اپنی موت سے پہلے بلند کرو انسان کا تذکرہ دراصل اس کی دوسری عمر ہے۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کے دور میں خوشگوار زندگی بسر کی۔ ہر وہ شخص ان کی قدر کرتا تھا جس نے بھی ان کے ساتھ کچھ وقت گزارا، خلفائے راشدین سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا علم و عمل کا تعلق تھا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی ان کا علم و عمل کا واسطہ تھا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

((تشبثوا بِصَدُغِي مُعَاوِيَة رضی اللہ عنہ)) ①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے اور انھیں محسوس ہوا کہ اب وقت آخرت قریب آ گیا ہے تو رونے لگے، ان سے پوچھا گیا کہ آپ روتے کیوں ہیں؟

انھوں نے فرمایا: میں تمہاری اس دنیا سے جدائی کی وجہ سے نہیں روتا، میں تو اس لیے روتا ہوں کہ سفر بڑا لمبا ہے اور زادراہ بہت تھوڑا ہے۔ میں جنت اور جہنم کے بارے میں سوچ رہا ہوں، میں ذہنی طور پر اس کشمکش میں مبتلا ہوں کہ معلوم نہیں کہ میرا انجام کیا ہو گا؟ ②

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے پہلے یہ وصیت کی کہ میرے فوت ہو جانے کے بعد میرے لیے خیمہ نصب نہ کرنا:

((وَلَا تَتَّبِعُونِي بِمُجْمَرٍ))

''اور نہ میرے جنازے کے پیچھے آگ لے کر چلنا۔''

مجھے جلدی سپرد خاک کر دینا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب نیک انسان کی میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ((قَدِّمُونِي قَدِّمُونِي)) ''مجھے جلدی لے چلو مجھے جلدی لے چلو'' اور جب کسی برے شخص کی میت کو چارپائی پر رکھا جاتا ہے، تو وہ کہتا ہے ہائے افسوس! تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ ③

محمد بن عمرو کہتے ہیں کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے ان کے پاس گیا تو میں نے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اپنے گھر والوں سے کہا ہے کہ میرے فوت ہو جانے کے بعد مجھے پگڑی نہ باندھنا اور نہ ہی مجھے قمیص پہنانا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پگڑی

---

① مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۶)

② مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۶)

③ مسند احمد (۲/ ۵۰۰) سنن کبریٰ بیہقی (۴/ ۲) طبقات ابن سعد (۴/ ۳۳۸) الاصابة (۴/ ۲۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باندھی گئی تھی اور نہ قمیص پہنائی گئی تھی۔ ①

سعید مقبری بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا تھے کہ ان کی تیمارداری کے لیے مروان بن حکم ان کے پاس آیا اور کہا:

((شَفَاكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ)) ''اے ابوہریرہ! اللہ آپ کو شفا عطا کرے۔''

تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

((اَللّٰهُمَّ! اُحِبُّ لِقَائَكَ فَاَحْبِبْ لِقَائِيْ))

''الٰہی میں تجھ سے ملنے کا مشتاق ہوں، تو بھی میری ملاقات کو محبوب گردان۔''

مروان ابھی تیمارداری کر کے گئے ہی تھے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ دنیائے فانی سے کوچ کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ②

ایک روایت کچھ اس طرح ہے کہ ہم تیمارداری کر کے ابھی ان کے گھر سے روانہ ہوئے ہی تھے کہ ہمیں کسی کی آہ وزاری کی آواز سنائی دی، ہم سمجھ گئے کہ آپ کی زندگی کا چراغ گل ہوگیا ہے۔ ③ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۵۷ ہجری کے آخری دنوں ۵۹ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ④

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مدینہ منورہ میں یک دم پھیل گئی۔ مدینہ منورہ کی فضا سوگوار ہوگئی اور لوگ جنازے میں شریک ہونے کے لیے حاضر ہونے لگے۔ دو جلیل القدر عالم صحابی بھی جنازے میں شرکت کے لیے آئے ایک سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے اور دوسرے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں جنازے کے آگے جا رہے تھے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما افسردہ انداز میں محبت بھرے لہجے میں فرما رہے تھے: ''آج حافظ حدیث ہمیں داغ مفارقت دے کر جا رہا ہے۔ آپ کا مسلمانوں پر بڑا احسان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے ذخیرے کو ان کے لیے محفوظ کیا۔''

---

① معجم اوسط طبرانی (۶۳۵۱) مصنف عبدالرزاق (۶۱۸۹) طبقات ابن سعد (۴/ ۳۳۹) مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۶)

② طبقات ابن سعد (۴/ ۳۳۹) مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۶)

③ مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۷) ④ مختصر تاریخ دمشق (۲۹/ ۲۰۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے چارپائی کو قبرستان تک کندھا دیے رکھا۔ یہ اس کی محبت اور عقیدت کا اظہار تھا، اسے اچھی طرح یاد تھا کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے میرے اباجان کی بھرپور تائید کی تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے زمانہ غدر میں سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بھرپور مدد کی تھی۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات عقیق میں واقع ان کے گھر میں ہوئی، پھر انھیں اٹھا کر مدینہ منورہ لایا گیا جہاں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عتبہ نے نماز جنازہ پڑھائی، پھر انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہلو میں سپرد خاک کر دیا گیا۔[1] وہاں انھیں نہ ختم ہونے والی نعمتیں میسر آئیں گی اور ان پر رحمت کی بارش ہوتی رہے گی۔ آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کسی نے کیا خوب کہا:

بِرٌّ، تَقِیٌّ، نَقِیٌّ، فَاضِلٌ، وَرَعٌ　　جَلِیْهُ الذِّکْرُ وَالْآیَاتُ وَ السُّوَرَ
مَا زَالَ یَحْتَقِرُ الدُّنْیَا وَ زَهْرَتَهَا　　حَتّٰی تُسَاوِی لِرَبِّهِ الری ؟؟؟؟
لَافَارَقَتْ رَحْمَةَ الرَّحْمَانِ مُضْطَجَعَهُ　　وَلَا عَدَاهُ غَیْرَ الْقَطْرِ مِنْهُمْ

”نیک، متقی، صاف ستھرے، عالم فاضل، پرہیزگار، ذکر الٰہی، آیات قرآنی اور سورتیں ان کے ہم نشین رہیں۔ وہ مسلسل دنیا اور اس کی زیب و زینت حقیر جانتے رہے، یہاں تک کہ ان کے نزدیک موتی اور پتھر مساوی تھے۔ رحمان کی رحمت آپ کی آخری آرام گاہ سے جدا نہ ہوئی اور اس سے رحمت کی موسلا دھار بارش کے خوشگوار پھواریں کبھی جدا نہ ہوئیں۔“

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی درخشاں اور مبارک زندگی کے سفر کی جھلک ہم نے دیکھی اور اس سے مفید سبق حاصل کیے۔ ہمارے لیے ان کی زندگی مشعل راہ ہے، اگرچہ میں نے جو کچھ لکھا، میں ان کی پاکیزہ سیرت کو قلم بند کرنے کا حق ادا نہیں کر سکا۔

میں تو ان کے پاکیزہ حالات زندگی کے دسویں حصے کو بھی احاطہ تحریر میں نہ لا سکا، لیکن یہ ایک کوتاہ کی معمولی سی کوشش ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ ہمیں سیدنا قیامت کے دن ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اپنے عرش کے نیچے ساتھ نصیب کر دے جس دن کہ عرش کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَ آخِرًا

وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی آلِهِ وَ اَصْحَابِهِ اَجْمَعِیْنَ

---

[1] طبقات ابن سعد (۴/ ۳۳۹۔۳۴۰) البدایة والنهایة (۸/ ۱۱۴، ۱۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

7

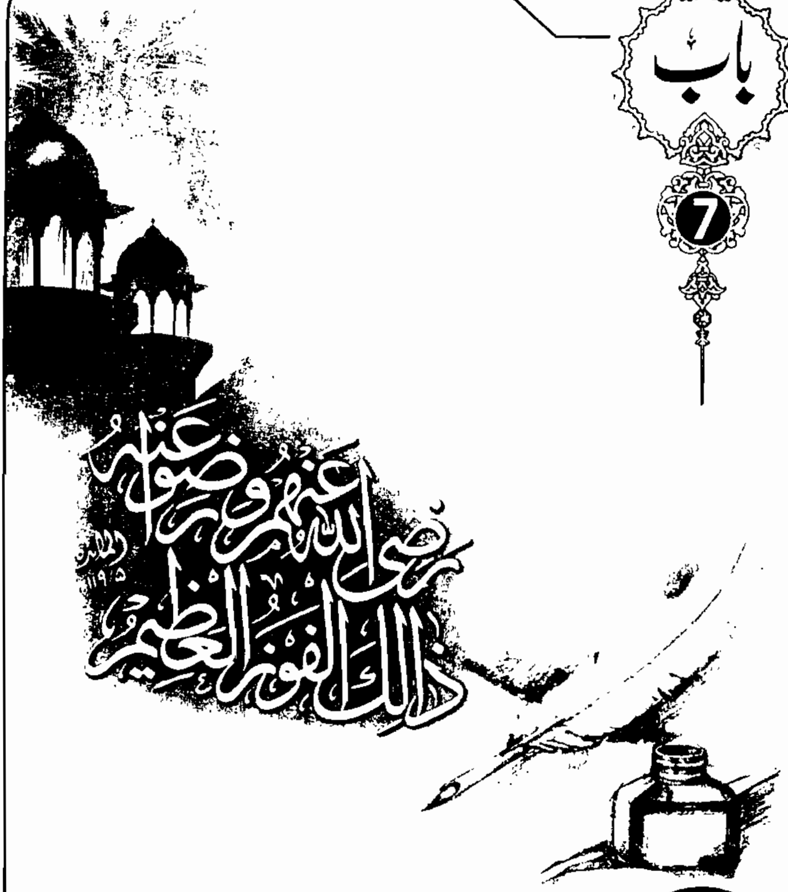

صحابہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ①

- جلیل القدر صحابی اور عظیم المرتبت صحابیہ کا فرزند جس نے دس سال نبی کریم ﷺ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا۔
- ان کے اور ان کی والدہ کے سیرت نبویہ میں بڑے روشن اور عظیم کارنامے ہیں۔
- وہ ہر لحاظ سے نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔
- وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے ہزاروں احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ انھوں نے ۱۲۲۸۶ احادیث روایت کیں۔
- وہ نامور عالم، فقیہ اور مجاہد صحابی تھے اور انھوں نے علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تاریخ میں قابل قدر کارنامے سرانجام دیے۔
- یہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نام سے جانے اور پہچانے جاتے تھے۔

---

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: الاستیعاب (۱/ ۲۰۵۔۲۰۹) الاصابۃ (۱/ ۱۱۲۔۱۱۴) مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۴۶۔۷۶) تہذیب الاسماء (۱/ ۱۳۶۔۱۳۷) طبقات ابن سعد (۷/ ۲۰۔۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبارک بچپن اور پاکیزہ اصل

ایک ایسا عظیم المرتبت شخص جس نے آفتاب رسالت کی ضوفشاں کرن کا روپ دھارا۔ وہ اس عالی شان درخت کی مانند تھا جس کی جڑیں زمین میں پیوست ہوں اور اس کی شاخیں آسمان سے محو گفتگو ہوں۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں کچھ اس انداز میں کیا گیا ہے:

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ (ابراھیم: ۱۴/ ۲۴)

''اس کی جڑ پیوست ہے اور اس کی شاخ آسمان میں ہے۔''

جس نے نرالی، انوکھی اور بہار افروز شان وشوکت کا اعزاز حاصل کیا۔ جسے خادم رسول ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جسے سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ جو بچپن سے بڑھاپے تک رسول اللہ ﷺ کا با اعتماد راز دان رہا۔ جس نے بچپن میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی اور نامور علماء میں شمار ہونے لگا۔

یہ علم کا سمندر، علم و فضل کا سنگم، امام، مفتی، عالم اور محدث سیدنا ابوحمزہ انس بن مالک انصاری خزرجی نجاری رضی اللہ عنہ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے خادم، آپ کے شاگرد رشید اور فرمانبردار تھے اور جو رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ کے آخر میں فوت ہوئے۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اسلام کی مسکراتی کرنوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ابتداء میں ہی اپنی آغوش میں لے لیا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پیدائش مدینہ منورہ میں اس وقت ہوئی جبکہ اسلام مکہ معظمہ میں ابھی نوخیز تھا۔ اس کی آواز ابھی دنیا میں نہیں پہنچی تھی اور نہ اسلام کی آہٹ نے اہل دنیا کے دلوں پر کانوں کے ذریعے سے پہنچ کر دستک دی تھی کہ جس سے دلوں کے بند دریچے کھل جاتے اور دل توحید کی گواہی سے سرشار ہو جاتے۔

آپ کی والدہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا آپ عظیم المرتبت خاتون کو اسلام نے ایک مثالی ماں بنا دیا تھا۔ انھوں نے ان انصار مدینہ کی جماعت کے ساتھ اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی تھی جنھوں نے ام القریٰ مکہ معظمہ سے آنے والی ہدایت کی خوشبو سے اپنے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں کو سرشار کر لیا تھا۔ اسلام کی روحانی چمک نے ان کی روحوں کو روشن کر دیا تھا اور انھیں اسلام قبول کرنے کی بدولت سب سے بڑی نعمت یہ میسر آئی کہ وہ ہادی برحق سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا اعزاز پا گئے۔

سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے خاوند مالک بن نضر کو اسلام قبول کرنے کی توفیق نہ ملی۔ بلکہ وہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے اس بنا پر ناراض ہوا کہ اس نے بڑی عجلت میں ایمان قبول کرتے ہوئے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا ضابطہ حیات اور سیدنا محمد ﷺ کو اپنا رسول تسلیم کر لیا تھا، وہ ناراض ہو کر گھر سے نکل کر شام چلا گیا اور راستے میں کسی نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح دنیا سے ان کا نام ونشان مٹ گیا۔ اس کے بعد سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی تربیت نہایت عمدہ انداز میں کی جس کی وجہ سے وہ ساوات اور نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہونے لگے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ رضی اللہ عنہا

اسلام کی نشر و اشاعت اور تبلیغ و دعوت صرف مردوں پر ہی موقوف نہ تھی بلکہ دعوت الی اللہ اور دین قیم کی طرف ترغیب دلانے میں مسلمان خواتین نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ان عالم فاضل اور پاک دامن مسلمان خواتین میں جلیل القدر صحابیہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا بھی تھیں، جو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ جس طرح انھوں نے اپنے بیٹے کو اسلام کی تعلیم دی یہ انداز تعلیم و تربیت اسلامی تاریخ کے اوراق میں سنہری باب کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی داستان حیات تاریخ اسلام کی ایک اثر انگیز روداد ہے۔ انھوں نے کس طرح اپنے خاوند کا مقابلہ کیا؟

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کو اسلام کی حقانیت پر کاربند رہنے اور اسے کلمہ شہادت کہنے کی تلقین کی جبکہ اس کے باپ نے اس کی ڈٹ کر مخالفت کی۔ اس کے بعد سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ انصاری کو اس وقت اسلام قبول کرنے کی دعوت دی جب اس نے آپ کو شادی کا پیغام دیا تھا۔ آپ نے مہر میں کوئی درہم، دینار یا زمین کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ایسے مہر کا مطالبہ کیا جو اسے جنت میں لے جائے۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ انصاری سے صرف اسلام قبول کرنے کا مطالبہ کیا، آپ نے اسلام قبول کر لیا جس سے اہل اسلام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام قبول کر کے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ شہسواران اسلام میں شامل ہو گئے اور ان نامور اور مشہور و معروف شخصیات میں شمار ہونے لگے جن کے حالات زندگی ہر دور میں بڑے اشتیاق سے پڑھے جاتے ہیں۔

یوں تو اس داستان کو تاریخ کی سبھی مستند کتابوں میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، لیکن ہم یہاں طبقات ابن سعد کے حوالے سے یہ داستان آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے انس اور ابوطلحہ انصاری کے دائرۂ اسلام میں آنے کی کتنی شدت سے متمنی تھیں۔

علامہ ابن سعد، اسحٰق بن عبداللہ اور وہ اپنی دادی سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتی ہیں جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئی تو انس کا والد آیا، وہ میرے ایمان قبول کرنے کے وقت گھر سے غیر حاضر تھا، اور مجھ سے کہا: کیا تو بے دین ہو گئی ہے؟ میں نے جواب میں کہا: نہیں، میں بے دین تو نہیں ہوئی بلکہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائی ہوں۔

یہ جھگڑا روز کا معمول بن گیا لیکن سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مسلسل اپنے بیٹے کو تلقین کرتی رہتیں اور مشورہ دیتی رہتی کہ بیٹا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو، بیٹا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو۔ تو بیٹے نے کہنا شروع کر دیا۔ انس کے باپ نے اپنی بیوی سے کہا: تو باز آ جا اور میرے بیٹے کو خراب نہ کر۔ وہ آگے سے جواب میں کہتیں نہیں! میں اسے خراب تو نہیں کر رہی۔

اس روزانہ کی تو تو میں میں سے تنگ آ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا والد مالک گھر چھوڑ کر چلا گیا۔ راستے میں اسے اس کا دشمن ملا جس نے اسے قتل کر دیا۔ جب اس کے قتل ہونے کی اطلاع سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ملی تو آپ نے عہد کیا میں اپنے بیٹے کو پروان چڑھاؤں گی اور اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک میرا بیٹا نہیں کہے گا۔ پھر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایسے ہی کیا اور اپنا عہد نبھانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔

جب انس رضی اللہ عنہ تھوڑے سے بڑے ہوئے تو ابوطلحہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو شادی کی پیش کش کی جبکہ وہ ابھی حالت شرک میں تھا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے شادی سے انکار کر دیا اور کہا: ''تم نے کبھی اپنی حالت پر غور کیا ہے کہ تم ایک پتھر کی عبادت کرتے ہو جو نہ تجھے کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ ہی تجھے کوئی نفع دے سکتا ہے۔''[1]

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۴۲۵۔۴۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت اس طرح ہے:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے لیے یہ مناسب نہیں کہ میں کسی مشرک کے ساتھ شادی کروں۔ اے ابوطلحہ! تم جانتے نہیں ہو کہ جن معبودوں کی تم عبادت کرتے ہو انھیں بڑھئی بناتے ہیں، جب تم نے کھانا پکانا ہوتا ہے اور تمہارے پاس ایندھن نہ ہو تو ان کو چولھے میں جلاتے ہو اور یہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں۔ یہ تمہارے معبودوں کا انجام ہے۔ ابوطلحہ یہ بات سن کر چلا گیا، گھر جا کر ان باتوں پر غور کیا تو دل میں کہا: ام سلیم رضی اللہ عنہا کہتی تو ٹھیک ہے، ہمارا طرز عمل تو کچھ ایسا ہی ہے۔ ایک دن پھر وہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس گیا تو انھوں نے اسے پھر یہی بات کہی۔ [1]

نسائی کی روایت کچھ اس طرح ہے:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابوطلحہ! بخدا آپ جیسے کو مسترد تو نہیں کیا جاتا، لیکن کیا کروں تو ایک کافر شخص ہے اور میں ایک مسلمان عورت ہوں۔ میرے لیے یہ جائز نہیں کہ میں تیرے ساتھ شادی کروں، ہاں! اگر تو مسلمان ہو جائے تو مجھے قبول ہے۔ اس صورت میں میں تجھ سے مہر کا مطالبہ بھی نہیں کروں گی، تیرا اسلام قبول کر لینا ہی میرے لیے مہر ہوگا۔ [2]

طبقات ابن سعد کی ایک روایت کچھ اس طرح ہے:

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر تو "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ" کا اقرار کر لے تو تیرے ساتھ شادی کر لوں گی اور تجھ سے اس کے علاوہ مہر کا مطالبہ نہیں کروں گی۔

طبقات ابن سعد ۸/ ۴۲۵

مسند امام احمد میں روایت ہے کہ جب ابوطلحہ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام دیا تو انھوں نے کہا: کیا آپ جانتے نہیں کہ جس خدا کی تم عبادت کرتے ہو وہ زمین سے اگا ہے؟

اس نے کہا ہاں بے شک!

آپ نے کہا: کیا تمھیں اس بات سے کبھی شرم محسوس نہیں ہوئی کہ تم درخت کی پوجا کرتے ہو؟ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تجھ سے شادی کر لوں گی اور اسلام کے علاوہ میں تجھ

---

[1] طبقات ابن سعد (۸/ ۴۲۷)

[2] سیر اعلام النبلا (۲/ ۳۰۵، ۳۰۶) سنن نسائی، کتاب النکاح، باب التزویج فی الاسلام، ح: ۳۳۴۲، ۳۳۴۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے مہر کا مطالبہ بھی نہیں کروں گی۔

ابوطلحہ نے کہا: مجھے ذرا سوچ لینے دیں۔ یہ کہہ کر وہ گھر چلا گیا۔ اس نے اس نکتے پر غور کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ ام سلیم کا موقف درست ہے۔ بس اس خیال کا دل میں سمانا تھا کہ وہ اٹھا اور سیدھا سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے پاس آیا اور اس کے سامنے جاتے ہی اس نے برملا کہا:

((اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ))

جب سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ خوشگوار منظر دیکھا تو اپنے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: بیٹے میری اس شخص کے ساتھ شادی کا اہتمام کرو۔ ثابت بنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر بہتر مہر تاریخ اسلام میں کسی اور کا نہ ہوا۔ دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور ان کے ہاں اولاد بھی ہوئی۔

سیدہ ام سلم رضی اللہ عنہا کیا خوب عظیم المرتبت خاتون تھیں۔ ان کے ذریعے خواتین میں اسلام پھیلا۔ پھر ان کے ذریعے سے ایک ایسا شخص دائرۂ اسلام میں داخل ہوا جس نے اپنے آپ کو اللہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔ ان کی حیرت انگیز خوبیوں کا اعتراف کرتے ہوئے سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَصَوْتُ اَبِیْ طَلْحَةَ فِی الْجَیْشِ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ رَجُلٍ)) ①

''ابوطلحہ کی لشکر میں آواز ہزار آدمیوں سے بہتر ہے۔''

میں نے یہ دلچسپ اور دلربا داستان اس لیے بیان کی ہے تاکہ قارئین کرام سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کی شخصیت کے علم، تعلیم و تربیت، افہام و تفہیم اور اسلام کی دعوت کے حسین انداز اور ثابت قدمی جیسے پہلوؤں کے حوالے سے ان کی عظمت کا اندازہ لگا سکیں اور اس چیز کا بھی مشاہدہ کر سکیں کہ انھیں اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول علیہ السلام کے ساتھ کتنی محبت اور عقیدت تھی۔ انھی خوبیوں کا لاڈلے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر گہرا اثر پڑا۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بڑی جرأت اور عقل مندی کے ساتھ اپنے خاوند مالک بن نضر کا مقابلہ کیا اور اس کی مخالفانہ ریشہ دوانیوں کو طشت ازبام کیا۔ اس کی شدید مخالفت کے باوجود اپنے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کی تعلیم و تربیت اسلامی احکامات کی روشنی میں تسلسل کے ساتھ سرانجام دیتی رہیں اور اس میدان میں ان کے پایۂ استقلال میں ذرا برابر لغزش نہ آئی۔ اسی دوران

① مسند احمد (۳/ ۲۰۳) طبقات ابن سعد (۳/ ۵۰۵) مستدرك حاكم (۳/ ۳۵۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ابوطلحہ کو دوٹوک انداز میں یہ کہا:

((اَلَسْتَ تَعْلَمُ اَنَّ اِلٰهَكَ الَّذِیْ تَعْبُدُ نَبَتٌ مِنَ الْاَرْضِ))

''کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ جس خدا کی تم پوجا کرتے ہو وہ زمین سے اگا ہے؟''

کیا آپ کو ہم عصر خواتین میں سے کوئی خاتون سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا جیسی دکھائی دیتی ہے؟

کیا آج کی خواتین کو تہذیب نو کی کشش اور زیب و زینت نے فتنے میں مبتلا نہیں کر دیا اور وہ تہذیب نو کی بوقلمونیوں میں الجھ کر اپنی اولاد کے فرائض ادا کرنے کو فراموش نہیں کر بیٹھیں؟ انھیں اپنے خاوند کی برتری کا احساس باقی نہ رہا، بلکہ وہ اپنے دینی معاملات کو تو سرے سے بھلا ہی بیٹھیں۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ ہر دور میں کسی نہ کسی صورت میں خیر کا پہلو معاشرے میں رہا ہے لیکن موجودہ دور میں خیر کی قدریں ماند پڑ چکی ہیں۔ خاص طور پر عیش و عشرت کے ذرائع وسائل کی بھرمار پائی جاتی ہے۔ موجودہ دور کی عورت تہذیب نو کی چکا چوند میں بری طرح پھنس چکی ہے اور خرابیوں سے بھرپور تہذیب نے مشرقی خواتین کی اکثریت کے عقل و شعور اور ان کی شکل و صورت کو اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اب وہ ہر وقت ایک دوسری سے موجودہ فیشن، زیورات کے بدلتے ہوئے ڈیزائن اور بھڑکیلے لباس کے رنگوں کے بارے میں ہر وقت باتیں کرتیں دکھائی دیتی ہیں۔ گویا اس کے علاوہ انھیں کوئی کام ہی نہیں۔ وہ اپنے فرائض اور اپنے خاندان کے حالات سے بے خبر ہو چکی ہیں اور انھوں نے جملہ اخلاقی قدروں کو یکسر فراموش کر دیا ہے، بلکہ وہ اپنے دینی معاملات کو سرانجام دینے کے فریضے کو سرے سے ہی بھلا بیٹھی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی اور حفاظت کی التجا کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی آغوش تربیت میں

جب انس بن مالک نوخیز بچہ دس سال کی عمر کو پہنچا تو وہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی کے مفہوم کو سمجھ گیا۔ اسے توحید و رسالت کے معانی کی معرفت حاصل ہو گئی، اگرچہ اس کی عمر ابھی چھوٹی تھی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دل میں بچپن میں ہی نبی کریم ﷺ کی محبت گھر کر گئی۔ اور آپ دیگر انصار کی طرح سیدنا و حبیبنا کے دربار کے منتظر رہنے لگے کہ کب وہ بھلا وقت آئے گا جب میں ہدایت کے چہروں سے اپنی آنکھوں کو سیراب کروں گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن دھیرے دھیرے گزرتے گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اسلام کی نعمت کو حاصل کر کے شاداں و فرحاں تھے اور صادق المصدوق سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ پھر وہ وقت بھی آ گیا جب سید المرسلین، بشیر و نذیر ہادیٔ برحق کا ہجرت اختیار کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں ورود مسعود کی بشارت مل گئی۔ اس خوشخبری سے مدینہ منورہ کی فضا کا رنگ ہی بدل گیا، اہل مدینہ کے چہرے خوشی سے تمتمانے لگے، ہر کسی کو شدت سے انتظار تھا کہ وہ لمحہ جلد آ جائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں قدم رنجہ فرمائیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ روزانہ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا شدت سے انتظار کرنے لگتے کہ کب ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کا شرف حاصل ہوگا۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ مسلمانوں کے بچوں کی تربیت، خاص کر وہ بچے جو اپنے بچپن میں ہی رب پر ایمان لے آئے، اس نہج پر ہوئی کہ ان کے ننھے منھے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جاگزیں ہوگئی، جس کی بنا پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی خبر سن کر خوشی سے نہال ہو گئے اور آپ کا دیدار کرنے کے لیے کئی مرتبہ روزانہ اپنے گھروں سے نکلتے اور مدینہ منورہ سے باہر جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگتے۔ جوں جوں وقت گزرتا ان کے شوق دیدار میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ کبھی ان کے اس شوق میں ذرا برابر کوئی کمی واقع نہ ہوئی اور نہ ان بچوں کے عزائم میں کوئی اضمحلال پیدا ہوا۔ بچوں کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق روز بروز بڑھتا ہی چلا گیا۔ بچوں کے اشتیاق کا یہ عالم تھا تو بڑوں کی حالت کیا ہوگی؟

انصار اعلیٰ اخلاق کی بلندی پر فائز تھے۔ انصار کے قبیلہ خزرج اور قبیلہ اوس کے لوگ غرضیکہ انصار کے سبھی افراد و مرد سب کے سب سچے، محبت و شفقت میں مخلص اور فضل و شرف میں اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ وہ ظاہر و باطن میں بڑے مخلص، ہمدرد، وفادار، سلیقہ شعار، عمدہ اوصاف سے آراستہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حد درجہ محبت کرنے والے تھے۔ انھوں نے اپنی جانیں، اپنے مال اور اپنے لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا کرنے کے لیے پیش کر دیے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انصار کے ساتھ محبت اور شفقت کا برملا اظہار کیا، ان کی تعریف کی اور انھیں دیگر لوگوں پر ترجیح دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انصار کی تعریف اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں کچھ اس طرح کی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَىٰٓ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (الحشر: ۵۹/ ۹)

''جوان مہاجرین کی آمد سے پہلے ایمان لاکر دار الہجرت میں مقیم تھے، یہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں جو ہجرت کر کے ان کے پاس آئے ہیں اور جو کچھ بھی ان کو دے دیا جائے اس کی کوئی حاجت تک یہ اپنے دلوں میں محسوس نہیں کرتے۔ اور اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خواہ اپنی جگہ خود محتاج ہوں، حقیقت یہ کہ جو لوگ اپنے دل کی تنگی سے بچالیے گئے وہی فلاح پانے والے ہیں۔''

قرآن مجید میں انصار کا اس انداز میں تذکرہ بلاشبہ ان کے لیے قابل فخر اور ان کے فضائل و مناقب کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

جب مبارک قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو رسول اللہ ﷺ کا جاہ و جلال اور شان و شوکت دیدنی تھا۔ اہل مدینہ نے رسول اللہ ﷺ کا قریب سے دیدار کرنے کے لیے انھیں اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اہل مدینہ کے چہرے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کر کے خوشی سے تمتما رہے تھے اور ان کے دل آپ کی محبت سے سرشار تھے۔ وہ محبت سے نہال ہو کر بآواز بلند کہہ رہے تھے: ''اللہ اکبر! سیدنا محمد ﷺ تشریف لے آئے، اللہ اکبر! رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔''

دوشیزائیں اور پردہ دار خواتین اپنے گھروں میں خوش و خرم تھیں، مدینہ منورہ کے درو دیوار سے مسرت و شادمانی کے سوتے پھوٹ رہے تھے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے پورا مدینہ چمک اٹھا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کا منظر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ خوبصورت الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((لَمَّا كَانَ يَوْمُ الَّذِيْ دَخَلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَضَاءَ مِنْهَا كُلُّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شَیْءٍ)) ①

”جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اس کی ہر چیز جگمگا اٹھی۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں منظر کشی کی، فرماتے ہیں:

((شَهِدْتُ يَوْمَ دُخُولِ النَّبِيِّ ﷺ اَلْمَدِيْنَةَ فَلَمْ اَرَ يَوْمًا اَحْسَنَ مِنْهُ وَلَا أَضْوَءَ مِنْ يَوْمِ دَخَلَ عَلَيْنَا ﷺ الْمَدِيْنَةَ)) ②

”جس دن نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو میں نے بچشم خود مشاہدہ کیا، میں نے اس جیسا حسین و جمیل منظر کبھی نہیں دیکھا جیسا اس دن مجھے نظر آیا جب رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ یہ بھی فرماتے ہیں:

((لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَدِيْنَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا بِقُدُوْمِهِ ﷺ)) ③

”جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو حبشیوں نے آپ کی تشریف آوری کی خوشی میں اپنی برچھیوں کے ساتھ جھومتے ہوئے آپ کو خوش آمدید کہا۔“

حافظ قسطلانی رحمہ اللہ مواہب لدنیہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بیان کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی خوشی میں آپ کے استقبال کا منظر پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ پردہ دار خواتین اور بچیاں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر یہ ترانہ گنگنانے لگیں:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

---

① سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب۔ ح: ۳۶۱۸۔ سنن ابن ماجه، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ﷺ ودفنه، ح: ۱۶۳۱۔

② سنن الدارمی (۸۹)

③ سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الغناء، ح: ۴۹۲۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا
جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

امام بیہقی رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن محمد تیمی متوفی ۲۲۸ ہجری کے حوالے سے روایت کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو عورتوں اور بچیوں نے یہ ترانہ گایا:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ ①

یہ اشعار یا خوبصورت ترانہ کس نے بنایا؟ آج تک کوئی محقق بھی اس کی تخلیق کرنے والے کے نام سے واقف نہ ہو سکا، حالانکہ یہ ترانہ سیرت و سوانح کی سبھی کتابوں میں موجود ہے۔ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ اس قدر مشہور و معروف ترانے کے تخلیق کار کا کسی کو سراغ نہ مل سکا۔ یہ مشہور و معروف ترانہ کس وقت کہا گیا، رسول اللہ ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف آوری پر یا غزوۂ تبوک سے مدینہ منورہ تشریف آوری پر؟ قدیم ائمہ علم میں اس بات میں اختلاف ہے کہ ان دو تاریخی مواقع میں سے کس موقع پر مدینہ منورہ میں یہ ترانہ گونجا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ، حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ، بخاری کے شارح داودی اور ابن عراقی وغیرہ کا یہ موقف ہے کہ مکہ معظمہ سے جو راستہ مدینہ منورہ کی طرف آتا ہے، وداع کی گھاٹیاں اسی طرف ہیں جن کا تذکرہ اس ترانے میں آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترانہ مدینہ منورہ کی خواتین اور بچیوں نے رسول اللہ ﷺ کے مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف آوری کے موقع پر گایا تھا۔ کیونکہ اس ترانے کے اشعار میں والہانہ محبت کے جذبات کا بھرپور اظہار ہے۔ اہل مدینہ کے مردوں، مومن عورتوں، بچیوں اور بچوں نے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار اس ترانے کے گنگنانے کی صورت میں کیا۔

تاریخ خمیس میں یہ درج ہے کہ جب لشکر اسلام غزوۂ تبوک سے فتح یاب ہو کر مدینہ منورہ پہنچا تھا تو اہل مدینہ نے اس ترانے سے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا اور اس طرح انھوں

① البدایہ والنہایہ (۳/ ۱۹۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی والہانہ محبت اور عقیدت کا اظہار کیا۔

ممکن ہے ہجرت اور غزوۂ تبوک سے لشکر اسلام کی مدینہ منورہ آمد پر دونوں دفعہ اس ترانے سے مدینہ منورہ کے درو دیوار گونجے ہوں۔

یہ ایک عمدہ تطبیق ہے جبکہ حقیقت کا علم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ہے۔

غرضیکہ انصار نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر ولولہ انگیز انداز میں تاریخی استقبال کیا۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کا واقعہ فرزندان اسلام کے لیے اس بنا پر بھی انتہائی مسرت کا باعث بنا کہ اس واقعے سے اسلامی کیلنڈر کا آغاز ہوا۔

درج ذیل اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری پر انصار کی والہانہ محبت اور عقیدت کا منظر پیش کیا گیا ہے، آپ بھی ان اشعار کو پڑھ کر لطف اندوز ہوں:

۱۔ اَقبِل فَتِلكَ دِيَارُ يَثرِبَ تُقبِلُ
يكفِيكَ مُنذُ اَشوَاقِهَا مَا تَحمِلُ

۲۔ اَلقَومُ مُنذُ فَارَقتَ مَكَةً اَعيُنٌ
تَابَى الكَرى وَ جَوانِحٌ تَتمَلمَلُ

۳۔ يَتَطَلَّعُونَ اِلَى الفِجَاجِ وَ قَولُهُم
اَفَمَا يُطَالِعُنَا النَّبِيُّ المُرسَلُ

۴۔ اَقبَلتَ فِي بَيضِ الثِّيَابِ مُبَارَكًا
يُزجِي البَشَائِرُ وَجهُكَ المُتَهَلِّلُ

۵۔ خَفَّ الرِّجَالُ اِلَيكَ يَهتَفُ جَمعُهُم
وَقُلُوبُهُم فَرحًا أَخَفُّ وَ أَعجَلُ

۶۔ اُنظُر بَنِى النَّجَّارِ حَولَكَ عُكَّفًا
يَرِدُونَ نُورَكَ حِينَ فَاضَ المَنهَلُ

۷۔ نَزَلُوا عَلَى الِاسلَامِ عِندَكَ اِنَّهُ
نَسَبٌ يَعُمُّ المُسلِمِينَ وَيَشمَلُ

۸۔ مَا لِلدِّيَارِ تَهُزُّهَا نَشَوَاتُهَا
أَهِيَ الأَنَاشِيدُ الحِسَانُ تُرَتَّلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ رَفَّتْ اَنْضَارَتُهَا وَطَابَ أَرِيْجُهَا
وَتَرَدَّدَتْ اَنْفَاسُهَا تَتَسَلْسَلُ

۱۰۔ فَكَأَنَّمَا فِيْ كُلِّ مفنى رَوْضَةٌ
وَكَأَنَّمَا فِيْ كُلِّ دَارٍ بُلْبُلُ

۱۱۔ هُنَّ الْعَذَارَى الْمُؤْمِنَاتُ أَقَمْنَهُ
عِيْدًا تَحِيَّتِهِ الْمَلَائِكُ مِنْ عَلُ

۱۲۔ فِيْ مَوْكَبٍ لِلّٰهِ أَشْرَقَ نُوْرُهُ
فِيْهِ وَقَامَ جَلَالُهُ يَتَمَثَّلُ

۱۳۔ اِيْهِ بَنِيْ النَّجَّارِ اِنَّ مُحَمَّدًا
لَأَشَدُّ حُبًّا لِلَّتِيْ هِيَ أَجْمَلُ

۱۴۔ يَتَنَافَسُ الْاَنْصَارُ فِيْكَ وَ مَادَرُوْا
لَمَنِ الْمَفَازُ وَ أَيُّهُمْ هُوَ اَوَّلُ

الٰہی اس کو مال اور اولاد کثرت سے عطا فرما

دل علماء صحابہ کے واقعات کو جاننے کی شدید تمنا رکھتے ہیں، جیسا کہ آنکھیں ان کے حالات زندگی پڑھنے سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ اب ہم تھوڑا سا وقت ایک ماہر عالم فاضل کے ساتھ گزارتے ہیں۔ ہم کچھ وقت نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ گزرنے والے اس کے عہد طفولیت کے گلشن میں چہل قدمی کرتے ہیں اور محمدی خوشبو سے بھرپور گلاب کی پتیاں چنتے ہیں۔ اب ہم آپ کی خدمت میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بچپن کی جھلک پیش کرتے ہیں تا کہ اس سے استفادہ کرتے ہوئے ہم اپنے بیٹوں اور نئی نسل کی تربیت کرسکیں تا کہ ہمارے بیٹے بھی فائدہ دینے والے علماء بن سکیں۔

سیرت اور سوانح کی کتابوں میں اس بات کا تذکرہ کیا گیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی۔

حالات و واقعات اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس عمر میں بھی نہایت ذہین وفطین اور چاق و چوبند لڑکے تھے۔ ان کی ذہانت و فطانت اور علمی مہارت میں اس لیے بھی اضافہ ہوا کہ آپ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان پر پوری توجہ دی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حتیٰ کہ انھیں کتابت سکھلائی، آپ چھوٹی عمر میں ہی لکھنے لگے جبکہ ابھی بالغ بھی نہیں ہوئے تھے۔ اس طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بچوں میں ان کا علمی معیار بلند ہوا۔ جب آپ جوان ہوئے تو فقہاء اور علماء صحابہ میں شمار ہوئے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابتدائی عمر سے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو اپنا شعار بنالیا اور آپ کی محبت میں سرشار ہو کر پروان چڑھے۔ انھوں نے بچپن میں کئی مرتبہ نبی کریم خاتم الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنی والدہ سے سنا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بار بار سننے سے آپ کے ننھے سے دل میں نہایت خوبصورت خیالات جنم لینے لگے اور ان کے سلیم الفطرت ذہن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں زیادہ سوالات گردش کرنے لگے۔ وہ کیسے ہوں گے؟ ان کا حسین وجمیل سراپا کیسا ہوگا؟ ان کے چہرے کی چمک کیسی ہوگی؟ ان کا مشفقانہ طرز تکلم کیسا دلربا ہوگا؟ بچوں کے ساتھ ان کا سلوک کیسا ہوگا؟ بڑوں کے ساتھ وہ کس طرح پیش آتے ہوں گے؟ غرضیکہ سوالات کے قافلے اس کے ننھے سے ذہن میں ہر دم رواں دواں رہتے۔

مدینہ منورہ میں وہ تاریخی دن بھی آ پہنچا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ میں ورود مسعود ہوا۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے اپنے لخت جگر کے پاس آئیں اور سمجھانے لگیں کہ میرے پیارے بیٹے! میرے راج دلارے! اب تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گزاری کے لیے ان کے پاس جاؤ گے۔ یہ خوشخبری سن کر تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھے۔

یہ بشارت سن کر ان کا دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کرنے کی سعادت اور آپ کی خدمت کا موقع ملنے پر فرحت وانبساط سے جھوم اٹھا۔

سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نہایت مؤدبانہ انداز میں قدم اٹھاتی ہوئی اپنے بیٹے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہلا دھلا کر اور صاف ستھرا لباس زیب تن کر کے اپنے ہمراہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں۔

عاقل و فاضل سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے کی نہایت ہی ادب و احترام کے ساتھ اجازت طلب کی اور حاضر ہو کر جھجکتے ہوئے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ میرا لاڈلا بیٹا انس آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے، اسے آپ اپنی خدمت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے قبول کر لیں اور ساتھ ہی اس کے حق میں دعا کریں۔

جب نبی کریم ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ))

''الٰہی اسے مال اور اولاد کثرت سے عطا کرنا۔''

اپنے بیٹے کے حق میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے یہ دعا سن کر سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مسرت و شادمانی سے نہال ہو گئیں اور ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا۔ ①

خانۂ نبوی میں پہنچ کر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ زندگی بسر کرنے لگے۔ بعض اوقات نبی کریم ﷺ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے جذبۂ خدمت کو دیکھ کر ان کے سر پر دست شفقت پھیرتے۔ ②

جب سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لاڈلے بیٹے کے سر پر دست شفقت رکھا ہے تو وہ بہت خوش ہوئیں، ہونہار بیٹے نے بھی اپنی عظیم المرتبت والدہ سے کہا: امی جان میں سر کے بال نہیں کٹاؤں گا کیونکہ ان بالوں کو حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ کا مبارک ہاتھ لگا ہے۔ آپ کا ہاتھ لگنے سے میرے یہ بال بھی بابرکت ہو گئے ہیں اور ان کا اپنے سر سے علیحدہ کرنا مجھے گوارا نہیں۔ محبت ہو تو ایسی ہو، عقیدت اس کو کہتے ہیں۔ ③

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خانۂ نبوی میں نبی کریم ﷺ کے سچے محب اور خادم کی حیثیت سے زندگی بسر کی۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پوری وفاداری کے ساتھ اتنی کمال درجے اور نفیس انداز میں خدمت کے فرائض سرانجام دیے کہ کیا کہنے۔

جب سے نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت سے لے کر آپ کی وفات حسرت آیات تک سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ منسلک رہے۔

---

① تھذیب الاسماء واللغات (۱/ ۱۳۷)
صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یفطر عندھم، ح: ۱۹۸۲۔ ۶۳۷۸۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ، ح: ۶۶۰

② مجمع الزوائد (۹/ ۳۲۵)

③ سنن ابی داود، کتاب الترجل، باب ما جاء فی الرخصۃ، ح: ۴۱۹۶ واسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفر، حضر، زمانۂ امن اور جنگ بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔

صحیح مسلم میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے اور کہا: یارسول اللہ! انس بڑا عقل مند لڑکا ہے، یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفر اور حضر میں خدمت کی۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں کہا کہ آپ نے یہ کام کیوں یا یہ کام کیوں نہیں کیا۔ ①

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لیے ایک سے زائد مرتبہ پیش کیا گیا، ایک دفعہ ان کی عظیم المرتبت والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے لاڈلے بیٹے کو لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دوسری مرتبہ ان کے سوتیلے والد سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کی جانب سے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے متعدد روایات آتی ہیں جن میں ایک روایت یہ بھی ہے جو ابن عساکر نے اپنی مشہور ومعروف کتاب تاریخ ابن عساکر میں بیان کی ہے۔

سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں، میری والدہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے تمام مرد و زن نے آپ کی خدمت میں کوئی نہ کوئی تحفہ پیش کیا ہے میں کوئی تحفہ آپ کی خدمت میں پیش نہیں کر سکی۔ یہ میرا لاڈلا بیٹا انس آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے، اسے قبول فرمائیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔ اس لمبے عرصے میں آپ نے نہ کبھی مجھے مارا، نہ کبھی جھڑکا اور نہ ہی میرے سامنے آپ نے کبھی تیوری چڑھائی۔ ابتدائی ایام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ تلقین کی:

---

① صحیح بخاری (۲۷۶۸) صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب حسن خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۵۲/ ۲۳۰۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((يَا بُنَيَّ اُكْتُمْ سِرِّيْ تَكُ مُوْمِنًا))

''اے میرے بیٹے! میرے راز کو چھپانا تم مومن بن جاؤ گے۔''

رسول اللہ ﷺ کی اس تلقین کے بعد میری والدہ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے مجھ سے رسول اللہ ﷺ کے راز کے بارے میں پوچھا۔ میں نے بار بار سوال کرنے پر ان کو دو ٹوک انداز میں کہا: میں مرتے دم تک رسول اللہ ﷺ کا کوئی راز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ ①

نبی کریم ﷺ نے اپنے اس دیانتدار اور ذمے دار خادم پر بڑا اعتماد کیا جبکہ وہ نوخیز عمر کا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو راز دان بنالیا تھا اور ہونہار اور شریف الطبع شاگرد نے بھی رسول اللہ ﷺ کے ہر راز کی دل و جان سے حفاظت کی۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی اور آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کسی کو بھی رسول اللہ ﷺ کا کوئی راز نہیں بتایا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس خصوصی کارنامے کی وضاحت کچھ اس طرح کرتے ہیں، فرماتے ہیں:

((أَسَرَّ اِلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سِرًّا فَمَا اَخْبَرْتُ بِهِ اَحَدًا وَ لَقَدْ سَأَلَتْنِيْ عَنْهُ اُمِّيْ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ))

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک راز کی بات بتائی میں نے وہ راز کسی کو نہ بتایا۔ میری والدہ نے اس راز کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں نے ان کو بھی نہیں بتایا۔'' ②

میرا خیال ہے کہ جب دانش مند عظیم المرتبت خاتون سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا بتایا تھا تو ان کے ذہن میں یہ ہوگا کہ کوئی عام سی بات ہوگی لیکن جب انھیں یہ پتہ چل گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی راز کی بات میرے بیٹے کو بتائی ہے اور ساتھ ہی کسی کو نہ بتانے کی تلقین کی ہے تو اس کے بعد سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بیٹے

① مختصر تاریخ دمشق (٥/ ٦٦)

② صحیح بخاری، کتاب الاستئذان: باب حفظ السر، ح: ٦٢٨٩۔

صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالك رضی اللہ عنہ ح: ١٤٦/ ٢٤٨٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نہ بتانے پر اس کو شاباش دی اور اس کی حوصلہ افزائی کی۔ اپنے بیٹے کے ذمہ دارانہ رویہ پر خوشی کا اظہار کیا، پھر آپ نے بھی اپنے بیٹے کو یہی تلقین کہ رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔ شاباش میرے بیٹے! تو نے مجھے بھی نہ بتا کر مجھے خوش کر دیا ہے، تو نے دیانت داری کا حق ادا کیا ہے، سدا خوش رہو۔

جلیل القدر تابعی ثابت بن اسلم بنانی ؒ سیدنا انس ؓ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں اس وقت اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سلام کہا اور پھر مجھے ایک کام کے لیے بھیجا، میں اس کام کی وجہ سے اپنی والدہ کے پاس تاخیر سے پہنچا۔ جب میں والدہ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا: آج تاخیر سے کیوں آئے ہو، کیا رکاوٹ آگئی تھی؟

میں نے کہا: امی جان رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کے لیے کہیں بھیج دیا تھا۔

میری والدہ نے پوچھا: کیا کام تھا؟

میں نے کہا: یہ ایک راز ہے۔ پھر میری والدہ نے کہا: ٹھیک ہے بیٹا! رسول اللہ ﷺ کا راز کسی کو نہ بتانا۔

سیدنا انس ؓ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اگر میں نے کسی کو رسول اللہ ﷺ کا راز بتانا ہوتا تو اے ثابت تجھے بتاتا۔ ①

اس طرح سیدنا انس بن مالک ؓ نے حقیقی معنوں میں ایک دیانتدار خادم رسول ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا انس ؓ از خود ہر وقت رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے لیے تیار رہتے۔ کبھی ایسے نہیں ہوا کہ کسی نے آپ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے توجہ دلائی ہو یا اس کام کے لیے انگیخت کیا ہو۔ بلکہ خدمت کا جذبہ آپ کے دل میں ہر وقت موجود رہتا اور ہر وقت اس کے لیے مستعد رہتے، کسی کو کہنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

سیدنا انس ؓ کی والدہ ماجدہ ازواج مطہرات اور خاندان کے افراد رسول اللہ ﷺ کی خدمت کے جذبے میں مزید تیزی لانے کی تلقین کیا کرتے تھے اور سبھی افراد خانہ اس

① صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالک ؓ، ح: ۱۴۵/۲۴۸۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت حال سے بہت خوش تھے۔

امام زہری انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، میں اس وقت دس سال کا تھا اور جب آپ نے وفات پائی تو اس وقت میری عمر بیس سال تھی۔ امہات المومنین میرے خدمت کے جذبے کو مہمیز لگاتیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے تو ہم نے اپنے کنویں سے پانی نکال کر ان کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ نے بڑی رغبت سے نوش کیا۔ ہم نے ایک بکری پال رکھی تھی، اس کا دودھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جسے آپ نے پیا۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! دودھ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بھی عنایت فرمائیں۔ رسول اللہ ﷺ کی دائیں جانب ایک دیہاتی تھا آپ نے دودھ اس کو دیا اور فرمایا: آغاز دائیں جانب سے ہونا چاہیے۔ ①

رحمۃ للعالمین سیدنا محمد ﷺ جب بھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے تو نہایت شفقت بھرے انداز میں ((یَا بُنَیَّ)) ''اے میرے پیارے بیٹے'' کہہ کر پکارتے۔ یہ مشفقانہ اور ہمدردانہ انداز گفتگو سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی تربیت کے لیے تھا۔ جب آپ کو رسول اللہ ﷺ ((یَا بُنَیَّ)) کہہ کر پکارتے تو آپ کے تن بدن میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔

اس حوالے سنن ترمذی میں یہ روایت موجود ہے:

((عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَا بُنَيَّ اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تُصْبِحَ وَ تُمْسِيْ وَ لَيْسَ فِيْ قَلْبِكَ غِلٌّ لِاَحَدٍ فَافْعَلْ ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ وَ ذَالِكَ مِنْ سُنَّتِيْ وَ مَنْ اَحْيَا سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ)) ②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے میرے پیارے بیٹے! اگر صبح اور شام تجھ سے ہو سکے کہ تو کسی شخص کے بارے میں اپنے دل میں کوئی

① طبقات ابن سعد (۷/ ۱۷) مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۶۶) مسند احمد (۳/ ۱۱۰) بھذ اللفظ۔ صحیح بخاری، کتاب الھبۃ، باب من استسقی، ح: ۲۵۷۱ باختصار۔

② سنن ترمذی، کتاب العلم، باب الاخذ بالسنۃ، واجتناب البدعۃ، ح: ۲۶۷۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کینہ نہ رکھے تو اس کو اپنے معمول کا حصہ بنا لینا، پھر آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میرے پیارے بیٹے! یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے میرے ساتھ محبت کی اور جس نے میرے ساتھ محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گیا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا:

((یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَكُنْ بَرَكَةٌ عَلَیْكَ وَ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِكَ))

''اے میرے پیارے بیٹے! جب تو اپنے گھر والوں کے پاس جائے تو سلام کہا کر، یہ تیرے لیے اور اہل خانہ کے لیے باعث برکت ہوگا۔'' ①

دانشمند، شریف الطبع اور ہونہار فرزند اسلام سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے خانۂ نبوی میں جس خوش اسلوبی کے ساتھ تربیت حاصل کی اس سے ان کی شخصیت میں نکھار پیدا ہوا۔ آگے چل کر انھوں نے بہت سے امور حیات وعبادات اور احکام شریعت کی وضاحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کی روشنی میں کی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً دس سال کا عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے گزارا، میں نے اس طویل عرصے کے دوران کبھی بھی آپ کی زبان مبارک سے اپنے بارے میں کوئی معمولی سی سرزنش بھی نہیں سنی۔ کبھی آپ نے مجھے اف تک نہیں کہا اور کبھی آپ نے مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((خَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَشْرَ سِنِیْنَ، وَاللّٰهِ مَا قَالَ لِیْ اُفًّا قَطُّ، وَلَا قَالَ لِیْ لِشَیْءٍ لِمَ فَعَلْتَ كَذَا وَ هَلَّا فَعَلْتَ كَذَا)) ②

''میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ اللہ کی قسم! آپ نے اس دوران مجھے اف تک نہ کہا اور نہ ہی کسی کام کے بارے میں مجھ سے یہ کہا کہ آپ

---

① سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، باب فی التسلیم اذا دخل بیته، ح: ۲۶۹۸۔

② صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق والسخاء، ح: ۶۰۳۸۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب حسن خلقه صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۵۱/ ۲۳۰۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہیں کیا۔"

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بعض اوقات اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو جاتے۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نہایت شفقت اور ہمدردی کے ساتھ پیش آتے اور بڑی نرمی کے ساتھ کام کرنے کی طرف توجہ دلاتے اور فرماتے: جاؤ بیٹا اب یہ کام کرآؤ۔

صحیح مسلم میں روایت ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر با اخلاق تھے۔ آپ نے ایک دن مجھے کسی کام کے لیے بھیجا اور میں نے گھر سے باہر جا کر اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور چپکے سے میرے پیچھے آ کر سر کو پکڑ لیا، میں نے مڑ کر دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ مجھے گھبراہٹ میں دیکھا تو آپ مسکرانے لگے اور فرمایا: آپ وہ کام کر آئے جس کے لیے تجھے بھیجا تھا؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں ابھی جاتا ہوں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نو سال خدمت کی اس عرصے کے دوران آپ نے مجھے یہ نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور نہ ہی کبھی یہ کہا کہ آپ نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ ①

پہلی حدیث میں خدمت کا دورانیہ دس سال بیان کیا گیا ہے اور اس حدیث میں خدمت کے نو سال بتائے گئے ہیں، ان دونوں حدیثوں میں تطبیق یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں پورے دس سال کا عرصہ گزارا اور اس کے بعد آپ وفات پا گئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دسواں سال مکمل آپ کی خدمت میں نہیں گزارا بلکہ سال کا کچھ حصہ خدمت کرنے کی سعادت حاصل کی، اس لیے ۹ سال کا عرصہ کامل خدمت کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے گزرا اور دسویں سال کا کچھ عرصہ خدمت گزاری میں بسر ہوا، لیکن اغلبیت کے لحاظ سے دس سال کہہ دیا گیا، لہٰذا دونوں باتیں درست ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا کسی بات پر مواخذہ نہیں کیا بلکہ جب ان سے کوئی کوتاہی ہو جاتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو منع کر دیتے کہ کوئی بھی انھیں ڈانٹ ڈپٹ نہ کرے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دیا، جب بھی آپ نے مجھے کوئی کام

---

① صحیح بخاری، کتاب الفضائل، باب حسن خلقه صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۵۴/ ۲۳۰۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا حکم دیا اور مجھ سے وہ کام نہ ہو سکا تو آپ نے مجھے ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔ اگر اہل خانہ میں سے کسی نے مجھے جھڑکا تو آپ نے اسے روک دیا اور فرمایا: رہنے دیجیے! اسے کچھ نہ کہیے، جو ہونا تھا وہ ہو گیا، تقدیر میں ایسے لکھا ہوا تھا۔ ①

رسول اللہ ﷺ نرم خو اور خوش مزاج تھے، آپ کبھی کبھار مذاح بھی کر لیتے لیکن مذاح میں بھی آپ حق بات ہی کرتے، ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا انس سے مذاح کے انداز میں فرمایا:

((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)) "ارے دو کانوں والے" ②

نبی کریم ﷺ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بچوں کے ساتھ خوش طبعی سے پیش آتے۔ آپ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے چھوٹے بھائی ابوعمیر کا دل خوش کرنے کے لیے ان کے ساتھ بھی خوش طبعی کا اظہار کچھ اس انداز سے کیا۔

مسند امام احمد اور دیگر حدیث کی کتابوں میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر حسن اخلاق سے آراستہ تھے۔ میرا ایک بھائی تھا، جس کا نام ابوعمیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ جب بھی ہمارے گھر تشریف لاتے تو اس کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے فرماتے:

اے ابوعمیر! تیری چڑیا کا کیا بنا؟

ابوعمر چڑیا کے ساتھ کھیلا کرتا تھا۔ بعض اوقات نماز کا وقت ہو جاتا اور آپ ہمارے گھر تشریف فرما ہوتے تو آپ حکم دیتے کہ میرے نیچے جو چٹائی ہے اسے جھاڑ کر قبلہ رخ بچھا دو، آپ کے حکم کی تعمیل کی جاتی، پھر رسول اللہ ﷺ نماز ادا کرنے کے لیے چٹائی پر کھڑے ہوتے تو ہم بھی آپ کے پیچھے نماز کی ادائیگی کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ آپ ہمیں نماز پڑھاتے، اس طرح ہم باجماعت نماز ادا کرتے، وہ چٹائی کھجور کے پتوں سے بنائی گئی تھی۔ ③

---

① مسند احمد (۳/ ۲۳۱) طبقات ابن سعد (۷/ ۱۱)

② سنن ابی داود، کتاب الادب، باب ما جاء فی المزاح، ح: ۵۰۰۲۔ ترمذی کتاب البر، باب ما جاء فی المزاح، ح: ۱۹۹۲۔

③ صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الکنیة للصبی، ح: ۶۲۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب جواز تکنیة من لم یولد له، ح: ۲۱۵۰۔ مسند احمد (۳/ ۲۱۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے، آپ نے دیکھا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا ابوعمیر غمگین بیٹھا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ خوش طبعی سے پیش آتے ہوئے فرمایا: کیا بات ہے، آج ابوعمیر افسردہ کیوں ہے، کیا ہوا میرے لال کو؟

گھر والوں نے بتایا: یا رسول اللہ! جس چڑیا کے ساتھ یہ کھیلا کرتا تھا وہ مرگئی ہے، یہ اس وجہ سے آج غمگین ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا دل خوش کرنے کے لیے فرمایا: اے ابوعمیر! تیری چڑیا کو کیا ہوا؟ ①

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ملنے جلنے والوں سے نہایت لطیفانہ و ہمدردانہ انداز میں صداقت پر مبنی مزاحیہ گفتگو فرماتے اور آپ کے پیش نظر یہ ہوتا کہ آپ سے ملاقات کرنے والوں کے دل خوش ہو جائیں اور وہ اپنے تئیں فرحت و انبساط محسوس کریں۔

جن لوگوں کا آپ کے ساتھ واسطہ پڑتا وہ آپ کی نرم مزاجی اور خوش طبعی کو دیکھ کر مسرت کا اظہار کرتے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ خوش طبعی سے دلوں میں فرحت و انبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے جبکہ تلخ مزاجی سے ماحول میں تناؤ پیدا ہوتا ہے۔

دانشور لوگوں کا کہنا ہے کہ مزاح دو طرح کا ہوتا ہے: قابل ستائش اور قابل نفرت۔ قابل ستائش وہ مزاح ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی ناپسندیدگی کا شائبہ تک نہ ہو اور اس میں کوئی گناہ کی بات یا قطع رحمی کی صورت نہ ہو، قابل مذمت یا قابل نفرت وہ مزاح ہوتا ہے جس سے عداوت پیدا ہوتی ہو، دوستی ختم۔ اور خوشگواری کے خاتمے کا باعث بنے، اور اس کے ذریعے سے کسی شریف شخص کی پگڑی اچھالی جائے یا کسی کمینے کو بیہودہ گوئی کی جرأت ہو۔

ابوحاتم البستی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''روضۃ العقلاء'' میں لکھتے ہیں کہ وہ مزاح جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو پیش نظر نہ رکھا گیا ہو، وہ خوشگواری کو سلب کرنے اور دوستی کا خاتمہ کرنے کا باعث بنتا ہے، نیز ایسے مزاح سے کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔ ②

علامہ موصوف یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر مزاح میں گناہ کی آمیزش ہو تو وہ چہرے کو سیاہ کرتا ہے، دل کو زخمی کرتا ہے، دوستی کا خاتمہ کرتا ہے اور جاہ و جلال کو نابود کرتا ہے۔ دانشمند پر

① طبقات ابن سعد (۳/ ۵۰۶)

② روضۃ العقلاء (ص: ۱۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واجب ہے کہ وہ ایسا مزاح کرے جس میں شیرینی ہو، مزاح سے کسی کو تکلیف نہ ہو بلکہ سننے والے کے دل میں مسرت کی لہر دوڑ جائے۔

کسی کی برائی کر کے دوسرے کو خوش کرنا کوئی عقل مندی نہیں ہے۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی میں رہتے ہوئے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوئی۔ جب انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعاؤں سے نوازا تو ان کی قسمت کا ستارا چمک اٹھا، ان کے بھاگ جاگ اٹھے اور ان کے نصیب آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے اثرات اپنی زندگی میں دیکھ لیے اور انھیں زندگی پر لطف محسوس ہونے لگی ان کو خوشحالی اور برکت کے آثار زندگی کے آخری لمحات تک دیکھنے نصیب ہوئے:

پھر گلستاں گلستاں بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے تو انھوں نے آپ کی خدمت میں کھجوریں اور گھی پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گھی اور کھجوریں برتن میں رکھ دو، میرا روزہ ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے ایک کونے میں نفلی نماز ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور آپ نے سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور ان کے اہل خانہ کے حق میں دعا کی۔ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری ایک خصوصیت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: وہ کیا؟ انھوں نے کہا: میرا بیٹا آپ کا خادم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں دنیا و آخرت کی ہر طرح کی خیر و برکت کی دعا کی۔

اور میرے بیٹے انس رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّ بَارِكْ لَهُ فِيْهِ))

''الٰہی اسے مال اور اولاد عطا کر اور اسے برکت سے نواز۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں تمام انصار سے زیادہ مالدار تھا، میری بیٹی امینہ نے مجھے بتایا کہ حجاج بن یوسف کی بصرہ آمد سے پہلے ایک سو بیس سے کچھ زیادہ میری صلب سے

① روضة العقلاء (ص: ١٣٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے والے افراد دفن کیے گئے تھے۔ یاد رہے کہ حجاج بن یوسف کی بصرہ میں آمد ۷۵ ہجری میں ہوئی، اس وقت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر ۸۰ سال سے کچھ زیادہ ہو چکی تھی۔ ①

طبقات ابن سعد میں بھی اس سے ملتی جلتی روایت منقول ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور کہا: یا رسول اللہ! آپ اپنے اس ننھے خادم کے حق میں دعا کریں، تو آپ نے میرے حق میں یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَاَطِلْ عُمْرَهُ وَاغْفِرْ ذَنْبَهُ))

''الٰہی اسے مال اور اولاد زیادہ عطا کرنا، اسے لمبی عمر عطا کرنا اور اس کے گناہ معاف کر دینا۔''

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نسل سے کم و بیش ایک سو خود دفن کیے اور میرے باغات کے درختوں کو پھل سال میں دو مرتبہ لگتے تھے۔

مجھے اتنی لمبی عمر ملی کہ میں اپنی زندگی سے اکتا گیا اور میں نے یہ آس لگائی کہ مجھے بخش دیا جائے۔ ②

''سَئِمْتُ'' کا معنی ہے میں اکتا گیا اور ''اَرْجُو الرَّابِعَةَ'' کا معنی ہے میں گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں۔

ابونعیم اصفہانی نے اپنی کتاب ''دلائل النبوۃ'' میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ! انس کے لیے دعا کریں تو آپ نے میرے حق میں یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ))

''الٰہی! اسے مال اور اولاد زیادہ دے اور اس میں برکت عطا کر۔''

نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بیٹے کے علاوہ اپنی نسل سے ایک سو پچیس افراد کو دفن کیا، میرے باغات کے درخت سال میں دو مرتبہ پھل دیتے، میرے باغات کے علاوہ شہر کا

① صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من زار قوما فلم یمطر عندھم، ح: ۱۹۸۲۔

② طبقات ابن سعد (۷/ ۱۹) مسند احمد (۳/ ۲۴۸) صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ، ح: ۶۶۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی باغ بھی دو مرتبہ پھل نہیں دیتا تھا۔ ①

ایک دوسری روایت میں ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے گھر کے پاس سے گزر ہوا، میری والدہ نے آپ کی آواز سنی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: یا رسول اللہ! میرے چھوٹے سے انس کے حق میں دعا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں تین دعائیں کیں۔ دو دعاؤں کی قبولیت تو میں نے دنیا میں دیکھ لی اور میں امید رکھتا ہوں کہ تیسری دعا کی قبولیت کا اثر آخرت میں دیکھ لوں گا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں رہتے ہوئے جو سب سے بڑا اعزاز ملا وہ یہ ہے کہ انھیں قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حق دار قرار دیا گیا۔ ②

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے التجا کی کہ آپ قیامت کے دن میری شفاعت کرنا۔ آپ نے فرمایا: ''میں تیری شفاعت کروں گا، وعدہ رہا۔''

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! قیامت کے دن میں آپ کو کہاں تلاش کروں گا؟

آپ نے ارشاد فرمایا: ''آپ مجھے سب سے پہلے پل صراط پر ملنا۔''

میں نے عرض کی: اگر میں پل صراط پر آپ کو نہ پا سکوں تو؟

آپ نے فرمایا: ''پھر مجھے میزان کے پاس ملیں۔''

میں نے عرض کی: اگر میں آپ کو میزان کے پاس نہ پا سکوں تو؟ آپ نے ارشاد فرمایا: آپ مجھے حوض کوثر پر ملیں۔ آپ مجھے تین مقامات میں سے کسی ایک پر ضرور ملیں گے۔ ان تینوں مقامات میں سے کسی ایک جگہ میرا اور آپ کا سامنا ہو جائے گا۔'' ③

• سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دل کی یہ تمنا ہوتی کہ جب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوں تو آپ سے یہ کہوں: یا رسول اللہ! میں آپ کا ادنیٰ سا خادم حاضر ہوں۔

---

① دلائل النبوة (٦/ ١٩٤-١٩٥) طبقات ابن سعد (٧/ ٢٠) وانظر صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالك رضی اللہ عنہ، ح: ١٤٣/ ٢٤٨١۔

② صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل انس بن مالك رضی اللہ عنہ، ح: ١٤٤/ ٢٤٨١۔

③ مسند احمد (٣/ ١٧٨) سنن ترمذى، كتاب صفة القيامة، باب ما جاء فى شان الصور، ح: ٢٤٣٣۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنے خادم رسول ہونے پر فخر کا اظہار کیا کرتے تھے۔ [1] اسے وہ اپنی خوش نصیبی خیال کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ سا خادم بننا سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی تمناؤں اور آرزوؤں کا نقطہ عروج تھا۔ وہ اپنے آپ کو خادم رسول کہہ کر روحانی خوشی محسوس کرتے۔ ایسا بھلا کیوں نہ ہوتا؟ وہ اپنے حق میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کا اثر دیکھ رہے تھے، برکت کا یہ عالم تھا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے باغات سال میں دو مرتبہ پھل دیتے اور باغات سے کستوری کی خوشبو آتی۔ [2]

آخر میں ہم یہ کہنا چاہتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی تربیت نہایت خوبصورت، دلچسپ، دلربا، سحر انگیز اور دلآویز انداز میں ہوئی، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے والہانہ محبت کا پتا چلتا ہے۔ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے علم کی دولت براہ راست نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی، اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار کیا اور آپ پر ایمان لائے۔ صحابہ کرام زمانے کی پیشانی کا جھومر بنے اور معرفت کے آسمان کے چمکدار ستارے بنے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے معاف کر کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب کر دے اور ہمیں بخش دے، بلاشبہ وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے تربیت نبویہ کے ثمرات

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دس سال رہے، یہ سال فضل و شرف، خیر و برکت اور عزت و تکریم کے اعتبار سے عظیم تر ثابت ہوئے۔ اس دوران مدرسہ نبویہ میں ایک شریف الطبع اور ذہین و فطین نوجوان دینی علوم سے آراستہ ہوا جس نے دنیا بھر کے نوجوان میں سب سے زیادہ شہرت پائی۔

اب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت مجالس کے خوشگوار اثرات کا تذکرہ کریں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلسوں میں بیٹھنے والوں کے نصیب کس قدر جاگ اٹھے، ان کی زندگیوں میں انقلاب نے کس انداز میں انگڑائی لی اور ان کے مقدر کو کس طرح چار چاند لگے؟ کتنے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمن جن کے دلوں میں حسد، بغض اور کینے کی ہنڈیاں کھول رہی

---

① مجمع الزوائد (۹/ ۳۲۵) اسد الغابۃ (۱/ ۲۹۵)

② طبقات ابن سعد (۷/ ۱۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیں اور نبی کریم ﷺ کے بارے میں شر اور فساد ان کے خمیر کا حصہ بنا ہوا تھا، جب وہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھے تو ان کے دل کی دنیا یکسر بدل گئی، نفرت محبت میں تبدیل ہو گئی، دشمنی دوستی میں بدل گئی، ان کے دلوں کی کدورت عنقا ہو گئی، ظلمت ضیاء میں بدل گئی اور ان کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی والہانہ محبت، احترام، عزت اور محبت پیدا ہو گئی۔ پھر ان کی یہ حالت ہو گئی کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرتا اس کے درپے آزار ہو جاتے اور جرأت مندانہ انداز میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے۔ مفتی، عالم، محدث، نبی کریم ﷺ کی محبت میں وارفتہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب آپ کی خدمت کے لیے آپ سے ملے تو سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ کی شفقت، محبت اور انس میسر آیا تو ان کے دل کی دنیا میں انقلاب آ گیا۔ ان کے نصیب بلند ہوئے اور ان کے بھاگ جاگ اٹھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق اپنانے کی سعادت حاصل کی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

فَلْيَنْظُرَنَّ الْمَرْءُ مِنْ غِلْمَانِهِ
فَهُمْ خَلَائِقُهُ عَلَى اَخْلَاقِهِ

''انسان کو اپنی اولاد پر نگاہ رکھنی چاہیے، ان کی عادات اس کی اپنی عادات کے مطابق ہوتی ہیں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو جو نبی کریم ﷺ کی تربیت میسر آئی تو اس کے عظیم تر اثرات میں سب سے بڑا نمایاں اثر یہ دیکھنے میں آیا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا دل نبی کریم ﷺ کی محبت سے سرشار ہو گیا۔ آپ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت روز بروز فزوں تر ہونے لگی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی والہانہ محبت کا یہ عالم تھا کہ جب سوتے تو رسول اللہ ﷺ خواب میں نظر آتے اور جب بیدار ہوتے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے، یہ سب نبی کریم ﷺ کے ساتھ انتہائی محبت کا شاخسانہ تھا۔

مثنیٰ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرماتے ہیں:

((مَا مِنْ لَيْلَةٍ اِلَّا وَ اَنَا اَرٰى فِيهَا حَبِيبِي))

''کوئی رات نہیں گزری کہ میں نے اس میں اپنے محبوب پیغمبر کو نہ دیکھا ہو۔''

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہہ کر رونے لگے۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں سے جو سب سے عمدہ پھل حاصل کیا وہ دینی علم تھا۔ آپ نے اس پھل کو حاصل کر کے بڑی عزت پائی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((وَ قَدْ كَانَ النَّبِيُّ يَخُصُّهُ بِبَعْضِ الْعِلْمِ)) ②

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے خاص طور پر کچھ علم سکھلاتے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جو علم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو سکھلایا، ائمہ حدیث نے وہ علم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اپنی کتابوں میں نقل کیا۔ ③

قابل ذکر بات یہ ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور ہم نشینی سے بھرپور فائدہ حاصل کیا۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی پیروی کرنے لگے اور آپ کے دل میں اپنے محبوب پیغمبر کے نقش قدم پر چلنے کی شدید آرزو پیدا ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے اور طرز عمل اختیار کرنے کا جذبہ پیدا ہوا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ان دلربا حوالوں سے علماء اور فقہاء صحابہ کرام، علماء تابعین، اپنے شاگردوں اور دیگر ملنے والوں میں مشہور و معروف ہوئے۔ ہر کوئی بخوبی واقف تھا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حد درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا خیال رکھتے ہیں۔

امام ترمذی نے شعبہ بن یسار کے حوالے سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ میں ثابت بنانی کے ساتھ جا رہا تھا۔ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انھیں سلام کہا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا، آپ بچوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے ان بچوں کو سلام کہا۔ ④

یاد رہے کہ ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ممتاز اور ہونہار شاگرد تھے۔ وہ چالیس دن سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور آپ سے استفادہ کرتے رہے۔ وہ

① طبقات ابن سعد (۷/ ۲۰)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۲)

③ اس کا تذکرہ چند صفحات قبل راز نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت گزر چکا ہے۔ (کاشف)

④ سنن ترمذی، کتاب الاستئذان، باب ما جاء فی التسلیم علی الصبیان، ح: ۲۶۹۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے عبادت گزار، شب زندہ دار، کثرت سے روزے رکھنے والے، قرآن وحدیث کے حافظ اور ایک جید عالم تھے۔ انھوں نے ۱۲۳ ہجری میں وفات پائی۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہر کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت اختیار کرنے کا بہت زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔ آپ نماز میں اتنا طویل قیام کرتے کہ پاؤں میں سوجن ہو جاتی۔ علماء صحابہ میں سے مشہور ومعروف صحابی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بیٹے سے بڑھ کر نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت اختیار کرتے کسی اور کو نہیں دیکھا۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا ایک اور شاگرد انس بن سیرین بیان کرتا ہے کہ میرے استاذ محترم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سفر وحضر میں سب لوگوں سے زیادہ عمدہ انداز میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حالت احرام میں حد درجہ محتاط ہو جایا کرتے تھے۔

ہمام بن یحیٰ بیان کرتے ہیں کہ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ حج کا احرام باندھ لیتے تو اس قدر محتاط ہو جاتے کہ مجھے ان کے ساتھ کوئی بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ جب وہ احرام کھول دیتے تو میں ان سے بات کرتا۔ ③

حریری بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ذات عرق سے احرام باندھا تو ہم نے انھیں ذکر الٰہی کے علاوہ کوئی اور بات کرتے نہ سنا، وہ احرام کھول کر ہی کوئی اور بات کرتے۔ ④

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر ایسا خوشگوار اثر ہوا کہ انھوں نے زندگی بھر آپ کے نقش قدم پر چلنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ اس طرح وہ گلشن رسالت کے لذیذ میووں سے لطف اندوز ہوئے۔ یاد رہے کہ گلشن رسالت کے لذیذ میوے اعمال صالحہ ہی تو ہیں کہ جن کو چن کر اپنا دامن بھرنے کا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو بھرپور موقع میسر آیا۔

امام احمد ثمامہ بن انس سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب کوئی

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۰)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۰)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۱)

④ طبقات ابن سعد (۷/ ۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کرتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے اور فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بات کو تین دفعہ دہرایا کرتے تھے، اسی طرح جب کسی سے گھر میں داخل ہونے کی اجازت لیتے تو اس موقع پر بھی تین دفعہ اجازت لیتے۔ ①

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو کھانے میں بھی وہی چیزیں پسند تھیں جو نبی کریم ﷺ کو پسند تھیں۔
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ خیاط نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو دعوت دی، میں بھی اس کھانے کی دعوت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور شوربا پیش کیا گیا جس میں کدو کے ٹکڑے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ پلیٹ سے کدو کے ٹکڑے لے کر بڑے شوق سے کھا رہے ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ کدو کو سب ترکاریوں سے زیادہ پسند کرتا رہا۔ ایک روایت میں ہے سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے لیے جب بھی کھانا تیار کیا جاتا تو میری دلی خواہش ہوتی کہ سالن میں کدو کو استعمال کیا جائے۔ ②

مسند امام احمد میں سلیمان تیمی کے حوالے سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم جب بھی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لیے جاتے تو اگر کدو کا موسم ہوتا تو سالن میں کدو ضرور ہوتا۔ ③

ترمذی میں ابوطالوت سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، وہ کدو تناول فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ اے قرع کے پودے! میں تجھے اس لیے پسند کرتا ہوں کہ میرے پیارے نبی سیدنا محمد ﷺ تجھے پسند کرتے تھے۔ ④

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو تربیت نبویہ کا جو سب سے عمدہ اور لذیذ پھل ملا وہ نبی کریم ﷺ کی والہانہ محبت تھی اور صحبت نبویہ سے جو دوسری نعمت میسر آئی وہ رسول اللہ ﷺ کی نقش

---

① مسند احمد (۳/ ۲۲۱)

② صحیح بخاری، کتاب الاطعمة، باب من ناول او قدم الی صاحبه علی المائدة، شیئا، ح: ۵۴۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربة، باب جواز اکل المرق، ح: ۲۰۴۱

③ مسند احمد (۳/ ۲۲۶)

④ سنن ترمذی، کتاب الاطعمة، باب جاء فی اکل الدباء، ح: ۱۸۴۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدم پر چلنا تھا۔ دیکھنے والے مشاہدہ کرتے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ہر کام میں مشابہت اختیار کرنے کا حد درجہ اہتمام کرتے ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی میں ((مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ)) کے الفاظ کندہ کرائے ہوئے تھے کیونکہ یہی الفاظ رسول اللہ ﷺ کی انگوٹھی میں بھی تھے۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے تربیت نبویہ سے جو ثمرات حاصل کیے اس کی فہرست تو بڑی طویل ہے لیکن ہم ان میں سے چند ایک آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

کرامات سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی تھے، جنھیں توفیق الٰہی سے دنیا و آخرت کی سعادت میسر آئی اور اللہ رب العزت کی نظر عنایت ان کے ہمرکاب رہی۔ کیونکہ ان کا شمار ان اولیاء اللہ میں ہوتا تھا جنھوں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ کیے گئے عہد و پیمان کو سچ کر دکھلایا اور ساری زندگی اپنی آخرت کو سنوارنے کے لیے احکامات الٰہیہ پر عمل پیرا رہے۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کے فضل و کرم سے اپنے مقصد کو پا لیا۔

یہ جلیل القدر صحابی ان پاک باز لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت نے اپنی آغوش میں لے رکھا تھا، اور جن کی دعا کو شرف قبولیت عطا کیا تھا، اس لیے کہ انھوں نے مادی اسباب کو چھوڑ کر روحانی اسباب کو اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ انھوں نے اپنی کامیابی کے لیے اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ کرنا اپنا معمول بنا لیا تھا۔ نبی کریم ﷺ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اقوام عالم کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے کے فریضے کو اختیار کر لیا تھا۔ ان کی یہ دلی خواہش تھی کہ تمام لوگ راہ راست پر آ جائیں اور ان کی تمام تر توجہ اس طرف مبذول تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سے اپنے آپ کو آراستہ کریں اپنے پیارے پیغمبر سیدنا محمد ﷺ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کریں۔ اس جذبے نے اہل فضل کو اہل فضل کی خدمت کرنے پر مامور کر دیا، کیونکہ اہل فضل ہی اہل فضل کی قدر و قیمت کو پہچانتے ہیں۔

ثابت بنانی رحمہ اللہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں جریر بن عبداللہ کے ساتھ رہا وہ میری خدمت کیا کرتے تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں

① طبقات ابن سعد (۷/ ۲۲، ۲۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انصار کو دیکھا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی دل و جان سے محبت کرتے ہوئے خدمت کیا کرتے تھے، اس لیے میں بھی جب کسی انصاری کو دیکھتا ہوں تو اس کی خدمت کرنا اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد رشید ثابت بن اسلم بنانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے استاد محترم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، میں نے ان سے کہا: آپ کی ان دو آنکھوں نے رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کیوں نہیں۔ میں نے ان کی آنکھوں پر بوسہ ثبت کر دیا، پھر میں نے کہا: آپ کے دونوں قدم بھی رسول اللہ ﷺ کے کام سرانجام دینے کے لیے کہیں چل کر گئے ہوں گے۔ انھوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ میں نے ان کی قدم بوسی کی۔ پھر میں نے کہا: آپ کے دونوں ہاتھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرانے کے لیے پانی بھی انڈیلا ہوگا؟ انھوں نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ میں نے ان کے ہاتھ چوم لیے، مزید سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ثابت! میرے ان دونوں ہاتھوں نے رسول اللہ ﷺ کو وضو کرانے کے لیے پانی انڈیلا تو آپ نے مجھے خوش ہو کر فرمایا: ''بیٹا وضو خوب اچھی طرح کیا کرو، تیری عمر میں اضافہ ہوگا'' زیادہ سلام کہا کرو تیری نیکیاں بڑھیں گی، قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کیا کرو تجھے قیامت کے دن اس طرح میرا ساتھ نصیب ہوگا جس طرح یہ دو انگلیاں آپس میں جڑی ہوئی ہیں'' رسول اللہ ﷺ نے شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی دونوں جوڑ کر دکھلائیں۔ ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خادمہ جمیلہ، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک عظیم خصوصیت اس انداز سے بیان کرتی ہیں کہ جب ثابت بنانی گھر آتے تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ سے فرماتے: جمیلہ خوشبو لاؤ کیونکہ ثابت جب بھی میرے پاس آتے ہیں وہ میرا ہاتھ چومتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ وہ ہاتھ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کو چھوا ہے۔ ③

---

① صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب فضل الخدمة فی الغزو، ح: ۲۸۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب فی حسن صحبة الانصار، ح: ۲۵۱۳۔ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۱)

② مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۶۹، ۷۰)

③ مسند ابی یعلی (۳۴۹۳) شعب الایمان (۱۶۰۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر عالم اور رسول اللہ ﷺ کے دیانتدار خادم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے یوں تو بے شمار فضائل و مناقب ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی عادات و اطوار اپنائے ہوئے تھے اور ان کا شمار ان مشہور و معروف علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی دنیا کو منور کر دیا۔ آپ ان لوگوں کے لیے بہترین نمونہ تھے جو ان کے نقش قدم پر چلنے کی تمنا رکھتے تھے، وہ علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدق و صفا اور مہر و وفا کے راستے پر گامزن ہوئے اور وہ مستجاب الدعوات کے اعلیٰ و ارفع مقام پر فائز ہوئے۔

علامہ ابن سعد رحمہ اللہ ثمامہ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس موسم گرما میں آپ کے باغ میں ہل چلانے والا آیا، اس نے خشک سالی کی شکایت کی تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے پانی طلب کیا، وضو کیا اور نماز پڑھی، پھر انھوں نے پوچھا: کیا تم کوئی چیز دیکھ رہے ہو؟

اس نے کہا: میں تو کچھ بھی نہیں دیکھ رہا۔ انھوں نے پھر نماز پڑھنا شروع کر دی، تیسری یا چوتھی مرتبہ نماز پڑھنے کے بعد کہا کہ اب دیکھو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں آسمان پر پرندے کے پر جیسا بادل کا ٹکڑا دیکھ رہا ہوں، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بدستور نماز پڑھتے رہے۔ باغ کا نگران اندر آیا اور کہا: آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہیں اور بارش شروع ہو چکی ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو گھوڑی بشر بن شغاف نے بھیجی ہے اس پر سوار ہو کر جاؤ اور دیکھو کہ بارش کا پانی کدھر جا رہا ہے؟

وہ گھوڑی پر سوار ہوا اور اس نے دیکھا کہ بارش کا پانی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے باغ کو سیراب کر رہا ہے۔ ①

ایک دوسری روایت میں ثابت بنانی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ زمین کا نگران سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی زمینیں خشک سالی کی وجہ سے پیاسی ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے چادر اوڑھی اور جنگل کی طرف نکل گئے، وہاں نماز پڑھی اور دعا کی، دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر بادل چھا گئے اور موسلا دھار بارش ہونے لگی اور زمین جل تھل ہو گئی۔ یہ واقعہ موسم گرما میں پیش آیا۔ ②

---

① طبقات ابن سعد (۷/ ۲۱)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۰) مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بڑی واضح کرامت ہے۔ ①

میں اس موقع پر مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ کے علم میں یہ بات لاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا معاویہ بن ابی سفیان، سیدنا یزید بن اسود جرشی، سیدنا انس بن مالک، سیدنا حجر بن عدی رضی اللہ عنہم اور بعض دیگر صحابہ کرام کی دعا سے بارش کا نازل ہونا ثابت ہے اور اس کا تذکرہ حدیث کی مشہور و معروف کتابوں میں موجود ہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ میدان ہائے جہاد میں

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی میدانہائے جہاد میں پیش قدمی، بہادری، برتری اور حوصلے کی داستانوں سے تاریخی اوراق بھرے پڑے ہیں۔ جب جہاد فرض کیا گیا اس وقت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی عمر بہت چھوٹی تھی، وہ ابھی بچے تھے لیکن شعوری عمر کو پہنچتے ہی انھوں نے میدان ہائے جہاد میں بہادری و جوانمردی کے جوہر دکھلائے۔

یاد رہے کہ جہاد کی فرضیت کا حکم ۲ ہجری کے شروع میں نافذ ہوا۔ اس وقت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۲ سال تھی۔ اس عمر کے بچوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد میں شریک ہونے اور مشرکین سے نبرد آزما ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ جب وہ جوان ہو جاتے تب انھیں جہاد میں حصہ لینے کی اجازت ملتی۔

جب سیدنا انس رضی اللہ عنہ جوان ہوئے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوئے، وہ خود فرماتے ہیں:

((شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْحُدَيْبِيَةَ وَ عُمْرَتَهُ وَالْحَجَّ، وَالْفَتْحَ وَ حُنَيْناً وَالطَّائِفَ))

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلح حدیبیہ، عمرۃ القضاۃ، حج، فتح مکہ، غزوۂ حنین اور محاصرہ طائف میں حاضر ہوا۔" ②

سوانح اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر اور

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۱)

② تہذیب التہذیب (۱/ ۳۹۱) مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۳۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ احد میں تیر، تلوار یا برچھی وغیرہ کے ساتھ شرکت نہیں کی اور نہ وہ مشرکین کے خلاف نبرد آزما ہوئے، البتہ وہ نبی کریم ﷺ کے خادم ہونے کی حیثیت سے ان دونوں جنگوں میں آپ کے ساتھ موجود تھے تاکہ حبیب کبریا سیدنا محمد ﷺ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''طبقات'' میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے غلام کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ان کے غلام نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا آپ بدر میں حاضر تھے؟

انھوں نے فرمایا: اللہ کے بندے میں نے لڑائی میں تو حصہ نہیں لیا لیکن میں غیر حاضر کیسے رہ سکتا تھا؟ انصاری فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے آپ کے ساتھ تھے۔ ①

علامہ ذہبی رحمہ اللہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مغازی اور جہاد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہجرت سے لے کر نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات تک پورا عرصہ آپ کے ساتھ رہے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہتے ہوئے جنگوں میں بھی حصہ لیا اور درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ②

موسیٰ بن انس کہتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے آٹھ غزوات میں حصہ لیا۔ ③

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی سوانح حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پہلی اسلامی جنگ یعنی غزوہ بدر میں بھی موجود تھے، لیکن اس جنگ میں وہ چھوٹی عمر کی وجہ سے مشرکین کے خلاف لڑائی میں تو شریک نہیں ہوئے، البتہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت کا فریضہ دوران جنگ سرانجام دیتے رہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے موقع پر جوان ہو گئے تھے لہٰذا اس جنگ میں وہ شریک ہوئے، یہ ان کی پہلی جنگ تھی جس میں انھوں نے مشرکین کے خلاف بہادری کے جوہر دکھلائے۔ اس طرح وہ اسلام کے ان شہسواروں میں شمار ہونے لگے جنھوں نے اسلام کی سربلندی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

---

① مستدرك حاكم (۳/ ۶۶۳) طبقات ابن سعد۔ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۹۷)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۹۷)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کا حسین وجمیل نقشہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف روانہ ہوئے۔ مہاجرین اور انصار سخت سردی میں خندق کھود رہے تھے، ان کے پاس غلام نہیں تھے جو یہ کام سرانجام دے سکیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو تھکاوٹ اور بھوک کی حالت میں دیکھا تو فرمایا:

((اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْأَنْصَارِ وَ الْمُھَاجِرَۃِ))

''الٰہی! اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے، سو انصار اور مہاجرین کو بخش دے۔''

مہاجرین اور انصار نے رسول اللہ ﷺ کے جواب میں کہا:

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِھَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

''ہم وہ لوگ ہیں جنھوں نے سیدنا محمد ﷺ کی جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔''①

دن گزرتے گئے یہاں تک سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو ان خوش نصیب لوگوں کا ساتھ میسر آیا جنھوں نے درخت کے نیچے بیعت رضوان میں حصہ لیا تھا۔ اللہ ان لوگوں سے راضی ہوگیا اور ان کو روئے زمین پر رہنے والوں میں سے سب سے بہتر ہونے کی خوش خبری دی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اس بیعت کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

''جب ہم غزوۂ حدیبیہ سے واپس آئے، ہمیں عبادت کی غرض سے مکہ معظمہ سے روک دیا گیا تھا، تو ہم بڑے دلبرداشتہ تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل کردی۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ (الفتح: ۴۸/ ۱)

''ہم نے تجھے فتح مبین سے نوازا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ آیت دنیا و مافیھا سے زیادہ پیاری ہے۔②

ایک دوسری روایت میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس واقعے کی ادیبانہ انداز میں منظر

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، ح: ۴۰۹۹۔ صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب غزوۃ الاحزاب، ح. ۱۸۰۵۔

② اسباب النزول للواحدی (ص:۳۹۷۔۳۹۹)

صحیح مسلم، کتاب الجھاد، باب صلح الحدیبیۃ، ح: ۱۷۸۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ پر یہ آیت کریمہ حدیبیہ سے واپسی پر نازل ہوئی۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ﴿١﴾ (الفتح: ۴۸/۱)

''ہم نے آپ کو فتح مبین سے نوازا ہے۔''

جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غمزدہ تھے کیونکہ عبادت کے لیے مکہ معظمہ جانے سے روک دیا گیا تھا اور انھوں نے قربانی کے جانور حدیبیہ مقام پر ہی ذبح کر دیے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''مجھ پر آج ساری دنیا سے بہتر آیت نازل ہوئی ہے۔'' جب نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی تو ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! مبارک ہو، اللہ نے ہم پر یہ واضح کر دیا کہ وہ آپ کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا، لیکن ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی:

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

''تاکہ وہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کر دے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔''①

جہاد کے میدان میں اترنے کے حوالے سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف روز روشن کی طرح واضح ہے، وہ اپنے پیارے پیغمبر سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف بڑی چاہت سے روانہ ہوئے اور غزوۂ خیبر میں شروع سے لے کر آخر تک شریک رہے۔ محمد بن اسحاق سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس جنگ کی تفصیل بیان کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کسی قوم کے ساتھ جنگ کرتے وقت رات کو اس پر حملہ نہیں کرتے تھے، جب صبح ہوتی اگر آپ اس علاقے میں اذان کی آواز سن لیتے تو حملہ کرنے سے رک جاتے، اگر اذان کی آواز نہ سنتے تو ان لوگوں پر حملہ کر دیتے۔ ہم نے خیبر میں رات کے وقت پڑاؤ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے رات بسر کی، جب صبح ہوئی تو اذان کی آواز نہ سنی۔ رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے ہم بھی اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو گئے، میں ابوطلحہ کے پیچھے سواری پر بیٹھا۔

① سيرة النبوية (۳/ ۴۵۷، ۴۵۸) بشرح ابی ذر الخشنی۔ وانظر صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوة الحديبية، ح: ۴۱۷۲۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میرے قدم رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو چھو رہے تھے۔ ہمیں خیبر کے کسان اپنی کسیاں اور ٹوکریاں اٹھائے اپنے کھیتوں کی طرف جاتے ہوئے ملے۔ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ اور لشکر کو دیکھا تو گھبراہٹ سے کہنے لگے: وہ دیکھو، محمد (ﷺ) اور اس کا لشکر۔ وہ یہ منظر دیکھ کر الٹے پاؤں گھروں کی طرف بھاگنے لگے رسول اللہ ﷺ نے نعرہ لگایا:

((اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ))

''اللہ اکبر، خیبر ویران ہو گیا۔''

اور ساتھ فرمایا:

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس لشکر میں بھی شامل تھے جو موتہ کی طرف گیا تھا اور آپ غزوۂ حنین میں بھی شریک ہوئے تھے۔ مسند احمد میں مروی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ کیا وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے؟ انھوں نے فرمایا: ہاں میں غزوۂ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا کر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو وہ نوجوان شہسوار سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے خوش تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا جذبۂ جہاد ماند نہ پڑا اور نہ کبھی انھوں نے جہاد میں شریک ہونے سے کوتاہی کی۔ وہ میدان ہائے جنگ میں دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے رہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے دور میں دشمن سے نبرد آزما ہونے کے لیے لڑائیوں میں حصہ لیتے رہے۔ خاص طور پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مرتدین کی سرکوبی کے لیے انھوں نے جنگ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میدان محشر میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین!

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دلی خواہش تھی کہ ارتداد، مرتدین اور دعویٰ نبوت کا فتنہ پیدا کرنے والوں کے سرغنہ کا سر کچل دیں اور فتنہ ارتداد میں ملوث لوگوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر کے انھیں نیست و نابود کر دیا جائے، تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ

① صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة خيبر، ح: ۴۱۹۷-۴۲۰۱- صحيح مسلم، كتاب الجهاد، باب غزوة خيبر، ح: ۱۲۰/ ۱۳۶۵-

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ ہیں جنھوں نے زمین کو ناہنجار مرتدین سے پاک کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ان خطرناک معرکوں میں حصہ لیا جو سرزمین یمامہ میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لیے بپا ہوئے تھے۔

جس نے زمین میں فساد برپا کر رکھا تھا۔ اور ریشہ دوانیوں کا جال پھیلا رکھا تھا۔ مسیلمہ کذاب کا جھوٹا پروپیگنڈا اس کی قوم کے لوگوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گیا اور اس کی خباثت نے اس کی قوم کے بیشتر افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا لیکن اس کی قوم کے دانشمندوں نے اس کی ریشہ دوانیوں اور خرمستیوں اور حماقتوں کو پہچان لیا۔ اس کی قوم کے عقل مند لوگ مسیلمہ کذاب اور اس کے پیرکاروں کو مذاق کا نشانہ بنانے لگے۔

ثمامہ بن اثال بن نعمان حنفی رضی اللہ عنہ مسیلمہ کذاب کا کچھ اس انداز سے تمسخر اڑاتے ہیں:

دَعَانَا اِلَی تَرْکِ الدِّیَانَةِ وَالْهُدٰی
مُسَیْلَمَةُ الْكَذَّابُ اِذْ جَاءَ یَسْجَعُ
فَیَا عَجَبًا مِنْ مَعْشَرٍ قَدْ تَبَایَعُوا
لَهُ فِیْ سَبِیْلِ الْغَیِّ وَالْغَیُّ اَشْنَعُ

"مسیلمہ کذاب نے ہمیں اپنی مسجع کلام کے ذریعے سے ہدایت و رشد کو چھوڑنے کی دعوت دی۔ تعجب ہے ان لوگوں پر جنھوں نے گمراہی میں اس کی پیروی کی حالانکہ گمراہی تو بہت بڑی چیز ہے۔"

معاملہ زیادہ ٹیڑھا ہو گیا، وہ اس طرح کہ فاجر و فاسق مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کرنے والی ایک عورت سے شادی رچالی جو اس خیال کا اظہار کرتی تھی کہ میری طرف وحی آتی ہے۔ اس ناہنجار عورت نے اپنی جھوٹی اور مکارانہ نبوت کے ڈانڈے مسیلمہ کذاب کی مکر و فریب میں لتھڑی ہوئی نبوت کے ساتھ ملاتے ہوئے اس کے آگے سرتسلیم خم کر لیا اور اس کی پیروی اختیار کر لی۔ اس کم بخت عورت کا نام سجاح بنت الحارث التمیمہ تھا۔

ایک شاعر اس مکار، جھوٹے اور افترا پرداز جوڑے کا تذکرہ کچھ اس انداز سے کرتا ہے۔

مُسَیْلَمَةُ الْیَمَامَةِ کَانَ اَدْهٰی
وَاَکْذَبُ حِیْنَ سَارَ اِلٰی سَجَاحِ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِیَمْدَحَ قَوْمَهُ بَأَبِیُ رِبَاحِ
وَفَازَ وَرُدَّ مَقْصُوْصَ الْجَنَاحِ

ان تمام تر چیلنجوں کے ہوتے ہوئے اور مرتدین کے لشکر کے باوجود سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جنگ کے شعلوں میں داخل ہوئے اور انھوں نے اپنے بعض مشاہدات اور چشم دید واقعات کو قلم بند کیا۔ ان میں سے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں جنگ یمامہ کے دوران ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو وہ اپنے بدن پر خوشبو لگا رہے تھے، میں نے انھیں کہا: چچا جان کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ لوگوں پر کیا بیت رہی ہے؟

انھوں نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: کیا دشمن کا ہم اس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں؟ کیا دشمن قوم کو اپنے سامنے سے ہٹا سکتے ہیں؟ کیا لاتوں کے بھوت باتوں سے بھی کبھی مانتے ہیں، جب تک اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دیا جائے؟ دشمن اپنی دسیسہ کاریوں سے کب باز آتا ہے؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بھلا ہم اسی طرح جنگ میں حصہ لیا کرتے تھے؟ پھر وہ میدان جہاد میں جوش و ولولے کے ساتھ اترے اور داد شجاعت دیتے ہوئے اس طرح لڑے کہ جوانمردی، جرأت اور شجاعت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ ①

ایک دوسری روایت میں اس طرح مذکور ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جنگ یمامہ کے موقع پر سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اس حالت میں تشریف لائے کہ انھوں نے خوشبو لگائی ہوئی تھی اور دو سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھے، یوں دکھائی دے رہا تھا کہ انھوں نے کفن پہن رکھا ہے۔ لشکر اسلام کو شکست کا سامنا تھا۔ سیدنا ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے ''اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَبْرَأُ اِلَیْكَ مِمَّا جَاءَ هٰؤُلَاءِ'' ''الٰہی اس وقت ان لوگوں کا جو حال ہے میں تیرے حضور براءت کا اظہار کرتا ہوں۔''

پھر جوش و جذبے اور ولولہ انگیز انداز اپناتے ہوئے کہنے لگے: ایک طرف ہو جاؤ اور میرے سامنے سے ہٹ جاؤ، پھر وہ دشمن سے لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کر گئے۔ ②

① صحیح بخاری، کتاب الجهاد، باب التحفظ عند القتال، ح: ۲۸۴۵۔
سیر اعلام النبلاء (۱/ ۳۱۱)

② معجم کبیر طبرانی (۱۳۰۷) مستدرك حاكم (۳/ ۲۶۰) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۳۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سرزمین عراق میں لڑی گئی جنگ قادسیہ میں بھی شریک ہوئے، جس کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس جنگ میں حصہ لینے والے شہسواروں نے اپنی بہادری اور جوانمردی کے جوہر اس انداز میں دکھلائے کہ مشاہدہ کرنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔

جب مسلمان بہادر شہسوار سرزمین عراق میں قادسیہ کے میدان میں دشمن سے نبرد آزما ہوئے تو لشکر اسلام کے ان بہادر شہسواروں میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ وہ خوش نصیب لوگ تھے جنھوں نے اپنے اللہ سے کیا ہوا وعدہ سچ کر دکھلایا۔ جنگ قادسیہ کا یہ حیرت انگیز واقعہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن ام مکتوم جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے، ان کے ہاتھ میں سیاہ رنگ کا جھنڈا تھا اور خود انھوں نے زرع پہن رکھی تھی۔

یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی تھے۔ انھوں نے عذر کے باوجود زرع پہنی اور جھنڈا تھام کر جنگ میں شریک ہوئے۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تستر شہر کے محاصرے میں بھی شریک ہوئے، انھیں اس محاصرے میں خطرناک حالات کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ ایک وقت ایسا آیا کہ وہ ہولناک صورت حال میں گھر گئے لیکن بروقت سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ وہاں پہنچ گئے، جنھوں نے انتہائی جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اس دلدل سے نکالا۔ ہوا یہ کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دشمن کے قلعے کی بیرونی جانب دیوار کے پاس کھڑے تھے کہ قلعے کے اوپر سے دشمن نے آگ میں گرم کی ہوئی لوہے کی کنڈیاں رسی سے باندھ کر نیچے پھینکیں جو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہوگئیں۔ جب دشمن نے دیکھا کہ تیر نشانے پہ لگا ہے اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے جسم میں کنڈیاں پیوست ہو چکی ہیں تو انھوں نے رسی کو اوپر کھینچنا شروع کر دیا۔ یہ خطرناک صورت حال دیکھتے ہوئے کسی نے سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ کو اطلاع کر دی۔ وہ دوڑ کر وہاں پہنچے، دیکھا کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دشمن اوپر کھینچ رہا ہے۔ انھوں نے زوردار انداز میں جست لگائی اور گرم کنڈیوں کو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے جسم سے نکالنے میں کامیاب ہوگئے، لیکن اس کشمکش میں ان کے اپنے ہاتھ جل گئے۔ انھوں

① قرن من عصر النبوة (ص: ۴۲۲، ۴۲۳) للمصنف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی پرواہ نہیں کی بلکہ اپنے بھائی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دشمن کے چنگل میں جانے سے بچا لیا۔ وہ ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان سے مل کر روحانی خوشی محسوس ہوتی تھی۔ ان کے بھائی انس بن مالک رضی اللہ عنہ عالم، فاضل، عامل، علم کا سمندر، شہسوار تیر انداز اور محدث تھے۔ انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم خاص ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا، انھوں نے علم نبوی کو سربلند کیا۔ بڑے فضل و شرف والے تھے۔ یہ تمام تر خوبیاں انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے حاصل ہوئی تھیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے میدان جہاد میں نا قابل فراموش کارنامے سرانجام دیے۔ انھوں نے دشمن سے مقابلہ کرتے وقت کٹھن حالات کا سامنا کیا اور خطرات سے دو چار ہوئے۔ تُستر کی فتح میں تو ایسے یادگار کارنامے سرانجام دیے کہ دیکھنے والے ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس معرکے کے چشم دید حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لشکر اسلام نے تستر شہر کے قلعے کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور نماز فجر کا وقت تھا، میں بھی لشکر میں شامل تھا۔ قلعے کے پہلو میں دشمن فوج کے ساتھ لڑائی زوروں پر تھی، ہم لڑائی کی شدت کی بنا پر نماز فجر بروقت ادا نہ کر سکے۔ لشکر اسلام کے قائد سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر قلعہ فتح ہو گیا، ادھر دن چڑھ گیا، ہم نے فجر کی نماز دن چڑھے ادا کی۔ مجھے یہ نماز دنیا و مافیھا سے زیادہ بھلی اور بہتر معلوم ہوتی ہے۔ [1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بڑے ماہر تیر انداز تھے اور ان کا نشانہ بڑا پختہ تھا۔ وہ اپنے بیٹے کو اپنی آنکھوں کے سامنے تیر اندازی کرنے کا حکم دیتے اور بسا اوقات ان کے ساتھ تیر اندازی کا مقابلہ کرتے تو زیادہ صحیح نشانے انھی کے ہوتے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا پوتا ثمامہ بیان کرتا ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے لیے چادر بچھا دی جاتی تھی اور وہ اس پر بیٹھ جاتے۔ پھر آپ کی موجودگی میں تیر اندازی شروع ہو جاتی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہم تیر اندازی کر رہے تھے کہ ہمارے پاس سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، ہماری تیر اندازی دیکھ کر کہنے لگے: بیٹو تم بڑے بھونڈے طریقے سے تیر اندازی کر رہے ہو۔ پھر آپ نے کمان پکڑ لی اور تیر اندازی کرنے لگے۔ ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ان کا ایک نشانہ بھی

---

[1] صحیح بخاری، کتاب صلاۃ الخوف، باب الصلاۃ عند مناھضۃ الحصون، تعلیقاً فی ترجمۃ الباب۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خطا نہیں ہوا۔ ①

فقیہ اور مفسر

جب رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی اس وقت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ جوان رعنا تھے اور آپ کی عمر بیس سال ہو چکی تھی۔ آپ بلا کے ذہین وفطین، بڑے حوصلہ مند اور بیدار مغز تھے اور انھیں بڑی علمی مہارت حاصل تھی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے علم میں بڑی برکت عطا کر رکھی تھی، کیونکہ انھوں نے بڑا طویل عرصہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بسر کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تھے تو آپ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا انھیں اپنے ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: یہ میرا لاڈلا بیٹا ہے، اسے خدمت کے لیے قبول کر لیں۔ اس طرح سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت سے لے کر رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات تک آپ کے ساتھ رہے، رسول اللہ ﷺ اپنے ہونہار، ذہین وفطین اور شریف الطبع شاگرد رشید سے بہت خوش تھے۔

کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوجوان، علماء اور فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بہت محبت سے پیش آیا کرتے تھے، ان نوجوان علماء صحابہ میں سرفہرست عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن زبیر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم تھے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی مشکل پیش آتی تو آپ اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ان نوجوان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کرتے، چونکہ یہ نوجوان صحابہ علم و دانش میں تیز تھے، لہٰذا وہ اپنی ذہانت و فطانت کو بروئے کار لاتے ہوئے اس مشکل کا حل بہت جلد تلاش کر لیتے۔ ②

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

إِنَّ الْحَدَاقَةَ لَا تُقَصِّرُ
بِالْفَتَى الْمَرُوَةَ ذِهْنًا
لَكِنْ تَنْ كَي قَلْبَهُ
فَيَفُوقُ أَكْبَرُ مِنْهُ سِنًّا

”نوعمری اس جوان کو کوتاہ نہیں بناتی جسے ذہانت سے نوازا گیا ہو۔“

---

① معجم كبير طبراني (٦٧٩)۔ مجمع الزوائد (٩/ ٣٢٥)

② المحدث الفاصل بين الراوي والداعي (ص: ١٩٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ذہانت اس کے دل کو بھی ہوشیار کر دیتی ہے اور وہ اپنے سے بڑی عمر والے پر فوقیت حاصل کر لیتا ہے۔"

خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ جوانی اور اوائل عمری میں فقہی صلاحیت سے آراستہ ہونا اس نوخیز عمر میں طبیعت میں اطمینان وسکون اور دل میں علمی رسوخ کا باعث بنتے ہیں، ان اسباب کے حاصل ہونے سے علم میں پختگی اور استحکام پیدا ہوتا ہے۔

پختہ علم سے فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور یہ برکت کا باعث بھی بنتا ہے، اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے حسن توفیق بھی میسر آجائے تو سونے سہاگہ ہے۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان نامور علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جن سے فقہی احکام اور مختلف علوم حاصل کیے گئے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فقہی اور علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے نہایت آسان طریقہ اختیار کرتے تھے۔ آپ بڑے مشکل اور پیچیدہ مسائل کو بڑی آسانی اور دلربا انداز میں بیان کر دیا کرتے تھے اور سننے والے آسانی کے ساتھ سمجھ جاتے۔ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے سامنے دو مختلف نوعیت کے معاملے پیش آتے تو ان میں سے جو آسان ہوتا اسے اختیار کر لیتے۔

فضائل قرآن کے میدان میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا علمی وفقہی موقف یہ تھا کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت موسیقی کی کسی دھن کی طرز پر کرتا ہے، تو یہ انداز تلاوت مکروہ ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں ان کا موقف تھا کہ یہ نہ فقہ اور نہ تلاوت کے آداب سے واقف ہے، ایسے شخص کو قرآن کا عالم نہیں کہا جا سکتا۔

ابوعبید قاسم بن سلام، اعمش سے اور وہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو قرآن کی تلاوت ترنم سے گانے کے انداز میں کرتے سنا، جس کو عام لوگ جدید طرز قرار دیتے ہیں، سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس طرز کو ناگوار قرار دیا اور یہ طرز اختیار کرنے سے منع کیا۔ ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف ہے کہ اس طرح خوش الحانی سے تلاوت کرنا جس

---

① الفقیہ والمتفقہ (۲/ ۷۹)

② فضائل القرآن لابی عبید (ص: ۱۶۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں موسیقی کا سا انداز ہو قرآن مجید کی عظمت کے منافی ہے اور اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

زیاد بن نمیری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ وہ قراء کے ساتھ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ایک قاری سے کہا گیا کہ قرآن مجید کی تلاوت کرو تو اس نے بلند آواز اور ترنم سے تلاوت شروع کی۔ اس کی آواز بڑی اونچی تھی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیاہ رنگ کے رومال سے اپنا چہرہ ڈھانپا ہوا تھا، جب انھوں نے تلاوت کی آواز سنی تو چہرے سے رومال ہٹایا اور غضبناک انداز میں فرمایا: ارے یہ کیا کر رہے ہو، کیا قرآن مجید کی تلاوت اس طرح کی جاتی ہے۔①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کی تلاوت کے حوالے سے موقف یہ تھا کہ قرآن مجید کی تلاوت میں صحیح تلفظ ادا کیا جائے اور تلاوت کثرت سے ہو اور اکثر و بیشتر اپنی آواز کو قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رکھا جائے۔ سحری کے وقت اور رات کی تنہائیوں میں تلاوت قرآن کو اپنا معمول بنایا جائے۔ قرآن مجید کی تلاوت کو اپنے معمول کا حصہ بنا لیا جائے اور تلاوت کرتے وقت حسن صوت اور صحت لفظی کو پیش نظر رکھا جائے، یاد رہے کہ قرآن عظیم اللہ رب العزت کا کلام ہے۔ ایک نور، روشنی اور اعلیٰ درجے کی زینت ہے، لیکن اس کے لیے جو اسے پر رونق بناتا ہے اور اس کی روشنی سے اپنے دل اور دامن کو چمکاتا ہے۔

قرآن مجید کے ماہرین بخوبی جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی تلاوت ترتیل کے ساتھ کرتے تھے اور لفظی صحت کا خاص طور پر خیال رکھتے تھے۔ آپ موذن کو بھی اذان میں ترنم اختیار کرنے سے منع کرتے تھے۔ آپ فرماتے کہ اذان سادہ آواز میں دی جائے۔ اگر تم اذان سیدھے سادھے انداز میں نہیں دے سکتے تو بہتر ہے کہ اذان دو ہی نہیں۔ دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان میں ترنم اختیار کرنے کو منع فرمایا ہے، تو قرآن مجید کی تلاوت میں اس انداز کی اجازت کس طرح دے سکتے ہیں کہ جس کی حفاظت کی ذمے داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے؟

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾ (الحجر: ۱۵/ ۹)

''بے شک ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم اس کے محافظ ہیں۔''

علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے بڑی عمدہ بات کہی ہے، انھوں نے ہر ایسے شخص کو

① تفسیر القرطبی (۱/ ۱۱۔ المقدمۃ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناسب تنقید کا نشانہ بنایا ہے جس نے قرآن مجید کی صحیح قراءت سے انحراف کیا ہو اور اس نے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے ترنم کو اختیار کیا ہو، یا حروف کو بار بار پڑھنے کا مظاہرہ کیا ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی تلاوت اس انداز میں وہی کرتا ہے جو قرآن مجید کے مفہوم سے ناواقف ہو۔ ایسا شخص ہی قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت آواز کے اتار چڑھاؤ کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسا کہ مصری قرآ کا طرز عمل اور اسلوب تلاوت ہے۔ وہ بادشاہوں کے سامنے اور جنازے کے مجمع میں اسی انداز میں تلاوت کرتے ہیں اور اس پر وہ اجرت اور انعامات وصول کرتے ہیں۔ اس طرح ان کی محنت اور کاوش اکارت جاتی، اجر وثواب سے وہ محروم رہ جاتے ہیں اور ان کے تلاوت کرنے کا عمل رائیگاں چلا جاتا ہے۔

اس طرح وہ کتاب اللہ میں تبدیلی پیدا کرنے کے مرتکب ہوتے ہیں جو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ یہ صورت حال اس بنا پر پیش آتی ہے کہ یہ لوگ اپنے دین سے ناواقف ہیں اور نبی کریم ﷺ کی سنت سے روگردانی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ سلف صالحین کا طرز عمل اختیار کرنے سے اپنے آپ کو انکاری ثابت کرتے ہیں اور ان کی رغبت اس طرز عمل کو اختیار کرنے کی طرف ہوتی ہے جسے شیطان نے ان کے لیے آراستہ کیا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں حالانکہ وہ اپنی گمراہی میں سرگرداں ہیں اور کتاب اللہ کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

صادق المصدوق محمد ﷺ نے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ ایسے ہوگا اور آج ہم یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔[1]

ہم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے موقف کی تائید کرتے ہیں اور انھیں قرآنی علوم اور فقہ کا ماہر سمجھتے ہیں، انھوں نے قرآن مجید کے ساتھ اپنا تعلق ایک صاحب بصیرت جیسا رکھا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایسے لوگوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ جنھیں قرآن سن کر حال پڑھ جاتا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل درست ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس طرح خارجی کیا کرتے تھے، اس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔[2]

---

[1] تفسیر قرطبی (۱/ ۱۵)

[2] فضائل القرآن (ص: ۲۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلیل القدر تابعی محمد بن سیرین سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا، جسے قرآن سن کر حال پڑھ جاتا ہے، تو انھوں نے فرمایا: اس شخص کو دیوار پر بٹھا دیا جائے اور پھر اسے الحمد سے لے کر والناس تک قرآن سنایا جائے، اسے اگر دیوار پر بیٹھے ہوئے حال پڑھ جائے تو میں مانوں۔ یہ صرف خرمستی ہے جس کا ارتکاب بعض لوگ دوسروں کو مرعوب کرنے کے لیے کرتے ہیں، ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوتی بلکہ یہ صرف ان کا مکروفریب ہے جس کو حال کا نام دیتے ہیں۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خوش نصیب صحابہ کرام چار ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں قرآن مجید جمع کرنے کی سعادت حاصل کی، ان چاروں کا تعلق انصار سے ہے اور ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ② سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

③ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ④ سیدنا ابوزید رضی اللہ عنہ

یہ چوتھے صحابی میرے چچا تھے۔ ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے حوالے سے آرا و احکام اور بعض قرآنی آیات کی قراءت کے حوالے سے موقف دوسروں سے جداگانہ دکھائی دیتا ہے اور ان کے موقف کا تذکرہ تفاسیر اور مصادر و مراجع میں کثرت سے مذکور ہے، بیشتر مفسرین نے ان کے موقف کو قبول کیا، بطور مثال:

﴿إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا﴾ (المزمل: ۷۳/۶)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی رائے یہ ہے ''نَاشِئَةَ اللَّيْلِ'' مغرب اور عشاء کے درمیانی وقفے کو کہتے ہیں۔ سیدنا اعمش کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْئًا وَّ أَصْوَبُ قِيلًا پڑھا۔ ان سے کہا گیا، یہ اصوب نہیں بلکہ اقوم ہے تو آپ نے فرمایا: أَقْوَمُ، أَصْوَبُ اور أَهْيَأُ کا معنی و مفہوم ایک ہی ہے۔ ③

---

① فضائل القرآن (ص: ۲۱۵)

② بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول الله ﷺ، ح: ۵۰۰۳۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل ...، ح: ۳۷۹۴۔

③ تفسیر قرطبی (۱۹/ ۲۸، ۲۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری مثال قرآن مجید میں مذکور ہے یہ پیش خدمت ہے:

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ (المدثر: ۷۴/ ۳۰)

تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو درج ذیل تین طرح پڑھا:

۱. تِسْعَةٌ و عَشَر

۲. تِسْعَةُ و عَشَرُ

۳. تِسْعَةُ اَعْشُرُ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا (الاعلی: ۸۷/ ۱۶)

"بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس آیت کریمہ کی دلچسپ انداز میں تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک راستے پر کہیں جا رہے تھے، وہاں دیکھا کہ کچھ لوگ آپس میں دنیاوی معاملات کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں، ابوموسی رضی اللہ عنہ نے کہا: اے انس!

اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَكَادُ اَحَدُهُمْ يَفْرِي الْاَدِيْم بِلِسَانِهِ فَرِيًا

اے انس! آیئے ہم کچھ دیر ذکر الٰہی کریں۔

میں نے کہا: دنیا، شیطان اور خواہشات نفس کا دور دورا ہے۔

سیدنا ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس دنیا ہی دنیا ہے اور آخرت کو تو بھلا ہی دیا گیا ہے۔

اَمَّا وَاللّٰهِ لَوْعَا يَنُوْهَا مَا عَدَلُوْا وَلَا مَيَّلُوْا ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو انھوں نے نماز میں سورۂ غاشیہ کی درج ذیل آیات پڑھیں:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَاِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ۝ وَاِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝

(الغاشیہ: ۸۸/ ۱۷۔۲۰)

---

① تفسیر قرطبی (۱۹/ ۵۳) ② تفسیر قرطبی (۲۰/ ۱۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چاروں آیات میں ''تا'' پر جزم پڑھنے کی بجائے ضمہ پڑھا۔ انھوں نے خَلَقْتُ ، رَفَعْتُ ، نَصَبْتُ اور سَطَحْتُ پڑھا، یعنی انھوں نے ضمیر کی اضافت اللہ رب العزت کی طرف کی۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بعض فقہی آرا اور احکام کو شہرت ملی، ان کے بارے میں یا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہوتا یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہوتا۔ ان میں سے ایک مسئلہ یہ ہے:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہر نماز کے لیے وضو نہیں کیا کرتے تھے۔ اگر ان کا پہلا وضو ہوتا تو اسی سے دوسری نماز بھی ادا کر لیا کرتے تھے، اور یہ ارشاد فرماتے ہیں:

((كَانَ اَحَدُنَا يَكْفِيهِ الْوُضُوْءُ مَا لَمْ يُحْدِثْ)) ②

''ہم میں سے ہر کسی کے لیے پہلا وضو ہی کافی ہوتا بشرطیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹا ہو۔''

عورت کے متعلقہ مسائل کے بارے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی رائے ارشادات محمدیہ کے مطابق ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر عمل پیرا ہو کر ہی دنیا و آخرت کی نعمتیں میسر آتی ہیں۔

حیض کے احکام کے سلسلے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف تھا کہ عورت کے لیے زیادہ سے زیادہ حیض کا عرصہ دس دن ہے۔ دس دنوں کے بعد اگر عورت خون دیکھے تو وہ حیض کا خون نہیں ہوگا بلکہ استحاضہ کی بیماری ہوگی۔

اس سلسلے میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((لِتَنْتَظِرِ الْحَائِضُ خَمْسًا ، سَبْعًا ، ثَمَانِيًا ، تِسْعًا ، عَشْرًا فَإِذَا مَضَتِ الْعَشْرُ فَهِيَ مُسْتَحَاضَةٌ)) ③

''حائضہ عورت، پانچ، سات، آٹھ، نو اور حد دس دن انتظار کرے، جب دس دن سے زیادہ عرصہ گزر جائے تو وہ حائضہ نہیں بلکہ مستحاضہ ہوگی۔''

---

① تفسیر قرطبی (۲۰/ ۵۲)

② مصنف عبدالرزاق (۱۶۲) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء من غیر حدث: ۲۱۴۔

③ مسند ابی یعلی (۴۱۵۰) واسنادہ ضعیف۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ رائے حبیب کبریا محمد مصطفےٰ ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں قائم کی تھی جسے ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے۔
امام مالک موطا میں نافع سے وہ سلیمان بن یسار سے اور وہ نبی کریم ﷺ کی بیوی سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک عورت کو بہت خون آتا تھا۔ اس عورت کے لیے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ لیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: ''وہ عورت اس بیماری سے پہلے دیکھے کہ کتنے دن اس کو حیض آتا تھا؟ اتنے دن اس پر حیض کے احکام لاگو ہوں گے۔ اتنے دن وہ نمازیں چھوڑ دے۔ اگر یہ خون اتنے دن کے بعد بھی آتا ہے تو وہ غسل کرے اور کپڑا باندھ لے اور نماز پڑھنا شروع کر دے۔'' ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف یہ ہے کہ نفاس کے زیادہ سے زیادہ چالیس دن ہوتے ہیں۔

وہ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِلنُّفَسَآءِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اِلَّا اَنْ تَرَى الطُّهْرَ قَبْلَ ذَالِكَ)) ②

''نفاس والی عورت کے لیے چالیس دن ہیں الا یہ کہ وہ طہارت اس سے پہلے دیکھ لے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس عورت کے بارے میں کہتے ہیں جو پہلے بچے کو جنم دے کہ وہ چالیس دن کے بعد غسل کرے۔ ③

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ نماز باجماعت میں مسلمان عورت مردوں کی صف کے پیچھے کھڑی ہو، اگر عورت اکیلی ہے تو وہ اکیلی ہی کھڑی ہو جائے۔ مردوں کی صف میں عورت کا کھڑا ہونا شرعاً ممنوع ہے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید ثابت بنانی

① موطا امام مالک (۱/ ۶۲) سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب فی المراة تستحاض، ح: ۲۷۴۔ سنن نسائی، کتاب الطهارة، باب ذکر الاغتسال من المحيض، ح: ۲۰۸۔ سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب ما جاء فی المستحاضة التی قد عدت...... ح: ۶۲۳۔

② سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب النفساء کم تجلس، ح: ۶۴۹۔

③ مصنف عبدالرزاق (۱۹۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی، مجھے انھوں نے اپنی دائیں طرف کھڑا کر لیا اور آپ کی خادمہ جمیلہ اکیلی پچھلی صف میں کھڑی ہوئی۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اختیار کیا تھا۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں اور ایک یتیم بچہ اور ایک بوڑھی خاتون تھی، نماز کا وقت ہو گیا، میں اور یتیم بچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہو گئے اور بوڑھی عورت ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ ②

بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی ہیں:

((فَقُمْتُ وَ يَتِيمٌ خَلْفَهُ وَ أُمُّ سُلَيْمٍ خَلْفَنَا))

''میں اور یتیم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور ام سلیم رضی اللہ عنہا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی۔'' ③

اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ بوڑھی خاتون سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا تھیں۔

جبار بن صخر انصاری سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

((صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي وَ جَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ)) ④

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے مجھے پکڑا اور اپنی دائیں جانب طرف کر دیا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشہ چینی کرتے ہوئے فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران ہمیشہ دوگانہ پڑھا کرتے تھے۔

---

① مصنف عبدالرزاق (۳۸۷۱) مصنف ابن ابی شیبۃ، (۱/ ۳۲۰)

② صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب المرأۃ وحدھا تکون صفا، ح: ۷۲۷۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب جواز الجماعۃ فی النافلۃ، ح: ۶۵۸۔

③ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب صلاۃ النساء خلف الرجال، ح: ۸۷۱۔

④ معجم کبیر طبرانی (۲۱۳۷) الاستیعاب (۲/ ۱۲۶) مسند احمد (۳/ ۴۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلَى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ)) ①

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ دوگانہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ واپس آ گئے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ سفر کے دوران دوگانہ پڑھتے، خواہ سفر کا دورانیہ کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو، اگر وہ قیام کی نیت نہ کرتے تو دوگانہ ہی پڑھتے، وہ ایک دفعہ شام میں دو ماہ رہے اور اس دوران میں دوگانہ ہی پڑھتے رہے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا خَرَجَ مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ اَمْيَالٍ أَوْ فَرَاسِخَ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ)) ②

''رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ تک کا سفر اختیار کرتے تو نماز دو رکعتیں پڑھتے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا علم اور ان کی فقہی صلاحیت مشہور و معروف ہے، انھوں نے کثرت کے ساتھ شرعی احکام کو بیان کیا، جن کا تذکرہ مصادر و مراجع میں موجود ہے۔

اگر طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی جملہ شرعی احکام بیان کر دیتا۔ جملہ احکام میں سے چند ایک پر اکتفا کرتا ہوں، امید ہے آپ کو ان مواقف سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بلند مقام کا اندازہ ہو گیا ہوگا۔

کثرت سے احادیث بیان کرنے والے محدث

یہ نوجوان عالم، فاضل صحابی ان نوجوانوں میں سے تھے جنھوں نے احادیث رسول کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بلا شبہ یہ نامور اور علماء انصار صحابہ میں سے ایک تھے اور یہ ان نامور سرداروں میں سے ایک تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے علم سے آراستہ کر کے احسان کیا اور

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ما جاء فی التقصیر، ح: ۱۰۸۱۔ صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ المسافرین و قصرها، ح: ۶۹۳۔

② صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ المسافرین و قصرها، ح: ۶۹۱

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے دلوں کو فہم وفراست سے منور کر دیا۔ وہ علم میں مہارت حاصل کر کے سرداروں کے بھی سردار کہلائے۔ مجد وشرف کے آسمان میں ان کا بلند مقام ومرتبہ تھا۔ احادیث کی حفاظت سے بڑھ کر اور کیا فضل وشرف ہوسکتا ہے؟ بھلا سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مرتبے کو کون پہنچ سکتا ہے کہ جنھیں پورے دس سال مسلسل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ سال ان کے لیے بڑے ہی بابرکت ثابت ہوئے، اس دوران انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ انصار میں حفظ حدیث کے حوالے سرفہرست ہیں۔ تمام صحابہ کرام میں حفظ حدیث کے اعتبار سے ان کا تیسرا نمبر ہے۔ علماء صحابہ کرام میں حدیث کے حفظ اور روایت کے اعتبار صرف دو صحابہ ان سے آگے نظر آتے ہیں، وہ ہیں:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ انصار علماء صحابہ کرام میں سب سے چھوٹی عمر کے تھے، لیکن احادیث کے حفظ کے حوالے سے سب سے بڑھ کر تھے۔

اس حوالے سے آپ کو سرداری کا مقام میسر آیا اور انھوں نے بہت سے لوگوں کو فائدہ بہم پہنچایا۔ نامور آئمہ نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے استفادہ کیا حالانکہ وہ عمر میں ان سے چھوٹے تھے۔

کسی نے کیا خوب کیا ہے:

فَكَمْ مِنْ صَغِيرٍ لَا حَظَتْهُ عِنَايَةً
مِنَ اللّٰهِ فَاحْتَاجَتْ إِلَيْهِ الْأَكَابِرُ

''کتنے ہی چھوٹے ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت ہوئی اور بڑوں نے ان کی ضرورت محسوس کی۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرویات کی تعداد ۲۲۸۶ ہے۔ ان میں سے ۱۸۰ احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے، ۸۰ احادیث میں امام بخاریؒ منفرد اور ۹۰ میں امام مسلمؒ منفرد ہیں۔ ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے تین خلفائے راشد سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۳۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ ہمیں قیامت کے دن ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب کر دے۔ آمین!

ان کے علاوہ جن نامور صحابہ کرام سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
② سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
③ سیدنا ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
④ سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
⑥ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
⑦ سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ
⑧ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ
⑨ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
⑩ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
⑪ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
⑫ سیدنا مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جن عالم فاضل صحابیات سے احادیث کو روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے نام یہ ہیں:

① اپنی والدہ ماجدہ سیدہ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا
② اپنی خالہ سیدہ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا
③ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ ام الفضل رضی اللہ عنہا
④ سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا

جن لوگوں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے۔

ان سے روایت کرنے والوں میں ایک جماعت اہل خانہ کی ہے۔ ان میں سرفہرست ان کے بیٹے موسیٰ، نضر، ابوبکر اور ان کے پوتے ثمامہ اور حفص ہیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے جن نامور علماء تابعین نے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا حسن بصری رحمہ اللہ
② سیدنا سلیمان تیمی رحمہ اللہ
③ سیدنا ثابت بنانی رحمہ اللہ
④ سیدنا محمد بن سیرین رحمہ اللہ
⑤ سیدنا انس بن سیرین رحمہ اللہ
⑥ سیدنا محمد بن منکدر رحمہ اللہ
⑦ سیدنا امام زہری رحمہ اللہ
⑧ سیدنا بکر بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دیگر بہت سے۔[1]

اگر چہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ احادیث کے حفظ اور ان کی روایت کے حوالے سے اعلیٰ وارفع درجے پر فائز تھے اور انھیں علمی پختگی میسر تھی، لیکن پھر بھی وہ حدیث کو روایت کرنے میں بڑے ہی محتاط تھے۔ انھیں ہر دم یہ کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔ وہ اکثر اپنے شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے: اگر مجھے غلطی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تمھیں وہ سب کچھ بتاتا جو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ))[2]

"جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔"

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹے، شاگرد اور ان کے ساتھ محبت کرنے والے مریدین اکثر و بیشتر یہ مطالبہ کرتے کہ کیا آپ ہمیں احادیث رسول سنائیں، لیکن آپ ان کا مطالبہ پورا نہ کرتے ان کے ایک شاگرد رشید ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی، کیا آپ ہمیں حدیث بیان نہیں کریں گے؟ آپ نے جواب میں فرمایا:

((يَا بُنَيَّ إِنَّهُ مَنْ يُكْثِرْ يَهْجُرْ))[3]

محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب پوری حدیث سنا لیتے تو آخر میں فرماتے:

((اَوْ كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم))

"یا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔"[4]

---

1. سیر اعلام النبلاء، ۳/ ۳۹۲، تہذیب التہذیب ۱/ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔
2. مسند احمد ۳/ ۹۸، ۱۱۳۔ سنن ترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی تعظیم الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۲۶۶۱۔ سنن ابن ماجہ، المقدمۃ باب التغلیظ فی تعمد الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۳۲۔
3. طبقات ابن سعد ۱/ ۲۲، شعب الایمان للبیہقی ۳/ ۵۱۵۵۔
سیر اعلام النبلاء، ۳/ ۴۰۳۔
4. سنن ابن ماجہ، المقدمۃ، باب التوقی فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ح: ۲۴۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا یہ بھی معمول تھا کہ جب گفتگو کرتے تو اپنی بات کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ طالب علم اسے اچھی طرح ذہن نشین کر سکیں، وہ یہ طرز عمل حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں کرتے تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ علم عالم کے لیے مفید تب ہوتا ہے جب وہ عالم عمل بھی کرے، آپ فرمایا کرتے تھے:

((تَعَلَّمُوا مَا شِئْتُمْ أَنْ تَعَلَّمُوا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَأْجُرُكُمْ عَلَى الْعِلْمِ حَتّٰى تَعْمَلُوا بِهٖ إِنَّ الْعُلَمَاءَ هِمَّتُهُمُ الْوِعَايَةُ وَ إِنَّ السُّفَهَاءَ هِمَّتُهُمُ الرِّوَايَةُ)) [1]

''جتنا چاہو علم حاصل کر لو، اللہ تعالیٰ علم پر تمہیں اجر و ثواب تب ہی دے گا، جب تم اس پر عمل کرو گے، علماء کی کوشش یاد کرنا ہوتا ہے جبکہ احمقوں کی کوشش صرف بیان کرنا ہوتا ہے۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے بیٹوں سے کہا کرتے تھے کہ تم جو کچھ علم کی بات سنو اسے لکھ لیا کرو۔

ثمامہ بن عبداللہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے بیٹے سے کہا:

((يَا بُنَيَّ قَيِّدُوا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ)) [2]

''میرے بیٹو علم کو لکھ کر قید کر لو۔''

جلیل القدر صحابی سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی تربیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نشینی میں رہتے ہوئے نہایت عمدہ انداز میں ہوتی تھی، جس کا ان کی شخصیت پر بڑا گہرا اثر ہوا تھا، آپ خواہشات کے پجاریوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔ ان کی فاسد آراء کے سخت خلاف تھے کیونکہ ان کا عقیدہ خراب ہو چکا تھا اور وہ لوگ صراط مستقیم سے ہٹ گئے تھے، اہل دانش نے ان لوگوں سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات سے اہل علم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ جب

---

[1]

[2] طبقات ابن سعد (۷/ ۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو ان کے شاگرد مورق العجلی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ کہا:

((ذَهَبَ الْيَوْمَ نِصْفُ الْعِلْمِ))

''آج آدھا علم چلا گیا۔''

ان سے پوچھا گیا کہ ابومغیرہ یہ کیسے؟ انھوں نے فرمایا کہ جب کوئی آزاد خیال ہمارے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے بارے میں جھگڑا کرتا تو ہم اسے کہتے، چلو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیتے ہیں کیونکہ انھوں نے براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا۔ ①

تفسیر قرطبی میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کو حوض کوثر کے بارے میں بحث مباحثہ کرتے ہوئے سنا۔ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے، کچھ اس کے وجود کو ثابت کر رہے تھے اور کچھ اس سے انکاری تھے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ صورت حال ناگوار گزری، فرمانے لگے: آپ لوگ حوض کوثر کے وجود اور عدم وجود پر جھگڑ رہے ہو۔ ہم نے دیکھا کہ ہر بوڑھی خاتون نماز میں دعا مانگتی تھی کہ الٰہی! ہمیں حوض کوثر کا مشروب نصیب فرما۔ ②

صحاح، سنن، مسانید اور احادیث کی تمام کتابوں میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث منقول ہیں جو بیشتر دینی معاملات پر محیط اور زندگی کے تمام پہلوؤں پر مشتمل ہیں، جیسا کہ ذکر الٰہی، دعا، علم، جہاد، مناقب، اخلاق اور بہت سے دنیا و آخرت میں بہتری کے معاملات۔

صحیح حدیث میں ذکر الٰہی اور دعا کے حوالے سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر یہ دعا کیا کرتے تھے:

((رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ)) ③

''اے ہمارے رب! ہماری دنیا و آخرت بہتر بنا دے اور ہمیں جہنم کے عذاب سے

---

① معجم کبیر طبرانی (۷۱۹) مجمع الزوائد (۹/ ۵۴۱)

② تفسیر قرطبی (۲۰/ ۱۴۸)

③ بخاری، کتاب الدعوات، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم، "ربنا اتنا فی الدنیا حسنة" ح: ۶۳۸۹۔ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الدعاء باللھم اتنا ، ۲۶۹۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچا۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِي بِمَا عَلَّمْتَنِي وَ عَلِّمْنِي مَا يَنْفَعُنِي وَ ارْزُقْنِي عِلْمًا يَنْفَعُنِي))

''الٰہی مجھے فائدہ پہنچا اس سے جو تو مجھے علم دے، اور مجھے علم عطا کر جو مجھے فائدہ پہنچائے اور مجھے فائدہ مند علم سے بہرہ مند فرما۔''①

جہاد کے حوالے سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ)) ②

''تم اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ مشرکین کے خلاف جہاد کرو۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُولُوا وَعَلَيْكُمْ))

''جب اہل کتاب تمہیں سلام کہیں تو تم یہ کہو ''وعلیکم'' یعنی تم پر بھی ہو۔''③

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا، جب وہ بیمار ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تیمارداری کے لیے اس کے پاس آئے۔ آپ نے اس لڑکے سے کہا: ''اسلام قبول کرلو'' تو وہ لڑکا اپنے باپ کی طرف دیکھنے لگا، باپ نے اسے کہا کہ تم ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو، تو اس نے کلمہ پڑھ لیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیمارداری کے بعد جب تشریف لے جانے لگے تو یہ فرمایا:

---

① مستدرك حاكم (۱/ ۵۱۰) معجم اوسط طبرانی (۸/ ۲۴۸)

② سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب كراهية ترك الغزو، ح: ۲۵۰۴۔ سنن نسائی، کتاب الجهاد، باب وجوب الجهاد، ح: ۳۰۹۸۔ مسند احمد (۳/ ۱۲۴)

③ صحیح بخاری، کتاب الاستئذان، باب كيف الرد على اهل الذمه بالسلام، ح: ۶۲۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب السلام، باب النهي عن ابتداء اهل الكتاب بالسلام، ح: ۲۱۶۳۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ)) ①

''شکر ہے اس اللہ کا جس نے اس کو جہنم سے بچا لیا''②

قرآن وسنت سے ثابت ہے کہ انسانی معاشرے میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کہنا دنیا و آخرت میں خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ جب بھی کوئی مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے کہے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اگرچہ دو ملاقات کرنے والے منفرد ہوتے ہیں لیکن انھیں یہ تلقین ہے کہ وہ جمع کا صیغہ استعمال کریں، اور دوسرا جواب میں یہ کہے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ سلام لینے کا دوسرا ادب یہ ہے کہ سلام کہنے والا اونچی آواز سے سلام کہے، تاکہ دوسرے ساتھی کو سنائی دے، اور دوسرے کے لیے سلام کا جواب دینا ضروری ہے اور وہ اپنے اس فرض سے اسی طرح سبکدوش ہوسکتا ہے جب اسے سلام سنائی دے۔

اگر سوئے ہوئے کو جگانا مقصود ہو تو زیادہ اونچی آواز سے سلام کہا جائے، اور اگر دوسرا ساتھی جاگ رہا ہے تو سلام لینے کے لیے اتنی آواز ہی کافی ہے جو دوسرے ساتھی کو سنائی دے۔

اگر کوئی غیر حاضر ساتھی کسی کے ذریعے سے سلام بھیجے تو اس کا جواب اس طرح دیا جائے:

وَ عَلَیْكَ وَ عَلَیْهِ السَّلَامُ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا حجاج بن یوسف کے ساتھ قصہ

سیر و سوانح کی کتابوں میں مذکور ہے کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھیں لمبی عمر ملی اور انھوں نے حجاج بن یوسف ثقفی کا زمانہ دیکھا اور انھیں بھی دیگر صحابہ کرام مثلاً سہل بن سعد بن مالک ساعدی اور جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی طرح آزمائش سے گزرنا پڑا۔ حجاج ان صحابہ کرام کے ساتھ ہتک آمیز سلوک اس لیے کرتا تاکہ لوگ ان کی بات نہ سنیں اور لوگوں کا رجحان وقت کے حکمرانوں کی طرف رہے۔ ③

① بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات، ح: ۱۳۵۶۔ سنن ابی داود (۳۰۹۵)

②

③ اسد الغابة (۲/ ۵۷۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا جو حجاج بن یوسف ثقفی کے ساتھ واقعہ پیش آیا، اسے علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ''اسد الغابہ'' میں امام ذہبی رحمہ اللہ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں اور شیخ صلاح الدین صفدی نے ''الوافی بالوضیات'' میں نقل کیا ہے۔ یہ واقعہ ان دنوں میں پیش آیا جب عبدالرحمان بن اشعث نے حجاج بن یوسف کے خلاف تحریک شروع کر رکھی تھی۔

حجاج بن یوسف بڑا سخت گیر اور ظالم حکمران تھا۔ اس کے خلاف عبدالرحمٰن بن اشعث کی قیادت میں زوردار تحریک شروع ہوئی، لیکن یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار نہ ہو سکی۔ ①

علی بن زید بن جدعان بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن اشعث کی قیادت میں حجاج بن یوسف کے خلاف تحریک زوروں پر تھی، ادھر حجاج بھی اس تحریک کو ناکام بنانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا۔ حکومت کے کارندے مختلف افراد کو پکڑ کر حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کر رہے تھے۔ علی بن زید بن جدعان کہتے ہیں کہ میں یہ منظر گورنر ہاؤس میں دیکھ رہا تھا۔ ایک دن میں کیا دیکھ رہا ہوں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو حجاج کے پاس لایا گیا، جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اس کے قریب ہوئے تو وہ گرج دار آواز میں بولا کہ کبھی آپ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہوتے ہیں اور کبھی عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ دیتے ہیں اور کبھی عبدالرحمٰن بن اشعث کی تحریک میں نظر آتے ہیں، یہ کیا گھورکھ دھندا ہے؟ میرا پتا ہے کہ میں کیا سلوک کرتا ہوں؟ میں جڑیں اکھاڑ کر رکھ دوں گا اور وہ اول فول بکنے لگا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بڑھے دھیمے انداز میں کہا: یہ آپ کس کو کہہ رہے ہیں؟

حجاج نے کہا: میں تم سے مخاطب ہوں، کیا تم سن نہیں رہے؟ کیا اللہ نے کان بند کر دیے ہیں؟ یہ گستاخانہ لب و لہجہ دیکھتے ہوئے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کچھ کہے بغیر وہاں سے چلے گئے اور جاتے ہی سلطنت اسلامیہ کے امیر عبدالملک بن مروان کو خط لکھا اور اسے عراق کے گورنر حجاج کے گستاخانہ رویے کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا۔

عبدالملک بن مروان کو جب خادم رسول سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی طرف سے خط ملا اور اس میں حجاج کے گستاخانہ رویہ کا پڑھا تو وہ آگ بگولا ہو گیا، اس نے حجاج بن یوسف کو بڑا سخت خط لکھا اور اسے سرزنش کرتے ہوئے حکم دیا کہ تم پہلی فرصت میں خادم رسول سیدنا انس

① البدایة والنهایة (......)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن مالک رضی اللہ عنہ سے معذرت طلب کرو اور اس کی رپورٹ پہلی فرصت میں مجھے دو۔ حجاج بن یوسف نے معذرت کی اور عبدالملک بن مروان کو اس سے آگاہ کیا۔ ①

لا الہ الا اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا کر اپنے خالق حقیقی اور رفیق اعلیٰ کے پاس پہنچ گئے اور آپ اپنی زندگی کے آخری لمحات تک اپنے دیانت دار خادم اور ماہر عالم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر راضی تھے۔ آپ کے بعد سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے لمبی زندگی بسر کی اور آپ کے دل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اس قدر رچ بس چکی تھی کہ جو کچھ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا یا جو عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا وہ ان کے ذہن میں نقش ہو گیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا شمار دانش وروں میں ہوتا تھا اور یہ ان شخصیات میں سے تھے جو اچھی طرح لکھنا اور پڑھنا جانتے تھے۔ ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان بہترین انصار علماء میں سے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کے ساتھ والہانہ محبت کرتے تھے۔

خلفائے راشدین میں سے سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے ساتھ تو بہت ہی گہری محبت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہمیں ان کا ساتھ نصیب کرے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کو پلے باندھ لیا:

((اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)) ''تم اس کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ تم نے محبت کی۔''

یعنی قیامت میں تجھے اسی کا ساتھ نصیب ہوگا جس کے ساتھ دنیا میں تیرا محبت کا برتاؤ رہا۔

اس فرمان کی روشنی میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَ اَبَا بَکْرٍ وَ عُمَرَ وَ اَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَهُمْ لِحُبِّی اِیَّاهُمْ)) ③

---

① الوافی بالوفیات (۶/ ۴۱۲، ۴۱۵) ② طبقات ابن سعد (۷/ ۲۲)

③ صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، باب مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ح: ۳۶۸۸۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب المرء مع من احب، ح: ۱۶۲/ ۲۶۳۹۔ مسند ابی یعلی (۳۴۶۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''میں نبی کریم ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت کرتا ہوں، میں امید رکھتا ہوں کہ مجھے قیامت کے دن ان کا ساتھ نصیب ہوگا کیونکہ میں ان کے ساتھ محبت رکھتا ہوں۔''

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ذہن اور دل میں نبی کریم ﷺ کی حسین و جمیل شکل و صورت زندگی کے آخری لمحے تک جاگزیں رہی۔ آپ سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کی قدم بہ قدم اقتدا کرتے تھے۔

وہ نماز کی ادائیگی، گفتگو کے انداز، لوگوں کو افہام و تفہیم کے وقت اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کی ہو بہو اقتدا کرتے تھے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حق میں نبی کریم ﷺ نے جو دعا کی اس کا اثر ان کی پوری زندگی پر سایہ فگن رہا اور وہ ساری عمر نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کو محسوس کرتے رہے، انھوں نے اس دعا کا اثر اپنے وقت، مال اور اولاد میں محسوس کیا۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بہت سے بیٹوں اور پوتوں نے ان سے علم حاصل کیا اور پھر ان سے آگے دوسروں تک اس علم کو منتقل کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بیٹوں میں سے ابوبکر بن انس، عبیداللہ بن انس، نضر بن انس، موسیٰ بن انس اور پوتوں میں سے عبداللہ بن ابی بکر بن انس، ثمامہ بن عبداللہ بن انس، ابوبکر بن عبداللہ بن انس اور حفص بن عبیداللہ بن انس رحمہم اللہ کو محدثین ہونے کا شرف حاصل ہو، جبکہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی بیٹیوں میں سے حفصہ، ام عمرو اور امینہ جید عالمہ فاضلہ ہوئیں۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے طویل زندگی پائی، عمر رسیدہ ہوئے تو ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور بال سفید ہو گئے۔ طویل زندگی اور بڑھاپے کی تکالیف سے طبعیت میں اکتاہٹ سی محسوس کرنے لگے۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے ایک صدی سے زیادہ عمر پائی۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ انھوں نے اپنی عمر کا طویل عرصہ احادیث نبویہ کو روایت کرنے میں صرف کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((مَا بَقِيَ أَحَدٌ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي))

''میرے علاوہ کوئی ایسا شخص دنیا میں باقی نہیں رہا جس نے دو قبلوں کی جانب نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھی ہو۔'' ①

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہجرت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔ دس سال پورے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے فرائض سرانجام دیے۔ انھوں نے ۹۳ ہجری تک زندگی بسر کی اور ایک سو تین سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی بن مدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

((آخِرُ مَنْ بَقِيَ بِالْبَصْرَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَسٌ))

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ آخری صحابی تھے جو بصرہ میں باقی تھے۔'' ②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جس دن انھوں نے قرآن مجید کو ختم کرنا ہوتا اس دن اپنے سارے اہل و عیال کو اکٹھا کر لیتے اور ان کی موجودگی میں قرآن مجید ختم کرتے۔ ③

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض نشانیاں اپنے پاس محفوظ کی ہوئی تھیں۔ انھوں نے یہ وصیت کی ہوئی تھی کہ ان نشانیوں کو میرے ساتھ قبر میں دفن کرنا۔ ان کے شاگرد رشید ثابت بنانی کہتے ہیں کہ مجھے میرے استاذ محترم سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کا ایک بال محفوظ ہے، جب میں فوت ہو جاؤں تو یہ بال میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ میں نے ان کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے بال ان کی زبان کے نیچے رکھ دیا، اس کے بعد سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا اور وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا۔ ④ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک چھڑی تھی، جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا تو وہ چھڑی بھی آپ کے ساتھ ہی دفن کر دی گئی۔ ⑤

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے چھ میل کے فاصلے پر بنے ہوئے اپنے محل میں

---

① صحيح بخاري، كتاب التفسير، سورة البقرة، باب قوله تعالىٰ: ﴿قد نرى تقلب وجهك ...﴾ ح: ۴۴۸۹۔ سنن كبرىٰ نسائى (۱۱۰۰۵) سير اعلام النبلاء (۳/ ۴۰۳)

② تهذيب التهذيب (۱/ ۳۹۱) ③ سنن الدارمى (۳۴۷۶، ۳۴۷۷)

④ الاصابة (۱/ ۱۱۳) ⑤ مختصر تاريخ دمشق (۵/ ۷۵) اسد الغابة (۱/ ۲۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات پائی اور آپ کی عمر اس وقت سو سال سے زیادہ ہو چکی تھی، وفات کے وقت آپ کی زبان پر کلمہ لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کا ورد جاری تھا کہ ان کی پاکیزہ روح راضی خوشی قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ ①

اب ہم اس بات کا برملا اعتراف کرنے میں دلی مسرت محسوس کرتے ہیں کہ اب تک ہم نے اس جلیل القدر اور عظیم المرتبت صحابی کے حالات زندگی قلم بند کرنے میں وقت گزارا کہ جس نے رسول اللہ ﷺ کے گھر میں تربیت حاصل کی اور خانہ نبوت کی نورانی کرنوں سے اپنے دل و دماغ کو منور کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہتے ہوئے قابل رشک عادات سے اپنے آپ کو آراستہ کیا، اس طرح وہ بعد میں آنے والی نسل کے لیے ایک بہترین نمونہ بنے، اس جلیل القدر صحابی نے بہت سے شمائل محمدیہ کو اپنے اندر سمو لینے کی سعادت حاصل کی اور سیرت نبویہ کے بیشتر پہلوؤں کو اپنے شاگردوں تک منتقل کیا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے دینی علوم کی نشر و اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا، یہی وجہ ہے کہ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو علماء صحابہ اور علماء تابعین کی جماعت میں بہت بڑا خلا محسوس کیا گیا۔ یہی وجہ تھی کہ جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو سیدنا مورق عجلی رحمہ اللہ نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

((ذَهَبَ الْيَوْمَ نِصْفُ الْعِلْمِ)) ''آج آدھا علم چلا گیا'' ②

اس مشہور و معروف عبادت گزار ثقہ تابعی سیدنا مورق عجلی رحمہ اللہ نے بالکل سچ فرمایا:

''سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ واقعی علم کے سمندر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اقوال و احوال کے عینی شاہد تھے۔ وہ پورے دس سال سفر و حضر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مخلص اور دیانت دار خادم کی حیثیت سے رہے۔ آپ کی پاکیزہ عادات و اطوار کو بڑے قریب سے دیکھا اور ان پاکیزہ عادات کو اپنے اندر سمونے کی حتی الامکان کوشش کی۔ واقعی جب انھوں نے وفات پائی تو علمی میدان میں بہت بڑا خلا محسوس کیا گیا لیکن ہر ذی روح کے لیے موت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اٹل فیصلہ ہے۔ یہ ہر انسان کی آخری منزل ہے۔''

موت کا مزا ہر کسی نے ضرور چکھنا ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں۔ سیدنا انس بن مالکؓ ۱۰۳ سال کی طویل عمر پا کر بالآخر اللہ کو پیارے ہو گئے، وہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی

① حوالہ سابق ② معجم کبیر طبرانی (۱۹/۱) تہذیب التہذیب (۱/ ۳۹۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب 8

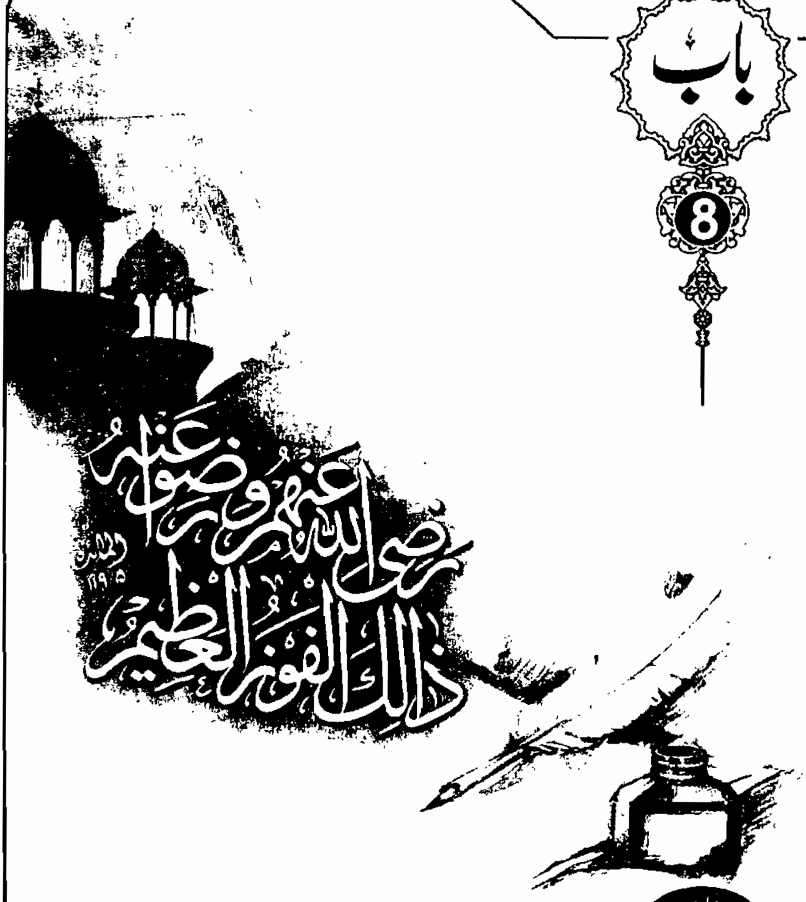

صحابہ

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما[1]

☆ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کثرت سے احادیث روایت کرنے والے نامور حافظ حدیث علماء صحابہ میں سے تھے۔

☆ غزوۂ احد کے بعد وہ کسی بھی جنگ سے غیر حاضر نہ رہے اور انھوں نے میدان ہائے جنگ میں قابل تعریف کارنامے سرانجام دیے۔

☆ ان کا شمار مدینہ منورہ میں ان نامور علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا جن کے فتویٰ کو حرف آخر تصور کیا جاتا تھا۔

☆ انھیں الصادق المصدوق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاں بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

☆ انھوں نے ۷۸ ہجری میں وفات پائی اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی، وہ مدینہ منورہ میں سب سے آخر میں وفات پانے والے صحابی تھے۔

---

① سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات کے لیے دیکھیے: سیر اعلام النبلا (۳/ ۱۸۹۔۱۹۴) الاستیعاب (۱/ ۲۲۲، ۲۲۳) الاصابة، (۱/ ۲۱۴، ۲۱۵) تهذيب الاسماء (۱/ ۱۴۲، ۱۴۳) مستدرك حاكم (۳/ ۶۵۲، ۶۵۴) مختصر تاريخ دمشق (۵/ ۳۵۷۔۳۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نامور مجتہد امام

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما مشہور و معروف صحابی تھے۔ وہ ایک ایسا سمندر تھے جس کی تلاطم خیز موجیں اس کے اقوال اور اعمال تھے۔ علماء تابعین آپ کے مرہون منت جبکہ حدیث کے حافظ اور ماہرین ان کے سامنے چھوٹے دکھائی دیتے تھے۔

کسی نے کیا خوب کہا:

هَيْهَاتَ لَا يَأْتِي الزَّمَانُ بِمِثْلِهِ
اِنَّ الزَّمَانَ بِمِثْلِهِ لَبَخِيْلُ

"ہائے رے قسمت! زمانہ اس جیسا کوئی نہ لا سکا، بلاشبہ زمانہ اس جیسا لانے میں بخیل ثابت ہوا۔"

میں ان کی کون کون سی خوبی بیان کروں، کس کس صفت کا تذکرہ کروں۔ بلاشبہ ان کے محاسن بے شمار اور عادات و اطوار قابل رشک تھیں۔ انھیں زندگی کے اہم ترین مواقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔ جب ان کے حسب و نسب کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ان کا شجرہ نسب انصار کے قبیلے خزرج سے ملتا ہے جو فضل و شرف کی بلندی پر فائز تھا۔

کسی نے کیا خوب کہا:

لَوْلَا عَجَائِبُ لُطْفِ اللّٰهِ مَا نَبَتَتْ
تِلْكَ الْفَضَائِلُ فِي لَحْمٍ وَ فِي عَصَبِ

"اگر اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کے عجائبات نہ ہوتے تو فضائل کسی جسم کے گوشت اور پٹھوں میں جنم نہ لیتے۔"

امام ذہبیؒ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کا تعارف کچھ اس انداز سے کراتے ہیں:

((اَلْإِمَامُ الْكَبِيْرُ، الْمُجْتَهِدُ، اَلْحَافِظُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، اَلْأَنْصَارِيُّ، الْخَزْرَجِيُّ، اَلسُّلَمِيُّ، الْمَدَنِيُّ، اَلْفَقِيْهُ مِنْ أَهْلِ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ وَ كَانَ أَبُوْهُ عَقَبِيًّا، بَدْرِيًّا مِنَ النُّقَبَاءِ)) ①

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''نامور امام، مجتہد، حافظ، رسول اللہ ﷺ کا صحابی، انصاری، خزرجی، سلمی، مدنی، فقیہ۔ بیعت رضوان کی سعادت حاصل کرنے والوں میں سے تھا، ان کے والد عقبی، بدری، نقیب صحابی تھے۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اپنی مشہور و معروف کتاب اصابہ میں لکھتے ہیں:

((جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیُّ، السُّلَمِیُّ اَحَدُ الْمُکْثِرِیْنَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ لَهُ وَ لِاَبِیْهِ صُحْبَةٌ وَ فِی الصَّحِیْحِ اَنَّهُ کَانَ مَعَ مَنْ شَهِدَ الْعَقَبَةَ)) ①

''سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے کثیر تعداد میں احادیث نبی کریم ﷺ سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ یہ اور ان کے والد دونوں صحابی تھے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ان کے والد نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حصہ لیا۔''

امام نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

((جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الصَّحَابِیُّ ابْنُ الصَّحَابِیِّ الْاَنْصَارِیُّ السُّلَمِیُّ أَحَدُ الْمُکْثِرِیْنَ الرِّوَایَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ②

''جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور صحابی کے فرزند ہیں۔ یہ انصار میں سے تھے اور بنو سلیم قبیلے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا تھا جنھیں کثیر تعداد میں احادیث رسول ﷺ روایت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما جلیل القدر صحابہ کرام کے نیک دل بیٹوں میں سے تھے۔ ان کے والد کا نام سیدنا عبداللہ بن عمرو بن حرام رضی اللہ عنہ تھا۔ انھوں نے بیعت عقبہ سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا اور یہ ان حضرات میں شامل تھے جو بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے اور قوم نے انھیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا تھا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام انیسہ بنت غنمہ تھا، یہ ثعلبہ کی ہمشیرہ تھی، انھوں نے بھی اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

---

① الاصابة (۱/ ۴۳۴)

② تهذيب الاسماء (۱/ ۱۴۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما کی سات یا نو بہنیں تھیں اور سب نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کا خاندان عزت و شرافت کی فضا میں پروان چڑھا، اس خاندان نے مدینہ منورہ میں سراپا اخلاص اور مبلغ اسلام سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے بیعت عقبہ ثانیہ سے تقریباً ایک سال پہلے اسلام قبول کر لیا تھا اور اس طرح وہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فہرست میں شامل ہو گئے جو اللہ تعالیٰ پر راضی ہوئے اور اللہ ان پر راضی ہو گیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بیعت اور والد تعاون

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اس وقت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال سے قدرے تجاوز کر چکی تھی۔ ان کی جوانی کا آغاز تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے طرز عمل پر مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے انھیں گلے لگایا۔ انصار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ پہلی ملاقات نہیں تھی بلکہ جابر رضی اللہ عنہ کو بیعت عقبہ ثالثہ کے موقع پر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اس موقع پر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ تمام انصاری اصحاب میں، جو اس بیعت کے موقع پر حاضر تھے، عمر کے لحاظ سے چھوٹے تھے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

''سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عقبہ کی رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میرے خالو مجھے اپنے ہمراہ لے گئے اور اس وقت میں نشانہ لگانے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔''[1]

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس رات انصار کے ستر افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئے جن میں میرے ماموں بھی تھے اور انھوں نے مجھے بھی ساتھ لے لیا تھا۔ ہم پہاڑی درے میں منتظر تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے

① تاریخ الاسلام للذہبی (ص ۳۰۹۔۳۷۸، ۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کے ساتھ آپ کے چچا عباس بن عبد المطلب بھی تھے۔ امام بخاری نے عمرو رضی اللہ عنہ سے اور انھوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس بیعت کے وقت وہاں حاضر تھا۔ ①

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے تیسری بیعت عقبہ کی منظر کشی نہایت دلکش انداز میں بیان کی۔ انھوں نے تیسری بیعت کی اہمیت، انصار کے اسلام قبول کرنے اور اس مبارک بیعت کے خوشگوار اثرات کو اپنے بیان کا موضوع بنایا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل دس سال تک مجنہ اور عکاظ کے مشہور و معروف میلوں اور حج کے موسم میں منیٰ کے میدان میں لوگوں کو پکار پکار کے یہ کہتے:

((مَنْ يُّؤْوِيْنِيْ؟ وَ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّيْ فَلَهُ الْجَنَّةَ))

''کون مجھے جگہ دے گا؟ کون میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے رب کے پیغامات پہنچاؤں؟ میرا جو بھی ہاتھ بٹائے گا اس کے لیے جنت ہے۔''

ان میلوں میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہ کسی نے کان نہ دھرا، البتہ کوئی یمن سے آیا اور کوئی مصر سے لپکا۔ یوں دھیرے دھیرے کارواں تشکیل پانے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے افراد اور رشتہ دار یہ واویلا کرنے لگے:

((اِحْذَرُوْا فَتَى قُرَيْشٍ لَا يُفْتِنُكَ))

''قریش کے نوجوان سے بچ کر رہنا، کہیں تمہیں فتنے میں مبتلا نہ کر دے۔''

اللہ تعالیٰ نے ہم یثرب کے باشندوں کو توفیق دی۔ ہم میں سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوتا۔ آپ اسے قرآن پڑھاتے اور وہ اپنے اہل خانہ کے پاس واپس آ جاتا، گھر کے افراد اسے دیکھ کر اسلام قبول کر لیتے۔ یوں ایک چراغ سے کئی چراغ روشن ہونے لگے۔

نوبت ایں جا رسید کہ یثرب میں کوئی گھر باقی نہ بچا جو اعلانیہ اسلام قبول کرنے والوں سے خالی ہو۔ نور اسلام سے یثرب کے در و دیوار جگمگانے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی اور ہم نے باہم مشورہ کیا۔ ہم نے ایک دوسرے سے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کب تک

① تاریخ الاسلام للذھبی ا/ص ۲۷۸، ۲۷۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکہ کے گلی کوچوں میں گردش کے لیے تنہا چھوڑے رہیں گے اور کب تک ہم اس صورت حال کو برداشت کریں گے کہ آپ خوف و ہراس کے ماحول میں زندگی بسر کریں؟

اس باہمی مشورے کے بعد حج کے موسم میں ہم میں سے ستر افراد مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ سے طے پا چکا تھا کہ مکہ کے باہر کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوگی۔

اس طے شدہ مقام پر ہم میں سے ایک ایک دو دو فرد یکے بعد دیگرے پہنچنے لگے، جب ہم سب وہاں اکٹھے ہوگئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کی:

یا رسول اللہ! ہم کن شرائط پر آپ کی بیعت کریں؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم درج ذیل شرائط پر میری بیعت کرو۔''

۱۔ ((تَبَايَعُوْنِی عَلَى السَّمْعِ وَ الطَّاعَةِ فِي النَّشَاطِ وَالْكَسَلِ))

''تم میری بیعت چستی اور سستی میں سمع اور اطاعت کی شرط پر کرو۔''

۲۔ ((عَلَى النَّفَقَةِ فِي الْعُسْرِ وَ الْيُسْرِ))

''دین کی سر بلندی کے لیے تنگ دستی اور خوشحالی میں خرچ کرنا ہوگا۔''

۳۔ ((وَ عَلَى الْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ))

''اور اس شرط پر کہ نیکی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں۔''

۴۔ ((وَ عَلَى اَنْ تَقُوْلُوْا فِي اللّٰهِ لَا تَأْخُذُكُمْ لَوْمَةَ لَائِمٍ))

''اور اس شرط پر کہ تمہیں اللہ کا پیغام دوٹوک انداز میں سنانا ہوگا اور اس سلسلے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت تمہیں نہ روکے۔''

۵۔ ((وَ عَلَى اَنْ تَنْصُرُوْنِی اِذَا قَدِمْتُ عَلَيْكُمْ يَثْرِبَ تَمْنَعُوْنِی مِمَّا تَمْنَعُوْنَ مِنْهُ اَنْفُسَكُمْ وَ اَزْوَاجَكُمْ وَ اَبْنَائَكُمْ وَ لَكُمُ الْجَنَّةُ))

''اور اس شرط پر کہ جب میں تمہارے پاس یثرب آجاؤں تو تمہیں میرا دفاع اس طرح کرنا ہوگا جس طرح تم اپنی ذات، اپنی بیویوں یا اپنے بیٹوں کا دفاع کرتے ہو، ان شرائط پر اگر تم میری بیعت کرو گے تو تمہارے لیے جنت ہے۔''

ہم رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے شرائط سن کر آپ کی بیعت کے لیے اٹھے تو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسعد بن زرارہ نے، جو میرے علاوہ آنے والے افراد سے عمر میں چھوٹے تھے، آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا اور حاضرین سے مخاطب ہوئے: اے یثرب کے باشندو! ذرا ٹھہر جاؤ، اچھی طرح سوچ سمجھ لو کہ تم کن بنیادوں پر بیعت کر رہے ہو، بیعت کرنے کے بعد تمہیں کن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا، ہم اپنے اونٹوں پر سوار ہو کر اتنی دور ویسے ہی نہیں آگئے، ہمیں معلوم ہے کہ یہ اللہ کے سچے رسول اللہ ہیں۔ ان کا مکہ سے نکل کر ہمارے پاس آنا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ آج آپ سارے عرب کو داغ مفارقت دے رہے ہیں۔ اس کے بعد تمہیں کٹھن حالات کا سامنا کرنا پڑے گا، تمہارے پیارے قتل بھی ہوں گے اور تم پر تلواروں کے وار بھی ہوں گے، تمہیں عرب سے ناتا بھی توڑنا ہو گا، تمہیں زخم بھی کھانے ہوں گے، اگر تم یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہو تو بسم اللہ! آگے بڑھو اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت حاصل کر لو۔ اگر تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ تم یہ برداشت نہیں کر سکو گے تو ابھی سے اس راہ کو چھوڑ دو خوب اچھی طرح سوچ لو کہ یہ بچوں کا کھیل نہیں۔ اگر کٹھن حالات کو برداشت کرنے کی ہمت نہیں تو ابھی معذرت کر دو۔

ہم نے کہا: اے اسعد بن زرارہ! ہاتھ آگے بڑھاؤ، سنو۔ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیعت ضرور کریں گے۔ ہمیں ان کی بیان کردہ سب شرائط منظور ہیں، ہم آپ کو کسی صورت بھی اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ پھر ہم میں سے ہر ایک نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔

رسول اللہ ﷺ ہر ایک کو شرائط سناتے جاتے اور اسے جنت کی خوش خبری سناتے جاتے۔ ①

جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار نے انھیں والہانہ انداز میں خوش آمدید کہا۔ ہر قبیلے نے رسول اللہ ﷺ کو پیش کش کی کہ آپ اس کے ہاں قدم رنجہ فرمائیں۔ ہر کسی کی دلی خواہش تھی کہ اسے آپ کی خدمت کرنے کی سعادت حاصل ہو اور یہ عزت، دولت اور فضل و شرف اسے نصیب ہو، لیکن رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انصار کے ایک چشم و چراغ کو رسول اللہ ﷺ کی مہمان نوازی کا شرف عطا کیا۔

---

① سبیل الهدى والرشاد (۳/ ۲۷۷، ۲۷۸) مسند احمد (۵/ ۶۷، ۶۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب حبیب کبریا محمد ﷺ مستقل رہائش پذیر ہو گئے تو سیدنا جابر بن عبد اللہ بن انصاری رضی اللہ عنہما مسجد نبوی میں آنے جانے لگے اور نبی کریم ﷺ کی محفل میں بیٹھنے لگے۔ اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کے علمی چشمے سے سیراب ہونے لگے۔ جب امام المجاہدین نے جہاد کے لیے دعوت دی تو سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما مدرسہ نبویہ میں تربیت پانے والے شہسواروں میں شمار ہونے لگے تاکہ مجاہدین میں شامل ہو کر اللہ کے کلمے کو سر بلند کرنے کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کا جہادی سفر اسی دن سے شروع ہو گیا تھا جب جہاد کا اعلان کیا گیا۔ البتہ یہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک نہ ہو سکے، کیونکہ ان دونوں مواقع پر آپ کے والد نے حکم دیا تھا کہ وہ اپنی بہنوں کے پاس گھر میں رہیں، تو یہ اپنے والد کا فرمان مانتے ہوئے ان دونوں جنگوں میں شریک نہ ہو سکے۔

صحیح مسلم میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں انیس جنگوں میں حصہ لیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ بدر میں اور غزوہ احد میں شریک نہیں ہوا، اس لیے کہ میرے والد نے مجھے روک دیا تھا۔ جب وہ جنگ احد میں جام شہادت نوش کر گئے تو اس کے بعد میں کسی جنگ سے غیر حاضر نہ رہا۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں، میرے والد اور میرے دو خالو ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے بیعت عقبہ میں حصہ لیا۔ ②

جب غزوۂ احد کا اعلان ہوا تو رات کے وقت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے اور ان کے ساتھ محو گفتگو ہوئے، فرمانے لگے: میرے بیٹے! مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں اس جنگ میں جام شہادت نوش کر جاؤں گا، میں جو کچھ اپنے پیچھے دنیا میں چھوڑے جا رہا ہوں ان میں تم مجھے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے زیادہ عزیز ہو، بیٹا! مجھ پر کچھ قرض ہے اسے ادا کر دینا اور اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ ③

---

① صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب عدد غزوات النبی ﷺ، ح: ۱۸۱۳۔

② صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب وفود الانصار الی النبی ﷺ، بمکة، ح: ۳۸۹۱، ۳۸۹۰۔

③ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب هل یخرج المیت من القبر، ح: ۱۳۵۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صبح کے وقت لڑائی شروع ہوئی تو عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ پر سفیان بن عبد شمس نے وار کیا جس سے وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

اس طرح جنگ احد میں سیدنا عمرو بن جموع رضی اللہ عنہ بھی جام شہادت نوش کر گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان دونوں کو اکٹھا کر دو، یہ دونوں دنیا میں ایک دوسرے کے مخلص دوست تھے۔'' لہٰذا ان دونوں کو ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں اپنے والد کو اکیلا دفن کروں، جب اس غرض سے ان کی قبر کو کھولا گیا تو میں نے اپنے والد کے جسم کو دیکھا کہ وہ بالکل تر و تازہ تھا۔ یہ واقعہ ان کے دفن کے چھ ماہ بعد کا ہے، بس کانوں پر معمولی سا نشان دکھائی دیا۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب غزوۂ احد میں میرے والد جام شہادت نوش کر گئے تو میری پھوپھی جان رونے لگیں۔ اس نازک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے فرمایا: ''یہ کیوں رو رہی ہے؟ میں نے دیکھا کہ دفن ہونے تک فرشتے مسلسل اپنے پروں سے اسے ہوا دیتے رہے۔'' ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان کو ان کے دفن ہونے کے چھ ماہ بعد دیکھا تو ان کا جسم بالکل تر و تازہ تھا، جیسے آج ہی ان کو دفن کیا گیا ہو۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اپنے والد کے داغ مفارقت دینے کی بنا پر بڑے غمگین تھے، حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انھیں غم زدہ دیکھا تو آپ نے ارادہ کیا کہ ان کے صاف شفاف دل میں مسرت و شادمانی کو جگہ دی جائے۔

آپ نے فرمایا: ''اے جابر! کیا میں آپ کو بشارت نہ دوں؟''

آپ نے عرض کی: کیوں نہیں، یا رسول اللہ! ضرور بشارت دیجیے، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کر کے اس سے گفتگو

---

① صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت، ح: ۱۲۴۴

② صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل عبداللہ بن عمرو بن حزام، ح: ۲۴۷۱۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہا: اپنے رب سے مانگو جو تمہارے دل کی تمنا ہے۔تو تیرے والد نے کہا: میرے پروردگار میری دلی تمنا یہ ہے کہ مجھے زندگی عطا کی جائے اور تیرے نبی کی رفاقت میں جنگ کرتے ہوئے مجھے شہید کر دیا جائے، پھر زندہ کیا جائے، پھر شہید کر دیا جائے۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرا اٹل فیصلہ ہے کہ جانے والے واپس نہیں آئیں گے۔" ①

ایک دوسری روایت میں کچھ اس طرح مذکور ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور فرمایا: "جابر! کیا بات ہے تم مجھے غمگین دکھائی دے رہے ہو؟" میں نے کہا: یا رسول اللہ! میرا والد شہید ہو گیا، اپنے پیچھے وہ قرض اور اہل و عیال چھوڑ گئے جس نے مجھے نڈھال کر رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تجھے ایک خوش آئند بات نہ بتاؤں؟ اللہ تعالیٰ نے جب بھی اپنے کسی بندے سے بات کی تو پردے کی اوٹ سے بات کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کے ساتھ روبرو بات کی اور فرمایا: میرے بندے مانگو تجھے دوں گا۔ تیرے والد نے کہا: میرے اللہ! میری التجا ہے کہ تو مجھے دنیا میں لوٹا دے تا کہ دوسری مرتبہ مجھے تیری راہ میں شہادت ملے۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یہ تو میرا اٹل فیصلہ ہو چکا ہے کہ جانے والے واپس دنیا میں نہیں لوٹائے جائیں گے۔

تیرے والد نے کہا: اے میرے رب! میرے پچھلوں کو پیغام پہنچا دیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۝۱۶۹ (آل عمران : ۳/ ۱۶۹) ②

"ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اور انھیں ان کے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔"

اس آیت عظیمہ نے لوگوں کی موت و حیات کے تصور کو ہی بدل کر رکھ دیا۔اس آیت کریمہ میں ہمیں اس حقیقت سے آگاہ کیا گیا ہے کہ شہداء اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں اور

---

① المغازی (۱/ ۲۶۸) تفسیر ابن عطیة (ص:۳۸۱) صحیح ابن حبان (۷۰۲۲)

② اسباب النزول للواحدی (ص:۱۱۰) سنن ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ح: ۳۰۱۰۔ سنن ابن ماجه، المقدمة، باب فیما انکرت الجهمیة، ح: ۱۹۰

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں رزق سے نوازا جاتا ہے لیکن ہم ان کی زندگی کی کیفیت سے بے خبر ہیں کہ وہ کیسی ہے۔ شہداء کا جنت میں خوش وخرم ہونا ایک حقیقت ہے چونکہ قرآن حکیم میں شہداء کی جنت میں خوشحالی کا تذکرہ کیا گیا، لہٰذا اس خبر کے یقینی ہونے پر ہمارا ایمان ہے۔

شہداء جنت کی زندگی میں شاداں وفرحاں ہیں، ان کے پاس رب العزت کی طرف سے فراوانی کے ساتھ رزق آتا ہے اور وہ اس رزق سے لطف اندوز اور خوش ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور اس کی بے پایاں نعمتیں اور لا تعداد نوازشیں ہیں، جن کے حصول پر جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے۔

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ موت بس انتہاء ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دنیاوی موت اخروی اور ابدی زندگی کا آغاز ہے۔

قرآن حکیم نے اس کی تصویر کشی ان الفاظ میں کی ہے:

أَحْيَآءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۶۹)

''زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں انھیں رزق دیا جاتا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی جہادی سرگرمیاں

یہ عالم نوجوان مسلمانوں کے جوانمرد اور بہادر شہسواروں میں سے تھے۔ آپ غزوہ احد کے بعد ہونے والی جنگوں میں سے کسی میں بھی غیر حاضر نہ ہوئے۔ تمام غزوات میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ ایک دیانتدار اور وفادار سپاہی اور پختہ رائے والے عالم تھے۔

انھوں نے امت کے لیے کثیر تعداد میں اسلامی جہاد کے احکامات کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اب ہم سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بعض جہادی کارناموں کا تذکرہ کرتے ہیں تاکہ جہاد کے حوالے سے ان کی ذاتی کاوشوں سے ہم مستفیض ہوسکیں۔

غزوہ حمراء الاسد میں شرکت

سب سے پہلے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے غزوۂ حمراء الاسد میں حصہ لیا، یہ غزوہ معرکہ احد کے اگلے دن ہی وقوع پذیر ہوا تھا۔

عجیب صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ مسلمانوں کو جب میدان احد میں شکست کا سامنا کرنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑا تو یہودیوں اور منافقین مسلمانوں کے خلاف خوشی سے بغلیں بجانے لگے اور مدینہ منورہ میں افواہوں کا بازار گرم کر دیا، انھوں نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام ؓ کے خلاف زبان درازی شروع کر دی۔ اب یہاں ضروری تھا کہ فوری طور پر ایسا طرزِ عمل اختیار کیا جائے جس سے مسلمانوں کا اعتماد بحال اور دشمنوں پر ان کا رعب و دبدبہ طاری ہو۔ غزوۂ حمراء الاسد کا اعلان رسول اللہ ﷺ نے اس غرض سے کیا کہ افواہیں پھیلانے والوں کا ناطقہ بند کر دیا جائے اور قریش کو یہ پیغام پہنچایا جائے کہ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہیں اور وہ کمزور نہیں ہوئے۔ انھیں اگرچہ میدان احد میں ناگفتہ بہ صورت حال سے دو چار ہونا پڑا ہے لیکن اس کے باوجود وہ طاقتور ہیں۔ ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے، وہ ابھی اللہ اور اپنے مشترکہ دشمن کے چھکے چھڑا سکتے ہیں۔

علامہ محمد بن اسحاق ؒ بیان کرتے ہیں:

جنگ احد پندرہ شوال بروز ہفتہ ہوئی۔ اگلے دن سولہ شوال بروز اتوار صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جو مجاہدین گزشتہ روز میدان جہاد میں اترے تھے آج وہی مجاہدین ہمارے ساتھ دشمن سے مقابلے کے لیے روانہ ہوں گے۔ ①

یاد رہے کہ حمراء الاسد مدینہ منورہ سے جنوب کی جانب، جو راستہ مقام بدر سے ہوتا ہوا مکہ معظمہ کو جاتا ہے، بیس کلو میٹر کے فاصلے پر جبل احمر کے دامن میں واقع ہے۔

سیدنا جابر ؓ نے حمراء الاسد کی طرف مجاہدین کی روانگی کا اعلان سنا تو ان کے دل میں اندیشہ پیدا ہوا کہ رسول اللہ ﷺ انھیں قبول نہیں کریں گے کیونکہ غزوہ احد میں شریک نہیں ہو سکے۔ غزوۂ احد میں میرا غیر حاضر ہونا کسی بزدلی یا کوتاہی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ میرے والد نے مجھے بہنوں کے پاس گھر میں رہنے کا حکم دیا تھا، کیونکہ گھر میں کوئی مرد نہیں تھا، بہنیں اکیلی تھیں، اس لیے مجھے گھر پر رہنے کا پابند کیا گیا۔

سیدنا جابر ؓ ہچکچاتے ہوئے اور شرماتے ہوئے صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ کی طرف آئے، پھر حوصلے سے کام لیتے ہوئے عرض گزار ہوئے کہ منادی کرنے والے نے آپ کی طرف سے یہ اعلان کیا کہ آج وہی لشکر اسلام کے ساتھ روانہ ہو جس نے گزشتہ کل جنگ احد میں شریک ہونے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔ یا رسول اللہ! یہ میری دلی خواہش تھی کہ آپ کے

① السيرة النبوية (۳/ ۱۴۷، ۱۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمراہ جنگ میں حصہ لیتا لیکن میرے والد نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اپنی بہنوں کے ساتھ گھر میں رہوں، میں آپ کے ساتھ جنگ حصہ لینے کا متمنی تھا تا کہ مجھے اللہ تعالیٰ شہادت کے درجے پر فائز کر دے لیکن میں اپنے والد کا حکم مانتے ہوئے گھر میں اپنی بہنوں کے پاس رہا، میرے والد محترم جنگ میں شریک تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں درجہ شہادت پر فائز کر دیا جبکہ شہادت کی امید میں لگائے ہوئے تھا، یا رسول اللہ! از راہ کرم آپ مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کے لیے چلوں۔ ①

رسول اللہ ﷺ مومنوں کے ساتھ انتہائی شفقت سے پیش آئے، آپ نے شہید کے بیٹے کو اپنے ساتھ روانہ ہونے کی اجازت دے دی۔ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو جہاد میں شریک ہونے کی اجازت ملی تو وہ اس عزت افزائی پر مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ گزشتہ جنگ احد میں شریک ہونے سے جو رہ گئے تھے ان میں سے صرف مجھے ہی غزوہ حمراء الاسد میں شریک ہونے کی اجازت ملی۔

میرے علاوہ کچھ دیگر افراد جو گزشتہ جنگ میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ انھوں نے غزوۂ حمراء الاسد میں شریک ہونے کی اجازت طلب کی لیکن آپ نے انھیں اجازت نہیں دی۔ ②

جب رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے جہاد کا اعلان کر دیا، تو لوگ بڑی سرعت کے ساتھ ہتھیار زیب تن کرنے لگے، کوئی زخمی تھا یا صحت مند، سبھی ہتھیار بند ہوئے۔ جبکہ صحابہ کرام کی کثیر تعداد غزوۂ احد میں شدید زخمی ہو چکی تھی اور وہ اپنے زخموں کا علاج کرنے میں مصروف تھے۔ جب انھوں نے جہاد کا اعلان کرنے والے کی آواز سنی تو زخمی صحابہ اپنے گہرے زخموں کو بھول کر چاق و چوبند ہو کر اپنی زرہیں زیب تن کرنے لگے اور ان میں سے ہر ایک ہتھیار بند ہو کر رسول اللہ ﷺ کے قریب پہنچ گیا۔ ان میں زخموں سے نڈھال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ انھیں اپنے زخموں کی پروا نہیں۔ انھوں نے اپنی کمزوری و ناتوانی کو بہانہ نہیں بنایا، بلکہ حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے حکم کی تعمیل بجا لانے کو مقدم جانا۔

رسول اللہ ﷺ اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر حمراء الاسد مقام پر خیمہ زن

① السیرۃ النبویۃ (۳/ ۱۴۸) المغازی (۱/ ۳۳۶)

② المغازی (۱/ ۳۳۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور وہاں پہنچ کر مجاہدین کی صفوں کو درست کیا۔ حمراء الاسد مقام پر لشکر اسلام نے سوموار، منگل اور بدھ تین دن قیام کیا۔

لشکر اسلام کے وہاں پہنچنے کی خبر مشرکین کو مل گئی۔ یہ اطلاع سن کر مشرکین خوف زدہ ہو گئے اور ان پر لرزہ طاری ہو گیا۔ ابوسفیان یہ ارمان لے کر چلا تھا کہ میں مدینہ منورہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ وہ یہ خبر سن کر کہ مسلمان حمراء الاسد تک ہمارا پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئے ہیں انگشت بدنداں رہ گیا۔ معبد خزاعی نے ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کو یہ اطلاع دی کہ اب تمہاری خیر نہیں، لشکر اسلام تمہارا پیچھا کرتے ہوئے حمراء الاسد تک پہنچ گیا ہے اور تمہارا تیاپانچا کرنے کے لیے پیش قدمی کر رہا ہے، مجاہدین کے حوصلے بڑے بلند ہیں اور تمہاری تکہ بوٹی کرنے کے لیے وہ مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں، یہ خبر سن کر ابوسفیان اور اس کے ساتھی بوکھلا اٹھے اور وہ خوف زدہ ہو کر مکہ کی طرف سرپٹ دوڑنے لگے۔

دشمن کی پسپائی کو دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ اپنے جاں نثار ساتھیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔

غزوۂ ذات الرقاع میں شرکت اور چند دیگر واقعات

یہودیوں کو مدینہ منورہ سے جلا وطن کر دیا گیا تھا اور ان کے ساتھ جنگ مسلمانوں کے حق میں بابرکت ثابت ہوئی۔ بنونضیر سے جنگ ربیع الاول ۴ ہجری کو ہوئی اور یہ جنگ نوع انسانی کے لیے خیر و برکت کی چابی اور مسلمانوں کے لیے رحمت کا سرچشمہ ثابت ہوئی۔

اس جنگ کے بعد نبی کریم ﷺ ربیع الاول کا پورا مہینا اور جمادی الاول کے چند دن مدینہ منورہ میں رہے۔ پھر آپ کو یہ اطلاع ملی کہ نجد میں بنومحارب اور بنوثعلبہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ اطلاع ملتے ہی سات سو جنگجو مجاہدین کا لشکر لے کر ان کے ساتھ مقابلے کے لیے روانہ ہوئے اور نجد پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر نخلستان میں پڑاؤ کیا، جبکہ مشرکین لشکر اسلام کو دیکھتے ہی اپنے گھر، مال مویشی اور بال بچوں کو چھوڑ کر پہاڑوں پر چڑھ گئے۔ لشکر اسلام نے مال غنیمت کو اکٹھا کیا اور بغیر لڑائی کے واپس آ گئے۔ جب مشرکین نے دیکھا کہ ان کی عورتوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور ان کا مال قبضے میں لے لیا گیا ہے تو وہ پہاڑوں سے مقابلہ کے لیے اتر آئے۔ لوگ ایک دوسرے سے خوف دہر اس کا تذکرہ کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر نماز خوف پڑھائی، وہ اس طرح کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لشکر کا ایک فریق نماز میں مشغول تھا اور دوسرا فریق دشمن کے مقابلے میں صف آراء تھا۔ دونوں فریقوں کو رسول اللہ ﷺ نے باری باری نماز پڑھائی۔

اس جنگ کا نام غزوۂ ذات الرقاع اس لیے رکھا گیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں پتھریلی زمین کی وجہ سے زخمی ہو چکے تھے اور انھوں نے اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ رقاع عربی زبان میں پٹیوں کو کہتے ہیں، اسی مناسبت سے اس جنگ کا نام غزوۂ ذات الرقاع رکھا گیا۔ یہ خوشگوار کامیابی اور لطافت بھرا غلبہ مسلمانوں کو بغیر مقابلہ کیے اور بغیر اسلحہ استعمال کیے نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میسر آیا۔ اس دوران میں ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ پیش آیا کہ دیکھنے والے انگشت بدنداں رہ گئے۔ یہ واقعہ نہایت ہی دلچسپ انداز میں سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا۔ یہ واقعہ بڑا ہی نصیحت آموز تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کی قیادت کرتے ہوئے بنو محارب کے مقابلے کے لیے وادیٔ نخل میں خیمہ زن ہوئے۔ اس مقام پر جس جنگ کا منصوبہ طے پایا اسے غزوۂ ذات الرقاع کا نام دیا گیا کیونکہ پتھریلی زمین پر چلنے کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاؤں زخمی ہو چکے تھے اور انھوں نے اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں۔ مشرکین خوف زدہ ہو کر پہاڑوں پر چڑھ گئے اور لشکر اسلام کے مقابلے کے لیے نہیں آئے، رسول اللہ ﷺ ایک دن قیلولہ کرنے کی غرض سے ایک درخت کے سائے میں لیٹ گئے اور اپنی تلوار درخت کی ٹہنی کے ساتھ لٹکا دی، بنو محارب کا ایک شخص، جس کا نام غورث بن حارث تھا، اوٹ میں کھڑا دیکھ رہا تھا، وہ دبے پاؤں اس درخت کے پاس آیا جس کے سائے میں رسول اللہ ﷺ محو استراحت تھے، اور چپکے سے درخت سے لٹکتی ہوئی تلوار پکڑی، اسے نیام سے باہر نکالا اور رسول اللہ ﷺ کے سر کے پاس کھڑا تلوار لہراتے ہوئے کہنے لگا:

کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے بڑے اعتماد سے کہا: نہیں۔

اس نے کہا:

((يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّي وَ فِي يَدِي السَّيْفُ))

''اے محمد! اب آپ کو مجھ سے کون بچائے گا جبکہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے؟''

رسول اللہ ﷺ نے بڑے پر اعتماد لہجے میں فرمایا:

((اَللّٰهُ))

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی گرج دار آواز میں لفظ 'اللہ' سن کر وہ شخص گھبرا گیا اور اس پر لرزا طاری ہو گیا، ہاتھ سے تلوار زمین پر گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ تلوار پکڑ کر فرمایا: ''اب تم بتاؤ کہ تجھے میرے وار سے کون بچائے گا؟''

وہ کانپتے ہوئے کہنے لگا: مہربانی کریں! معافی کا طلب گار ہوں، مجھے امید ہے کہ آپ نرم برتاؤ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کیا تم کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرنے کے لیے تیار ہو؟'' اس نے کہا: نہیں، میں اسلام قبول نہیں کروں گا۔ البتہ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ نہ خود آپ کے مقابلے میں آؤں گا اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ کے مقابلے میں آئیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے جانے دیا اور اسے کچھ نہ کہا۔ اس طرح اللہ نے اسے ذلیل و خوار کیا اور وہ اپنا سا منہ لے کر واپس ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا کر کہنے لگا: واقعی! لشکر اسلام کا سالار اعظم بہت ہی بلند اخلاق ہے، میں زندہ و سلامت تمہارے سامنے ہوں تو یہ محض ان کے اخلاق حسنہ کی وجہ سے ہے، اگر آج کوئی اور ہوتا تو تم میرا لاشہ ہی دیکھتے۔ [1]

اس حیرت انگیز واقع کو ایک شاعر نے اپنے اشعار میں کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے:

۱۔ فِی الظِّلِّ نَامَ الْمُصْطَفٰی لَمْ یَخْشَ غَدْرَ الْمُعْتَدِیْنَ
اَلسَّیْفُ عَلَّقَهٗ بِغُصْنِ شُجَیْرَةٍ کَالْآمِنِیْنَ

۲۔ وَاِذَا بِغَوْرَثَ قَدْ تَسَلَّلَ آخِذًا سَیْفَ الْأَمِیْنِ
اَلسَّیْفُ فِیْ یَدِهٖ فَقَالَ مَقَالَةَ الْمُتَمَکِّنِیْنَ

۳۔ قُلْ لِیْ فَمَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ قَالَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ
اَلسَّیْفُ یَسْقُطُ مِنْهُ یَأْخُذُهٗ اَمِیْرُ الْمُرْسَلِیْنَ

۴۔ لٰکِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ یَعْفُوْ عَنْهُ عَفْوَ الْقَادِرِیْنَ

۱۔ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ دشمن سے بے خوف ہو کر درخت کے سائے میں سو گئے تلوار درخت کی ٹہنی کے ساتھ اطمینان سے لٹکا دی۔

---

[1] مسند احمد (۵/ ۲۰۰) صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ ذات الرقاع، ح: ۴۱۳۵۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب توکلہ علی اللہ تعالیٰ، ح: ۱۳/ ۸۴۳۔ تاریخ الاسلام للذہبی (المغازی، ۲۴۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دشمن لشکر کا غورث نامی شخص دبے پاؤں آیا اور اس نے سیدنا محمد ﷺ کی تلوار پکڑ لی اور بات کرنے لگا۔

کہنے لگا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟

رسول اللہ نے بڑے اعتماد سے کہا کہ مجھے رب العالمین بچائیں گے۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور اسے امیر المرسلین نے پکڑ لیا۔

۴۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے قدرت رکھنے کے باوجود معاف کر دیا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما غزوۂ ذات الرقاع میں پیش آنے والا ایک اور حیرت انگیز واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے جذبے کا اندازہ ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ ذات الرقاع سے واپس مال غنیمت لے کر واپس ہوئے تو مشرکین کے علاقے سے جو مال غنیمت ہمارے ہاتھ لگا اس میں ان کی عورتیں، بچے اور مال مویشی تھے۔ مشرکین کی ایک خاتون کا خاوند جب واپس گھر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ گھر خالی ہے، وہ اپنی بیوی کو گم پا کر حواس باختہ ہو گیا، کیونکہ اسے اپنی بیوی کے ساتھ حد درجہ محبت تھی۔ اس نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں لشکر اسلام کا پیچھا کروں گا اور لشکر اسلام کے سالار اعظم کو نشانہ بنا کر دم لوں گا۔ میں خون کی ندیاں بہا دوں گا اور اپنی بیوی کو حاصل کر کے دم لوں گا۔ وہ ہتھیار بند ہو کر لشکر اسلام کے نقوش قدم دیکھتا ہوا چل پڑا، لشکر اسلام ایک پہاڑی کے دامن میں پہنچا تو رات ہو گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے وہاں رات گزارنے کے لیے پڑاؤ کا حکم دیا تو لشکر وہاں خیمہ زن ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جاں نثار صحابہ سے فرمایا کہ آج رات پہرہ کون دے گا؟ انصار میں سے سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! آج رات پہرے کے لیے میری خدمات حاضر ہیں۔ مہاجرین میں سے سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: آج رات پہرے کے لیے میں بھی حاضر ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو مجاہدین کے پہرے کے لیے قبول کر لیا۔

دونوں صحابی پہاڑی کے درے میں پہرہ دینے کے لیے جا کھڑے ہوئے۔ پھر آپس میں دونوں نے مشورہ کیا کہ ہم اس طرح کرتے ہیں کہ آدھی رات ایک پہرہ دے اور دوسرا سو جائے اور نصف رات گزرنے پر وہ دوسرے کو بیدار کر دے تب وہ پہرہ دے۔ سیدنا عباد بن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بشر رضی اللہ عنہ نے رات کے پہلے حصے میں پہرہ دینے کی ذمے داری لی جبکہ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے رات کے دوسرے حصے میں پہرہ دینا اپنے ذمہ لیا۔ اس طرح سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ لیٹ گئے اور نیند کی آغوش میں چلے گئے۔ سیدنا عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ پہرہ دینے کے لیے چوکس ہو گئے۔ انھوں نے سوچا پہرے کے لیے کھڑا تو ہونا ہی ہے کیوں نہ اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عبادت کی جائے؟ تو انھوں نے نماز کے لیے نیت باندھ لی۔ جب تعاقب کرنے والے دشمن نے دیکھا کہ پہاڑی درے میں کوئی شخص کھڑا ہے تو اس نے تیر پھینکا جو سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ کے جسم میں پیوست ہو گیا۔ انھوں نے اپنے ہاتھ سے تیر کو جسم سے کھینچ کر نکال دیا۔ اس نے دوسرا تیر پھینکا تو وہ بھی انھیں جا لگا۔ انھوں نے اسے بھی اپنے ہاتھ سے کھینچ کر نکال دیا، اس نے تیسرا تیر مارا وہ بھی انھیں جا لگا تو انھوں نے اسے بھی نکال دیا لیکن ان کے جسم سے زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے نقاہت ہو گئی تو سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے رکعت مکمل کر کے سلام پھیر دیا اور اپنے مہاجر ساتھی سیدنا عمار بن یاسر کو جگایا۔ انھوں نے جب خون بکھرا ہوا دیکھا اور ساتھ ہی یہ ہولناک منظر دیکھا کہ خون بڑی تیزی سے جسم سے نکل رہا ہے تو وہ گھبرا گئے اور کہنے لگے: آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں جگایا؟ جب تیر پھینکنے والے دشمن نے دیکھا کہ درے میں دو اشخاص ہیں تو وہ خوف زدہ ہو کر وہاں سے فرار ہو گیا۔ سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے بہت مزا آ رہا تھا، جی چاہتا تھا کہ میں نماز کو زندگی کے آخری لمحات تک جاری رکھوں لیکن میرے دل میں یہ بات آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ذمے مجاہدین کا پہرہ لگا رکھا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کا اندیشہ دامن گیر نہ ہوتا تو میں نماز کو جاری رکھتا۔ مجھے نماز کے دوران قرآن مجید پڑھنے کی اتنی زیادہ لذت محسوس ہو رہی تھی کہ اس کی کیفیت کو اپنے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا۔ ①

سیدنا عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے نماز میں سورۂ کہف کی تلاوت شروع کر دی تھی جس کی تاثیر ان کے دل پر چھائی ہوئی تھی اور اپنے من کو کلام الٰہی کے ذریعے سے سکون پہنچا رہے تھے۔

غزوۂ ذات الرقاع میں ایک اور دلچسپ واقعہ پیش آیا جسے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی

① المغازی (۱/ ۳۹۷) السیرۃ النبویۃ (۳/ ۲۹۰) مسند احمد (۳/ ۳۵۹) صحیح ابن خزیمۃ (۳۶) سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، ح: ۱۹۸۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلآویز انداز میں بیان کیا اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت خوش اسلوبی سے پیش آتے تھے۔ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ نہایت ہمدردانہ اور مشفقانہ طرز عمل اختیار کیا کرتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر وادیٔ نخل سے روانہ ہوا۔ میرا اونٹ بڑا کمزور تھا۔ رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹ رہے تھے، میں لشکر سے پیچھے تھا، رسول اللہ ﷺ مجھے ملے تو آپ نے مجھ سے پوچھا: جابر! کیا بات ہے آپ اتنا پیچھے کیوں ہیں؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرا اونٹ بڑا کمزور ہے۔ اس کی رفتار بڑی ست ہے، اس لیے میں لشکر سے پیچھے رہ گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے بٹھاؤ تو میں نے اونٹ کو بٹھا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے اونٹ کو بٹھایا اور نیچے اتر آئے۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: یہ اپنے ہاتھ کی چھڑی مجھے دو یا آپ نے یہ فرمایا: درخت سے ایک ٹہنی توڑ کر میرے پاس لاؤ۔

میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ چھڑی پکڑی اور میرے اونٹ کے پہلو میں اسے چھبویا اور فرمایا: اب اس پر سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس پر سوار ہو گیا۔ اونٹ اٹھ کر تیز رفتاری سے چلنے لگا، مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! میرا اونٹ تو سب سے آگے نکلنے لگا، لیکن میں نے اسے ادب و احترام کے پیش نظر رسول اللہ ﷺ کی سواری سے پیچھے رکھا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرنے کا شرف حاصل کیا۔ جبکہ ہم غزوہ ذات الرقاع سے واپس آ رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ اس طرح مسکراتے ہوئے باتیں کر رہے تھے جیسا کہ کوئی شفیق اور رحم دل باپ اپنے اکلوتے بیٹے سے باتیں کرتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے مجھ سے فرمایا: اے جابر! کیا تم اپنا اونٹ مجھے بیچو گے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ اگر قبول کریں تو میں یہ اونٹ آپ کو بخوشی بطور تحفہ دینے کے لیے تیار ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ آپ اسے مجھے بیچ دیں۔

میں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس کی کیا قیمت لگائیں گے؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو درہم۔
میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کچھ مزید اضافہ کر دیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار درہم۔
میں نے کہا: ٹھیک ہے! یہ آپ کا ہوا، میں اس قیمت پر خوش ہوں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے میں نے خرید لیا اب سودا طے ہو گیا۔ آپ اس پر سوار ہو کر مدینہ منورہ تک سفر کریں وہاں پہنچ کر میں آپ سے یہ اونٹ لے لوں گا۔ ①

واہ سبحان اللہ

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے صحابی پر کیسی شفقت تھی اور صحابی کے ادب و احترام کا کیا عالم تھا؟

قربان جائیں ہم رسول اللہ ﷺ کے خلق عظیم پر، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت، عقیدت اور اطاعت کا جذبہ قابل رشک تھا۔

اونٹ کے حوالے سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ کے درمیان باہمی گفتگو شفقت، محبت اور ادب و احترام کا حسین امتزاج تھا۔ وہ اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے شفقت، ہمدردی، خوش اخلاقی اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی جانب سے ادب، احترام اور محبت کا بھرپور اظہار تھا۔

اس واقعے کو ایک عربی شاعر نے اپنے اشعار میں اس طرح بیان کیا ہے:

۱۔ يُرْوِى ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ جَابِرُ قِصَّةً لِلْمُسْلِمِينَ
قَدْ عُدْتُ مِنْ ذَاتِ الرِّقَاعِ مَعَ الْجَمِيعِ الْعَائِدِينَ
۲۔ كُنْتُ خَلْفَ الرَّكْبِ أَدْرَكَنِي رَسُوْلُ الْعَالَمِينَ
اَلْمُصْطَفٰى مُتَسَائِلًا لِمَ أَنْتَ خَلْفَ الْقَافِلِينَ
۳۔ فَأَجَبْتُهُ جَمَلِيْ ضَعِيفٌ لَا يُجَارِي الْمُسْرِعِينَ
قَالَ النَّبِيُّ أُنِخْهُ فَوْرًا نَاخَ حَتَّى اسْتَبِينَ

① صحيح بخاري، كتاب البيوع، باب شراء الدواب والحمير، ح: ۲۰۹۷۔ ۲۳۰۹۔
صحيح مسلم، كتاب المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ح: ۱۱۰/ ۷۱۵۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بِعَصَاهُ قَدْ نَخَسَ الْبَعِيرُ فَصَارَ شِبْهُ السَّابِقِينَ
فَرَكِبْتُهُ وَإِذَا بِهِصَعْدُوْ كَعَدْوِ الشَّارِدِينَ
۵۔ قَدْ صَارَ يَمْشِي مُسْرِعًا مَعَ نَاقَةِ الْهَادِي الْأَمِينِ
طَلَبَ الرَّسُوْلُ شِرَائَهُ مِنِّي شِرَاءَ الرَّاغِبِينَ
۶۔ بَادَرْتُهُ بِالْقَوْلِ سُمْهُ فَإِنَّنِي فِي الْبَائِعِينَ
ظَلَّ النَّبِيُّ يَسُومُهُ وَ يَزِيدُ مِثْلَ الْمُشْتَرِينَ
۷۔ فَأَتَمَّهُ أُوقِيَّةً فَرَضِيتُ بِالْبَيْعِ الثَّمِينِ
قَدْ بِعْتُهُ لِلْمُصْطَفَى وَ قَدِ اتَّفَقْنَا مُرْتَضِينَ
۸۔ لِيْ ظَهْرُهُ حَتَّى نَعُوْدَ إِلَى الْمَدِينَةِ وَاصِلِينَ

① ”سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما مسلمانوں کے لیے ایک داستان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں غزوۂ ذات الرقاع سے تمام واپس آنے والے مجاہدین کے ساتھ واپس آ رہا تھا۔“

② ”میں کارواں سے پیچھے تھا کہ رسول العالمین سیدنا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ملے اور انھوں نے پوچھا کہ تم کارواں سے پیچھے کیوں ہو؟“

③ ”میں نے آپ کو جواب میں عرض کی کہ میرا اونٹ کمزور ہے، یہ تیز چلنے والوں کا ساتھ نہیں دے سکتا تو آپ نے فرمایا: اسے جلدی بٹھایئے تاکہ میں اس کا جائزہ لوں۔“

④ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے پہلو میں چھڑی چبھوئی تو تیز رفتار اونٹوں کی مانند ہو گیا میں اس پر سوار ہوا تو سرپٹ دوڑنے لگا۔“

⑤ ”وہ اونٹ ہادی برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مانند تیز چلنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اونٹ کو خریدنے کی رغبت ظاہر کی۔“

⑥ ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اونٹ کی قیمت ایک اوقیہ لگائی، میں نے عرض کی، میں بیچنے کے لیے تیار ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خریداروں کی طرح اس کی قیمت میں اضافہ کیا۔“

⑦ ”میں نے اس گراں قیمت پر رضامندی کا اظہار کر دیا۔ میں نے اپنا اونٹ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے ہاتھ بیچ دیا۔ ہم دونوں اس سودے پر خوش ہو گئے۔''

⑧ ''لیکن آپ نے مجھے مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہونے کی اجازت دے دی۔''

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دلچسپ اور دلآویز گفتگو مسلسل جاری رہی۔ آپ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے والد محترم کی غزوہ احد میں شہادت کے بعد خاندان جابر یہ کو پیش آنے والے حالات معلوم کرنا چاہتے تھے کیونکہ حوادثات زمانہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو اپنے شکنجے میں لے رکھا تھا۔

وہ تنہا اپنے خاندان کے ذمہ دار تھے۔ اپنی سات بہنوں کے کفیل تھے اور انھوں نے ایک بیوہ عورت سے شادی اس لیے کی کہ وہ ان کی بہنوں کی دیکھ بھال کرے گی۔

ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ غزوۂ ذات الرقاع سے واپسی پر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔

دوران سفر رسول اللہ ﷺ نے ان کا اونٹ خرید لیا۔ پھر نبی کریم ﷺ اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے درمیان شادی کے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ اب ہم اس گفتگو کی روداد سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی زبانی سنتے ہیں، وہ یہ داستان نہایت دلچسپ، دلربا اور دلآویز اسلوب میں بیان کرتے ہیں۔ ان کے انداز گفتگو سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی تربیت نہایت سلجھے ہوئے ماحول میں ہوئی ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے اونٹ خرید لینے کے بعد پوچھا: اے جابر! کیا تیری شادی ہو چکی ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں!

آپ نے دریافت کیا: بیوہ عورت سے شادی کی یا کنواری سے؟

میں نے کہا: بیوہ عورت سے شادی کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نوخیز عورت سے شادی کرتے تو تمہارے حق میں بہتر ہوتا۔

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ میرے والد محترم جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ وہ سات یا نو بیٹیاں چھوڑ گئے جن کی کفالت میرے ذمے ہے، میں نے بیوہ عورت سے شادی اس لیے کی کہ وہ میری بہنوں کی دیکھ بھال اچھی طرح کر سکے گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا، اللہ نے چاہا تو یہ شادی تمہارے حق میں بہتر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ہم مدینہ منورہ سے تین میل دور حرار مقام پر پہنچیں گے تو وہاں دن بھر پڑاؤ کیا جائے گا اور تیری شادی کی خوشی میں ضیافت کا اہتمام کیا جائے گا، اونٹ ذبح کریں گے۔ مدینہ منورہ ہماری آمد کی خبر پہنچے گی تو اہل خانہ ہمارے استقبال کے لیے مستعد ہوں گے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مقام حرار پر پہنچے تو وہاں لشکر اسلام کو پڑاؤ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ وہاں خیمے لگ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اونٹ ذبح کرنے کا حکم دیا، آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی، کھانا تیار ہوا۔ ہم نے دن بھر وہاں قیام کیا، کھانا کھایا اور آرام کیا اب یہ خبر مدینہ منورہ میں پہنچ گئی اور ہر گھر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ مجاہدین کے اہل خانہ استقبال کے لیے مستعد ہو گئے اور گھروں کو صاف ستھرا کیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ شام کے وقت مدینہ منورہ میں داخل ہوئے، ہم بھی آپ کے ساتھ شام ہی کو مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھریلو معاملات سمجھ داری سے نپٹانے کی تلقین کی ہے۔ اس نے کہا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر، جیسا آپ نے حکم دیا ویسا ہی کرنا ہو گا۔ آپ کے حکم کی تعمیل کا خاص خیال رکھیں۔ دیکھنا رسول اللہ ﷺ کے حکم سے سرمو بھی انحراف نہ کرنا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنا اونٹ پکڑا اور اسے لے جا کر رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر باندھ دیا اور خود اس کے قریب ہی مسجد نبوی میں بیٹھ گیا۔

رسول اللہ ﷺ اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے تو اپنے دروازے پر اونٹ دیکھا۔ آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

صحابہ نے بتایا: یا رسول اللہ! اونٹ جابر بن عبداللہ لے کر آئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا جابر کہاں ہے؟

مجھے بلایا گیا اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

رسول اللہ ﷺ نے شفقت بھرے انداز میں فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا اونٹ لے جائیں یہ آپ کا ہوا اور سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جابر کو چار درہم اونٹ کی قیمت بھی ادا کر دیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا تو انھوں نے مجھے اونٹ کی قیمت چار درہم ادا کر دی۔

ان چار درہموں میں اللہ تعالیٰ نے برکت ڈال دی اور ہمارے گھر میں دیکھتے ہی دیکھتے تھوڑے ہی عرصے میں فراوانی ہوگئی۔ ①

پھر گلستاں بہار آ گئی
اور چمن کا چمن مسکرانے لگا

دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کس قدر شفقت، ہمدردی اور محبت کے ساتھ پیش آتے۔ اور آپ ان کی کس طرح دلجوئی کرتے تھے؟ غریب صحابہ کے ساتھ تعاون کا کیسا دلفریب انداز تھا سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو اونٹ بھی واپس کر دیا اور قیمت بھی ادا کر دی اور ان کی عزت نفس پر بھی کوئی آنچ نہ آنے دی۔

دوران سفر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے اونٹ کو دیکھا تو اسے بٹھا کر اس کے پہلو میں چھڑی چبھوئی۔ جس کی برکت سے اونٹ میں یک دم توانائی پیدا ہوئی اور وہ دوسرے اونٹوں کی نسبت زیادہ تیز رفتار ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے پہلے مقام حرار پر لشکر اسلام کو پڑاؤ کا حکم دیا، اونٹ ذبح کیے گئے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی شادی خانہ آبادی کی مناسبت سے ان کے اعزاز میں ضیافت کا اہتمام کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ سخاوت کا رویہ اختیار کیا کرتے تھے۔ غزوۂ ذات الرقاع میں بہت سے دلچسپ واقعات پیش آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا مشاہدہ ہوا۔ اس غزوہ میں پیش آنے والے بیشتر واقعات کو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ ②

غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر جو حیرت انگیز واقعات پیش آئے ان میں ایک واقعہ مجنون بچے کا تھا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم حرہ واقم مقام پر پہنچے، یہ مقام مدینہ منورہ کے مشرقی جانب واقع ہے، تو وہاں ایک دیہاتی عورت اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی: یا رسول اللہ! میرے بیٹے پر دیوانگی کے دورے

① سبل الھدی والرشاد (۷/ ۱۷۸، ۱۷۹) المغازی (۱/ ۳۹۹-۴۰۰) السیرۃ النبویۃ (۳/ ۲۸۹، ۲۹۰) بشرح ابی ذر الخشنی۔

② سبل الھدی والرشاد (۵/ ۲۶۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑتے ہیں، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اس پر آسیب کا اثر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دم کیا اور تین مرتبہ گرجدار آواز سے کہا: اے اللہ کے دشمن! دفع ہو جا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر اس سے مخاطب ہوئے کہ اپنے بیٹے کو لے جاؤ اب ان شاء اللہ اس پر آسیب کا دورہ نہیں پڑے گا۔ [1]

غزوۂ ذات الرقاع کے دوران ایک پرندے کا حیرت انگیز واقعہ پیش آیا، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صحابی کسی پرندے کا بچہ پکڑ لایا۔ رسول اللہ ﷺ اس صحابی کی طرف دیکھتے ہیں، اتنے میں اس بچے (پرندے) کے ماں باپ یا دونوں میں سے ایک آیا اور اس نے صحابی کے اس ہاتھ پر جھپٹا مارا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ منظر دیکھا کہ لوگ پرندے کے والہانہ پن کو دیکھ کر انگشت بدنداں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اس پرندے پر تعجب کرتے ہو؟ تم نے اس کا بچہ پکڑا ہوا ہے اور یہ اپنے بچے کی محبت میں فریفتہ ہے۔ یہ والہانہ پن اس پرندے کی اپنے بچے کی محبت کی بنا پر ہے۔ اللہ کی قسم! تمہارے رب تم پر کہیں زیادہ شفقت اور محبت کرنے والے ہیں بہ نسبت اس پرندے کے، جو اپنے بچے پر اس قدر محبت کا اظہار کر رہا ہے۔'' [2]

سُبْحَانَ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ

سیدنا جابر نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خندق میں

غزوہ احد کے بعد غزوۂ خندق کا واقعہ پیش آیا۔ یہ شرک کے دلدادہ اور بتوں کے پجاریوں کا اجتماعی انداز میں مسلمانوں پر ایک بھرپور حملہ تھا۔ اس کاٹ دار معرکے میں مشرکین کو عبرت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

مشرکین کی پشت پر خبیث یہودیوں کا ہاتھ تھا جن کے جگروں کو حسد نے جلا رکھا تھا اور ان کے دلوں کو کینے نے اندھا کر رکھا تھا اور ان کے راستے بند کر رکھے تھے۔ اس غزوہ کو مغازی اور سیرت کی کتابوں میں غزوۂ خندق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا خندق نام اس لیے رکھا کہ مسلمانوں نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تجویز کو پسند کرتے ہوئے مدینہ منورہ کو دشمن سے محفوظ کرنے کے لیے مدینہ کے گرد خندق کھودی تھی۔ چونکہ مدینہ منورہ تین طرف سے

---

1. سبل الهدى والرشاد (۵/ ۲۷۰)
2. سبل الهدى والرشاد (۵/ ۲۷۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہاڑوں کے حصار میں ہے اور ایک طرف میدانی علاقہ ہے، اس طرف خندق کھود کر مدینہ منورہ کو دشمن کے حملے سے محفوظ بنا لیا گیا۔ یہ دفاع کا ایک انوکھا انداز تھا جسے مشرکین کے لشکر کا سپہ سالار دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا۔ اس خندق کی مناسبت سے یہاں بپا ہونے والے معرکے کا نام ''غزوہ خندق'' رکھا گیا۔

غزوۂ خندق کی برکات کو قرآن مجید نے بھرپور ذکر کیا ہے اور ایک بڑی سورت کا نام اسی مناسبت سے سورۂ احزاب رکھا گیا ہے۔ یہودیوں اور مشرکین نے جزیرہ عرب کے متعدد قبائل کو اپنے ساتھ ملا کر مرکز ہدایت اسلامی سلطنت مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یلغار کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان کا منصوبہ تھا کہ نوزائیدہ اسلامی سلطنت کے مرکز کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ اس طرح کہ نئے دین کا کوئی نام لیوا دنیا میں باقی نہ رہے۔

غزوۂ خندق کے دوران متعدد واقعات رونما ہوئے جن کا رسول اللہ ﷺ نے بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ سامنا کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے جھنڈے تلے اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے عزم راسخ کے ساتھ جمع تھے۔

غزوۂ خندق ماہ شوال ۵ ہجری میں بپا ہوا۔ مشہور و معروف سیرت نگار علامہ محمد بن اسحاق نے پورے یقین کے ساتھ غزوۂ خندق کی یہ تاریخ درج کی ہے۔

حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے بھی علامہ محمد بن اسحاق کے قول کو ترجیح دی ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی اسی تاریخ کو معتبر قرار دیا ہے۔[1]

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما ان نوجوان انصاری علماء میں سے سب سے نمایاں تھے، جنھوں نے اپنی جان و مال سے اس عظیم ترین جنگ میں حصہ لیا۔

نبی کریم ﷺ نے خندق کی کھدائی کو بڑی محنت اور تیزی سے کرنے کا آغاز کیا تاکہ دشمن کے مدینہ پہنچنے سے پہلے یہ کام مکمل ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھدائی کا کام مہاجر و انصار صحابہ کرام کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔ تمام صحابہ جذبے اور ولولے کے ساتھ ایک دوسرے سے بڑھ کر یہ کام سرانجام دینے لگے۔ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ بذات خود بھی

---

[1] سبل الھدی والرشاد (۴/ ۵۶۱، ۵۶۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خندق کھودنے میں مشغول تھے تاکہ آپ کے صحابہ آپ کی اقتدا کرتے ہوئے پورے جوش و خروش کے ساتھ اس کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ صحابہ کرام کے پاکیزہ دلوں میں یہ جذبۂ صادقہ بھی موجزن تھا کہ ہمارے اس کام سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ثواب جزیل سے نوازیں گے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طویل عرصے تک کھانے پینے کی قلت کے باوجود خندق کی کھدائی میں مصروف رہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ صحابہ کرام نے خندق کی کھدائی کے دوران مسلسل تین دن تک کچھ نہ کھایا بلکہ جتنے دن خندق کی کھودائی کا کام جاری رہا صحابہ کرام کچھ کھا پی نہ سکے۔ البتہ اس دوران اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے لیے معجزاتی طور پر کھانے کا اہتمام کیا۔

اس آثار کو دیکھتے ہی رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام ساتھیوں کو کھانے کی دعوت دے دی جو خندق کی کھدائی میں مصروف تھے۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ رحمۃ اللعالمین تھے اور اپنے صحابہ کے ساتھ نہایت خوش دلی، حسن اخلاق اور شفقت ومحبت کے ساتھ پیش آتے تھے۔

کھانا اگرچہ بظاہر بہت کم مقدار میں تھا لیکن آپ کے اخلاق حسنہ نے یہ گوارا ہی نہ کیا کہ اس موقع پر کسی ساتھی کو نظر انداز کیا جائے، لہٰذا آپ نے سب کو کھانا تناول کرنے کی دعوت دی۔ پہلی دفعہ کھانے کے لے تھوڑی سی کھجوریں تھیں۔ ہوا اس طرح کہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ تھوڑی سی کھجوریں اپنے والد اور اپنے خالو کے لیے ایک پیالے میں لے کر آئی، اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے اس پیالے میں اتنی برکت ڈال دی کہ سب مجاہدین نے خوب سیر ہو کر کھائیں لیکن وہ کھجوریں پھر بھی ختم نہ ہوئیں۔

اس معجزاتی واقعہ کو علامہ محمد بن اسحاق نے سعید بن مینا کے حوالے سے کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

بشیر کی بیٹی سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی ہمشیرہ کہتی ہے کہ میری والدہ عمرہ بنت رواحہ نے مجھے بلایا اور کھجوروں کا پیالہ میری جھولی میں رکھتے ہوئے کہا: جاؤ! اپنے والد اور خالو کو دے آؤ۔

میں وہ کھجوریں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزری تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ جھولی میں کیا لے جا رہی ہو؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میری والدہ نے یہ کھجوریں دیں کہ میں اپنے والد اور خالو کو پہنچاؤں تاکہ وہ دونوں یہ کھالیں۔ رسول اللہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ﷺ نے فرمایا: میرے پاس لاؤ۔ میں نے پیالہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں تھما دیا، آپ نے زمین پر چادر بچھانے کا حکم دیا، چادر بچھا دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوروں کا پیالہ اس چادر پر انڈیل دیا۔ میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئی کہ کھجوروں سے چادر لبالب بھر گئی، بلکہ کھجوریں چادر کے کناروں سے نیچے گرنے لگیں۔ میرے لیے یہ منظر حیران کن تھا، ایک پیالے کی کھجوروں سے ساری چادر بھر گئی۔ واہ سبحان اللہ

پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک ساتھی سے کہا کہ بلند آواز میں اعلان کر دیں کہ جتنے بھی ساتھی خندق کھودنے میں مصروف ہیں سب یہاں آ جائیں، سب کھانے میں شرکت کریں۔ اعلان سنتے ہی اہل خندق سبھی وہاں اکٹھے ہو گئے اور کھجوریں کھانے لگے۔

وہ جوں جوں کھاتے جاتے توں توں کھجوروں میں اضافہ ہوتا جاتا بلکہ دیکھنے میں یہ آیا کہ کھجوریں چادر کے کناروں سے نیچے زمین پر گرنے لگیں اور کھانے والے تقریباً تین ہزار افراد تھے۔ ①

مومن بچی کی یہ داستان ایک شاعر نے کچھ اس طرح بیان کی ہے کہ ان اشعار کو پڑھ کر اہل اسلام کے ایمان میں اضافہ محسوس ہونے لگتا ہے۔

بلا شبہ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا جو اہل ایمان کی حوصلہ افزائی کا باعث بنا۔

شاعر اس دلچسپ داستان کو اپنے اشعار میں کچھ اس انداز سے بیان کرتا ہے:

۱۔ ظَهَرَتْ مِنَ الآيَاتِ يَوْمَ الْحَفْرِ تُرْضِى الْمُؤْمِنِيْنَ
فَبُنَيَّةٌ صُغْرٰى تَجِيْءُ بِبَعْضِ تَمْرِ الآكِلِيْنَ
۲۔ أَخَذَ الرَّسُوْلُ التَّمْرَ فِيْ كَفَّيْهِ حَتّٰى يَسْتَبِيْنَ
اَمَرَ الرَّسُوْلُ مُنَادِيًا نَادٰى جَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ
۳۔ قَدْ قَالَ هَيَّا لِلْغَدَاءِ أَتَوْا جَمِيْعًا مُسْرِعِيْنَ
اَلْكُلُّ قَدْ شَبِعُوْا وَفَاضَ التَّمْرُ يُغْرِى الطَّامِعِيْنَ
۴۔ هِيَ آيَةٌ كُبْرٰى أَمَامَ الْكُلِّ كَانُوْا نَاظِرِيْنَ

۱۔ خندق کی کھدائی کے دن ایک معجزہ رونما ہوا جس سے اہل ایمان خوش ہو گئے۔
ایک چھوٹی بچی کھانے والوں کے لیے تھوڑی سی کھجوریں لے کر آئی۔

① اسد الغابۃ (۷۱۴۶) سبل الهدى والرشاد (۵/ ۵۲۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے کھجوریں اپنے ہاتھوں میں پکڑیں تا کہ ان کی وصولی سب پر واضح کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کرنے والے کو حکم دیا اور اس نے تمام مسلمانوں میں اعلان کر دیا۔

۳۔ کہا کہ کھانے کے لیے آ جاؤ تو سب جلدی سے آ گئے، سب نے پیٹ بھر کر کھایا اور کھجوروں میں بدستور اضافہ ہوتا گیا جو خواہش مندوں کو انگیخت کرنے کا باعث بنا۔

۴۔ بلاشبہ یہ تمام دیکھنے والوں کے لیے بہت بڑا معجزہ تھا۔

خندق کھودنے کے دوران دوسرا معجزہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے کھانے کی دعوت کے موقع پر رونما ہوا۔ ایسے معجزات کا ظہور اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی نشانی ہے اور یہ معجزات دلائل نبوت میں شمار ہوتے ہیں، عقل سلیم رکھنے والا کوئی شخص بھی ان کا انکار نہیں کر سکتا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ سے گھر کا چکر لگانے کی اجازت طلب کی، آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، مجھے یہ محسوس ہوا کہ آپ کو سخت بھوک لگی ہوئی ہے، اس کے باوجود آپ کام میں مشغول ہیں، کیا تیرے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟

اس نے کہا: میرے پاس اس وقت ایک صاع جو ہیں اور بکری کا بچہ گھر میں بندھا ہوا ہے۔ اس نے برتن سے جو کا آٹا نکالا اور بکری کا بچہ ذبح کیا، اس نے جو کا آٹا گوندھا اور ہم نے گوشت ہنڈیا میں پکنے کے لیے ڈال دیا۔ اتنے میں آٹے کو خمیر آ گیا اور گوشت چولھے پر پکنے لگا تو میری بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ کو چپکے سے دعوت دے آؤ، دیکھنا کہ کہیں ہمیں پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے کیونکہ کھانا بہت تھوڑا ہے۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں راز دارانہ انداز میں عرض کی: یا رسول اللہ! تھوڑا سا کھانا تیار کیا ہے۔ آپ تشریف لائیں اور اپنے ساتھ ایک دو ساتھی بھی لے آئیں، کھانا تیار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں ڈال کر محبت بھرے انداز میں پوچھا: کھانا کتنا ہے؟

میں نے جو کچھ ہمارے گھر میں تھا، بتا دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ کھانا بہت زیادہ ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔ اپنی بیوی سے جا کر کہہ دیں کہ ہنڈیا کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چولھے سے نہ اتارے اور روٹیاں میرے آنے تک پکانی شروع نہ کرے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب ہو کر بلند آواز سے فرمایا: سنو جابر رضی اللہ عنہ نے تمہارے لیے کھانا پکایا ہے، تم سب کو کھانے کی دعوت ہے۔

رسول اللہ ﷺ اہل خندق مہاجرین و انصار کو اپنے ساتھ لے کر چل دیے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صورت حال دیکھ کر میرا پریشانی سے وہ حال ہوا کہ میرا اللہ ہی جانتا ہے۔ میں یہ صورت حال دیکھ کر گھبرا گیا، میرے دل میں آیا ایک صاع جو کا آٹا ہے اور ایک بکری کے بچے کا گوشت ہے اور یہ اتنی تعداد میں مہمان میرے گھر کی طرف رواں دواں ہیں۔ یا اللہ کیا بنے گا؟ ایسی صورت حال پیش آ جائے گی اس کا تو میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔ میں تیز رفتاری سے چلتا ہوا اپنی بیوی کے پاس پہنچا۔ میں نے پریشانی کے عالم میں اس سے کہا: غضب ہو گیا! رسول اللہ ﷺ تمام مہاجرین اور انصار کو اپنے ساتھ لے کر ہمارے گھر آ رہے ہیں۔

بیوی نے کہا: حوصلہ رکھیں، کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا تھا کہ گھر میں کھانا اتنی مقدار میں ہے؟

میں نے کہا: ہاں! میں نے بالکل واضح انداز میں بتا دیا تھا۔ بیوی نے پوچھا: کیا ان تمام صحابہ کو کھانے کی دعوت آپ نے دی ہے یا رسول اللہ ﷺ نے؟ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے دعوت دی ہے۔ بیوی نے کہا: پھر حوصلہ رکھیں، ہمیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں، جنھوں نے دعوت دی ہے وہ جانیں اور ان کے مہمان۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے ہم وہ سب کچھ آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

آپ کوئی فکر نہ کریں، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیوی کی گفتگو سے میری پریشانی ختم ہو گئی، مجھے حوصلہ ملا اور میں تازہ دم ہو گیا۔

تمام صحابہ میرے گھر پہنچ گئے، رسول اللہ ﷺ نے تمام مہمانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: دس دس ساتھی اندر آؤ دیکھنا ایک دوسرے کو تنگ نہ کرنا۔

دس دس ساتھی اندر آنے لگے۔ جب دس ساتھی اندر آ کر بیٹھ جاتے تو رسول اللہ ﷺ روٹی پر گوشت کی بوٹی لگا کر ہر ایک کو تھما دیتے۔ ہنڈیا سے گوشت اور تنور سے روٹیاں نکال کر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کا منہ ڈھانپ دیا جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ قریب ہو کر شفقت بھرے لہجے میں فرماتے: اور کھاؤ، خوب سیر ہو کر کھاؤ۔ جب وہ مہمان سیر ہو جاتے تو اٹھ کر باہر چلے جاتے، مزید دس افراد اندر تشریف لے آتے، وہ سیر ہو کر کھاتے اور باہر چلے جاتے، پھر مزید دس افراد تشریف لے آتے، اس طرح باری باری تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اس دن کھانا کھانے والوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی۔

کھانا پھر بھی بچ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اب تم اور اہل خانہ کھاؤ اور جو بچ جائے وہ جس کو مناسب سمجھو تحفہ دے دو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ لوگوں کی روانگی کے بعد ہم اہل خانہ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور جو باقی بچا ہم سارا دن وہ کھانا بطور تحفہ لوگوں کے گھروں میں پہنچاتے رہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! اٹھا کر یہ بات کہتا ہوں کہ لوگوں نے ہمارے گھر میں خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اور جو کھانا بچ گیا وہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ہم یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ سالن سے ہنڈیا بھی بھری ہوئی اور آٹا بھی اتنا ہی موجود ہے جتنا پہلے گھر میں تھا۔ ①

حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ اپنی امت کو میں بھی اعلیٰ وارفع قدروں کی تعلیم دیتے ہیں اور خود بھی ان گھمبیر حالات میں اپنے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ رہتے ہیں تا کہ ان کے حوصلے بلند رہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنے معاشرے کے ایک مثالی قائد تھے۔ آپ کے ساتھی اگر بھوکے ہیں تو آپ خود بھی اپنے ساتھیوں کی طرح بھوکا رہنا پسند کرتے تھے۔ ساتھی اگر کسی رنج والم میں مبتلا ہیں تو آپ خود بھی رنجیدہ ہو جاتے تھے۔ اگر وہ خوش ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر بھی مسرت وشادمانی کے اثرات نمایاں دکھائی دینے لگتے تھے۔

خندق کی کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی سخت بھوک سے دوچار ہوئے موسم بھی سخت سرد تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خندق کی کھدائی میں ہمہ تن مصروف تھے۔

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، ح: ۴۱۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب الاشربۃ، باب جواز استباعہ غیر الی دار......، ح: ۲۰۳۹۔ سبل الھدی والرشاد (۴/ ۵۲۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ خود بھی ان کے ساتھ مصروف کار تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے ساتھ خندق کی کھدائی میں مصروف دیکھا تو ہر قسم کا رنج و الم بھول گئے۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے جب یہ محسوس کیا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھوک لگی ہے تو وہ آپ سے اجازت لے کر گھر گئے۔ بیوی کو کھانا تیار کرنے کے لیے کہا تو اس نے گھر میں موجود ایک صاع جو کا آٹا گوندھ لیا اور ایک بکری کا بچہ تھا اسے ذبح کر کے پکنے کے لیے چولھے پر رکھ دیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت آہستہ سے عرض کی: یا رسول اللہ! تھوڑا سا کھانا تیار ہے، آپ تناول کرنے کے لیے میرے گھر تشریف لائیں، ایک دو اور ساتھی بھی اپنے ساتھ لے آئیں کھانا چونکہ تھوڑا ہے، اس لیے تین چار افراد ہی اس سے سیر ہو سکتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ ان تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو، جو خندق کی کھدائی میں مصروف تھے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے گھر کھانے کی دعوت دے دی۔ کھانا اگرچہ تھوڑی مقدار میں تھا۔

لیکن اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور قدرت کاملہ سے اس میں وافر مقدار میں برکت ڈال دی اور دوسری اللہ تعالیٰ نے یہ رحمت کی کہ تمام اہل ایمان کے دلوں پر سکینت طمانیت اور آرام نازل کیا اور ادھر مشرکین اور کفار کے تمام گروہوں پر قہر نازل کیا۔

مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت سے نوازا اور مد مقابل آنے والے تمام گروہوں کو شکست فاش سے دوچار کیا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

۱۔ مَضَتِ السُّیُوفُ وَوَلَّتِ الْاَرْبَابُ
فَاِلَی الْهَزِیمَةِ أَیُّهَا الْاَحْزَابُ

۲۔ لَا اللَّاتُ نَافِعَةٌ وَ لَا أَخَوَاتُهَا
کُلٌّ بَلَاءٌ وَاقِعٌ وَ عَذَابٌ

''اے گروہان باطل! تلواریں چلیں اور تمام معبودان باطلہ بھاگ گئے۔ نہ لات کام آیا اور نہ ان جیسے دیگر معبودان باطلہ نے کچھ فائدہ پہنچایا، تمام مصائب اور عذاب واقع ہو کر رہے۔''

بلاشبہ ادبی طرز نگارش دلوں کو جلا بخشتا ہے اور طبیعت کو صیقل کرنے کا باعث بنتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب ہم ایک نہایت اثر انگیز ترانے سے لطف اندوز ہوتے ہیں جس میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے خندق کھودنے والے صحابہ کرام کے لیے تیار کیے گئے کھانے کا ذکر ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ برکت کا تذکرہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

شاعر کچھ اس طرح اپنے اشعار میں اس واقعے کا تذکرہ کرتا ہے:

۱۔ يُرْوِىْ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرُ حَاكِيًا لِلسَّامِعِيْنَ
عَنْ آيَةٍ كُبْرٰى مِنَ الْآيَاتِ لِلْهَادِيْ الْاَمِيْنَ
۲۔ وَيَقُوْلُ كَانَتْ تِلْكَ فِيْ بَيْتِيْ اِمَامَ النَّاظِرِيْنَ
فِيْ يَوْمِ حَفْرِا لْخَنْدَقِ الْمَشْهُوْرِ كُنَّا مُتْعَبِيْنَ
۳۔ فَلَقَدْ ذَبَحْتُ شُوَيْهَةً لِغَدَاءِ خَيْرِ الْمُرْسَلِيْنَ
فَذَهَبْتُ اَخْبَرْتُ الرَّسُوْلَ بِمَا صَنَعْتُ لِيَسْتَبِيْنَ
۴۔ وَ دَعَوْتُهٗ لِيَجِيْئَنِىْ مُنْفَرِدًا بِغَيْرِ مُرَافِقِيْنَ
فَطَعَامُنَا جِدٌّ قَلِيْلٌ لَيْسَ يَكْفِىْ الْاَكْثَرِيْنَ
۵۔ اَمَرَ النَّبِىُّ مِنْ فَوْرًا فَنَادَى الْمُسْلِمِيْنَ
هَيَّا فَجَابِرُ قَدْ اَعَدَّ لَنَا طَعَامًا اَجْمَعِيْنَ
۶۔ اَلْمُسْلِمُوْنَ جَمِيْعُهُمْ جَائُوْا بَيْتِىْ مُسْرِعِيْنَ
سَمَّى الرَّسُوْلُ عَلَى الطَّعَامِ بِاسْمِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
۷۔ اَكَلَ الرِّجَالُ جَمِيْعُهُمْ كَانُوْا كَثِيْرًا جَائِعِيْنَ
فَحَمِدْتُ رَبِّىْ كُنْتُ فِىْ حَرَجٍ شَدِيْدٍ عَنْ يَقِيْنَ

۱۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سننے والوں کے لیے حکایت بیان کرتے ہوئے ہادی برحق الامین کے معجزات میں سے ایک بڑے معجزے کا تذکرہ کرتے ہیں۔

۲۔ فرماتے ہیں کہ یہ حیرت انگیز واقعہ میرے گھر میں دیکھنے والوں کے روبرو پیش آیا، یہ واقعہ خندق کھودنے کے دن پیش آیا جبکہ ہم اس دن بہت تھکے ہوئے تھے۔

۳۔ میں نے بکری کا بچہ خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے کے لیے ذبح کیا، میں نے جو کچھ کیا اور کچھ میرے گھر میں تھا اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی تاکہ آپ پر صورت حال واضح ہو جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دعوت دیتے ہوئے عرض کی کہ آپ اکیلے بغیر ساتھیوں کے تشریف لائیں کیونکہ ہمارے پاس کھانا بہت کم ہے، جو زیادہ کو کفایت نہیں کر سکے گا۔

۵۔ نبی کریم ﷺ نے حکم دیتے ہوئے فوری طور پر مسلمانوں میں یہ اعلان کر دیا کہ سب تیار ہو جاؤ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ہم سب کے لیے کھانا تیار کیا ہے۔

۶۔ تمام مسلمان جلدی سے میرے گھر آگئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانے میں رب العالمین کا نام پڑھ دیا۔

۷۔ تمام مردوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا انھیں بہت بھوک لگی ہوئی تھی۔ میں نے اس اعزاز پر اللہ کا شکر ادا کیا، پہلے میں بڑا پریشان تھا مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ سب مہمانوں کو بھگتا دیا جائے گا۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی بیعت رضوان میں شمولیت

۶ ہجری میں حج فرض کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مسجد حرام میں داخل ہو رہے ہیں اور بھی پرامن ہیں۔ بعض نے سر منڈائے ہوئے ہیں اور بعض نے بال کٹوائے ہیں۔ وہ دشمن سے خوف زدہ نہیں کہ وہ انھیں روکیں گے اور نہ کسی اور رکاوٹ کا انھیں اندیشہ ہے، سب شاداں وفرحاں ہیں۔ صحابہ کرام کو یقین کامل ہو گیا کہ ایسا ضرور ہو گا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب برحق ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام کو الہام کے ذریعے سے پیش آنے والے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو بیت اللہ کی زیارت کا بہت شوق تھا، اس خواب نے ان کے شوق کو دوگنا کر دیا اور دلی جذبات میں تحریک پیدا کر دی، سو انھوں نے اسی سال بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کر لیا۔

بیت اللہ کی زیارت کے لیے حالات سازگار تھے۔ مدینہ منورہ کی فضا یہودیوں کی ریشہ دوانیوں اور مکاریوں سے محفوظ ہو چکی تھی۔ یہودیوں کو مدینہ منورہ سے نکال دیا گیا تھا۔ دین الٰہی کا اہل مدینہ کے دلوں پر راج ہو چکا تھا اور مسلمانوں کے دلوں پر قرآن حکیم کے اثرات حاوی ہو چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ماہ ذی القعدہ میں عمرے کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ قریش مکہ سے لڑائی کا ارادہ نہیں رکھتے تھے، البتہ آپ کو قریش سے یہ اندیشہ ضرور لاحق تھا کہ وہ مکہ معظمہ میں داخل ہونے میں رکاوٹ پیدا کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سفر میں اہل مدینہ اور گرد ونواح سے تقریباً ایک ہزار پانچ سو افراد روانہ ہوئے، ان میں چند عظیم المرتبت خواتین بھی تھیں۔

نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہوئے۔ کارواں مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوا، سب نے اپنی تلواریں نیاموں میں ڈال رکھی تھیں کیونکہ لڑائی کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ جب یہ کارواں حدیبیہ مقام پر پہنچا تو نبی کریم ﷺ نے وہاں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا۔ اہل کارواں پیاسے تھے، سو ارادہ کیا کہ حدیبیہ کے کنویں سے پانی نوش جاں کیا جائے۔

وہاں اللہ رب العزت نے اپنے پیارے نبی ﷺ کو اپنے خاص فضل وکرم سے نوازا۔ صورت حال یہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ وہ کنویں کے اردگرد جمع تھے لیکن کنواں خشک تھا، اس میں پانی کا نام ونشان نہ تھا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما اس موقع پر موجود تھے۔ انھوں نے بچشم خود اللہ رب العزت کے انعام واکرام کو دیکھا اور اپنے مشاہدات کو امت مسلمہ کے لیے بیان کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو سخت پیاس لگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک کوزہ تھا، اس سے آپ نے وضو فرمایا۔ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے، آپ نے لوگوں سے پوچھا: کیا بات ہے؟

سب نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں جس سے ہم وضو کر سکیں اور نہ پینے کے لیے پانی ہے، آج یہاں صرف وہی پانی ہے جو آپ کے کوزے میں موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کوزے میں ہاتھ رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اس طرح ابلنے لگا جس طرح چشمے سے ابلتا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانی اتنی مقدار میں تھا کہ ہزاروں افراد کے لیے بھی کافی تھا، ہم اس روز پندرہ سو تھے۔ [1]

قریش کے سر پر بھوت سوار ہوا اور انھوں نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس روک لیا اور واپس نہ آنے دیا۔ اتنے میں یہ خبر پھیل گئی کہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ معظمہ میں قتل کر دیا گیا ہے۔

---

[1] صحيح بخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الحديبية، ح: ٤١٥٢۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو موت پر بیعت کے لیے دعوت دی۔ اہل ایمان میں سے ہر ایک باری باری والہانہ انداز میں مرتے دم تک قریش مکہ سے مقابلے کی خاطر رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ مقام پر ایک درخت کے سائے تلے تشریف فرما تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بیعت اپنی رضا مندی کا اظہار کیا جس کی بنا پر یہ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ومعروف ہوئی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس موقع پر آیات نازل کیں جن میں اہل ایمان کو اپنی رضا، قریبی فتح اور کثیر مقدار میں مال غنیمت ہاتھ لگنے کی بشارت دی۔ اس تاریخی موقع پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے درج ذیل آیات نازل فرمائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۱۸﴾ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾

(الفتح : ۴۸/ ۱۸۔ ۱۹)

’’یقیناً اللہ مومنوں سے راضی ہوگیا جبکہ وہ درخت تلے آپ کی بیعت کر رہے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے جان لیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر تسکین نازل کی اور بدلے میں انھیں قریبی فتح دی اور بہت سی غنیمتوں سے نوازا جنھیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ غالب وحکمت والا ہے۔‘‘

اس بابرکت بیعت کی مناسبت سے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان پر ایک اور فضل وکرم کیا، وہ یہ کہ بیعت کرنے والے مومنوں کی گردنوں کو نبوی زیور سے آراستہ کر دیا، اس زیور سے آراستہ ہونا ان کے فضل وشرف کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہمیں اس دیدہ زیب زیور سے آگاہ کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کرنے والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کر کے یہ ارشاد فرمایا:

((اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ))

’’تم زمین کے باشندوں میں سب سے بہتر ہو۔‘‘ ①

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، ح: ۴۱۵۴۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش، ح: ۷۱/ ۵۶.

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدہ ام بشر رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا)) ①

"درخت کے سائے تلے جن صحابہ نے بیعت کی ان شاء اللہ ان میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا، یعنی وہ سب جنتی ہیں۔"

۵۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فتح مکہ میں

فتح مکہ میں غزوۂ بدر اور اور غزوۂ احد کی طرح لڑائی نہیں ہوئی، بلکہ اس موقع پر عام معافی کا اعلان کیا گیا اور بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا گیا۔

فتح مکہ کے موقع پر نافرمان قریش مکہ کو ادب سکھلانے کے لیے جو لشکر اسلام مکہ معظمہ کی جانب بڑھا وہ دس ہزار جنگجو افراد پر مشتمل تھا۔ سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما اس غازی لشکر کے شہسواروں میں سے ایک نامور شہسوار تھے۔

صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان فتح مکہ کی پہلی چابی تھی۔ صلح حدیبیہ کے بعد عمرۃ القضاۃ ہوا، یہ فتح مکہ کی دوسری چابی تھی۔ قریش نے وہ معاہدہ توڑ دیا جو صلح حدیبیہ میں فریقین کے درمیان طے پایا تھا، جس کی وجہ سے مکہ معظمہ کو فتح کرنے کا راستہ کھل گیا۔

شہر کے بند دروازے کھل گئے تاکہ یہ لوگوں کے لیے امن کا گہوارہ بن جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین حق کی نشر و اشاعت کر کے لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کے ماحول میں لے آئیں۔ لشکر اسلام مکہ معظمہ میں بغیر کسی مزاحمت کے داخل ہو گیا اور مکہ معظمہ کو بغیر لڑائی کے فتح کر لیا گیا۔ حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے انتہائی تواضع و انکساری کا انداز اپناتے ہوئے سورۂ فتح اور سورۂ نصر کی تلاوت کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔ آپ بار بار اپنی زبان مبارک سے یہ دہرا رہے تھے:

((هٰذَا مَا وَعَدَنِيْ رَبِّيْ)) ②

---

① مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل اصحاب الشجرة، ح: ۲۴۹۶۔

② سبل الهدى والرشاد (۵/ ۳۴۸) المعجم الاوسط للطبرانی (۵۸۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"یہ وہی منظر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا۔"

فتح مکہ کے دن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نصیب ہوا، اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کو وہ جگہ دکھلائی تھی جس میں قریش اور بنو کنانہ کی جانب سے بنو ہاشم کے بائیکاٹ کے دوران آپ کے خاندان والے رہائش پذیر رہے تھے۔

قریش اور بنو کنانہ نے یہ حلف اٹھالیا تھا کہ جب تک بنو ہاشم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے سپرد نہیں کرتے وہ ان کے ساتھ نہ شادی بیاہ کریں گے اور نہ ہی کوئی لین دین کریں گے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے دوران ظاہر ہونے والے چند درخشندہ واقعات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکہ معظمہ کی بالائی جانب سے شہر میں داخل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر مکہ شہر کے گھروں کو دیکھنے لگے۔ آپ ایک جگہ کھڑے ہوئے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، آپ کی نظر شعب ابی طالب پر پڑی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"اے جابر! یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم قریش کی جانب سے محاصرے کے دوران رہے۔"

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سنتے ہی مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے مدینہ منورہ میں ارشاد فرمائی تھی۔ میں نے آپ کی زبان مبارک سے یہ سنا تھا:

((مَنْزِلُنَا غَدًا، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، إِذَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا مَكَّةَ فِي الْخَيْفِ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ)) ①

"کل ان شاء اللہ جب اللہ تعالیٰ ہمارے لیے مکہ فتح کر دیں گے تو ہم اس جگہ کو دیکھ سکیں گے جو خیف میں واقع ہے اور جہاں قریش نے اپنے کفر کی بنیاد پر ہمارے ساتھ بائیکاٹ کی قسم کھائی تھی۔"

ہم شعب ابی طالب کے سامنے بطحاء مقام پر کھڑے تھے اور شعب ابی طالب وہ جگہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم نے قریش کی جانب سے محاصرے کے دوران تین سال کا عرصہ گزارا تھا۔ ②

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب این رکز النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرایۃ، ح: ۴۲۸۴۔ ۴۲۸۵۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب استحباب النزول بالمحصب، ح: ۱۳۱۴ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ۔ ② سبل الهدی والرشاد (۵/ ۳۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ حنین میں حاضری

عسکری قائدین کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ معظمہ کو فتح کر لیا تو بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے سردار ایک دوسرے سے ملے اور انھوں نے باہمی ملاقات میں اس اندیشے کا تذکرہ کیا کہ رسول اللہ ﷺ کا رخ اب ہماری طرف ہوگا۔ اب ان کے لیے ترجیح یہی ہوگی کہ ہم پر حملہ آور ہوں، ہمیں اس مقابلے کے لیے تیار ہو جانا چاہیے۔ ساتھ ہی انھوں نے باغیانہ طرز کلام اختیار کرتے ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) نے ایسی قوم سے مقابلہ کیا ہے جس کو جنگ کرنے کا کوئی تجربہ ہی نہیں، تم اکٹھے ہو کر ان کی طرف پیش قدمی کرو ورنہ وہ تمھاری طرف چلے آئیں گے۔ ①

رسول اللہ ﷺ نے یہ خبر سنی کہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف جنگ کی تیاری کر رہے ہیں، تو آپ نے عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ کو صورت حال کا جائزہ لینے کے لیے ان کے ہاں بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ خاموشی سے وہاں جاؤ اور صورت حال کا جائزہ لے کر ہمیں اطلاع دو۔ سیدنا عبداللہ بن ابی حدرد رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے، وہاں دو دن قیام کیا اور دیکھا کہ وہ لوگ نبی کریم ﷺ سے جنگ کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہیں۔ انھوں نے واپس آ کر نبی کریم ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ ②

رسول اللہ ﷺ بنو ہوازن کے لشکر سے نبرد آزما ہونے کے لیے روانہ ہوئے، آپ کے ہمراہ لشکر اسلام میں سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بھی تھے۔

آپ ﷺ نے یہ مسئلہ بیان کیا کہ اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اگر ضرورت پڑے تو کافروں سے اسلحہ حاصل کرنا شرعاً جائز ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صفوان بن امیہ سے عاریتاً زرہیں لی تھیں جبکہ وہ اس وقت مشرک تھا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے بنو ہوازن کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں تذکرہ کیا گیا کہ صفوان بن امیہ کے پاس زرہیں اور اسلحہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف پیغام بھیجا، جبکہ وہ اس وقت مشرک تھا، آپ نے اس سے فرمایا:

---

① سبل الهدی والرشاد (۵/ ۴۵۹)

② سبل الهدی والرشاد (۵/ ۴۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اے صفوان! ہمیں اپنا اسلحہ عاریتاً دے دیں، ہم اس سے اپنے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔''

صفوان نے کہا: اے محمد! کیا آپ میرا اسلحہ غصب کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، ہم آپ کا اسلحہ غصب کرنا نہیں چاہتے بلکہ فارغ ہو کر ہم یہ اسلحہ آپ کو واپس کر دیں گے۔'' صفوان نے کہا: ٹھیک ہے اس میں کوئی مضائقہ نہیں، عاریتاً آپ میرا اسلحہ استعمال کر سکتے ہیں۔

اس نے سو زرہیں رسول اللہ ﷺ کے سپرد کر دیں جنھیں پہن کر دشمن کے وار سے محفوظ رہا جا سکتا تھا۔ جب غزوہ حنین میں مشرکین شکست کھا گئے تو رسول اللہ ﷺ نے زرہیں صفوان بن امیہ کو واپس کر دیں۔ چند زرہیں لڑائی کے دوران ضائع ہو گئی تھیں، ان کے معاوضے کی صفوان بن امیہ کو پیش کش کر دی گئی۔ لیکن صفوان بن امیہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں اسلام قبول کرنے کی دلی رغبت رکھتا ہوں۔

اس طرح وہ دائرۂ اسلام میں داخل ہو کر خوش نصیبی کی معراج پر پہنچ گئے۔ [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بنو ہوازن سے معرکہ آرائی کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے مرحلے میں لشکر اسلام کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انجام لشکر اسلام کے حق میں بہتر رہا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے محمدی لشکر کو فتح ونصرت سے ہمکنار کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مالک بن عوف اپنے لشکر کو لے کر میدان حنین میں پہلے پہنچ گیا اور اس نے جنگی میدان کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ لشکر اسلام کو لے کر میدان میں پہنچے تو دشمن کی جانب سے یکبارگی حملہ ہوا جس سے لشکر اسلام کے پاؤں اکھڑ گئے۔ مجاہدین جب شکست خوردہ ہو کر بکھرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ میدان کے دائیں جانب کھڑے ہو کر بآواز بلند فرمانے لگے: ''لوگو تم کہاں جا رہے ہو؟ میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول میدان میں ادھر کھڑا ہوں۔''

---

[1] البدایة والنهایة (۴/ ۳۲۴) سبل الهدی والرشاد (۵/ ۴۶۲) سنن ابی داود، کتاب البیوع، باب في تضمین العاریة، ح: ۳۵۶۲، ۳۵۶۳۔ مسند احمد (۳/ ۴۰۰) عن صفوان بن امیة رضی اللہ عنہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبُ
اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبُ

''میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میدان میں بھگدڑ مچی ہوئی تھی، اونٹ افراتفری کے عالم میں ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو منتشر حالت میں دیکھا تو اس پریشانی اور افراتفری کے وقت میں اہل بیت میں سے سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب اور ان کا حقیقی بھائی سیدنا ربیعہ بن حارث، سیدنا فضل بن عباس، سیدنا اسامہ بن زید اور مہاجرین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جم کر کھڑے رہے۔

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید خچر کی لگام تھام رکھی تھی جس پر آپ سوار تھے اور آپ نے اسے روک رکھا تھا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میدان میں ہم نے دیکھا کہ بنو ہوازن کا شخص سرخ اونٹ پر سوار لمبے نیزے پر سیاہ رنگ کا جھنڈا لہراتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے اور بنو ہوازن کے جنگجو اس کے پیچھے چل رہے ہیں۔ اس نے نیزا مارا، اس کا نیزا اٹھا کر اسی کی طرف چلایا گیا اور ساتھ ہی انتہائی چابکدستی کے ساتھ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری مجاہد اس شخص پر حملہ آور ہوئے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے تلوار کی زور دار ضرب سے اس کے اونٹ کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں جس کی وجہ سے اونٹ چشم زدن میں پیٹھ کے بل زمین پر گرا اس کا سوار بھی زمین پر گر گیا۔ انصاری مجاہد نے اپنی تلوار کی ضرب سے اس کی ٹانگ کاٹ دی۔ یہ منظر دیکھ کر دشمن گھبرا گئے اور انھیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ وہ شکست خوردہ ہو کر بھاگنے لگے۔ ان میں سے کچھ گرفتار ہوئے جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ [1]

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ غزوۂ حنین کی منظر کشی کچھ اس انداز سے کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غزوۂ حنین کے ابتدائی مرحلے میں مجاہدین کی بھگدڑ دیکھی تو آپ نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں میں یہ اعلان کریں:

---

[1] البدایة والهایة، (۴/ ۳۲۶) المغازی (۳/ ۹۰۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ
يَا أَصْحَابَ الشَّجَرَةِ

''اے خاندان انصار اور اے بیعت رضوان میں شریک ہونے والو! ہماری بات سنو، ہماری طرف توجہ کرو۔

سب نے لبیک لبیک پکارتے ہوئے اس اعلان کا جواب دیا۔ اور ہر ایک نے آپ کی طرف رخ کیا۔

ایک شخص نے اپنے اونٹ کو موڑنا چاہا تو وہ نہ مڑا۔ اس نے زرع اتار کر پھینک دی، تلوار اور ترکش کو تھامے باآواز بلند مجاہدین کو پکارنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ایک سو مجاہدین رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے۔ انصار اور مہاجرین جوش و ولولے سے دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ گھمسان کا رن پڑا ہے تو فرمایا: اب زوردار لڑائی شروع ہوئی ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! جب لشکر اسلام میدان سے لوٹا تو دشمن کے بیشتر افراد ان کی گرفت میں تھے، جنھیں پکڑ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور بہت سے افراد قتل کر دیے گئے، دشمن کو شکست فاش کا سامنا کرنا پڑا۔ لشکر اسلام کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے فتح ونصرت حاصل ہوئی اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ تبوک میں حاضری

نبی کریم ﷺ کی عسکری تاریخ میں غزوۂ تبوک ایک مشہور و معروف جنگ ہے۔ اسے ''غزوۂ عسرہ'' یعنی تنگ حال جنگ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے، غزوۂ تبوک کو ''الفاضحۃ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ اس میں بہت سے منافقین کا کردار کھل کر سامنے آیا۔ یاد رہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کی آخری جنگ تھی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اس لشکر میں شامل تھے جو نبی کریم ﷺ کی قیادت میں تبوک کی طرف روانہ ہوا۔ یہ غازی لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس دور دراز مقام پر جنگی مقصد کے لیے جانے میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔

تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور تھا، شدید گرمی کا موسم تھا، معاشی حالت بھی تنگ دستی کا مظہر تھی۔ سواریاں بھی بہت کم تعداد میں تھیں غرضیکہ حالات نہایت ہی تنگ دستی کے تھے، اللہ

---

① البدایۃ والنہایۃ (۴/ ۳۲۹، ۳۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبحانہ وتعالیٰ نے بھی سورۂ توبہ میں اس وقت کو ''ساعۃ العسرۃ'' کے الفاظ سے ذکر کیا ہے۔
(بحوالہ التوبہ ۱۱۷)

غزوۂ تبوک کے لیے مجاہدین ایک اونٹ پر دو یا تین کی تعداد میں سوار ہوئے اور سخت گرمی کے موسم میں روانگی ہوئی۔ لشکر اسلام کو راستے میں پانی اور اخراجات کی انتہائی قلت کا سامنا کرنے کے ساتھ ساتھ سخت ترین گرم موسم کی دشواری کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ اس طرح لشکر اسلام کو غزوۂ تبوک کے موقع پر تنگی درتنگی کا سامنا کرنا پڑا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں اپنی شمولیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

((كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِیْ تَبُوْكٍ)) ①

''غزوۂ تبوک میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مسند امام احمد میں نماز قصر کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا طرز عمل کچھ اس طرح مروی ہے:

((اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِتَبُوْكٍ عِشْرِيْنَ يَوْمًا يَقْصُرُ الصَّلَاةَ))

''رسول اللہ ﷺ تبوک میں بیس دن رہے اور اس دوران نماز دوگانہ پڑھتے رہے۔'' ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اکیدر کو تبوک میں قیدی کی حالت میں دیکھا، اس نے سونے کی صلیب گلے میں پہنی ہوئی تھی اور ریشم کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا، خالد بن ولید اسے گرفتار کر کے لائے تھے۔ ③

اس بیان سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ غزوۂ تبوک میں لشکر اسلام میں شامل تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی امین الامہ کی قیادت میں معرکۃ الخبط میں شمولیت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ امین الامہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہونے والے

① المغازی (۳/ ۱۰۳۴) مسند الشافعی (۷۵۸)

② مسند احمد (۳/ ۲۹۵) سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب اذا اقام بارض العدو، ثم یقصر، ح: ۱۲۳۵۔

③ طبقات ابن سعد (۱/ ۲۹۰) المغازی (۳/ ۱۰۳۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرکۂ خبط میں شامل ہوئے۔ یہ معرکہ ماہ رجب میں ۸ ہجری کو ہوا۔ تاریخ کے اوراق میں یہ ''معرکہ سیف البحر'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ①

بخاری شریف میں عمرو سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم پر بھیجا، ہم تین سو سوار تھے اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو ہمارا سالار مقرر کیا گیا تھا۔ ہمارے ذمے یہ فریضہ سونپا گیا تھا کہ ہم قریش کے قافلے کی نگرانی کریں۔ ہمیں اس مہم میں سخت بھوک لگی۔ ہم درختوں کے پتے کھا کر بھوک کی شدت کو کم کیا کرتے۔ درخت کے زمین پر گرے ہوئے پتوں کو عربی زبان میں خبط کہا جاتا ہے۔ اس اعتبار سے اس لشکر کو ''جیش الخبط'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اس دوران اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ سمندر کی لہر سے عنبر نامی دیوہیکل مچھلی باہر خشکی پر آن پڑی، ہم نے وہ مچھلی پندرہ دن تک کھائی اور اس مچھلی کی چربی کو اپنے جسموں پر ملا جس سے ہمارے جسموں کی خشکی دور ہوگئی۔ ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اس مچھلی کا ایک خمدار کانٹا زمین پر نصب کیا تو اس میں اس قدر خلا تھا کہ اس کے نیچے سے ایک سواری اپنی سوار سمیت بآسانی گزر جاتا۔ ②

مسلم شریف میں ابوزبیر کے حوالے سے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ کچھ اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا اور ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر کر دیا۔ ہمارے ذمے یہ فریضہ سونپا گیا کہ ہم قریش کے قافلے کا سامنا کریں۔ ہمارا لشکر تین سو افراد پر مشتمل تھا اور ہمیں زاد راہ کے طور پر ایک بوری کھجور دی گئی۔ ابوزبیر کہتے ہیں کہ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم ان کھجوروں کو کس طرح اپنے استعمال میں لاتے تھے؟ انھوں نے بتایا کہ امیر لشکر روزانہ صبح کے وقت ہر ایک کو صرف ایک کھجور دیتے جسے ہم منہ میں رکھ کر ٹافی کی طرح چوستے رہتے، جب کھجور کو چوس لیتے تو بعد میں پانی پی لیتے اور سارا دن اسی خوراک پر اکتفا کرنا پڑتا۔ بسا اوقات ہم

---

① سبل الهدى والرشاد (٦/ ٢٧٥)

② صحيح بخاری، كتاب الذبائح والصيد، باب قول الله تعالى ﴿احل لكم صيد البحر.....﴾ ح: ٥٤٩٤۔ صحيح مسلم، كتاب الصيد، باب اباحة ميتات البحر، ح: ١٨/ ١٩٣٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درختوں کے پتے جھاڑ کر انھیں پانی میں بھگو کر کھا لیتے۔ ان پتوں کے کھانے کی وجہ سے اس لشکر کو ''جیش الخبط'' کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

ہم سمندر کے کنارے جا رہے تھے کہ ساحل پر ہمیں ایک ٹیلہ سا دکھائی دیا۔ ہم اس کے قریب گئے تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ عنبر نامی مچھلی ہے۔

امیر لشکر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا تو فرمایا: یہ تو مردہ ہے۔ پھر فرمانے لگے، میرے ساتھیو! تم چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ ہو تمھیں سخت بھوک لگی ہوئی ہے، تم اس وقت مجبور اور لاچار ہو، لہٰذا تم اس مچھلی کا گوشت کھا سکتے ہو۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلسل ایک ماہ تک تین سو افراد نے اس مچھلی کا گوشت خوب سیر ہو کر کھایا جس سے ہمارے جسم میں توانائی پیدا ہوئی اور ہم پہلے کی نسبت قدرے موٹے بھی ہو گئے۔ ہم نے اس مچھلی کی چربی بھی اپنے جسموں پر ملی جس سے ہمارے جسموں سے خشکی ختم ہو گئی۔ وہ مچھلی اس قدر ضخیم تھی کہ امیر لشکر سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے تیرہ افراد کو بٹھا کر ان کے اوپر مچھلی کی آنکھ کا ڈھیلا رکھا جس نے تیرا افراد کو ڈھانپ لیا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے مچھلی کا ایک خمدار کانٹا زمین پر نصب کیا تو اس کے نیچے سے ایک اونٹ سوار بآسانی گزر گیا۔

ہم نے اس مچھلی کا گوشت اپنے ساتھ لیا اور مدینہ منورہ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

((هُوَ رِزْقٌ اَخْرَجَهُ اللّٰهُ لَكُمْ))

''یہ رزق ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے اہتمام کیا۔''

پھر آپ نے دریافت کیا کہ اگر تمہارے پاس اس مچھلی کا گوشت ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوشت پیش کیا تو آپ نے وہ گوشت کھایا۔[1] علامہ دمیری رحمہ اللہ نے اپنی مشہور و معروف ''کتاب حیاۃ الحیوان'' میں العنبر نامی مچھلی کے تذکرہ کے ضمن میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

العنبر سمندر میں رہنے والی بہت بڑی مچھلی کا نام ہے، اس کے چمڑے سے ڈھال بنائی جاتی ہے اور اس ڈھال کا نام بھی ''عنبر'' رکھا جاتا ہے۔[2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الصيد والذبائح، باب اباحة ميتات البحر، ح: ١٧/ ١٩٣٥۔ سبل الهدى والرشاد (٦/ ٢٧٥) [2] حياة الحيوان (٢/ ٧٩) المستطرف (٣/ ٥٥٠)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی عہد نبوت کے بعد جہاد میں شرکت

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عہد نبوت کے بعد بھی جہاد کا سفر جاری رکھا۔ دمشق کے محاصرے میں آپ شریک ہوئے۔ وہ اس سلسلے میں ہمیں بتاتے ہیں کہ میں اس لشکر میں شامل تھا جو ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کی مدد کے لیے پہنچا جبکہ وہ دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ ہمارا لشکر سیدنا خالد بن ولید کی زیر قیادت تھا۔ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ تشریف لائیں اور امامت کرائیں کیونکہ آپ میرے تعاون کے لیے آئے ہیں۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کی موجودگی میں امامت نہیں کراؤں گا جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے، آپ نے ارشاد فرمایا:

((لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ)) ①

''ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب بھی وہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے روانہ ہوتے تو کثرت سے اللہ اکبر اور سبحان اللہ کا ورد کرتے۔ انھیں یہ عمل بھی مرغوب تھا کہ ان کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ غزوۂ روم کے سفر کے دوران میں اپنی خچر کی لگام پکڑے پیدل چل رہے تھے۔ مالک بن عبداللہ بن خثعمی رضی اللہ عنہ کا آپ کے پاس سے گزر ہوا تو انھوں نے کہا: اے جابر! تجھے اللہ نے سواری دی ہے تم اس پر سوار کیوں نہیں ہوتے؟

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں اپنی سواری کو آرام پہنچانا چاہتا ہوں اور میں اپنی قوم سے بے نیاز ہوں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے:

((مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِي سَبِيلِ اللهِ حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ))

''جس کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہوئے اللہ جہنم کی آگ ان پر حرام کر دیتا ہے۔''

---

① مختصر تاریخ دمشق (۱۱/ ۲۱۰) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۲) بھذا اللفظ صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب قصة اھل نجران، ح: ۴۳۸۰، ۴۳۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل ابی عبیدة بن الجراح رضی اللہ عنہ، ح: ۲۴۱۹۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب لوگوں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی زبان سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا تو وہ اپنی سواریوں سے اتر کر پیدل چلنے لگے، اس دن سے بڑھ کر پیدل چلنے والے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ علماء صحابہ میں سے تھے۔ ان سے علم حاصل کیا جاتا تھا اور ان کی اقتدا کی جاتی تھی۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کے دوران مادی اسباب سے دور رہتے تھے۔ وہ ایسے اعمال کرتے تھے جو آخرت سنوارنے کا باعث بنیں۔ وہ ہر دم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مدد کے طلب گار رہتے تھے اور دن کو شہسوار اور رات کو عبادت گزار ہوتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں میدان محشر میں ان کا ساتھ نصیب کرے۔ آمین!

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا احادیث مصطفیٰ ﷺ کو روایت کرنا

جب کوئی محقق سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سیرت پر نگاہ دوڑاتا ہے تو اسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان سے مروی احادیث بخاری، مسلم، سنن، مسانید، سیرت، طبقات اور احادیث کی دیگر کتابوں میں کثرت سے مذکور ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو کثیر الروایہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ بلند درجے کے عالم، فقیہ اور مفتی بھی تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو موقف ہم نے اختیار کیا ہے ہمیں ان کی سیرت کے مطالعے سے معلوم ہوا ہے۔ بلاشبہ وہ ان نوجوان صحابہ میں سے تھے جنھوں نے ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی نعمت حاصل کر لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ وابستہ ہو کر چشمہ نبوت سے سیراب ہوئے۔ وہ علماء، مجتہدین اور حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شمار ہونے لگے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی تعریف کچھ اس انداز میں بیان کی ہے۔

((اَلْإِمَامُ الْكَبِيْرُ ، اَلْمُجْتَهِدُ ، اَلْحَافِظُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ الْخَزْرَجِيُّ الْفَقِيْهُ)) ②

---

① مسند احمد (۳/ ۳۶۷) مختصراً بذکر المرفوع صحیح ابن حبان (۴۶۰۴) حیاة الصحابة (۱/ ۴۷۶)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۸۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نامور امام، مجتہد، حافظ، فقیہ اور صحابی رسول تھے۔''

امام نووی رحمہ اللہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو اس طرح خراج تحسین پیش کیا ہے:

((هُوَ اَحَدُ الْمُكْثِرِيْنَ الرِّوَايَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ)) ①

''وہ رسول اللہ ﷺ سے کثرت سے روایات بیان کرنے والوں میں سے ایک تھے۔''

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی تعریف کچھ اس انداز میں بیان کی ہے:

((كَانَ مِنَ الْمُكْثِرِيْنَ الْحُفَّاظِ لِلسُّنَنِ)) ②

''وہ احادیث کے حفاظ اور احادیث کو کثرت سے روایت کرنے والوں میں سے ایک تھے۔''

ائمہ حدیث اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ۱۵۴۰ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، ان میں سے ساٹھ احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ ۲۶ احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں اور ایک سو چھبیس میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ③

غرضیکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا شمار ان عظیم المرتبت صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنھوں نے ہزار سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

ہم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی سیرت کے مطالعے کے دوران دیکھا کہ انھوں نے رقائق، اخلاقیات اور جہاد کے ضمن میں بہت سے اسلامی احکامات بیان کیے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ اور کبار صحابہ کرام سے بہت سی علمی مرویات بیان کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا علی، سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح، سیدنا معاذ بن جبل، سیدنا ابوہریرہ، سیدنا زبیر بن عوام، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا عبداللہ بن انیس اور نامور علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے نامور صحابیات میں سے سیدہ ام شریک، سیدہ ام مالک اور سیدہ ام

① تهذيب الاسماء و اللغات (۱/ ۱۴۲) الاصابة (۱/ ۲۱۴)

② الاستيعاب (۱/ ۲۲۳)

③ تهذيب الاسماء (۱/ ۱۴۲) سير اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مبشر ؓ سے بھی احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا جابر ؓ نے تابعیات میں سے سیدہ ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق ؒ سے بھی احادیث روایت کیں۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ ؓ سے جن علماء تابعین نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا ان میں سے نامور تابعین کے نام یہ ہیں:

① سیدنا سعید بن مسیب ؒ ② سیدنا ابوسلمہ ؒ
③ سیدنا عطاء بن ابی رباح ؒ ④ سیدنا حسن بصری ؒ
⑤ سیدنا ابوزبیر ؒ ⑥ امام شعبی ؒ ①

سیدنا جابر ؓ کی سوانح حیات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حصول علم کی خاطر مکہ معظمہ، شام اور مصر کا سفر اختیار کیا۔

عبید اللہ بن مقسم بیان کرتے ہیں:

((رَحَلَ جَابِرٌ فِیْ آخِرِ عُمُرِهِ اِلَی مَکَّةَ فِیْ اَحَادِیْثِ سَمِعَهَا، ثُمَّ اِنْصَرَفَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ)) ②

''جابر ؓ نے اپنی عمر کے آخری حصے میں احادیث کی سماعت کے لیے مکہ معظمہ کی طرف سفر کیا اور پھر وہ مدینہ منورہ واپس آ گئے۔''

بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا جابر ؓ نے قصاص کی حدیث عبد اللہ بن انیس سے سننے کے لیے شام کا سفر کیا اور انھوں نے ایمان کے ستر درجات کے بارے میں حدیث سننے کے لیے مصر کا سفر کیا۔ ③

سیدنا جابر ؓ کو علم حاصل کرنے کا از حد شوق تھا۔ وہ فرماتے ہیں:

((تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ، ثُمَّ تَعَلَّمُوا الْحُلْمَ ثُمَّ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ ثُمَّ تَعَلَّمُوا

---

① تهذيب الاسماء (۱/ ۱۴۲، ۱۴۳) سير اعلام النبلاء (۳/ ۱۸۹، ۱۹۰)

② سير اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۱)

③ صحيح بخاری، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى ﴿ولا تنفع الشاعة......﴾ تعليقاً و كتاب العلم، باب الخروج فى طلب العلم، تعليقاً مسند احمد (۳/ ۴۹۵) سير اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۱، ۱۹۲) حياة الصحابة (۳/ ۱۹۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْعَمَلَ بِالْعِلْمِ ثُمَّ أَبْشِرُوْا)) ①

''علم سیکھو، پھر بردباری سیکھو، پھر علم سیکھو، پھر علم کے مطابق عمل کرنا سیکھو، پھر خوش ہو جاؤ۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں ایک حلقہ تھا جس میں مشتاقان علم حاضری دے کر علم حاصل کیا کرتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا شمار فتویٰ صادر کرنے کے حوالے سے درمیانے درجے کے مفتیان کرام میں ہوتا ہے۔ ابن حزم نے ۱۳ صحابہ کرام کو درمیانے درجے کے مفتی شمار کیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

((وَ كَانَ مُفْتِي الْمَدِيْنَةِ فِيْ زَمَانِهِ عَاشَ بَعْدَ ابْنِ عُمَرَ أَعْوَامًا وَ تَفَرَّد)) ②

''وہ اپنے زمانے میں مفتی مدینہ تھے۔ وہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بعد کئی سال زندہ رہے اور انھیں منفرد حیثیت حاصل رہی۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا ان علماء صحابہ کرام میں شمار ہوتا ہے جو مدینہ منورہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اپنی پوری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرتے رہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بڑے پائے کے عالم اور فقیہ تھے، علم وفہم کی نشر واشاعت کے حوالے سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا سینہ بڑا کشادہ تھا۔

عبدالرحمان بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں چند قریشی نوجوانوں کے ساتھ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ہم نے یہ منظر دیکھا کہ کمرے کی چھت کے ساتھ بندھی ہوئی ایک رسی لٹک رہی تھی اور زمین پر روٹیاں پڑی ہوئی تھیں، جب بھی کوئی مسکین کھانا طلب کرتا تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ رسی پکڑ کر کھڑے ہوتے اور مسکین ان کے پاس آتا تو آپ اسے روٹی دیتے، پھر اس کے سہارے واپس اپنی جگہ پر جا بیٹھتے۔ میں نے یہ صورت حال دیکھ کر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: اللہ آپ کو اپنی حفظ وامان میں

① مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۲۳)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھے۔ اس خدمت کا ہمیں موقع دیں، ہم مسکین کو روٹی پکڑا دیا کریں، تو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ثواب کی نیت سے چل کر مسکین کے پاس جانا پسند کرتا ہوں۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو علم، فہم وفراست، فقہ، فتویٰ اور بردباری کی آمیزش سے جواب دیا جو شفاعت کو جھٹلاتا تھا۔

یزید فقیر بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ یہ بیان کر رہے تھے کہ کچھ لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا۔ یزید فقیر کہتے ہیں کہ میں اس موقف کے خلاف تھا۔ میں نے غصے سے کہا: مجھے لوگوں پر تعجب ہے، لیکن اے اصحاب محمد! تم پر مجھے زیادہ تعجب ہے۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ لوگوں کو جہنم سے نکالا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ (المائدہ: ۵/ ۳۷)

''وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے اور انھیں قائم رہنے والا عذاب دیا جائے گا۔''

جب میں نے اس موقف کا اظہار کیا تو صحابہ کرام نے مجھے ڈانٹ پلائی لیکن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما ان تمام صحابہ میں سے سب سے زیادہ حلیم الطبع تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ اس شخص کو چھوڑ دو، پھر نرم لہجے میں فرمایا: اس آیت کریمہ میں حکم کافروں کے لیے ہے اور پھر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لِيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٣٦﴾ يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٧﴾ (المائدہ: ۵/ ۳۶۔۳۷)

''خوب جان لو کہ جن لوگوں نے کفر کا رویہ اختیار کیا ہے اگر ان کے قبضے میں ساری زمین کی دولت ہو اور اتنی ہی اور اس کے ساتھ ہو اور وہ چاہیں کہ اسے فدیہ دے کر روز قیامت کے عذاب سے بچ جائیں تب بھی وہ ان سے قبول نہ کی جائے گی اور

① مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۳۶۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھیں دردناک سزا مل کر رہے گی وہ چاہیں گے کہ دوزخ کی آگ سے نکل بھاگیں مگر نہ نکل سکیں گے اور قائم رہنے والا عذاب دیا جائے گا۔‘‘

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے میری طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا: کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کی: پڑھتا تو ہوں مگر مجھے کچھ اشتباہ سا پڑ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے لوگوں کے جہنم سے نکالے جانے کا اقرار کرلیا اور پھر زندگی بھر کبھی اس کی تردید نہیں کی۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے گناہوں کی پاداش میں جہنم میں روک لیں گے اور ان سے بات نہیں کریں گے اور جب اللہ تعالیٰ چاہیں گے انھیں جہنم سے آزاد کردیں گے۔

اس کے بعد میں نے کبھی اس موقف کی تکذیب نہیں کی۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فقیہ اور مفتی تھے۔ ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ کیا جنبی شخص غسل کے بعد وضو کرے گا یا غسل ہی اس کے لیے کافی ہوگا؟

تو آپ نے فرمایا: جنبی کے لیے غسل کے بعد وضو ضروری نہیں لیکن اگر وہ وضو کرنا چاہے تو اس کی مرضی ہے، چاہے تو کرے لیکن اس کے لیے واجب نہیں، غسل ہی اس کے لیے کافی ہوگا اور وہ غسل کے بعد نماز ادا کرسکتا ہے۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے صادر کردہ فتوے، مصادر و مراجع میں کثرت سے منقول ہیں۔

بابرکت ہم نشینی اور بلند مرتبہ

سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ ان نامور علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ہم نشینی میسر آئی اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطر بیز ماحول سے حتی الوسعت اپنی روحانیت کو معطر کیا۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ادب نبوی سے آراستہ ہوئے اور اخلاق نبویہ کی خوشہ چینی کی۔ سفر اور حضر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے کی سعادت حاصل کی اور انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی مبارک چیزوں کی معرفت حاصل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بڑی عزت و توقیر اور احترام کی نگاہ سے دیکھتے۔ آپ انصار کے نوجوان علماء صحابہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بلند

① حیاۃ الصحابہ (۳/ ۴۹، ۵۰)

② مصنف عبدالرزاق (۱۰۴۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام پر قرار دیتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی یہ بڑی خوش نصیبی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انھیں بڑے محبت بھرے انداز میں ان کا نام لے کر پکارتے تھے۔

صحیح مسلم میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو کئی بار ''یا جابر!'' کہہ کر بلایا ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اے جابر! تو نے قیمت پوری لے لی۔ ایک دفعہ یوں فرمایا: اے جابر! کیا تو نے شادی کر لی ہے؟ ایک مرتبہ اس طرح فرمایا: اے جابر! پیالہ منگواؤ، ایک موقع پر فرمایا: اے جابر! پانی منگواؤ، ایک دفعہ آپ نے فرمایا: اے جابر! جس کو پانی کی ضرورت ہو اس کو آواز دو۔ ایک بار فرمایا: اے جابر! کیا تو نے میرا مقام دیکھا ہے؟ ①

سنن دارقطنی میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے از راہ محبت کہا: ''اے جوبیر!'' لفظ جابر کو جوبیر کہنا یہ محبت اور شفقت کا انداز ہے۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب تھے۔ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان اکیلے کو ستر احادیث سنائیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ میں اس انداز میں بیٹھا تھا کہ میرا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوت کے برابر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کستوری کی خوشبو لگائی۔ میں نے اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ستر احادیث سنیں۔ میرے ساتھ اور کوئی نہ تھا اور یہ سعادت صرف مجھے حاصل ہوئی۔ ③

حقیقت میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا بہت بڑا فضل و شرف ہے۔ آپ کو اس عزت افزائی پر ناز ہونا چاہیے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو ایک نہایت عمدہ، دلکش اور دلآویز دعا سکھلائی جو حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے بتلائی تھی۔ آیئے! اب ہم اس

---

① صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الدعاء فی صلاۃ اللیل، ح: ۷۶۶ و کتاب الرضاع (۵۴/ ۷۱۵) و کتاب المساقاۃ (۱۱۴/ ۷۱۵) و (۳۰۱۰) وغیرھما۔

② مختصر تاریخ دمشق (۱۱/ ۲۳۰)

③ مختصر تاریخ دمشق (۳۶۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بابرکت دعا کو یاد کرتے ہیں اور اس کو اپنے عمل کا جز بناتے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے دیکھ کر فرمایا:

''مرحبا اے جابر! اے خاندانِ انصار! اللہ تعالیٰ تمہیں بہتر بدلہ دے، جب لوگوں نے مجھے اپنے سے دور رکھا تم نے مجھے جگہ دی، جب لوگوں نے مجھے پریشان کیا تو تم نے میری مدد کی:

فَجَزَاكُمُ اللّٰهُ خَيْرًا''

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ اللہ نے اسلام کی طرف ہماری راہنمائی کی اور ہمیں جہنم کے گڑھے کے کنارے سے بچا لیا۔ آپ کی راہنمائی کے بدولت ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں بلند درجات عطا کریں گے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''اے جابر! گھر میں اس وقت گیارہ عدد بکریاں ہیں، آپ وہ لینا پسند کریں گے یا وہ کلمات سیکھنا پسند کریں گے جو ابھی ابھی جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتائے ہیں اور جن کی بنا پر تجھے دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوگی؟''

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! بخدا میں ضرورت مند ہوں، لیکن یہ کلمات مجھے بکریوں سے زیادہ پسند ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کہو:

- اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْخَلَّاقُ الْعَظِيْمُ
- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ
- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ
- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ
- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْجَوَّادُ الْكَرِيْمُ
- فَاغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ، وَعَافِنِيْ
- وَارْزُقْنِيْ، وَاسْتُرْنِيْ
- وَاجْبُرْنِيْ، وَارْفَعْنِيْ
- وَاهْدِنِيْ، وَلَا تُضِلَّنِيْ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❁ وَاَدْخِلْنِي الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ان کلمات کو دہرایا یہاں تک کہ یہ مجھے زبانی یاد ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: خود بھی ان کلمات کو از بر کر لو اور دوسروں کو بھی سکھلا دو۔ ①

ان کلمات کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے۔

❁ ''الٰہی......! تو تخلیق کرنے والی عظیم ہستی ہے۔

❁ الٰہی......! تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

❁ الٰہی......! تو درگزر کرنے والا بخشنے والا مہربان ہے۔

❁ الٰہی......! تو عرش عظیم کا رب ہے۔

❁ الٰہی......! تو سخی معزز ہے۔

❁ مجھے بخش اور مجھ پر رحم کر۔

❁ مجھے معاف کر دے اور میری پردہ داری کر۔

❁ اور میرے نقصان پورے کر دے اور مجھے بلند کر دے۔

❁ اے ارحم الراحمین......! مجھے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کر دے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی شخصیت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی وجہ سے بڑا گہرا اثر تھا۔ انھوں نے گفتار اور کردار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ اور آپ کی عادات و اطوار کو من وعن اپنایا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک مہمان آیا تو آپ نے اس کی خدمت میں روٹی اور سرکہ پیش کیا اور مہمان سے کہا: کھاؤ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا، آپ نے ارشاد فرمایا:

((نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ))

''سرکہ بہترین سالن ہے۔''

پھر سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کے لیے ہلاکت و بربادی ہے کہ جس کے پاس اس کا مومن بھائی مہمان آئے اور وہ اس کی خدمت میں جو کچھ گھر میں تھوڑا بہت موجود ہو

① مختصر تاریخ دمشق (۳۶۱۵، ۳۶۲) الدیلمی کما فی کنز العمال (۵۱۱۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے پیش کرنے کو حقیر سمجھے اور ان لوگوں کے لیے بھی ہلاکت و بربادی ہے جو ان کی خدمت میں پیش کیا گیا ہو اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ①

صحیح مسلم میں مذکور ہے کہ ایک دن سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اپنے گھر کی دیوار کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں سے نبی کریم ﷺ گزرے۔ جب آپ کو سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو اٹھے اور آپ کے پیچھے چلنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے قریب آؤ، تو وہ قریب ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور دونوں چلتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے ایک حجرے میں پہنچے۔ آپ نے حجرے میں داخل ہو کر پردے کا اہتمام کیا اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو اندر بلا لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اہل خانہ سے پوچھا: کیا تمہارے پاس کھانا ہے۔ اہل خانہ نے بتایا کہ ہاں موجود ہے اور تین روٹیاں ایک پلیٹ میں رکھ پیش کر دیں، آپ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس سالن ہے؟ اہل خانہ نے بتایا کہ صرف سرکہ ہے، اس کے علاوہ کوئی سالن نہیں۔ آپ نے فرمایا: سرکہ ہی دے دو، پھر آپ نے ایک روٹی اپنے سامنے رکھ لی اور ایک سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے اور تیسری روٹی کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ آدھی روٹی اپنے سامنے رکھ لی اور آدھی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ دی۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو صادق المصدوق حبیب کبریا سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے نزدیک بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ پر شفقت کا اظہار کرتے ہوئے انھیں شبنمی گوند کے دو ٹکڑے عطا کیے۔ ایک ان کے لیے اور دوسرا ان کی بہنوں کے لیے۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شبنمی گوند کا ایک مٹکا بطور تحفہ بھیجا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے ازراہ شفقت ہر شخص کو شبنمی گوند کا ایک ایک ٹکڑا عطا کیا تو آپ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بھی ایک ٹکڑا دیا۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے انھیں ایک اور ٹکڑا عطا کیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے مجھے پہلے عنایت کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا: ”یہ ٹکڑا عبداللہ انصاری کی بیٹیوں کے لیے ہے۔“ ③

---

① حیاۃ الصحابۃ (۲/ ۱۸۱) مختصر تاریخ دمشق، ح: ۱۶۹/ ۲۰۵۱

② مسلم، کتاب الاشربۃ، باب فضیلۃ الحل، ح: ۱۶۹/ ۲۰۵۱۔ حیاۃ الصحابۃ، (۱۸۳۲)

③ مسند احمد (۳/ ۱۲۲) واسنادہ ضعیف۔ مجمع الزوائد (۴/ ۲۷۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور تسکین بخش انوار نبویہ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زندگی نور در نور تھی، یعنی پوری زندگی ان پر انوار نبویہ کی پھوار پڑتی رہی۔ انھوں نے انوار محمدی کا وافر حصہ اپنے دل و دماغ میں جذب کیا اور پھر ان انوار محمدیہ کو امت محمدیہ کی طرف منتقل کیا تا کہ امت نبوی طریقے پر چل کر دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر لے اور اللہ کے صالح بندوں اور سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں میں شامل ہو سکے۔

انوار محمدیہ میں سے ایک دلکش، دلربا اور اہل ایمان کے لیے مفید کرن وہ ہے جس کا تذکرہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کچھ اس انداز میں کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ روزانہ کا معمول تھا کہ آپ رات کو سونے سے پہلے سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ پڑھا کرتے تھے:

((لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَ لَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَ لَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ)) ①

"اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کا ملک ہے اور اسی کی تعریف ہے، وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جو تو دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں جو تو فیصلہ کر لے اسے کوئی رد کرنے والا نہیں اور کسی شان والے کو اس کی شان تجھ سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔"

انوار محمدیہ کی ایک اور کرن ملاحظہ کریں، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے دو یا تین مرتبہ حسرت بھرے انداز میں کہا۔ ہائے میرے گناہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت زار دیکھ کر فرمایا: تم یہ کہو:

((اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ أَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ، وَرَحْمَتُكَ أَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ

① مجمع الزوائد (۱۰/ ۱۰۳) وقال رواہ البزار واسنادہ حسن۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَمَلِیْ))

''الٰہی! تیری بخشش میرے گناہوں سے کہیں زیادہ وسیع ہے اور میں اپنے عمل کی نسبت تیری رحمت کا زیادہ امیدوار ہوں۔''

اس شخص نے یہ کلمات کہے تو آپ نے کہا کہ تم یہ کلمات پھر کہو، اس نے پھر کہے، آپ نے ان کلمات کو پھر دہرانے کو کہا، اس نے پھر دہرائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔ ①

صحیح بخاری میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ وہ مجھے کھجوروں کی فصل آنے تک ادھار دے دیا کرتا تھا چونکہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بئر رومہ کے راستے پر زمین تھی۔ سال گزر گیا تو یہودی کھجوروں کی فصل پکنے پر آیا لیکن اس سال فصل نہ ہوئی، میں نے یہودی سے اگلی فصل آنے تک مہلت مانگی تو اس نے انکار کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کو اس واقع کی اطلاع مل گئی تو آپ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: چلو! ہم جابر رضی اللہ عنہ کے لیے یہودی سے مہلت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہودی سے بات کی تو اس نے کہا: ابو القاسم! میں مہلت نہیں دوں گا۔ جب نبی کریم ﷺ نے یہ صورت حال دیکھی تو آپ اٹھے اور باغ میں چہل قدمی کرنے لگے۔

پھر واپس آ کر یہودی سے بات کی تو اس نے پھر انکار کر دیا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اٹھا اور تھوڑی سی کھجوریں میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیں، آپ نے کھائیں، پھر آپ نے فرمایا: جابر تمہاری چادر کہاں ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ رہی میری چادر۔ آپ نے فرمایا: اسے زمن پر بچھاؤ، میں نے بچھا دی تو رسول اللہ ﷺ چادر پر لیٹ گئے، کچھ دیر سوئے پھر بیدار ہوئے۔ میں نے کھجوروں کی ایک اور مٹھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔ آپ نے وہ کھجوریں کھائیں اور پھر کھڑے ہوئے اور یہودی سے بات کی تو اس نے پھر انکار کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے کھجور کے دوسرے درخت کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اے جابر! اس درخت پر جو تر کھجوروں کا خوشا لگا ہوا ہے اسے توڑ کر یہودی کو اس کا قرض ادا کر دو۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خوشے سے کھجوریں توڑ کر یہودی کا قرض ادا کر

① حیاۃ الصحابۃ (۳/ ۳۱۷) مستدرك حاکم (۱/ ۷۲۸) شعب الایمان (۷۱۲۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ پورے قرض کی ادائیگی کے بعد بھی کھجوریں بچ گئیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر خبر دی تو آپ نے فرمایا:

((اَشْهَدُ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ)) ①

''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔''

انوار نبویہ کی ایک دلکش، دلربا اور دلآویز کرن ہمیں یہ دکھائی دیتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ کے حق میں رحمت کی دعا کی۔ آیئے! اس بابرکت اور دیدہ زیب نورانی کرن کا ہم بھی مشاہدہ کریں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس قرض کی ادائیگی کے لیے مدد مانگی جو میرے والد پر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں آپ کے ہاں آؤں گا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گھر واپس آ گیا اور میں نے اپنی بیوی سے کہا: جب رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیں تو رسول اللہ ﷺ سے کچھ نہ مانگنا۔ ہم نے آپ کی تشریف آوری پر ایک مرغی ذبح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ہمارے بارے میں یہ پتہ چل گیا ہے کہ ہم گوشت پسند کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہونے لگے تو میری بیوی نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے اور میرے خاوند کے حق میں رحمت کی دعا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے کہا: ((اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ)) ''الٰہی ان پر رحمت نازل کر دے۔'' میں نے بیوی سے کہا: کیا میں نے تجھے روکا نہیں تھا؟ اس نے کہا: آپ کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائیں اور ہم آپ سے دعا کی درخواست بھی نہ کریں؟ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بحیثیت مفسر اور فقیہ

اگر ہم یہ کہیں کہ سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کا شمار نامور مفسر علماء صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے تو یہ کوئی اچنبھے کی بات نہ ہوگی۔ واقعی آپ قرآن مجید کے ایک نامور مفسر تھے۔ ان کے تفسیر کے حوالے سے اقوال زریں تفسیر کی کتابوں میں جا بجا دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ہم یہ کہیں کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ انصار علماء صحابہ میں سب سے بڑھ کر مفسر قرآن تھے تو یہ کوئی مبالغے کی

① صحیح بخاری، کتاب الاطعمۃ، باب الرطب والتمر، ح: ۵۴۴۳۔

② مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۳۶۱) ۔ مسند احمد (۳/ ۳۰۳) صحیح ابن حبان (۹۸۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہ ہوگی۔ جب ہم کتب تفاسیر پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے اور جب ہم صحیح بخاری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے تفسیری اقوال زریں کی جھلک درج ذیل ابواب میں دکھائی دیتی ہے:

اَلتَّیَمُّمُ، اَلْجِهَادُ، اَلسِّیَرُ، اَلصَّلٰوۃُ، اَلْحَجُّ، اَلْبُیُوْعُ، اَلْخُمُسُ، اَلْاَنْبِیَاءُ، اَلْمَغَازِی، اَلذَّبَائِحُ، اَلْفَرَائِضُ، اَلْاِعْتِصَامُ اور اَلتَّوْحِیْدُ۔

نامور علماء صحابہ میں سے بلند درجہ عالم صحابی سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے ایک جید مفسر قرآن ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ قرآن مجید کی تفسیر کے میدان میں دلکش شخصیت کے حامل تھے۔

ایک دفعہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے جید عالم ہونے کا تذکرہ کیا تو ایک شخص نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں! آپ علم کے اتنے بلند مقام پر فائز ہوتے ہوئے بھی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے جید عالم ہونے کا برملا انداز میں تذکرہ کرتے ہیں؟ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جابر رضی اللہ عنہ درج ذیل آیت کی تفسیر خوب اچھی طرح جانتے تھے:

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ

(القصص : ۲۸/ ۸۵)

''یقین جانو کہ جس نے یہ قرآن تجھ پر فرض کیا ہے وہ آپ کو بہترین انجام تک پہنچانے والا ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ اگر تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو کیا پڑھو گے؟ میں نے کہا: الحمد للہ رب العالمین۔ آپ نے فرمایا تم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے آغاز کرنا۔ ①

سورہ فاتحہ کے حوالے سے یہ مسئلہ زیر نظر رہے کہ سورۂ فاتحہ کا ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ خواہ امام ہو یا مقتدی، نماز سری ہو یا جہری بہر صورت سورۂ فاتحہ کا ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بعض آیات کی تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی روشنی میں کی، مثال

① تفسیر کبیر رازی (۱/ ۱۶۲)

② تفسیر قرطبی (۱/ ۱۱۹، ۱۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے طور پر درج ذیل کی تفسیر کو ملاحظہ کریں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ ۝

(البقرہ: ۲/ ۱۵۸)

''یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، لہٰذا جو شخص حج یا عمرہ کرے اس کے لیے کوئی گناہ کی بات کہ نہیں وہ ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان سعی کر لے اور جو برضا و رغبت بھلائی کا کام کرے گا اللہ کو اس کا علم ہے اور وہ کی قدر کرنے والا ہے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ تشریف لائے، انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا اور اس کے گرد سات چکر لگائے، پھر آپ نے پڑھا:

وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ إِبْرٰهِمَ مُصَلًّى ۖ (البقرہ: ۲/ ۱۲۵)

''اور بناؤ مقام ابراہیم کو جائے نماز۔''

اور آپ نے بیت اللہ کے طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے نماز ادا کی پھر آپ حجر اسود پر تشریف لائے، اسے بوسہ دیا اور فرمایا:

((نَبْدَأُ بِمَا بَدَأَ اللّٰهُ بِهِ))

''ہم وہاں سے آغاز کریں گے جہاں سے اللہ نے آغاز کیا۔''

اور آپ نے سعی کا آغاز صفا پہاڑی سے کیا اور فرمایا:

إِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ ۚ

''یقیناً صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہے۔''①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ أَتِمُّوا الْحَجَّ وَ الْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۖ (البقرہ: ۲/ ۱۹۶)

''حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے پورا کرو۔''

---

① تفسیر قرطبی (۲/ ۱۸۲، ۱۸۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا عمرہ فرض ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، عمرہ فرض نہیں، اگر عمرہ کرو گے تو تمہارے لیے بہتر ہو گا۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ (الطلاق : ۶۵/ ۲۔۳)

''اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا وہ اسے مشکلات سے نکلنے کے لیے کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اسے وہم وگمان بھی نہ ہو۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ عوف بن مالک اشجعی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہوا یہ کہ مشرکین نے اس کے سالم نامی بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اپنے فاقے کا تذکرہ کیا اور ساتھ ہی کہا کہ دشمن نے میرے بیٹے کو گرفتار کر لیا ہے جس کی وجہ سے اس کی والدہ بہت زیادہ دل گرفتہ ہے۔ اس حوالے سے میرے لیے کیا حکم ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِتَّقِ اللّٰهَ وَاصْبِرْ))

''اللہ سے ڈر اور صبر کر۔''

تم اور تمہاری بیوی دونوں کثرت سے ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کا ورد کرو۔

عوف بن مالک اشجعی اپنے گھر آئے اور اپنی بیوی سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور تجھے کثرت کے ساتھ ''لا حول و لا قوۃ الا باللہ'' پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ بیوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر۔

وہ دونوں میاں بیوی یہ پڑھنے لگے، چند ہی دنوں کے بعد دشمن عوف بن مالک کے بیٹے سے غافل ہو گیا، بیٹے نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے دشمن کی چار ہزار بکریوں کو ہانکا اور اپنے والدین کے پاس پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ان بکریوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ اس کے لیے مال غنیمت ہے۔ ②

---

① تفسیر قرطبی (۲/ ۳٦۸) تفسیر رازی (۵/ ۱۲۰)

② اسباب النزول للواحدی (ص: ۳۵٦) تفسیر قرطبی (۱۸/ ۱٦۰) تفسیر ابن عطیة (۱۸٦۸۱)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بعض مفردات القرآن کی تفسیر کے ضمن میں نہایت مختصر اور واضح اسلوب اختیار کیا ہے۔ مثال کے طور پر درج ذیل آیت کریمہ:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴿٢٣٨﴾

(البقرہ : ۲/ ۲۳۸)

''نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر نماز وسطیٰ کی اور اللہ کے آگے فرمانبردار بن کر کھڑے ہو۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ میں مذکور لفظ وسطیٰ کی وضاحت میں کہا ہے کہ اس سے مراد نماز فجر ہے۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَىِٕذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ﴿٨﴾ (التکاثر : ۱۰۲/ ۸)

''پھر تم سے نعمتوں کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں لفظ نعیم سے مراد کھانے پینے کی اشیاء ہیں۔ ②

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت تلاوت کی:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾

''تحقیق کامیاب ہوا وہ جس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے لا الہ الا اللہ کی گواہی دی، شرک کو ترک کر دیا اور میرے رسول ہونے کا اقرار کیا گویا اس نے اپنا تزکیہ کر لیا۔'' ③

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿٤﴾ (القارعۃ : ۱۰۱/ ۴)

''وہ دن جب لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے۔''

---

① تفسیر ابن عطیۃ (۵۰:۲۱۵) تفسیر رازی (۶/ ۱۳۶)

② تفسیر قرطبی (۲۰/ ۱۷۶)

③ تفسیر قرطبی (۲۰/ ۲۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میری اور تمہاری مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو پروانے اس میں گرنے لگے، وہ شخص ان کو دور ہٹاتا ہے، میں تمھیں جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کمر سے پکڑ کر پیچھے ہٹاتا ہوں اور تم ہو کہ اس آگ میں گرنے کے لیے میری گرفت سے نکلنے کے لیے زور آزمائی کرتے ہو۔''①

خاتمہ بالخیر

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بڑی طویل زندگی بسر کی۔ ان کی زندگی کا دورانیہ تقریباً ایک صدی کے لگ بھگ بنتا ہے۔ انھوں نے علم، روایت، سخاوت اور جہاد کے حوالے سے بھرپور زندگی بسر کی۔ عمر کے آخری حصے میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی بینائی ختم ہو گئی تھی۔

جب ان سے بیعت رضوان کے حوالے سے پوچھا گیا کہ وہ کون سے درخت کے زیر سایہ ہوئی تھی؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اگر آج میری بینائی ہوتی تو میں تمھیں وہ جگہ دکھلا دیتا۔②

حدیث، سیرت اور سوانح کی کتابوں میں جہاں بھی لفظ ''جابر'' استعمال کیا گیا ہے، اس سے مراد سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اتنے واقعات ہوئے کہ ان سب کا شمار ہمارے بس میں نہیں، ہم نے ان میں سے چیدہ چیدہ واقعات کا تذکرہ کیا ہے اور ہم ان واقعات کے تذکرہ کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں جن سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی علمی شان اجاگر ہو۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ۹۴ سال کی عمر پائی اور مدینہ منورہ میں ۷۸ ہجری کو فوت ہوئے۔

وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنھوں نے بیعت رضوان میں حصہ لیا ان میں سے سب سے آخر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔③

---

① تفسیر قرطبی (۲۰/ ۱۶۵) تفسیر ابن عطیۃ (ص: ۲۰۰۱)

② بخاری، کتاب المغازی، باب غزوۃ الحدیبیۃ، ح: ۴۱۵۴۔ مسلم، کتاب الامارۃ، باب استحباب مبایعۃ الامام الجیش، ح: ۷۱/ ۱۸۵۶۔ تہذیب الاسماء (۱/ ۱۴۳)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۹۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ابن عساکر لکھتے ہیں: مدینہ منورہ میں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے ۷۸ ہجری میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی۔ ابان بن عثمان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی کیونکہ وہ اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے۔ ①

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں جائیداد بھی تھی۔ جسے ''ارض جابر'' کہا جاتا تھا، وہ زمین ''الفراصۃ'' کے نام سے مشہور تھی۔ الفراصہ ایک کنوئیں کا نام ہے جو بئر رومہ کی جانب واقع ہے۔ وہاں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا ایک باغ تھا، جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ اس باغ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تھے اور آپ کی تشریف آوری پر یہ معجزہ بھی رونما ہوا کہ تھوڑی سی کھجوروں میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت ڈال دی جس سے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے ذمے یہودی کا تمام قرض چکا دیا اور قرض کی ادائیگی کے بعد بھی کھجوریں ان کے پاس بچ گئیں۔

یاد رہے! الفراصہ نامی کنواں مساجد فتح کی مغربی جانب بئر رومہ کی سمت پر واقع ہے۔ ②

یہ تھے سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت الفردوس میں ان کا ساتھ نصیب کرے اور ہمیں علماء صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ میدان محشر میں اکٹھا کرے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور فضل و کرم کے ساتھ اپنے صالح بندوں میں بھی شامل کرے۔

آمِیْنُ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ

---

① مختصر تاریخ دمشق (۵/ ۳۶۳) الاصابۃ (۱/ ۲۱۵)

② المعالم الاغیرۃ (ص: ۲۶/ ۲۲۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب

9

صحابہ علماء

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ [1]

- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ عالم، فقیہ معلم، محدث اور ذہین و فطین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے۔
- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ خود بھی صحابی تھے اور ان کے والد بھی صحابی تھے، انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ جہاد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔
- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے ۱۱۷۰ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا، اس طرح ایک ہزار سے زائد احادیث روایت کرنے والے خوش نصیب صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوئے۔
- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو تفسیر، روایت، فتویٰ اور اجتہاد کے حوالے سے شہرت ملی۔
- سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیرت نبوی کو بیان کرنے کا شرف حاصل کیا اور انھوں نے ۷۴ ہجری میں وفات پائی۔

---

[1] ان کے تفصیلی حالات کے لیے دیکھیے: مستدرك حاكم (۳/ ۶۵۔۶۵۲) مختصر تاريخ دمشق (۹/ ۲۷۲۔۲۷۹) حلية الاولياء (۳۶۹۱۔۳۷۱) سير اعلام النبلاء (۳/ ۱۶۸۔۱۷۲) الاصابة (۲/ ۳۲۔۳۳) تهذيب الاسماء واللغات (۲/ ۲۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نابغہء روزگار

ایک دانشور کا قول ہے:

((مَنْ تَحَلّٰى بِالْعِلْمِ لَمْ تُوحِشْهُ خَلْوَةٌ))

''جو علم سے آراستہ ہوا اسے تنہائی گھبراہٹ میں مبتلا نہیں کرتی۔''

((وَمَنْ تَسَلّٰى بِسِيَرِ الصَّحَابَةِ لَمْ تَفُتْهُ سَلْوَةٌ))

''اور جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے سکون حاصل کیا اس سے امن و سکون عنقا نہ ہوا۔''

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

اَلْعِلْمُ أُنُسُ صَاحِبِ
اَخْلُو بِهٖ فِي وَحْدَتِي
فَاِذَا اهْتَمَمْتُ فَسَلْوَتِي
وَاِذَا خَلَوْتُ فَلَذَّتِي

''علم صاحب علم کا غم خوار ہوتا ہے۔ میں اپنی تنہائی میں علم کو اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ جب میں غم میں مبتلا ہوتا ہوں تو علم مجھے سکون بہم پہنچاتا ہے اور جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں تو علم مجھے لذت بہم پہنچاتا ہے۔''

اب ہم عالم، فاضل، فقیہ، مجتہد، بیدار مغز مفتی اور شہرہ آفاق شہسوار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مبارک، دلکش اور دلربا محفل میں اپنی زندگی کے چند لمحات بسر کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ آپ اس شہسوار، عالم، نجیب الاطراف، فقیہ، مفتی اور حافظ نامور صحابی کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

اس عالم باعمل صحابی کا شمار کم عمر اور ہونہار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا ہے، پھر وہ اپنی عمر کے اگلے مرحلے میں عالم، معلم، فقیہ اور نامور صحابہ کرام میں شمار ہونے لگے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے کم عمر شاگردوں سے فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمھیں میری کسی بات کی سمجھ نہ آئے تو مجھ سے اچھی طرح سمجھ لیا کرو۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجھے وہ شاگرد پسند ہے جو میری بات کو سمجھ کر میری مجلس سے اٹھے اور میں اس شاگرد کو پسند نہیں کرتا جو بغیر سمجھے میری مجلس سے اٹھ کر جائے۔

جب کوئی نوعمر یا کم عمر حدیث کا علم حاصل کرنے کے لیے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اسے خوش آمدید کہتے: فرماتے: آیئے! مرحبا آپ کے بارے میں تو رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی ہے کہ آپ کی آمد پر خوش دلی کا اظہار کیا جائے، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ آپ جیسے طلباء کے لیے ہم مجلس میں وسعت پیدا کریں۔ حدیث کو خوب اچھی طرح سمجھائیں۔ کبھی تو ہمارے خلف الرشید بنو گے، کبھی وہ خوش نصیب ہو گے جو ہمارے بعد مسند حدیث پر جلوہ نما ہو گے۔

جب کبھی دینی مسائل سمجھنے اور فتویٰ حاصل کرنے کے لیے طلبہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ انھیں:

((مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ))

جیسے الفاظ کے ساتھ دلنواز انداز میں خوش آمدید کہتے۔

یہ عالم، معلم اور محدث صحابی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ طلبہ اور حدیث کے دلدادہ افراد کو رسول اللہ ﷺ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ابن ماجہ میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی مروی ہے:

((سَيَأْتِيكُمْ أَقْوَامٌ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَقُوْلُوْا لَهُمْ مَرْحَبًا مَرْحَبًا بِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ))

''تمہارے پاس عنقریب کچھ لوگ آئیں گے، وہ علم کے طالب ہوں گے، جب تم ان کو دیکھو تو ان سے کہنا، خوش آمدید خوش آمدید، تمہاری آمد پر خوشی کا اظہار کرنے کی تو رسول اللہ ﷺ نے وصیت کی ہے۔''[1]

ترمذی میں نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے، آپ فرماتے ہیں:

((إِنَّ النَّاسَ لَكُمْ تَبَعٌ وَ إِنَّ رِجَالًا يَأْتُوْنَكُمْ مِنْ أَقْطَارِ الْأَرْضِ يَتَفَقَّهُوْنَ فِي الدِّيْنِ فَإِذَا أَتَوْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهِمْ خَيْرًا))[2]

---

[1] سنن ابن ماجه، المقدمة، باب الوصاة بطلبة العلم، ح: ۲۴۷، ۲۴۹۔

[2] ترمذی، كتاب العلم، باب ما جاء فی الاستيصاء بمن يطلب العلم، ح: ۲۶۵۰۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بلا شبہ لوگ افعال و اقوال میں تمہارے تابع ہوں گے اور افراد تمہارے پاس زمین کے مختلف کونوں سے دین سمجھنے کے لیے آئیں گے جب وہ تمہارے پاس آئیں تو ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔"

ایک دوسری روایت میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان کچھ اس طرح ہے:

((يَأْتِيكُمْ رِجَالٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ يَتَعَلَّمُونَ فَإِذَا جَاءُوكُمْ فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا)) ①

"تمہارے پاس مشرق کی جانب سے کچھ اشخاص آئیں گے، وہ تعلیم حاصل کریں گے۔ جب وہ تمہارے پاس آئیں تو تم ان کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔"

یہ نامور عالم ان خوش نصیب اہل ایمان میں سے تھا جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اعزاز بخشا، جبکہ وہ صلح حدیبیہ کے دن درخت کے سائے تلے بیعت رضوان میں شریک ہوئے تھے۔ اس عالم بے بدل نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے کہ جسے اللہ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت دامن گیر نہیں ہوتی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں فتویٰ دیا کرتے تھے اور وہ صادق و مصدوق حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ سے احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ اور یہ سلسلہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات سے اپنی وفات تک جاری رکھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جن کا اپنے زمانے میں فتویٰ جاری و ساری ہوتا تھا اور وہ نامور مفتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ تھے:

① سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

③ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ④ سید جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما

یہ تمام صحابہ کثرت سے حدیث روایت کرنے والے علماء صحابہ تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ انصار کے بڑے فاضل اور سردار صحابہ میں سے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات کو سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ مشہور و معروف صحابہ کرام میں سے تھے، آپ اصحاب صفہ میں

---

① دیکھیے حوالہ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے شمار ہوتے تھے اور غرباء، مساکین کے ساتھ محبت کا برتاؤ کرتے۔

آپ صبر کرنے والے،ثواب کی نیت رکھنے والے اور جلیل القدر فقیہ تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ہوتا تھا جنھوں نے ہزار سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور ان سے آگے علماء وفقہاء صحابہ کرام نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یہ مشہور ومعروف صحابی ان صحابہ کرام میں سے تھے جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ میں ہی فوت ہوئے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد، والدہ، بھائی اور ہمشیرہ سب صحابی تھے۔سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو اس معزز مومن خاندان کا چشم و چراغ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کا شمار شہدائے احد کے سردار صحابہ میں ہوتا تھا۔ غزوۂ احد کے دوران میں انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کو چوسا اور نگل لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: جو کوئی ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتا ہے جس کے خون میں میرا خون ملا ہو تو وہ اسے دیکھ لے۔آپ نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد کی طرف اشارہ کیا۔ ①

ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

((مَنْ مَسَّ دَمِی دَمُهُ لَمْ تُصِبْهُ النَّارُ)) ②

''میرا خون جس کے خون میں مل جائے اسے آگ نہیں پہنچے گی۔''

آپ کا کیا خیال ہے کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اب ہم اس عالم، مفتی، محدث اور نامور صحابی کی شخصیت کا مکمل تعارف پیش کریں؟

تو سنئے:

ان کا اصل نام سعد بن مالک بن سنان انصاری خزرجی تھا اور آپ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ومعروف ہوئے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی تھے۔ ان کی والدہ سیدہ انیسہ بنت ابی حارثہ

① معجم کبیر طبرانی (۵۴۳۰) المغازی للواقدی (۱/ ۲۴۷)

② السیرۃ النبویۃ (۳/ ۱۱۶) المغازی (۱/ ۲۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنو عدی بن نجار سے تھی۔ ان کا ماں جایا بھائی سیدنا قتادہ نعمان انصاری اور ان کی ہمشیرہ سیدہ الفریعہ بنت مالک ؓ تھی۔ معزز خاندان کے ان سب افراد کو رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا۔

اب ہم سعادت کی چند گھڑیاں نابغہء روزگار کے ذکر خیر میں گزاریں گے کہ جس نے مدرسہ نبویہ میں نہایت عمدہ تربیت حاصل کی اور میدانوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی۔ آپ نے جہاد کیا اور احادیث کو روایت کیا۔ تعلیم دی اور فتویٰ دیا۔ تفسیر بیان کی اور اپنی پوری زندگی علم سیکھنے سکھلانے کے لیے فقہ اور اجتہاد کے لیے وقف کر دی۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی نبی کریم ﷺ کے بعد اقتدا کی گئی، آئندہ صفحات میں ان کی جود وسخا اور خیر و برکت سے بھرپور زندگی کا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

صاف ستھری تربیت

جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے میرے خیال میں سیدنا ابوسعید خدری ؓ نے ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں نہایت عمدہ انداز میں پرورش پائی۔

اہل کتاب یہودی جانتے تھے کہ حرم سے نبی علیہ السلام کا ظہور ہوگا۔ یہودی نبی کریم ﷺ کے اوصاف سے بھی واقف تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے یہودی اپنے خبث باطن کی شدت کی وجہ سے یہ نظریہ رکھتے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی تائید سے اوس اور خزرج پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ کو عربوں میں مبعوث کر دیا تو انھوں نے ان کی رسالت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور جو پہلے کہا کرتے تھے اس سے انکاری ہو گئے۔ حالانکہ انھیں اس بات کا علم تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں کیونکہ یہودی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے اور اپنی اولاد کو رسول اللہ ﷺ کا نام اور آپ کے اوصاف بتایا کرتے تھے۔ وہ یہ بھی بتایا کرتے کہ آپ مہاجر بن کر مدینہ منورہ آئیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کا ظہور ہوا تو انھوں نے حسد کیا، بغاوت کی اور آپ کا انکار کر دیا۔ مدینہ منورہ کے باشندوں میں اوس اور خزرج قبیلے کے بیشتر افراد یہودیوں کے ذریعے سے رسول اللہ ﷺ کی صفات کی معرفت رکھتے تھے۔ اوس اور خزرج کے بیشتر افراد رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے اور آپ کے ظہور کا علم ہونے سے پہلے ہی آپ کے ساتھ محبت کرنے لگے تھے۔ ان محبت کرنے والوں میں سیدنا ابوسعید خدری ؓ کے والد مالک بن سنان بھی تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے نبی کریم ﷺ کی صفات یثرب کے یہودیوں سے سن کر ذہن نشین کر لی تھیں۔

ابونعیم اصفہانی اپنی کتاب ''دلائل النبوہ'' میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی مالک بن سنان رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن تبادلہ خیال کرنے کے لیے بنوعبد الاشہل کے پاس گیا، یہ صلح کا زمانہ تھا اور ان دنوں لڑائی موقوف تھی۔ میں نے یوشع نامی یہودی سے سنا کہ نبی کے ظہور کا وقت ہو گیا ہے اور اس کا نام احمد اور اس کا ظہور حرم مکہ سے ہوگا۔ اس کی بات سن کر خلیفہ بن ثعلبہ الاشہلی نے مذاق کے انداز میں پوچھا: جناب! یہ تو بتائیں کہ اس کے اوصاف کیا ہوں گے؟

اس نے کہا: اس کا قد نہ چھوٹا ہوگا اور نہ ہی لمبا، اس کی دونوں آنکھوں میں قدرے سرخی ہوگی۔ وہ سر پر پگڑی باندھے گا اور گدھے پر سواری کرے گا اور اپنے کندھے پر تلوار رکھے اور ہجرت کر کے اس شہر آئے گا۔ مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں یہ عجیب وغریب گفتگو سن کر اپنی قوم بنو خدرہ کے پاس آیا تا کہ میں یہ معلوم کرسکوں کہ اس قسم کی باتیں کوئی اور بھی کرتا ہے یا صرف یوشع یہودی ہی کہتا ہے۔ پتہ یہ چلا کہ یثرب کے تمام یہودی اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

میرے والد مالک بن سنان کہتے ہیں کہ میں گھر سے روانہ ہو کر بنو قریظہ کے پاس پہنچا تو وہاں لوگوں کا اجتماع مجھے دکھائی دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ زبیر بن بطاطا یہودی نے کہا کہ سرخ ستارہ طلوع ہو چکا ہے جو کسی نبی کے ظہور پر ہی طلوع ہوتا ہے۔ اب احمد نامی نبی کا ہی ظہور ہوگا کیونکہ یہی آخری نبی ہیں، ان کے علاوہ باقی سب انبیاء پہلے آچکے ہیں۔ وہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ رہائش پذیر ہوں گے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو میرے والد گرامی نے آپ کو یہ واقعہ سنایا کہ زبیر بن بطاطا نے آپ کے بارے میں یہ کہا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر زبیر ایمان لے آئے تو ان لوگوں کے سارے سردار اس کے تابع ہیں۔ وہ بھی اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ایمان کا راستہ اختیار کرلیں گے۔ ①

جب مدینہ منورہ میں اسلام کا چرچا ہونے لگا تو مالک بن سنان مسلمانوں کے بابرکت

---

① دلائل النبوۃ للاصفہانی (۱/ ۹۲، ۹۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قافلے سے جا ملے اور انھوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ ان کے بیٹے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ابھی بچپن تھا، ہجرت کے وقت ان کی عمر دس سال کے قریب تھی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت آپ ﷺ کو دیکھنے سے پہلے ہی پیدا ہو گئی تھی اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت میں سرشاری کے عالم میں پرورش پائی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی والدہ، والد، بھائی اور بہن غرضیکہ سارے خوش نصیب خاندان نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔

خدری خاندان ان خاندانوں میں سے تھا جنھوں نے انصار مدینہ میں سے بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا، جب حبیب کبریا جناب محمد مصطفیٰ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کے جوان، بوڑھے آپ کا استقبال کرنے اور آپ کو خوش آمدید کہنے کے لیے آگے بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے مبارک موقع پر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ استقبال کرنے والے نوخیز لڑکوں میں شامل تھے۔

نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کے ابتدائی دنوں میں ہی ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبوت سے منسلک ہو گئے اور وہاں تعلیم و تربیت، علم و عمل اور فہم و فراست میں فضل و شرف اور امتیاز حاصل کیا اور آگے چل کر ان کا شمار انصار کے نامور علماء صحابہ میں ہونے لگا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جن صادق و مصدوق سے تعلیم حاصل کی تھی، اس نے ان کے دل کو روشن کر دیا تھا، انھوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی بیعت اپنے انصار ساتھیوں کے ہمراہ صدق دل سے کی۔

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم پانچ افراد نے ایک ساتھ نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی۔ بیعت کرنے والے پانچ خوش نصیب یہ تھے:

① سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ
② سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ
③ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
④ سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ [1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی بیعت پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ انھوں نے غزوات میں بھی بھرپور حصہ لیا، جیسا کہ آئندہ صفحات میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

---

① الاصابۃ (۲/ ۳۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابو سعید خدری بحیثیت مجاہد

بابرکت مدرسہ نبوت سے فکر ونظر سے آراستہ قائدین، نامور علماء اور میدان ہائے جنگ میں فتوحات کے جھنڈے گاڑنے والی شخصیات تربیت پا کر اتنی کثرت سے نکلیں کہ اس کی مثال سابقہ ادوار کی تاریخ میں کسی بھی امت میں نہیں ملتی، یہ اعزاز اور شرف صرف امت مسلمہ کے نصیب میں آیا۔

امت مسلمہ کے بیشتر افراد نے زندگی کے متعدد پہلوؤں میں بڑی مہارت سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ان افراد میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ علم، ذہانت، شجاعت، صبر، وفاداری اور حسن کارکردگی میں بڑے نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام نے اپنے فرزندوں کے دلوں میں صبر کو جاگزیں کر دیا اور فرزندان اسلام کو بہادری کی تعلیم دی کیونکہ شجاعت سب سے افضل انسانی شرف ہے۔ آپ یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ شجاعت تمام فضائل پر بھاری ہے اور یہ خوبی دنیا و آخرت کی سعادت کے لیے ایک تیر بہدف نسخہ ہے۔

انصار نے عام طور پر شجاعت کی خوبی میں امتیاز حاصل کیا۔ سیرت نبوی کے بیشتر سنہری واقعات سے اس کی وضاحت ملتی ہے۔

انصار کی کچھار میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جوش اور ولولے سے پیش قدمی کی تربیت حاصل کی۔ انھوں نے اپنی نوخیز عمر میں ہی جلیل القدر معاملات کو سمجھنے کی صلاحیت حاصل کر لی تھی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں مجاہدین کے ساتھ روانہ ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جو نوعمر لڑکے جنگ میں شریک ہونے کے لیے پیش کیے گئے اور جنھیں چھوٹی عمر کی وجہ سے جنگ میں شرکت کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
② زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
③ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
④ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما
⑤ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ
⑥ براء بن عازب رضی اللہ عنہما
⑦ اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ
⑧ عرابہ بن اوس رضی اللہ عنہ
⑨ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی عمر غزوۂ احد کے موقع پر ۱۳ سال تھی۔

اب ہم سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے واپس لوٹانے اور بچپن کی وجہ سے لشکر اسلام میں شمولیت کے لیے قبول نہ کرنے کی داستان آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں:

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ مجھے جنگ احد میں شمولیت کے لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو میری عمر اس وقت ۱۳ برس تھی۔ میرے والد محترم نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: یا رسول اللہ! میرا بیٹا بڑی سخت ہڈی کا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بڑے غور سے دیکھا اور سر سے پاؤں تک میرا جائزہ لیا، پھر فرمایا: نہیں ابھی اس کو واپس کر دیں، تو مجھے واپس کر دیا گیا اور مجھے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہ ملی۔ ①

ان دنوں مدینہ منورہ کا اسلامی معاشرہ بڑا معزز معاشرہ تھا۔ وہ معاشرہ اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے کوشاں تھا، اس معاشرے کے نوجوان اور بوڑھے شہادت کی موت کے دلدادہ تھے، یہاں تک کہ اس معاشرے کے بچوں کے دلوں میں بھی جواں مردوں کی طرح شہادت کے درجہ پر فائز ہونے کی رغبت پائی جاتی تھی۔ اس سچائی کے خوگر معاشرے نے اس مدرسہ محمدیہ میں تربیت حاصل کی تھی جو نجات اور سر بلندی کی طرف دعوت دیتا تھا اور دنیا کی زیب وزینت سے پہلو تہی اختیار کرنے کی تلقین کرتا تھا کیونکہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے وہی باقی رہنے والا ہے، اس کے علاوہ سب کچھ فنا ہو جانے والا ہے۔

معرکہ احد بپا ہوا۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے والد ان مومنوں میں سے ایک تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کے بلند درجے پر فائز کیا۔ شہادت سے پہلے انھوں نے ایک دلفریب کارنامہ سرانجام دیا۔ ہوا یہ کہ جنگ احد کے دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا اور خود کی دو کڑیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کنپٹیوں میں گھس گئیں، جب ان کو نکالا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک سے خون بہنے لگا، سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ جلدی سے آگے بڑھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے خون چوسا اور نگل لیا۔

حبیب کبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کسی کو یہ پسند ہو کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جس کے خون میں میرا خون ملا ہو تو وہ مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔"

① مستدرك حاكم (۳/ ٦٥٠، ٦٥١) سير اعلام النبلاء (۳/ ١٦٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس موقف کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے جس سے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

ایک دفعہ سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کیا آپ خون پیو گے؟

انھوں نے برجستہ کہا کہ ہاں! میں رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے نکلنے والا خون پیوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کا خون میرے خون کے ساتھ مل گیا اسے جہنم کی آگ نہیں پہنچے گی۔''①

نبی کریم ﷺ غزوۂ احد سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ واپس تشریف لے آئے۔ اس غزوے میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جام شہادت نوش کر گئے، ان شہداء کو احد پہاڑ کے دامن میں دفن کر دیا گیا۔ غزوۂ احد سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ واپس مدینہ منورہ آ رہے تھے کہ آپ سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ملے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ان کے والد کی تعزیت کی اور ان کے حق میں دعا کی۔ اس وقت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی نوخیز عمر تھی لیکن انھوں نے معصومانہ انداز میں کہا: نبی کریم ﷺ صحیح سلامت رہ گئے تو ہمارے لیے بڑی سے بڑی مصیبت بھی آسان ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان بچوں میں شامل تھے جنھیں رسول اللہ ﷺ نے شیخین مقام سے واپس کر دیا تھا اور انھیں لڑائی میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔ جب دن چڑھے معرکہ احد بپا ہوا اور اہل مدینہ کو رسول اللہ ﷺ کے جنگ کے دوران میں زخمی ہونے کی خبر پہنچی تو اہل مدینہ میں غم کی لہر دوڑ گئی۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے خاندان بنو خدرہ کے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ میدان احد کی طرف محبت بھرے جذبے سے بھاگے تاکہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کر سکیں اور آپ کی سلامتی کا بچشم خود مشاہدہ کر کے اپنے اہل خانہ کو صورت حال سے آگاہ کر سکیں۔ ان لڑکوں نے دیکھا کہ لوگ وادئ قناۃ میں بکھرے ہوئے ہیں۔ ان بچوں کی دلی خواہش یہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کر سکیں۔ جب نبی کریم ﷺ نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا آپ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں؟

تو انھوں نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، میں مالک بن سنان کا بیٹا سعد ہی ہوں۔

① المغازی (۱/ ۲۴۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس موقع پر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ محبت اور لطافت کے ساتھ آگے بڑھے۔ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار تھے، سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے گھٹنوں کو چوم لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے شفقت بھرے انداز میں فرمایا:

((آجَرَكَ اللّٰهُ فِي اَبِيكَ))

''اللہ تیرے والد کے بارے میں تجھے اجر وثواب سے نوازے۔''

پھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو انھیں آپ کی دونوں کنپٹیوں پر درہم کے برابر زخم دکھائی دیے، آپ کی پیشانی پر بھی زخم تھا اور آپ کے نچلے ہونٹ سے بھی خون بہہ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کے زخموں پر کالی راکھ کا نشان دکھائی دے رہا تھا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا: یہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے پر کیا ہے؟

لوگوں نے انھیں بتایا کہ کپڑا جلا کر آپ کے زخموں پر لگایا گیا ہے جس سے یہ نشان پڑ گیا ہے، پھر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ کو کس بد بخت نے زخمی کیا؟

تو انھیں بتایا گیا کہ ابن قمیہ نے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا: رسول اللہ ﷺ کے چہرے اور پیشانی کو کس نے زخمی کیا ہے؟

انھیں بتایا گیا: ابن شہاب نے۔

انھوں نے پوچھا: آپ ﷺ کے ہونٹ کو کس نے زخمی کیا ہے؟ انھیں بتایا گیا کہ عتبہ بن ابی وقاص نے۔ اس کے بعد سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے آگے آگے دوڑنے لگے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر تک پہنچ گئے۔ آپ ﷺ کے دونوں گھٹنے زخمی تھے، رسول اللہ ﷺ کو سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے سہارا دے کر سواری سے اتارا اور آپ دونوں کے کندھوں پر سہارا لیتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

جب اس دن سورج غروب ہوا تو سیدنا بلال بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی۔ رسول اللہ ﷺ اسی طرح سیدنا سعد بن عبادہ اور سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما کے سہارے گھر سے مسجد کی طرف نکلے اور نماز سے فارغ ہو کر اسی طرح گھر واپس گئے۔

لوگوں نے مسجد میں آگ روشن کی ہوئی تھی اور اپنے زخموں پر مرہم پٹی میں مصروف تھے۔ جب شفق غائب ہوگئی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز کے لیے اذان دی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تہائی رات بیت گئی لیکن رسول اللہ ﷺ گھر سے نہ نکلے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ انتظار میں آپ ﷺ کے دروازے پر بیٹھے تھے۔

جب ایک تہائی رات بیت گئی تو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے بآواز بلند کہا: یا رسول اللہ! نماز عشاء کی ادائیگی ابھی باقی ہے۔ آواز سن کر رسول اللہ ﷺ گھر سے تشریف لائے۔ دراصل آپ کی آنکھ لگ گئی تھی، آرام کرنے سے آپ کو جسمانی تکلیف میں افاقہ ہو گیا تھا، آپ نماز پڑھانے کے لیے بغیر کسی سہارے کے خود چل کر مسجد تشریف لائے اور خود ہی واپس گھر گئے۔ ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، آپ نماز پڑھا کر اکیلے ہی چل کر اپنے گھر واپس گئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ صف باندھ کر کھڑے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ خود ہی بغیر کسی سہارے کے چل کر مصلے تک گئے اور نماز سے فارغ ہو کر خود ہی بغیر کسی سہارے کے چل کر گھر گئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اہل خانہ کو جا کر رسول اللہ ﷺ کی سلامتی اور صحت یابی کے بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کے بعد اہل خانہ سو گئے۔ اوس اور خزرج کے کچھ افراد نبی کریم ﷺ کے دروازے پر پہرہ دینے لگے کہ کہیں قریش یہاں پہنچ کر حملہ آور نہ ہو جائیں۔ ②

شہدائے احد کی یاد سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے دل میں جاگزیں رہتی تھی۔ ان شہداء میں سے خاص طور پر سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب، سیدنا مصعب بن عمیر اور سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہم کی یاد ان کے دل میں سما چکی تھی۔ آپ اکثر و بیشتر ان شہداء کی قبروں پر جاتے اور وہاں جا کر دعائے خیر فرماتے۔ ③

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی عملی طور پر جہادی زندگی غزوۂ احد کے بعد شروع ہوتی ہے، لیکن ہر صاحب بصیرت اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ وجدانی طور پر وہ جہاد ﷺ غزوۂ احد سے پہلے بھی شریک تھے۔

---

① المغازی (۱/ ۲۴۷، ۲۴۸)

② المغازی (۱/ ۲۴۸، ۲۴۹)

③ المغازی (۱/ ۳۱۳، ۳۱۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پاکیزہ ماحول میں پرورش پاتے ہوئے بچپن سے جوانی میں قدم رکھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی، روحانی اور تربیتی مجلسوں میں باقاعدہ حاضر ہونے کی بنا پر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے قلب و ذہن میں بتدریج نورانیت پیدا ہوتی گئی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ میں دو خوبیاں بیک وقت جمع ہوگئیں اور وہ تھیں علم اور جہاد کی محبت۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو انھوں نے اپنا مطمح نظر بنا لیا تھا، سیرت، طبقات اور سوانح کی کتب کے مصنفین نے لکھا ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو غزوۂ احد میں تو چھوٹی عمر کی وجہ سے جنگ میں شریک ہونے کی اجازت نہیں دی گئی تھی البتہ اس کے بعد انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ جنگوں میں بھرپور حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ ①

مستدرک حاکم میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں:

((خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ غَزْوَةِ بَنِيْ مُصْطَلِقِ))

''میں غزوۂ بنی مصطلق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ غزوۂ بنی مصطلق کے وقت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی عمر پندرہ سال تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق اور بعد میں ہونے والے غزوات میں بھی شریک رہے۔ ②

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیعت رضوان میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی۔ ③

غزوۂ بنی مصطلق میں حصہ لینے کے حوالے سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے، وہاں کچھ قیدی ہماری گرفت میں آئے، ان کے لواحقین وفد کی صورت میں ہمیں ملے اور انھوں نے فدیہ دے کر اپنے بچوں اور خواتین کو چھڑا لیا۔ ④

---

① تهذيب الاسماء واللغات (٢/ ٢٣٧) تهذيب التهذيب (٣/ ٣٤٦)

② مستدرك حاكم (٣/ ٦٥٠)

③ سير اعلام النبلاء (٣/ ١٦٩)

④ المغازي (١/ ٤١٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ خندق میں بھرپور حصہ لیا اور نبی کریم ﷺ کے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر خندق کھودنے کے عمل کو اپنے دلچسپ اور عمدہ اسلوب میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مسلمانوں کے ساتھ مل کر خندق کھود رہے ہیں اور مٹی آپ کے سینہ مبارک پر پڑی ہوئی ہے، آپ جذب و کیف کے انداز میں یہ فرما رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّيْنَا

''الٰہی! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہی ہم صدقہ دیتے اور نہ ہی نماز پڑھتے۔''①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کا ایک اور منظر بھی اپنے علمی اسلوب میں بیان کرتے ہیں کہ جس میں نماز کے احکام کا تذکرہ کیا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خندق کے دوران پڑھائی تھی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خندق کے دن روک لیے گئے اور ہم اس دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز نہ پڑھ سکے، جب رات کافی بیت گئی تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہماری مدد کی گئی اور اس مدد کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ (الاحزاب: ۳۳/ ۲۵)

''اور مومنوں کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا۔''

رسول اللہ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انھوں نے اقامت کہی اور آپ ﷺ نے پہلے نہایت عمدہ طریقے سے ظہر کی نماز پڑھائی، پھر عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھائیں اور ہر نماز کے لیے علیحدہ اقامت کہی گئی۔②

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کے دن ارشاد فرمایا: ''مشرکین نے ہمیں مشغول کیے رکھا، ہم نماز وسطیٰ یعنی نماز عصر بروقت ادا نہ کر سکے، اللہ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔''

---

① المغازی للواقدی (۲/ ۴۴۹)

② تفسیر ابن عطیة (ص:۱۵۰۸) تفسیر ابن کثیر (۳/ ۹۸۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوۂ خندق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کی خاص طور پر مدد کی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان مومنوں میں شامل تھے جنھوں نے غزوۂ خندق میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کی اور مشرکین کے ساتھ مقابلے کی وجہ سے جو نمازیں بروقت ادا نہ ہو سکیں ان نمازوں کو ادا کرنے کی کیفیت کے بارے میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنا چشم دید مشاہدہ بیان کرتے ہیں، اس وقت نماز خوف کا ابھی حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ ①

غزوۂ خندق کے بعد غزوۂ بنو قریظہ بپا ہوا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس غزوے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شانہ بشانہ شریک ہوئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بنو قریظہ کے بارے میں تاریخی فیصلے کی روداد بیان کرتے ہیں۔

بخاری و مسلم میں ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ بنو قریظہ سعد بن معاذ کو اپنے بارے میں حاکم تسلیم کرتے ہوئے اپنے قلعے سے نیچے اتر آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا، وہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب پہنچ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے کہا:

((قُومُوا اِلَی سَیِّدِکُمْ))

''اپنے سردار کے احترام میں اٹھ کر ملو۔''

یا آپ نے فرمایا:

((قُومُوا اِلَی خَیْرِکُمْ))

''اپنے سے بہتر کے احترام میں اٹھ کر ملو۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنو قریظہ آپ کے فیصلے کو تسلیم کرنے کی بنیاد پر نیچے اترے ہیں۔''

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے بارے میں یہ فیصلہ صادر کیا:

((تُقْتَلُ مَقَاتِلُهُمْ وَ تُسْبٰی ذُرِّیَّتُهُمْ))

''بنو قریظہ کے جنگجو افراد کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قیدی بنا لیا جائے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ سن کر ارشاد فرمایا:

---

① تفسیر زاد المیسر (ص: ۱۴۵، ۱۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ))

''تو نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔'' ①

جب سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت میں سے تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر پہنچی تو آپ لوگوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

جب بقیع الغرقد پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی قبر تیار کرو۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی قبر کھودی۔

جوں جوں ہم قبر کھودتے توں توں خوشبو کے جھونکے اٹھتے یہاں تک کہ ہم لحد تک پہنچ گئے۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ)) ③

''سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت سے عرش لرز گیا۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ میں حصہ لیا۔ اور یہ ان خوش نصیب لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے درخت کے سائے تلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جنگ موتہ میں بھی حصہ لیا۔

اس جنگ میں سیدنا زید بن حارثہ، سیدنا جعفر بن ابی طالب اور سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم نے یکے بعد دیگرے جام شہادت نوش کیا اور اس کے بعد اللہ و رسول کی تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے لشکر اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور مجاہدین کو دشمن کے چنگل سے نکال کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لشکر اسلام جرف نامی بستی میں پہنچا تو لوگوں نے بد دلی سے اس کا استقبال کیا بلکہ اپنی خفگی کا اظہار کرنے کے لیے لشکر

---

① صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب، ح: ۴۱۲۱۔
صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب جواز من نقض العهد، ح: ۱۷۶۸۔

② المغازی (۲/ ۵۲۸) سیر اعلام النبلاء (۱/ ۲۸۹)

③ مسند احمد (۳/ ۲۳) مستدرك حاكم (۲/ ۳۲۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شامل افراد کے چہروں پر مٹی پھینکی، انھیں بھگوڑے کے القاب سے نوازا اور انھیں یہ بھی کہا: کیا تم نے اللہ کی راہ میں فرار اختیار کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، انھوں نے راہ فرار اختیار نہیں کیا بلکہ یہ تازہ دم ہو کر دوبارہ خم ٹھونک کر دشمن کے مقابلے میں نکلیں گے۔''①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد کا سفر جاری رکھا، آپ فتح مکہ اور غزوۂ حنین میں شریک ہوئے۔ غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر نبی کریم ﷺ نے جب مال غنیمت تقسیم کیا تو انصار نے مال غنیمت کی تقسیم پر خفگی کا اظہار کیا۔ اس حدیث کا اختتام نبی کریم ﷺ کی انصار اور ان کے بیٹوں کے حق میں دعا کے ساتھ ہوا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ دلچسپ، دلربا اور اثر انگیز بیان پیش خدمت ہے۔

امام احمد، محمود بن لبید سے اور وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین سے فارغ ہو کر قریش اور عرب قبائل میں مال غنیمت تقسیم کیا تو اس مال غنیمت میں سے انصار کو کچھ نہ دیا. انصار نے اپنے نظر انداز کیے جانے کو محسوس کیا، بلکہ اس حوالے سے آپس میں چہ میگوئیاں بھی کیں، ایک انصاری نے تو یہ بھی کہہ دیا:

((لَقِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمَهُ))

''رسول اللہ ﷺ اپنی قوم سے مل گئے ہیں۔''

سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! آپ نے مال غنیمت جس انداز میں تقسیم کیا ہے، انصار نے دلی طور پر اسے محسوس کیا ہے۔ انصار کا کہنا ہے کہ آپ نے مال غنیمت اپنی قوم میں تقسیم کر دیا ہے اور عرب قبائل کو وافر مقدار میں آپ نے نوازا ہے جبکہ انصار کو اس موقع پر یکسر نظر انداز کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! تمہارا اپنا کیا خیال ہے؟ تم اس تقسیم کو کس تناظر میں دیکھتے ہو؟

انھوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں بھی تو اپنی قوم کا ایک فرد ہوں! میں کوئی اپنی قوم سے الگ تو نہیں ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی قوم کو اس حویلی میں جمع کرو۔

انصار کو حویلی میں جمع کر کے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ ان

① المغازی (۲/ ۶۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پاس تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: اے خاندان انصار! تمہارے بارے میں کچھ باتیں مجھ تک پہنچی ہیں کہ تم نے مال غنیمت کی تقسیم کے حوالے سے اپنے دلوں میں کچھ خفگی محسوس کی ہے۔

کیا تم گمراہ نہیں تھے کہ اللہ نے تمہیں ہدایت دی؟

کیا تم مفلس نہیں تھے کہ اللہ نے تمہیں غنی کر دیا؟

کیا تم آپس میں دشمن نہیں تھے کہ اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی؟

سب انصار نے بیک زباں ہو کر کہا: بالکل! آپ نے سچ کہا: بلاشبہ اللہ اور اس کا رسول ہی سب سے بڑھ کر امن اور فضیلت والے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ اے انصار! کیا تم مجھے کوئی جواب نہیں دو گے؟

انصار نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کو کیا جواب دے سکتے ہیں۔ سب فضل و احسان تو اللہ تعالیٰ کا ہے۔

رسول اللہ نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''تم اگر چاہو تو مجھے جواب میں یہ صداقت پر مبنی بات کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس اس حالت میں آئے کہ آپ کی قوم نے آپ کو جھٹلا دیا تھا، ہم نے آپ ﷺ کی تصدیق کی۔

آپ ﷺ کی قوم نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا اور ہم نے آپ کی مدد کی۔

آپ ﷺ کو وطن سے نکال دیا تھا اور ہم نے آپ ﷺ کو جگہ دی۔

آپ تنگ دست تھے ہم نے آپ ﷺ کو غنی کر دیا۔

سنو! اے خاندان انصار! تم دنیا کی چمک دیکھ کر افسردہ ہو گئے۔ میں نے قریش کو مال غنیمت ان کی تالیف قلبی کے لیے دیا تا کہ وہ مسلمان بن جائیں اور میں نے تمہیں اسلام کے سپرد کر دیا تھا۔

اے خاندان انصار! کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر یہاں سے جائیں۔ اور تم اللہ کے رسول کو لے کر اپنے گھروں کو لوٹو؟ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے! اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار سے ہوتا، اگر لوگ ایک پہاڑی راستے پر گامزن ہوں اور انصار دوسرے پہاڑی راستے پر ہوں تو میں اس راستے پر چلوں گا جس راستے پر انصار چل رہے ہوں گے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر میں رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَ أَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَ أَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ))

''الٰہی! انصار پر رحم کر اور انصار کے بیٹوں پر رحم کر اور انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم کر۔''

جب انصار نے رسول اللہ ﷺ کا یہ اثر انگیز بیان سنا تو سب انصار زار و قطار رونے لگے اور آنسوؤں سے ان کی ڈاڑھیاں بھیگ گئیں۔ سب نے بیک زبان کہا: ہم اللہ کے رسول کی تقسیم پر خوش ہیں، پھر رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے اور ہم منتشر ہو گئے۔ ①

دکتور محمد نوزی فیض اللہ نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر نہایت دلچسپ، دلربا اور دلآویز تبصرہ کیا ہے۔ ②

اس حدیث سے ایک تو انصار کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ والہانہ محبت کا اظہار ہوتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے انصار کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا اور انصار کو اہمیت دیتے ہوئے یہ فرمایا کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا، جن راہوں پر انصار گامزن ہوتے ان راہوں پر میں بھی چلتا، مہاجرین اور عربی قبائل مال غنیمت لے کر جائیں گے اور انصار مجھے اپنے ساتھ لے کر اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے تو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے اپنی اہمیت اور افضلیت کو سن کر تمام انصار زار و قطار رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے نہایت ہی درد بھرے انداز میں انصار کو سمجھایا کہ مال غنیمت دنیا کا مال ہے۔ یہ میں نے اگر قریش اور عرب قبائل کو دیا ہے تو محض اس لیے کہ وہ خوش ہو کر ہمیشہ کے لیے اسلام کے ہو کر رہ جائیں! خود رسول اللہ ﷺ نے اس مال میں سے اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس حکیمانہ انداز کو جب انصار نے دیکھا تو وہ مطمئن ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی تقسیم پر رضا مندی کا اظہار کر دیا۔ واہ! سبحان اللہ! انصار کی کیا نرالی شان تھی؟ مہاجرین، قریش اور دیگر عرب قبائل دنیاوی مال لے کر گئے اور انصار کے نصیب میں رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس آئی۔ انصار غزوۂ حنین سے شاداں و فرحاں اپنے گھروں کو واپس لوٹے۔

---

① مسند احمد (۳/ ۷۶) دلائل النبوۃ، للبیهقی (۵/ ۱۷۶، ۱۷۸)

② صور و عبر من الجهاد النبوی فی المدینة (ص: ۴۴۵، ۴۴۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غزوات کی کتابوں میں منقول ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی ہمراہی میں غزوہ تبوک میں حصہ لیا۔ غزوۂ تبوک میں حصہ لینے والے لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی۔ دس ہزار مجاہد شہسوار تھے۔ جب لشکر اسلام تبوک مقام پر پہنچا تو دشمن کا وہاں نام ونشان نہ تھا اور میدان بالکل خالی تھا۔ رومی فوج نے جب یہ سنا کہ ایسا لشکر آ رہا ہے جس کا ہر فرد موت کو اپنی زندگی پر ترجیح دیتا ہے تو رومی فوج خوف و ہراس میں مبتلا ہوگئی۔ وہ میدان چھوڑ کر سرزمین شام کی طرف واپس لوٹ گئے۔

نبی کریم ﷺ نے لشکر اسلام کو رومی فوج کے تعاقب کا حکم نہیں دیا، اس طرح لشکر اسلام کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔

غزوۂ تبوک کے دوران جو واقعات اور رسول اللہ ﷺ کے معجزات رونما ہوئے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان کا تذکرہ نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میدان تبوک سے ہی نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کی قیادت میں ایک لشکر دومۃ الجندل کے بادشاہ اکیدر کی طرف روانہ کیا، اس لشکر میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

نبی کریم ﷺ نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ دومۃ الجندل کا سربراہ اکیدر اور اس کا بھائی حسان رات کے وقت اپنے اہل خانہ کے ہمراہ نیل گائے کا شکار کھیل رہے ہوں گے۔

سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ اس کی جانب روانہ ہوئے تو راستے میں کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ لشکر اسلام نے حسان کو قتل کر دیا اور علاقے کے سربراہ اکیدر کو گرفتار کر لیا، اس نے ریشم کا ایک چوغہ پہن رکھا تھا جس پر سونے کی تاروں سے مینا کاری کی ہوئی تھی۔ سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ شاہانہ لباس اس سے لے لیا اور اسے نبی کریم ﷺ کی طرف مدینہ منورہ بھیج دیا۔ یہ ریشمی سنہری چوغہ لشکر اسلام سے پہلے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ مسلمان یہ عالی شان چوغہ دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم یہ چوغہ دیکھ کر حیران ہو رہے ہو؟ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جنت میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے رومال اس چوغے سے کہیں بہتر ہیں۔''

پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، اس نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جزیہ دے کر اپنی جان بخشی کروالی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس معرکے میں دومۃ الجندل کے سربراہ اکیدر کو گرفتار کیا گیا، اس میں مجھے بھی ہتھیاروں میں سے زرع، خود اور نیزا ملا اور مال غنیمت میں سے دس اونٹ میرے حصے میں آئے۔ ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے متعدد جنگوں میں حصہ لیا، وہ بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ، علقمہ بن مجزر مدلجی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لڑی جانے والی جنگوں میں شریک ہوئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے جس جنگ یا معرکے میں حصہ لیا انھوں نے اس میں علمی اور جہادی حوالے سے گہرے اثرات چھوڑے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرتے ہوئے ہمارے لیے بہت سے احکام، مسائل اور واقعات نقل کیے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو اپنی والدہ ماجدہ کی گود سے ہی علمی ماحول میسر آیا جس کی بنا پر وہ بڑے ہو کر ان علماء اور حفاظ صحابہ کرام میں شمار ہوئے جنھوں نے کثیر تعداد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ اور حافظ الحدیث صحابی

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور و معروف کتاب ''الاستیعاب'' میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں انصاف پر مبنی بات کہی ہے، وہ لکھتے ہیں:

((كَانَ أَبُو سَعِيدٍ مِنَ الْحُفَّاظِ الْمُكْثِرِينَ ، الْعُلَمَاءِ ، الْفُضَلَاءِ ، وَأَخْبَارُهُ تَشْهَدُ لَهُ بِتَصْحِيحِ هٰذِهِ الْجُمْلَةِ)) ②

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کثیر الروایہ عالم، فاضل صحابہ میں سے تھے، ان کی زندگی کے واقعات اس بات کے صحیح ہونے کی شہادت دیتے ہیں۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان صحابہ کرام میں سے تھے جنھوں نے کثرت سے احادیث نبویہ کو روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ بخاری اور مسلم میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے (۱۱۱) احادیث مروی ہیں۔ ۱۱۶ احادیث میں بخاری منفرد اور ۵۲ احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ ③

① المغازی (۳/ ۱۰۲۹)

② الاستیعاب (۴/ ۹۰)

③ تہذیب الاسماء (۲/ ۲۳۷) سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۷۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداوٗد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام بیہقی اور امام دارقطنی رحمہم اللہ نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

اسی طرح سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے امام احمد بن حنبل، ابویعلی الموصلی، عبد بن حمید اور علامہ الطیالسی رحمہم اللہ نے اپنی ''مسانید'' میں علامہ عبد الرزاق نے اپنی کتاب ''المصنف'' میں امام حاکم نے اپنی کتاب ''المستدرک'' میں غرضیکہ کوئی بھی حدیث کی کتاب ایسی نہیں جو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث سے خالی ہو۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے درج ذیل شخصیات سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا:

① اپنے والد سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ ② اپنے بھائی سیدنا قتادہ بن نعمان
③ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ④ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
⑤ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ⑥ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
⑦ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ⑧ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ
⑨ سیدنا ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ ⑩ سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
⑪ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ⑫ سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ
⑬ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ⑭ سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما[1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کثیر شخصیات نے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ وہ اپنے تلامذہ کو اپنے محبوب، مربی و مقتدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ پند و نصائح کی تلقین کیا کرتے تھے۔ علماء صحابہ میں سے جنھوں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کیں ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

① سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ② سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

یہ دونوں نامور صحابی تھے اور ان دونوں کو ہزار سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

③ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما ④ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ

---

① تہذیب الاسماء (۲/ ۲۳۷) سیر اعلام النبلاء (۱۶۹) الاصابۃ (۲/ ۱۳۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ دونوں علماء انصار صحابہ کرام میں سے تھے، انھوں نے ہزار سے زائد احادیث رسول روایت کرنے کا شرف حاصل کیا، یہ دونوں انصار کے سردار صحابہ کرام میں سے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ان کے قریبی رشتہ داروں میں سے ان کی بیوی سیدہ زینب بنت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہا جو کہ تابعیہ تھی اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ سیدہ فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیٹوں اور دیگر تابعین کی اکثریت نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ روایت کرنے والوں میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

① عبدالرحمان بن ابوسعید خدری، بیٹا
② حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف
③ ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف
④ سعید بن مسیب
⑤ عطاء بن یسار
⑥ سعید بن جبیر رحمہ اللہ
⑦ حسن بصری رحمہ اللہ

اور دیگر بہت سے لوگ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد بہت زیادہ ہے جو کہ مشہور و معروف ہیں، ان احادیث میں بہت سے پہلے بیان ہو چکیں اور کچھ آئندہ بیان کریں گے تا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا علمی مقام و مرتبہ بالکل واضح ہو جائے۔

مستدرک حاکم میں صحابہ کرام کے فضائل اور معرفت کے حوالے سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَا كَانَ مِنْ مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ)) ①

"سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا خواتین اہل جنت کی سردار ہے، مگر سیدہ مریم بنت عمران کا مقام و مرتبہ دو چند ہے۔"

درج ذیل حدیث سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں خواتین میں تعلیم و تعلم کے شعور کو اجاگر کیا گیا ہے اور تعلیم حاصل کرنے کے حوالے سے خواتین کے ذوق و شوق کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

---

① مستدرك حاكم (١٦٨٣)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! مرد حضرات تو آپ ﷺ سے احادیث سن جاتے ہیں اس طرح وہ علم حدیث سے آراستہ ہوتے رہتے ہیں آپ ﷺ ہمارے لیے بھی تعلیم کا اہتمام کریں، ہمارے لیے علمی مجلس منعقد کریں تا کہ ہم اس میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ علم حاصل کر سکیں جس علم سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ٹھیک ہے، فلاں فلاں دن خواتین کے لیے مقرر ہے۔ خواتین اس دن رسول اللہ ﷺ کی علمی مجلس میں آئیں اور آپ ﷺ سے علم حاصل کریں۔ ایک روز آپ ﷺ نے خواتین سے ارشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی خاتون کے تین بچے فوت ہو گئے تو وہ اس خاتون کے لیے جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے اور اس خاتون کو جنت میں لے جائیں گے، ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کسی خاتون کے دو بچے فوت ہوں تو؟ آپ نے فرمایا:
''جس کے دو بچے فوت ہو جائیں وہ بھی جہنم کی آگ سے رکاوٹ بن جائیں گے۔'' ①

یہ بات افادیت سے خالی نہیں ہو گی کہ اگر ہم سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث پر ایسا تبصرہ کریں جو ہماری علمی زندگی کے لیے زینت کا باعث بنے۔ یہ حدیث شریف نبی کریم ﷺ کی ان احادیث مبارکہ میں سے ہے جن میں مسلم خواتین کے لیے علم اور دینی امور میں معرفت حاصل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک خاتون جرأت اور حوصلے کے ساتھ نہایت ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے واضح انداز میں کہتی ہے کہ یا رسول اللہ! مرد حضرات تو آپ ﷺ سے علم حاصل کر لیتے ہیں، لیکن خواتین اپنے متعلقہ دینی مسائل کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کرنے سے شرماتی ہیں کیونکہ مرد حضرات آپ کی محفل میں موجود ہوتے ہیں۔ اس بنا پر خواتین آپ سے مسائل کے بارے میں پوچھنے سے شرم محسوس کرتی ہیں، آپ ﷺ خواتین کے لیے الگ علمی محفل کا اہتمام کریں، تا کہ یہ بھی اپنے نصیب کا علم آپ سے حاصل کر سکیں۔ اور اس علم سے اپنے آپ کو آراستہ کر سکیں جس سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو نوازا ہے۔

---

① صحیح بخاری، کتاب العلم، باب هل یجعل النساء یوما علی حدة، ح: ۱۰۱۔
صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب فضل من یموت له ولد، ح: ۲۶۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس طریقے سے خواتین کے لیے علم حاصل کرنا ہر اعتبار سے نہایت مفید ہے کہ خواتین کے لیے مردوں سے الگ مخصوص علمی مجلس منعقد ہو۔ یہ طریقہ تعلیم خواتین کے لیے عفت اور اخلاق کے حوالے سے نہایت مفید ہے۔ علم کے ذریعے سے معاشرے کے ہر فرد کی اصلاح ہوتی ہے۔

دین اسلام میں خواتین کی تعلیم و تربیت کا خاص اہتمام کیا گیا ہے، اسلامی معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ پہلے اس معاشرے کی خواتین کی اصلاح کا اہتمام کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم عورت کو جمعہ، جماعت، خطبہ عید، حج اور عمرہ میں شریک ہونے کی رغبت دی گئی ہے اور مسلم خواتین کو یہ ترغیب دی گئی ہے کہ وہ علمی مجالس میں حاضر ہوں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بحیثیت فقیہ اور مفتی

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حصولِ علم بے انتہا شوق رکھتے اور دوسروں کو بھی علم سیکھنے کی ترغیب دلاتے اور وہ لوگوں کو ایمان اور عمل کی تلقین کرتے۔ علم کے میدان میں جو علماء صحابہ کرام فتویٰ دینے اور فقہی احکام میں رسوخ کے مقام تک پہنچے۔ ان میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے جو علماء، فقہاء اور مفتی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بلند درجے پر فائز ہوئے۔

نامور علماء تابعین نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فقیہ ہونے کی گواہی دی ہے۔

ابوسفیان بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مشائخ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوعمر صحابہ کرام سے میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر فقیہ تھے۔ ①

فتویٰ صادر کرنے کے میدان میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ خلفائے راشدین کے عہد میں علماء صحابہ کی جماعت کے ساتھ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بلکہ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد تو فتوے کے لیے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔ ②

مشہور و معروف کتاب ''الریاض المستطابہ'' میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف کچھ اس انداز میں کی گئی ہے:

((فَقِيهًا ، نَبِيلًا ، جَلِيلًا))

''سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک ذہین و فطین اور جلیل القدر فقیہ تھے۔''

① حياة الصحابة (۳/ ۲۵۴، ۲۵۵)

② حياة الصحابة (۳/ ۲۵۴)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سیر اعلام النبلاء'' میں لکھا ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ''مفتی مدینہ'' تھے۔

ابن حزم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الاحکام'' میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو متوسط درجے کے مفتیوں میں شمار کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں کہ اگر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے جملہ فتووں کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک چھوٹی سی کتاب مرتب ہوگی۔

لیکن اس سلسلے میں ہمارا موقف یہ ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی میں بہت زیادہ فتوے دیے، اگر ان کے فتووں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب معرض وجود میں آ جائے۔ ممکن ہے امام ابن حزم رحمہ اللہ کا خیال یہ ہو کہ جو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رؤس المسائل بیان کیے ہیں ان کو اگر ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک چھوٹی سی کتاب معرض وجود میں آ جائے۔ ہوسکتا ہے ان کے پیش نظر تفصیلی احکام و مسائل نہ ہوں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی فقہی مسائل پر بڑی گہری نظر تھی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا موقف یہ تھا کہ طالب علم مسائل کو ضبط کرنے کے لیے تحریر کے بجائے اپنے حافظے پر اعتماد کرے۔ وہ اپنے شاگردوں کو یہ حکم دیا کرتے تھے:

((خُذُوا عَنَّا كَمَا أَخَذْنَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ))

''ہم سے علم اس طرح حاصل کرو جس طرح ہم نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا۔''

جب طلبہ لکھنے کا ارادہ کرتے تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے:

((احْفَظُوا عَنَّا كَمَا حَفِظْنَا))

''تم ہم سے اس طرح زبانی یاد کرو جس طرح ہم نے زبانی یاد کیا۔''

ایک دوسری روایت میں اس طرح ہے:

((احْفَظُوا مِنَّا كَمَا حَفِظْنَا مِنْهُ))

''تم ہم سے اس طرح یاد کرو جس طرح ہم نے ان سے یاد کیا۔'' ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کو کثرت سے علمی مذاکرے کا حکم دیا کرتے تھے،

① مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ فرمایا کرتے تھے:

((تَحَدَّثُوا فَإِنَّ الْحَدِيثَ يُذَكِّرُ الْحَدِيثَ)) ①

''حدیث بیان کیا کرو کیونکہ ایک حدیث دوسری حدیث کی یاد دلاتی ہے۔''

اس بات کا تذکرہ کرنا بڑا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض معاملات نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو فقیہ، مفتی، محدث اور عالم کے درجے پر فائز کر دیا تھا، وہ نامور علماء صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔

ان میں سے کچھ معاملات یہ ہیں:

ا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ذہانت و فطانت، اجتہاد اور علم کی محبت کے حوالے سے بڑے ممتاز تھے۔ انھیں یہ امتیاز طویل عرصہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کی وجہ سے حاصل ہوا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بڑے بیدار مغز، چوکس اور دانشمند جوان تھے۔ ان خوبیوں کی بنا پر ان کا حافظہ تیز تھا، فہم و بصیرت مثالی تھی اور کسی مسئلے کو پوری طرح سمجھنے میں کمال حاصل تھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی مجلس سے غیر حاضر نہیں ہوتے تھے۔ نہ کسی جنگ میں یا سفر میں غیر حاضر ہوتے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علمی شوق نے انھیں انصار میں بڑے بلند مقام و مرتبے پر فائز کر دیا تھا جبکہ انصار کی اکثریت ضروریات زندگی کے حصول اور جہادی مصروفیات کی بنا پر علم کے لیے زیادہ وقت نہ دے سکی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان علماء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھیں طویل عمر ملی، انھوں نے ۸۴ سال کی عمر پائی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ تقریباً ۶۴ سال تک زندہ رہے۔ اس دور میں بہت سے علماء اور فقیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وفات پا گئے، جس کی وجہ سے لوگ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علم، فقہ اور فتوے کے محتاج ہو گئے۔ خلافت راشدہ کے بعد خاص طور پر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ علم، فقہ اور دینی مسائل کے لیے عام لوگوں کا مرجع بن گئے۔ اموی دور خلافت میں خاص طور پر جب سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر جلوہ افروز تھے۔

باوجود اس کے کہ وہ خود علماء اور فقہاء صحابہ کرام میں سے تھے لیکن لوگوں کی اکثریت

① مستدرك حاكم (۳/ ٦٥١)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہاء مدینہ کی طرف رجوع کرتی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا پورا دور خلافت دیکھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بھی فقہاء مدینہ میں شمار ہوتے تھے۔ ان کے علاوہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نامور علماء صحابہ میں شمار ہوتے تھے، یہ سب ہدایت کے چراغ اور علم کے روشن مینار تھے، یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن مجید کے نزول کے وقت موجود تھے اور قرآن کی تفسیر کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

خلافت راشدہ کے مبارک دور کے بعد مدینہ منورہ کو تمام اسلامی شہروں میں زرخیز زمین اور علم کا سرچشمہ بنا دیا۔

اس بنا پر دور دراز علاقوں سے طالب علم مدینہ منورہ کا قصد کرنے لگے، اس لیے کہ یہ شہر علم کی کٹھلی کی حیثیت اختیار کر گیا تھا۔ مدینہ منورہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایک بہت بڑا مدرسہ تھا جس میں جلیل القدر علماء تابعین تعلیم حاصل کرتے تھے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اس مدرسے کی ایک نامور شخصیت تھے۔ ان سے فقہی مسائل اور فتوے کے حوالے سے رجوع کیا جاتا تھا اور یہ ان شخصیات میں سے تھے جن کو لوگ اپنا مقتدی اور پیشوا سمجھتے تھے۔

میرا خیال ہے کہ اب تک میں نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی علمی شخصیت کا جائزہ پیش کیا ہے۔ بلاشبہ وہ علم و عرفان کا ایک انسائیکلوپیڈیا تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرنے میں انھیں ایک نمایاں حیثیت حاصل تھی۔ نیز فقہ، فتویٰ اور تمام دینی علوم میں انھیں کمال حاصل تھا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فقہی اعتبار سے یہ موقف رکھتے تھے کہ پانی میں اصل طہارت ہوتی ہے اگر پانی کا ذائقہ، بو اور رنگ نہ بدلا ہو تو اس کی طہارت برقرار رہتی ہے، وہ اپنے اس موقف پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل فرمان کو بطور دلیل پیش کرتے تھے:

((اَلْمَاءُ طَهُوْرٌ لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ)) ①

---

① سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء فی بئر بضاعۃ، ح: ٦٦۔ سنن ترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ما جاء ان الماء لا ینجسه شیء، ح٦٦۔ سنن نسائی، کتاب المیاۃ، باب ذکر بئر بضاعۃ، ح: ٣٢٥۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"پانی پاک ہے اسے کوئی چیز پلید نہیں کرتی۔"

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ فقہی موقف تھا کہ اگر کوئی شخص تیمم کے ساتھ نماز پڑھ لے تو وہ پانی میسر آنے پر اپنی نماز کو نہ دہرائے۔ تیمم سے اس کی نماز ہو جاتی ہے، اسے دہرانے کی ضرورت نہیں ① اسی طرح وہ نماز فجر اور نماز عصر کے بعد کوئی نفلی نماز پڑھنا مکروہ سمجھتے تھے۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اذان کے بارے میں فقہی اعتبار سے بڑی عمدہ اور ممتاز سوچ رکھتے تھے، وہ اس حقیقت کو بخوبی جانتے تھے کہ اذان کی ابتدا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کبریائی سے ہوتی ہے، جو اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کمالیہ کو اپنے ضمن میں لیے ہوئے ہوتی ہے، اس کے بعد اذان میں توحید کا اثبات، شرک کی نفی اور رسالت محمدیہ کے اثبات کا ذکر ہے، اس کے بعد اذان میں اطاعت اور فلاح کا پیغام ہوتا ہے غرضیکہ اذان میں شعائر اسلام کا نہایت عمدہ انداز میں اظہار ہوتا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا کہ جب وہ اذان سنتے تو موذن کے ساتھ اذان کے کلمات کو دہراتے اور یہ عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں کرتے۔ ③

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وتر صبح کی نماز سے قدرے پہلے ادا کیا کرتے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا فقہی موقف تھا کہ وہ جب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے مسجد میں داخل ہوتے تو خطیب اگر خطبہ دے رہا ہوتا تو وہ تحیۃ المسجد کے دو نفل پڑھ کر بیٹھتے۔ ایک دفعہ آپ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور مروان خطبہ جمعہ دے رہے تھے تو ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کرنے شروع کر دیے، مروان کے پہرہ داروں نے آپ کو روکنا

---

① سنن ابی داود، کتاب الطهارة، باب المتيمم يجد الماء بعد ما يصلی .... ح: ٣٣٨۔ سنن نسائی، کتاب الغسل، باب التيمم لمن يجد الماء، ح ٤٣٢۔

② صحیح بخاری، کتاب مواقيت الصلاة، باب لا تتحری الصلاة، قبل غروب الشمس، ح: ٥٨٦۔ صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرين، باب الاوقات التی نهی عن الصلاة فيها، ح: ٨٢٧ عنه مرفوعاً

③ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب ما يقول اذا سمع المنادی، ح: ٦١١۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاة، باب استحباب القول مثل قول المؤذن، ح ٣٨٣ مرفوعاً

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہا لیکن آپ دو نفل ادا کر کے بیٹھے اور فرمایا: جب سے میں نے نبی کریم ﷺ کا ان نوافل کے بارے میں حکم سنا ہے میں انھیں نہیں چھوڑتا۔ ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا فقہی موقف یہ تھا کہ وہ زکوۃ و صدقات کی ابتدا اپنے رشتہ داروں سے کرنے کو افضل سمجھتے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے نزدیک فرضی روزوں کا بڑا مقام و مرتبہ تھا، ان کا موقف یہ تھا کہ کوئی مسلمان تاخیر کے ساتھ روزہ افطار نہ کیا کرے کیونکہ یہود و نصاری روزہ افطار کرنے میں تاخیر کیا کرتے تھے اور نبی کریم ﷺ نے کئی مرتبہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کا حکم دیا ہے۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بعض اوقات نفلی روزہ بھی رکھتے بشرطیکہ ان روزوں سے کسی کی حق تلفی نہ ہوتی اور نہ ہی ان سے جہاد میں خلل پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بہت سے غزوات میں شرکت کی، ان میں بعض غزوات رمضان میں بھی ہوئے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ دوران جنگ کبھی روزہ رکھ لیتے اور کبھی نہ رکھتے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ہمراہی میں رمضان میں جنگ میں شریک ہوئے۔ ہم میں سے بعض روزے دار ہوتے اور بعض نے روزہ نہ رکھا ہوتا، جنگ کے دوران روزہ رکھنے والے کو روزہ چھوڑنے والے پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔

بلکہ ان کا موقف یہ تھا کہ جو مجاہد یہ سمجھتا ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کی جسمانی توانائی میں کوئی کمی نہیں آئے گی تو اس کے لیے روزہ رکھنا بہتر ہے اور اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ روزہ رکھنے سے جسمانی توانائی میں کمی آئے گی تو اس کے لیے روزہ چھوڑنا بہتر ہے۔ ③

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں اور طلبہ کو ان احکام فقہیہ کی روشنی میں فتویٰ دیا

---

① البدر التمام (۲/ ۱۲۴)

② سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب ما یستحب من تعجیل الافطار، ح: ۲۳۵۳۔ سنن ابن ماجه، کتاب الصیام، باب ما جاء فی تعجیل الافطار، ح: ۱۶۹۸۔ عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ۔

③ مسلم، کتاب الصیام، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان، ح: ۱۱۱۶

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے انھوں نے نبی کریم ﷺ سے خوشہ چینی کی ہوئی تھی اور وہ اس سے سرمو بھی انحراف نہیں کرتے تھے بلکہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تمام شرعی امور میں خوب اچھی طرح چھان پھٹک کیا کرتے تھے، وہ جن کو فتویٰ دیتے انھیں اپنے علم اور فقہی وسعت کے مطابق یہ وصیت کیا کرتے تھے:

۱۔ عَلَيْكَ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ شَيْءٍ

۲۔ وَ عَلَيْكَ بِالْجِهَادِ فَإِنَّهُ رَهْبَانِيَّةُ الْإِسْلَامِ

۳۔ وَ عَلَيْكَ بِذِكْرِ اللّٰهِ وَتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ فَإِنَّهُ رُوحُكَ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ وَذِكْرُكَ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ

۴۔ عَلَيْكَ بِالصَّمْتِ إِلَّا فِي حَقٍّ فَإِنَّكَ تَغْلِبُ الشَّيْطَانَ ①

''اللہ کے تقوے کو لازم پکڑو یہ ہر چیز کی اصل ہے۔ جہاد کو لازم پکڑو بلاشبہ جہاد اسلام کی رہبانیت ہے۔ ذکر الٰہی اور قرآن مجید کی تلاوت کو لازم پکڑو اہل سماء میں تیرے روحانی چرچے اور اہل زمین میں تیرے تذکرے کا باعث بنے گا، حق کے علاوہ خاموشی کو لازم پکڑو تو تم شیطان پر غلبہ پالو گے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بحیثیت قرآن کریم کے عالم، عامل اور مفسر

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جہاں فقہ، روایت حدیث اور فتویٰ صادر کرنے میں مشہور و معروف تھے وہاں قرآن حکیم کی آیات، احکام اور اسباب نزول کی فہم وفراست میں بڑی بلندی پر محو پرواز تھے، انھیں ان تمام پہلوؤں میں بڑی مہارت حاصل تھی۔

تفسیر کی کتابوں میں ایسے آثار چمکتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کے سمجھنے میں کمال حاصل تھا۔ وہ قرآن مجید کے الفاظ کے مفہوم و معانی، قرآنی مفردات کی تفسیر اور قرآنی آیات کے سیاق وسباق کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے تھے جنھوں نے قرآن مجید کو زبانی یاد کیا، اسے پڑھا، اس کے سیکھنے سکھلانے میں حصہ لیا اور قرآنی آیات کی تفسیر بیان کی۔

---

① سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۷۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے طریقے پر اپنی پوری زندگی بسر کی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے جو طلبہ قرآن مجید کو حفظ کرتے، اس کے معانی کو سمجھتے اور اس کی علمی اور عملی تطبیق میں دلچسپی رکھتے تھے۔

ابونضرہ عبدی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے، انھوں نے ان کی خدمت میں رہتے ہوئے قرآن مجید حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے قرآن مجید حفظ کرانے کی بابت خوبصورت انداز بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں قرآن مجید کی پانچ آیات صبح کے وقت اور پانچ آیات شام کے وقت یاد کراتے اور ساتھ ہی یہ بتاتے کہ جبرائیل علیہ السلام پانچ پانچ آیات لے کر نازل ہوئے۔ ①

اس بات کا تذکرہ بھی نہایت ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کی مجلسیں قرآنی علوم کی درس و تدریس اور اس کی تلاوت سے آباد ہوتی تھیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجالس کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بھی مجلس میں بیٹھتے تو ایک دوسرے سے قرآن مجید کی کوئی سورت پڑھنے کی فرمائش کرتے۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا قرآن مجید کے بارے میں موقف تھا کہ یہ شفا اور رحمت ہے۔ انھوں نے ایک شخص جس کو کسی زہریلے کیڑے نے ڈنک مار دیا تھا سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے شفا مل گئی۔

مستدرک حاکم میں ابونضرہ کے حوالے سے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت منقول ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ یا معرکے میں بھیجا، ہمارا گزر ایک بستی کے پاس سے ہوا بستی والوں سے ہم نے کھانے پینے کے لیے کچھ مانگا لیکن انھوں نے ہماری ضیافت نہ کی۔ ہم نے بستی سے باہر ایک دوسری جگہ پڑاؤ کیا۔ سبھی مجاہدین بھوکے پیاسے تھے۔ ہوا یہ کہ اس بستی کے سردار کو کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا، بستی والے ہمارے پاس آئے اور کہا: کیا تم میں کوئی دم کرسکتا ہے؟

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں! میں دم کرسکتا ہوں۔ انھوں

---

① مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۷)

② مستدرك حاكم (۱/ ۱۷۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مجھے کہا: ٹھیک ہے دم کرو۔

میں نے کہا کہ نہیں ہم نے آپ لوگوں سے کھانے پینے کے لیے کچھ مانگا تھا لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا تھا، میں مفت میں دم نہیں کروں گا۔ انھوں نے کہا: ہم آپ کو اس کی اجرت دیں گے۔

انھوں نے اس کی اجرت میں تیس بکریاں دینے کا وعدہ کیا تو میں اس بستی کے سردار کے پاس گیا اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کیا، جس سے اسے افاقہ ہو گیا۔ ہم نے ان سے بکریاں لے لیں لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم ان بکریوں کا گوشت اس وقت تک نہیں کھائیں گے کہ جب تک رسول اللہ ﷺ سے دریافت نہ کر لیں۔

ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے اس واقعہ کا تذکرہ آپ ﷺ سے کیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سورۂ فاتحہ دم کے لیے ہے؟

میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے یہ تو معلوم نہیں تھا کہ سورہ فاتحہ دم کے لیے ہے بس اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ القاء کر دیا کہ میں ایسا کروں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُوا وَاضْرِبُوا لِي مَعَكُمْ بِسَهْمٍ))

''کھاؤ اور اس میں سے میرا حصہ بھی دو۔'' ①

مسلم شریف میں یہ قصہ محمد بن میرین کے حوالے سے مروی ہے۔ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اپنے بھائی معبد بن سیرین اور وہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا، ایک خاتون ہمارے پاس آئی اس نے ہمیں یہ کہا کہ قبیلے کے سردار کو کسی زہریلے کیڑے نے ڈس لیا ہے کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے؟

ہم میں سے ایک شخص اٹھا ہمارے خیال میں وہ کوئی دم اچھی طرح کرنا نہیں جانتا تھا، بہرحال اس نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جس سے اسے فاقہ ہو گیا۔ انھوں نے بکری دی اور ہمیں دودھ پلایا۔ ہم نے اپنے ساتھی سے پوچھا: کیا تم اچھی طرح دم کرنا جانتے ہو؟

اس نے کہا: میں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا ہے۔

① مستدرك حاكم (۱/ ۷۴۶) واصله في صحيح البخاري، كتاب الطب، باب الرقى بفاتحة الكتاب، ح: ۵۷۳۶۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس بکری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیے بغیر استعمال میں نہ لانا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ آپ کی خدمت میں بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: ''اسے یہ معلوم تو نہیں تھا کہ سورہ فاتحہ دم کے لیے ہے، لیکن اس نے ٹھیک کیا۔ اس بکری کا گوشت آپس میں تقسیم کر لو اور مجھے بھی اس میں سے حصہ دینا۔''

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((وَ مَا اَدْرَاكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ))

''آپ کو کیا معلوم کہ یہ دم ہے۔''

پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

((خُذُوْا مِنْهُمْ وَ اضْرِبُوْا لِيْ بِسَهْمٍ مَعَكُمْ)) ①

''ان سے لو اور اپنی خوش دلی سے میرا بھی حصہ دو۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قرآن حکیم کے زیر سایہ اپنی زندگی مسلسل خیر و برکت سے بسر کی۔ قرآن مجید کی فہم اور اس کی تفسیر کے حوالے سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میدان میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بڑا وافر حصہ ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی قراءت کی روایت کرتے ہیں اور انھیں آیات کے اسباب نزول کا بھی علم ہے۔

اس کے علاوہ قرآن کریم کے علوم و معارف کو بھی وہ خوب اچھی طرح جانتے ہیں۔ ہم آئندہ سطور میں قرآن کریم کے حوالے سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے سونے کی ڈلیوں کی مانند قیمتی افکار عالیہ کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو علماء اور مفسر صحابہ میں بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

تفسیر کے حوالے سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف سے مفردات القرآن کی نہایت عمدہ انداز میں وضاحت کی چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔ سورہ نساء آیت نمبر ۲۰ میں ''قنطارا'' کا لفظ آیا ہے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ''قنطار'' کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ بیل کی کھال کو اگر سونے سے بھر دیا جائے تو اس پر قنطار کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ②

---

① مسلم، کتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرة علی الرقیة بالقرآن، ح: ۶۶/ ۲۲۰۱۔

② البدر التمام شرح بلوغ المرام (۴/ ۹)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورہ آل عمران میں لفظ ''الطیر'' کی تفسیر میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ''الطیر'' سے مراد چمگادڑ لیا ہے۔ ①

سورہ طٰہٰ کی آیت نمبر ۱۲۴ میں ''ضنکا'' آیا ہے، اس کی تفسیر میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''الضنک'' سے مراد قبر کا عذاب ہے۔ ②

سورۂ فرقان کی آیت نمبر ۶۵ ''غراما'' کا مفہوم وہ یہ بیان کرتے ہیں:

((لَازِمًا ، مُلَحًّا دَائِمًا)) ③

سورہ قصص کی آیت نمبر ۸۵ لفظ ''معاذ'' کا ترجمہ وہ 'موت' کرتے ہیں۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قرآنی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے نہایت فصیح و بلیغ انداز اپنایا ہے، آپ کے اسلوب میں علم، فہم وفراست اور فقہ کی آمیزش پائی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا (آل عمران: ۳/ ۱۸۸)

''آپ ہرگز گمان نہ کریں ان لوگوں کے بارے میں، خوش ہوتے ہیں اس کے ساتھ جو انھوں نے کرتوت کیے۔ اور ان کی تعریف کی جائے ان کاموں میں جو انھوں نے نہیں کیے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، وہ جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے تو وہ معذرت کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان منافقین کا عذر قبول کرتے ہوئے ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت میں ان کو رسوا کیا ہے۔ ④

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی، ان کا طرز عمل یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی جنگ کے لیے

① البحر المحيط (۲/ ۴۸۸)
② البحر المحيط (۶/ ۲۶۵)
③ تفسير البحر المحيط (۶/ ۴۷۰)
④ تفسير البحر المحيط (۳/ ۱۴۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روانہ ہوتے تو منافقین پیچھے رہ جاتے۔

جب رسول اللہ ﷺ جنگ سے فارغ ہوکر واپس آ جاتے تو یہ منافقین آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر مختلف قسم کے حیلے بہانے کرتے اور مختلف قسم کے کاموں میں مشغول ہونے کا بہانہ بناتے، رسول اللہ ﷺ ان کا عذر قبول کرتے ہوئے ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان منافقین کے کردار کو طشت از بام کیا ہے۔

منافقین اپنے دوغلے پن پر بڑے خوش تھے کہ ہم جنگ میں شمولیت سے بچ جاتے ہیں اور ہمارا عذر بھی قبول کرلیا جاتا ہے۔ وہ اپنے تئیں خیال کرتے تھے کہ ان کا عذر قبول کر کے انھیں مجاہدین کی صف میں ہی شمار کیا جاتا ہے، لیکن یہ ان کی بھول اور خام خیالی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ (الانعام: ۶/ ۱۶۰)

''جو نیکی لے کر آئے اس کے لیے دس گنا اجر ہے۔''

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ یوں کرتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ ان بدویوں کے بارے میں نازل ہوئی جو ہجرت کے بعد ایمان لائے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک نیکی کو دس گنا بڑھا کر بیان کیا ہے اور جہاں تک مہاجرین کا تعلق ہے تو ان کی نیکی کو سات گنا تک بڑھایا گیا ہے۔ ①

سورہ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ

(التوبہ: ۹/ ۱۰۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس مسجد سے مراد مسجد نبوی ہے۔

تفسیر طبری میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بنو خدرہ اور بنو عمرو بن عوف کے دو اشخاص کے درمیان اختلاف ہوگیا۔

بنو خدرہ کے شخص نے کہا کہ اس سے مراد مسجد نبوی ہے بنو عمرو بن عوف قبیلے کے شخص نے کہا کہ اس سے مراد مسجد قبا ہے وہ دو شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دونوں نے پوچھا کہ اس سے کون سی مسجد مراد ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس سے مراد

---

① تفسیر البحر المحیط (۴/ ۲۶۱) تفسیر ابن عطیة (ص: ۶۸۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسجد نبوی ہے۔''①

ابن عطیہ رحمہ اللہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے اس تفسیری موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس سے خاص طور پر مسجد نبوی مراد ہے۔ مسجد نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک بھی ہے۔

مسجد کی زمین میں کھجوروں کے درخت تھے اور زمین کا ٹکڑا دو یتیم بچوں کی ملکیت تھا۔ یہ دونوں بچے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کو تین مرتبہ تعمیر کیا، تیسری مرتبہ جب مسجد کی تعمیر کی گئی تو اس کی لمبائی ۷۰ ہاتھ رکھی گئی۔ کھجوروں کے درخت اوپر سے کاٹ کر ان کے ستون بنائے گئے اور چھت چھپر کی بنائی گئی جس سے بارش کا پانی نیچے ٹپکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی گئی کہ اس مسجد کی اونچائی میں اضافہ کیا جائے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے تو سر مسجد کی چھت کے ساتھ لگتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا اور اس کی تعمیر کے لیے اینٹیں اٹھائیں، بنیاد کی پہلی اینٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی، دوسری اینٹ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رکھی، تیسری اینٹ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے، چوتھی اینٹ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رکھی، پھر لوگ یکے بعد دیگرے اینٹیں اٹھا کر لائے۔ بعض صحابہ نے اس ترتیب کو سامنے رکھتے ہوئے خلافت راشدہ کی ترتیب کی طرف اشارہ کیا ہے۔②

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ﴾ (الدخان: ۴۴/ ۱۰)

''انتظار کرو اس دن کا جب آسمان صریح دھواں لیے ہوئے آئے گا۔''

اس آیت کریمہ کی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ایسی عمدہ اور دل نشین انداز میں تفسیر کی ہے جس سے دلوں کا غبار ڈھل جاتا ہے اور دلوں کو شفا اور تازگی ملتی ہے۔

اس سے صادق و مصدوق سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر پختہ یقین آجاتا ہے کہ جن کی تربیت سے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جیسی نابغہ روزگار شخصیات منظر عام پر آئیں جو زمانے کی پیشانی کا جھومر بنیں۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''بدخان مبین'' ''صریح

---

① تفسير ابن عطية (ص: ۸۸۱، ۸۸۲)

② تفسير ابن عطية (ص: ۸۸۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دھواں" یہ دھواں قیامت کے دن ظاہر ہوگا جس کے اثر سے اہل ایمان کو زکام کی شکایت پیدا ہوگی، لیکن کافروں اور منافقوں کے سر اس دھویں کی تمازت سے کھولنے لگیں گے۔ ①

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

عَرَّفَهَا لَهُمْ ﴿٦﴾ (محمد: ۴۷/ ۶)

"جس سے وہ ان کو واقف کرا چکا ہے۔"

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے "عرفها لهم" کا معنی "بينها" کیا ہے۔ یعنی اہل جنت اپنے گھروں کو پہچان لیں گے۔ حدیث میں منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل جنت کا ہر فرد جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے گھر سے زیادہ پہچاننے والا ہوگا۔ ②

سورہ حدید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ (الحديد: ۵۷/ ۱۰)

"فتح سے پہلے" سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے یہاں فتح سے مراد صلح حدیبیہ لیا ہے اور اسے فتح حدیبیہ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ﴿٤﴾ (المعارج: ۷۰/ ۴)

"ایک ایسے دن میں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔"

قیامت کا دن کفار کے لیے اپنی ہولناکی، شدت اور شدید ترین تلخی کے اعتبار سے پچاس ہزار سال کے برابر محسوس ہوگا، جس طرح کسی سخت دن کے بارے میں لوگ عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ یہ دن تو ۸ سال کے برابر محسوس ہوتا ہے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی:

((مَا أَطْوَلَ يَوْمًا مِقْدَارُهُ خَمْسُونَ أَلْفَ سَنَةٍ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِي بِيَدِهِ إِنَّهُ لَيُخَفَّفُ عَلَى الْمُؤْمِنِ حَتَّى أَخَفَّ مِنْ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ))

"یہ ایک دن کس قدر طویل ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال تک ہوگی؟ رسول

---

① تفسير ابن عطية (ص: ١٦٩١)

② تفسير ابن عطية (ص: ١٧١٩)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! یہ مومن کو بہت ہلکا محسوس ہوگا۔ یہاں تک کہ اسے ایک فرض نماز کے برابر محسوس ہو گا۔"①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بعض آیات کی تفسیر کسی قصے کے ساتھ مربوط بیان کی اور اس قصے کو آیت کا سبب نزول قرار دیا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ (الحج: ۲۲/ ۱۱)

"اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کنارے پر رہ کر اللہ کی بندگی کرتا ہے۔"

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی نے اسلام قبول کر لیا تو اس کی بینائی ختم ہوگی، اس کا مال تباہ و برباد ہوگیا اور اس کی اولاد فوت ہوگئی۔

اس نے اسلام کو اپنے لیے منحوس قرار دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اَقِلْنِي يَا رَسُوْلَ اللّٰه ﷺ یارسول اللہ ﷺ میری بیعت کو توڑ دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْاِسْلَامَ لَا يُقَالُ))

"بلاشبہ اسلام کی بیعت کو توڑا نہیں جاتا"

اس شخص نے کہا کہ میں نے اس دین میں کوئی بھلائی نہیں پائی، اس کو قبول کرنے سے میری بینائی، میرا مال اور میری اولاد سب کچھ ختم ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ الْاِسْلَامَ يَسْبِكُ الرِّجَالَ مَا تَسْبِكُ النَّارُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ، وَ الْفِضَّةِ وَ الذَّهَبِ)) ②

"اسلام اشخاص کو اس طرح سے پگھلاتا ہے جس طرح آگ لوہے، چاندی اور سونے کی میل کو پگھلاتی ہے۔" اس موقع پر مندرجہ بالا آیت نازل ہوئی۔

---

① تفسیر ابن عطیة (ص: ۱۸۹۶) تفسیر البحر المحیط (۵/ ۳۲۷) مسند احمد (۳/ ......) واسنادہ ضعیف۔

② تفسیر کبیر رازی (۲۳/ ۱۳) تفسیر در منثور (۴/ ۳۴۶) اسباب النزول للواحدی (۲۵۷) تفسیر زاد المیسر (ص: ۹۵۰)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ قرآنی علوم کے ماہر تھے۔ انھوں نے درج ذیل آیت کریمہ کی تفسیر کچھ اس انداز میں کی، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا (النور: ۲۴/ ۲۷)

''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو۔ جب تک کہ گھر والوں کی رضا نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ بھیج لو۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ بڑے گھبرائے ہوئے ہمارے پاس آئے، ہم نے پوچھا آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہیں؟ انھوں نے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کے پاس آؤں۔ میں ان کے ہاں گیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر تین مرتبہ اندر آنے کی اجازت طلب کی، مجھے جب کوئی جواب نہ ملا تو میں واپس آ گیا۔ مجھے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بلا کر پوچھا کہ تم میرے پاس کیوں نہیں آئے؟ میں نے کہا کہ میں آیا تھا، تین مرتبہ میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب مجھے کوئی جواب نہ ملا تو میں واپس چلا گیا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ تم میں سے ہر ایک تین مرتبہ اجازت طلب کرے، جواب نہ ملے تو واپس چلا جائے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس پر کوئی دلیل پیش کرو، ورنہ تجھے سزا دوں گا۔

اب مجھے گھبراہٹ اس بات کی ہے کہ میں دلیل کہاں سے لاؤں، کون میری صداقت کی گواہی دے گا؟ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ فکر نہ کریں، گھبرانے کی ضرورت نہیں، یہ گواہی دینے کے لیے آپ کے ساتھ قوم کا ایک چھوٹی عمر کا ساتھی جائے گا جو یہ گواہی دے گا کہ واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روبرو جا کر گواہی دی۔ [1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کسی سے اندر آنے کی اجازت طلب کرنے کے آداب پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت طلب نہ کی جائے بلکہ دروازے کے ایک طرف کھڑے ہو کر اجازت طلب کی جائے۔'' [2]

---

[1] تفسیر کبیر رازی (۲۳/ ۱۷۲) واصلہ متفق علیہ دون ذکر الآیۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② تفسیر کبیر رازی (۲۳/ ۱۷۳) تفسیر ابن عطیة (۱۳۰۶)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے قرآنی سورتوں کے فضائل بھی بیان کیے۔ وہ سورۂ کہف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ قَرَءَ سُوْرَةَ الْكَهْفِ كَمَا اُنْزِلَتْ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ مَقَامِهِ اِلٰى مَكَّةَ)) ①

"جس نے سورۂ کہف اس طرح پڑھی جیسے وہ نازل کی گئی تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور بن جائے گی، اس کی جگہ سے لے کر مکہ معظمہ تک اس کی روشنی ہوگی۔"

جس نے سورۂ کہف کی آخری دس آیات پڑھیں اس پر دجال غالب نہیں آسکے گا۔ ②

جس نے وضو کے بعد یہ دعا پڑھی:

((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ)) ③

"پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کے ساتھ، تیرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔"

جو یہ کلمات کہتا ہے اس کا نام ایک کاغذ پر لکھ کر اس پر مہر ثبت کر دی جاتی ہے، جو قیامت تک نہیں ٹوٹے گی۔

قرآن کریم کے حوالے سے بیان ہونے والے روشن و درخشندہ واقعات میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زندگی کے درخشاں پہلو بڑے ہی نمایاں دکھائی دیتے ہیں۔ یاد رہے کہ قرآن حکیم ایک بابرکت کتاب ہے، اس کتاب نے عرب و عجم کے مسلمانوں کی ایک بلند مرتبہ جماعت پیدا کی جس پر قرآن حکیم نے گہرے اثرات مرتب کیے اور وہ لوگوں میں کمال درجے کے علماء کہلائے۔ اگر قرآن کریم ان کو ترقی کی راہ پر گامزن نہ کرتا تو تاریخ میں ان کا نام و نشان نہ ہوتا، ہمارے لیے بھی مناسب یہی ہے کہ ہم قرآن کریم کے زیر سایہ زندگی بسر کریں تاکہ ہم بھی ان کی طرح شاہراہ ترقی پر گامزن ہوسکیں، جیسے ہمارے اسلاف قرآن کریم پر عمل پیرا ہوکر سربلند و سرفراز ہوئے۔

---

① مستدرك حاكم (۱/ ۷۵۲، ۷۵۳)

② حوالہ سابق ③ حوالہ سابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی نے کیا خوب کہا:

أُولٰئِكَ آبَائِيْ فَجِئْنِيْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا يَا جَرِيْرُ الْمَجَامِعُ

''یہ میرے باپ دادا ہیں تم ان جیسی کوئی مثال میرے سامنے لاؤ، اے جریر! جب مجمع ہمیں کسی جگہ اکٹھا کریں۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سیرت نبویہ کے سائے

گزشتہ صفحات میں ہم نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی علم، جہاد، قرآن کریم کی تفسیر، حدیث کی تشریح، فقہ اور فتوے کے میدان میں مساعی جمیلہ کی جھلکیوں کا مشاہدہ کیا۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خوش حال علمی سیرت سے استفادہ کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس حوالے سے ہم بڑے خوش نصیب رہے۔ اب میری یہ دلی تمنا ہے کہ اس نامور عالم، حافظ قرآن و حدیث کے ساتھ چند لحات ایسے بھی گزاریں جن میں ہم اس بات کا مشاہدہ کریں کہ انھوں نے سیرت نبویہ سے کس جذبہ، شوق اور والہانہ محبت سے فیض حاصل کیا۔ اب ہم گلشن رسالت سے ان خوشبودار پھولوں کو چننے کی سعادت حاصل کریں گے، جن کی سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نشان دہی کی۔ ہم ان خوش نما اور دلکش پھولوں کو چن کر دامن کو دیدہ زیب بنائیں گے۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سیرت نبویہ کی خوش چینی کر کے حکمت و معرفت کے خزانے حاصل کیے۔ ادب اور تقویٰ کا زاد راہ حاصل کیا۔ سیرت نبویہ سے علم و حکمت، معرفت، تقویٰ اور ادب کے خزانوں کو حاصل کرنے میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کوئی منفرد نہ تھے بلکہ ہر صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے اپنے نصیب کا فیض حاصل کیا اور ہر صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت سے استفادہ کر کے ایسے حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیے جن کو کسی طرح فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کارناموں کی چمک رہتی دنیا تک برقرار رہے گی۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ انصار کے نامور علماء وفضلاء میں شمار ہوتے تھے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر مقدار میں علم حاصل کیا اور اسے دوسرے لوگوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اصحاب صفہ میں سے تھے، دوسری بات یہ ہے کہ وہ بڑے صابر و شاکر تھے۔ ابونعیم اصفہانی اپنی کتاب حلیۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الاولیاء میں لکھتے ہیں:

((وَحَالُهُ قَرِيبٌ مِنْ حَالِ اَهْلِ الصُّفَّةِ وَ اِنْ كَانَ اَنْصَارِی الدَّارِ لِاِیْثَارِهِ الصَّبْرَ وَاخْتِيَارِهِ لِلْفَقْرِ وَ التَّعَفُّفِ)) ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب رہنے کی سعادت میسر آئی اس لیے انھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات اور ارشادات کا اچھی طرح علم حاصل ہوا اور پھر انھوں نے ان حالات و ارشادات کو لوگوں تک پہنچانے کی سعادت حاصل کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفلس مومنوں کو خوش خبری دیتے ہوئے فرمایا کہ انھیں قیامت کے دن مال دار مومنوں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ مفلس مومن جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے جبکہ مال داروں کا حساب کتاب کیا جا رہا ہوگا۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے صابرین جیسی زندگی بسر کرنے کو پسند کیا۔ انھوں نے کسی سے کبھی بھی کوئی سوال نہیں کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں غنی کر دیا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں ایک واقعہ بیان کرتے ہیں، آیئے سنیں:

فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت ایسا ہوا کہ ہمارے پاس کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ بھوک کی شدت تھی۔ مجھ سے میری بیوی نے کہا کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانے کے لیے کچھ طلب کریں، فلاں شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا کر دیا تھا۔ فلاں شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ اس نے مانگا آپ نے اس کو بھی نوازا اس طرح کی کئی مثالیں میرے سامنے ہیں۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں جب ہر طرف سے مایوس ہو جاؤں گا، مجھے کہیں سے کچھ نہ ملا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری دوں گا۔ جب مجھے تلاش بسیار کے باوجود کہیں سے کچھ نہ ملا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت خطبہ دے رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطاب میں یہ فرمایا:

((من يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَ مَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ))

”جو استغنا برتے اللہ اسے غنی کر دے گا اور جو پاک دامنی کا متلاشی ہو تو اللہ تعالیٰ

---

① حلیة الاولیاء (۱/ ۳۶۹، ۳۷۰)

② سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۷۱، ۱۷۲) واصله فی سنن الترمذی وغیرہ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے پاک دامن رکھے گا۔"

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ جملہ سنا تو میں بغیر کوئی مطالبہ کیے وہاں سے اٹھ کر واپس آ گیا۔ یہ فرمان سن لینے کے بعد میں نے کسی بھی شخص سے کچھ نہ مانگا، کچھ عرصے کے بعد اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمیں استغنیٰ کر دیا کہ تمام انصار میں سے ہمارے پاس زیادہ دولت آ گئی۔ ①

یہ قصہ دلائل نبوت میں سے ہے جسے سیدنا ابوسعید خدری نے رضی اللہ عنہ بڑے عمدہ اور دلکش انداز میں بیان کیا اور دلچسپ، دلربا اور اسی طرح ایک دلآویز قصہ ان کے بھائی سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آیا سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک رات نبی کریم ﷺ عشاء کی نماز ادا کرنے کے لیے گھر سے روانہ ہوئے، رات بڑی تاریک تھی اور آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ آسمانی بجلی چمکی تو رسول اللہ ﷺ نے قتادہ بن نعمان کو دیکھا تو آپ نے فرمایا: کیا آپ قتادہ ہیں؟ انھوں نے کہا: جی ہاں یا رسول اللہ! میں اس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنے کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ جب نماز سے فارغ ہوں تو مجھ سے ملنا، میں نماز سے فارغ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے ایک خم دار چھڑی دی اور فرمایا: اس چھڑی سے دس قدم تیرے آگے اور دس قدم تیرے پیچھے روشنی ہو گی۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کی جانب سے نبی کریم ﷺ کی کمال درجے کی اتباع کا ایک نہایت دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نماز پڑھائی۔ آپ ﷺ نے نماز کے دوران اپنے جوتے اتار کر بائیں طرف رکھ دیے، صحابہ کرام نے آپ کی اتباع کرتے ہوئے اپنے جوتے اتار دیے، جب نماز ختم ہو گئی تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا: آپ لوگوں نے اپنے جوتے کیوں اتارے؟ سب نے مودبانہ انداز سے عرض کی: چونکہ آپ نے جوتے اتارے تھے تو ہم نے بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے جوتے اتار دیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو جبرائیل علیہ السلام نے اطلاع دی تھی کہ میرے دونوں جوتوں کے تلوے

① صفة الصفوة (۱/ ۷۱۵) مسند احمد (۳/ ۱۲، ۴۷) واصله متفق علیه۔

② الاستبصاء (ص: ۲۵۶)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خون سے آلودہ ہیں اس لیے میں نے ان کو اتار دیا تھا۔[1]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک دلچسپ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک چرواہا حرہ مقام پر اپنی بکریاں چرا رہا تھا، ایک بھیڑیے نے اس کی ایک بکری کو اپنے شکنجے میں لے لیا، چرواہا بھیڑیے کے پیچھے بھاگا۔ بھیڑیے نے چرواہے کو دیکھ کر کہا: اے چرواہے! اللہ سے ڈرو، اللہ نے مجھے رزق دیا تو وہ مجھ سے چھیننا چاہتے ہو؟

چرواہا بھیڑیے کی گفتگو سن کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ بھیڑیا انسان کی طرح باتیں کر رہا ہے، بڑے تعجب کی بات ہے۔ بھیڑیے نے کہا: تعجب کس بات پر کر رہے ہو، میں تجھے اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز بات بتاتا ہوں۔

مدینہ منورہ میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو گزری ہوئی داستانیں اور آئندہ پیش آنے والے حالات سے آگاہ کرتے ہیں، چرواہا اپنی بکریوں کو ہانک کر مدینہ منورہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ درست ہے، یہ قیامت کی نشانی ہے کہ درندے انسانوں سے باتیں کریں گے۔ آپ نے ساتھ یہ بھی فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُکَلِّمَ الرَّجُلَ شِرَاكُ نَعْلِهٖ وَ یُحَدِّثَہٗ سَوْطُهٗ وَ یُخْبِرَہٗ بِمَا اَحْدَثَ اَهْلُهٗ بَعْدَہٗ))

''مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، یہاں تک ایک شخص کے ساتھ اس کے جوتے کے تسمے بات کریں گے اس کا کوڑا اس سے باتیں کرے گا، اور اسے بتائے گا کہ تیرے اہل خانہ نے تیرے بعد کیا کیا۔''[2]

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی زندگی کا اہم ترین واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ ان کے گھر ان کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے، یہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے۔

---

① حیاۃ الحیوان الدمیری (۱/ ۳۳۸) والحدیث فی سنن ابی داود،

② دلائل النبوۃ، للاصبهانی (۲/ ۴۸۲۔۴۸۳) مجمع الزوائد (۸/ ۲۹۱، ۲۹۲) حیاۃ الحیوان (۱/ ۵۱۵)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہند بنت سعید بن ابی سعید خدری بیان کرتی ہیں: ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے، تو ہم نے آپ کی خدمت میں بکری کی بھنی ہوئی ران پیش کی۔ ①

علماء اور فقہاء تابعین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رشک کیا کرتے تھے، کیونکہ انھیں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔

ایک دن مسیب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ آپ کو مبارک ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے، تو سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بھائی کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے بعد ہمارے ساتھ کیا پیش آیا وہ آپ نہیں جانتے۔ ②

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی اپنے بیٹے کو وصیت اور وفات

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بڑی طویل اور بھرپور زندگی بسر کی، جب انھیں محسوس ہوا کہ اب آخری وقت قریب آ گیا ہے تو اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو بلایا اور اسے ایک جامع اور مفید وصیت کی، وصیت میں کہا کہ مجھے بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ وصیت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن بتاتے ہیں کہ مجھے میرے ابا جان نے کہا: میرے بیٹے میری عمر بہت ہو چکی ہے، میرے ساتھی اور جماعتی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ میرا ذرا ہاتھ پکڑو! ابا جان میرا سہارا لے کر بقیع الغرقد تشریف لائے۔ ایک خالی جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں کوئی قبر نہ تھی اور کہا: میرے بیٹے جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس جگہ دفن کرنا، میری قبر پر خیمہ نہ لگانا اور نہ میرے جنازے میں آگ لے کر چلنا۔ نہ ہی مجھ پر کوئی رونے والی خاتون روئے اور نہ کسی کو رونے کی اجازت دینا۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن فوت ہوئے۔ لوگ میرے پاس آنے لگے اور مجھ سے پوچھتے کہ جنازہ کب اٹھایا جائے گا؟ میں جنازے کے وقت کے بارے میں بتانا ناپسند کرتا تھا کیونکہ مجھے اس سے ابا جان نے روکا تھا۔ میں نے لوگوں سے یہ کہا کہ جب میں ان کی تجہیز یعنی کفن پہنانے سے فارغ ہوں گا تو جنازہ اٹھا لیا جائے گا۔

---

① الاصابة (۳۲۲)

② مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ جمعہ کے روز پہلے پہر میں جنازہ روانہ ہوا۔ جب ہم جنازہ لے کر بقیع الغرقد پہنچے تو قبرستان لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ ①

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی بیٹی اپنے ابا جان کی زندگی کے آخری لمحات کی روداد بیان کرتی ہیں کہ جب میرے والد کی زندگی کا آخری وقت آیا تو انھوں نے موجود نامور صحابہ کو بلایا اور انھیں ایک جامع وصیت کی۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ بلانے پر عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے، میرے ابا جان نے ان صحابہ کرام سے کہا کہ میری اولاد آپ پر غالب نہ آئے۔ جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے میرے ان کپڑوں میں کفن دے دینا جن کو پہن کر میں نماز پڑھتا رہا ہوں یا ذکر الٰہی میں مصروف رہا ہوں، میری قبر پر خیمہ نہ لگانا اور نہ ہی میرے جنازے میں کوئی آگ لے کر چلے اور نہ ہی کوئی رونے والی خاتون مجھ پر روئے تو انھوں نے ابا جان کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ ②

ام عبدالرحمان بنت ابی سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو آپ کے پاس عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم آئے۔ ابا جان نے ان سے کہا کہ میری تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔ ③

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ۷۴ ہجری وفات پائی۔ ان کی وفات پر مدینہ منورہ میں لرزہ طاری ہو گیا انھیں بقیع الغرقد کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وہ جمعہ کے دن فوت ہوئے، ④ ان کی وفات سے امت مسلمہ ایک جلیل القدر اور مشہور و معروف عالم سے محروم ہو گئی لیکن سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب کے آثار ہمیشہ رہیں گے۔

''اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی''

---

① مستدرک حاکم (۳/ ۵۶۱) مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۹)

② مختصر تاریخ دمشق (۹/ ۲۷۸)

③ سیر اعلام النبلاء (۳/ ۱۷۱) الاصابۃ (۲/ ۳۳)

④ تہذیب الاسماء واللغات للنووی (۲/ ۲۳۷)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نازک تاریخی موضوع پر سنجیدہ، علمی اور تحقیقی کتاب

خلافت اموی

خلافتِ راشدہ کے پس منظر میں

حضرت امیر معاویہؓ اور امیر یزید بن معاویہؒ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام کا کردار و عمل غزواتِ روم، غزوات قسطنطنیہ، پر علمی بحث، خلافت یزید میں امراء حج، اور یزید کی انتظامیہ میں صحابہ کرام کی خدمات وغیرہ

مؤلف: پروفیسر ڈاکٹر محمد یٰسین مظہر صدیقی

صفحات: 265

شرانگیز اعتراضات کا سنجیدہ اور علمی جواب

حدیث خیر و شر

(محقق ایڈیشن)

اختلافی مسائل سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مفید علمی تحفہ۔

تالیف: مولانا عبدالمتین میمن جوناگڑھی
تحقیق: مولانا عبداللطیف اثری حفظہ اللہ

صفحات: 240

جنوں اور شیطانوں کی دنیا ان کے خطرات،
احتیاطی تدابیر اور علاج (کتاب وسنت کی روشنی میں)

جادو کی حقیقت

جادو، کہانت اور علم نجوم کی حرمت اور جادوگروں کی دسیسہ کاریوں اور لٹیروں سے بچانے والی ایک عمدہ کتاب، پڑھیے اور اپنے علم میں اضافہ کیجئے۔

مؤلف: غازی عزیر مبارکپوری

صفحات: 400

تعمیر ملت اور دینی ادارے

ملت اسلامیہ ہند مسائل و مشکلات اور حل۔ مسلمانوں کے عصری تعلیمی ادارے اور ان کے مسائل۔ اسلام میں شرعی علوم کی اعلیٰ تعلیم، ضرورت، امکانات۔ اور طریقۂ کار۔ تعلیمی اداروں کا معیار جیسے بیسوں موضوعات پر تفصیلی بحث۔

تالیف	مولانا رفیق احمد رئیس سلفی

صفحات: 128

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق
قرآن و سنت کی تعلیمات

منہاج المسلم
اسلامی طرز زندگی
تالیف
فضیلۃ الشیخ ابوبکر جابر الجزائری حفظہ اللہ
ترجمہ
شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق الاثری

صفحات: 800

یہ اعمال اپنائیں
اور
حج کا ثواب پائیں
غلام مصطفی فاروق

صفحات: 178

علامہ ابن تیمیہؒ کی معروف کتاب
شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ

شرح العقیدۃ الواسطیۃ کا اردو ترجمہ
صحیح اسلامی عقائد
تالیف
شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
شارح
شارح شیخ محمد خلیل ہراس
مترجم
جاوید احمد عمری
نظر ثانی
ساجد اسید ندوی

صفحات: 208

قرض کے فضائل و مسائل
قرض اور اس کے متعلق جملہ مباحث پر دس ابواب میں تفصیلی، تحقیقی اور علمی بحث اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد اور بے مثال کتاب۔
تالیف
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی - پاکستان

صفحات: 208

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف اور موضوع روایات سے پاک مجموعہ احادیث

صحیح اور مستند

فضائل اعمال

تالیف: ابو عبداللہ علی بن محمد المغربی رحمہ اللہ علیہ

مترجم: فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالغفار المدنی حفظہ اللہ

تقریظ: (حافظ) صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

صفحات: 976

جدید اضافہ شدہ ایڈیشن

فقہ الاسلام شرح بلوغ المرام

کامل

شارح مترجم و مخرج:

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

از افادات و تحقیقات:

علامہ محمد بن علی الشوکانی
محدث العصر علامہ ناصر الدین البانی
شیخ عبداللہ بسام
شیخ حازم علی قاضی

نظر ثانی:

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ
حافظ ثناء اللہ خان مدنی حفظہ اللہ
پروفیسر عبدالجبار شاکر رحمہ اللہ
پروفیسر ڈاکٹر حمید اللہ رحمہ اللہ

صفحات: 912

بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کا مجموعہ

جواهر الإيمان شرح اللؤلؤ والمرجان

ترجمہ

مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ
حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

تشریح وتخریج

حافظ عمران ایوب لاہوری حفظہ اللہ

صفحات: 1008

قرآن و حدیث کی روشنی میں

فقہی احکام و مسائل

(جلد اول و دوم)

تالیف

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ

مترجم: مولانا فاروق اصغر صارم رحمہ اللہ

تخریج: مولانا حافظ اقبال صدیق مدنی حفظہ اللہ

صفحات: 920

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علماءِ صحابہ رضی اللہ عنہم آسمان نبوت کے درخشندہ ستاروں کی ایک ایسی نادر و نایاب دستاویز ہے جو ہم تک دین اسلام کے پہنچنے کی مرحلہ وار سرگزشت کو کھول کر بیان کرتی ہے۔ اس کے مطالعہ سے ہمیں علم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام دین اسلام کا علم حاصل کرنے کے کس قدر متمنی و شائق تھے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے حاصل کئے گئے علم کو کس قدر محنت و جانفشانی سے بالکل خالص حالت میں ہم تک پہونچایا۔ ان جانثار صحابہ کے فراہم کردہ اس ذخیرہ علم نبوت کی روشنی میں آج ہم اپنی زندگیاں گزار کر فوز و فلاح کی سعادتیں حاصل کر رہے ہیں۔ اس کتاب سے مستند انداز میں وہ علم شریعت جو خاتم النبیین ﷺ سے ان کے اصحاب کو ملا اور انہوں اسے ہم تک اصلی حالت میں کامل طور پر پہنچایا، کا دلچسپ پیرائے میں پتہ چلتا ہے۔ گویا یوں یہ کتاب اصحاب الرسول ﷺ کی داستان علم و عمل ثابت ہوتی ہے۔ یہ کتاب جلیل القدر مفسر و فقیہہ اور محدث صحابہ کرام کی دلچسپ قابلِ عمل، علمی داستانوں پر مشتمل ہے۔ کتاب جہاں علم کے موتیوں سے قاری کا دامن بھرتی ہے وہاں ہی اس میں واقعاتی رنگ میں ایسی چاشنی اور ایمان کی حلاوت ہے جو قاری کو کتاب ختم کرنے تک اپنے حصار میں لئے رکھتی ہے۔ یہ عرب کے مشہور عالم احمد خلیل جمعہ کی تالیف اور مداح صحابہ مولانا محمود احمد غضنفر حفظہ اللہ کے قلم سے دلنشین رواں اور شستہ ترجمہ کے ساتھ خوبصورت عالم طباعت کا معیار لیے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ صحابہؓ سے محبت رکھنے والے اور دین اسلام کے ہر شیدائی کو دلچسپ، ایمان افروز، روح پرور کتاب پہلی فرصت میں پڑھنی چاہئے۔

محمد طاہر نقاش

MAKTABA AL-FAHEEM

Raihan Market, 1st Floor, Dhobia Imli Road
Sadar Chowk, Maunath Bhanjan - (U.P.) 275101
Ph.: (O) 0547-2222013, Mob. 9236761926, 9889123129, 9336010224
Email :faheembooks@gmail.com
Facebook: Maktabaalfaheem

₹ 360/-

PRINT ART Delhi- Ph. 23634222